خاص
نمبر
عمران سیریز
لارڈز
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''لارڈز'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہودیوں کی ایک تنظیم لارڈز جو بین الاقوامی تنظیم تھی، اس بار پاکیشیا اور عمران سے اس انداز میں ٹکراتی ہے کہ عمران شدید ترین زخمی حالت میں ہسپتال لایا گیا لیکن تمام ڈاکٹروں نے اس کی زندگی سے مایوسی کا اظہار کر دیا حتیٰ کہ ہمیشہ پرامید رہنے والے ڈاکٹر صدیقی نے بھی ہاتھ کھڑے کر دیئے لیکن جب اللہ تعالیٰ کو کسی کی زندگی مقصود ہو اور اس کے لئے بے لوث دعائیں مانگی جا رہی ہوں تو پھر وہ کچھ ہو جاتا ہے جس پر کسی کو یقین نہیں آتا لیکن حقیقت سامنے ہوتی ہے۔ عمران کا علاج جب جوزف نے شروع کیا تو موت کی طرف تیزی سے بڑھتا ہوا عمران اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے واپس زندگی کی طرف لوٹنے لگا اور ڈاکٹروں کے لٹکے ہوئے چہرے تیزی سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھے۔ یہ علاج کیا تھا اس کی تفصیل تو آپ کتاب میں پڑھ لیں گے لیکن اس بار صرف عمران ہی نہیں بلکہ سیکرٹ سروس کی ٹیم جب صفدر کے فلیٹ میں جمع تھی تو ان پر بھی اندھا دھند گولیاں برسائی گئیں اور نہتے اور آنے والی موت سے بے خبر سیکرٹ سروس کے ممبران کا حشر کیا ہوا یہ بھی آپ کو ناول پڑھنے سے ہی معلوم ہو گا

اور مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کی پسند کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کم نہیں ہیں۔

میاں چنوں سے وحید اسلم لکھتے ہیں کہ آپ کے ناول تب سے پڑھ رہا ہوں جب میں پرائمری کلاس میں تھا اور اب کالج میں پہنچ کر بھی اسی طرح ذوق شوق سے پڑھتا ہوں۔ آپ کے ناول واقعی اچھے ہوتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ آپ اپنے بچوں کی کہانیوں کے کردار عمرو عیار اور ٹارزن کا ٹکراؤ بھی عمران سے کسی ناول میں کرا دیں۔ امید ہے آپ میری فرمائش پوری کریں گے۔

محترم وحید اسلم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے عمران کے ساتھ عمرو عیار اور ٹارزن کے مقابلے پر ناول لکھنے کی فرمائش کی ہے۔ عمران کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ عمرو عیار اور ٹارزن دونوں کی صفات کا مجموعہ ہے۔ عمرو عیار کی عیاری اور ٹارزن کی بہادری دونوں عمران میں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ اس لئے آپ بھی عمران کو پڑھتے وقت یہی بات ذہن میں رکھا کریں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

میاں چنوں سے محمد فیصل خان لکھتے ہیں کہ میں آپ کے ناول گزشتہ تین سالوں سے پڑھ رہا ہوں۔ آپ کا ہر ناول بے حد دلچسپ اور دلکش ہے۔ ایک قاری کے خط کے جواب میں آپ نے لکھا تھا کہ آپ بہت جلد این جی اوز پر لکھیں گے۔ کیا آپ نے واقعی اس پر ناول لکھا ہے تو اس کا نام بتا دیں۔ اگر نہیں لکھا تو بھی اپنا وعدہ ضرور پورا کریں۔

محترم محمد فیصل خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک این جی اوز پر ناول لکھنے کا تعلق ہے تو ابھی تک ایسا ناول نہیں لکھا گیا۔ اس کی وجہ بھی ہے کہ بعض این جی اوز واقعی انتہائی مخلصانہ انداز میں کام کر رہی ہیں اور عملی طور پر وہ معاشرے کے لئے انتہائی سود مند بھی رہتی ہیں۔ لیکن سب ایسی نہیں ہیں۔ بعض ایسی بھی ہیں جن کے مقاصد وہ نہیں ہوتے جو وہ ظاہر کرتی ہیں۔ گو ان کی تعداد کم ہے لیکن بہرحال وہ موجود ہیں اور ظاہر ہے ناول ایسی این جی اوز کے بارے میں لکھا جائے گا اور جس طرح کہا جاتا ہے کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کر دیتی ہے اسی طرح ایسی این جی اوز سب کے لئے بدنامی کا باعث بنتی ہیں اور اچھے مقاصد کے لئے کام کرنے والی این جی اوز کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ بہرحال جلد ہی اس موضوع پر لکھوں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

راولپنڈی سے مشتاق خان بلوچ لکھتے ہیں۔ میں آپ کے ناول پڑھتا رہتا ہوں۔ آپ نے جاسوسی ادب کو جس بلندی پر پہنچا دیا ہے اور آپ کا طرز تحریر جس طرح دلکش اور سحر انگیز ہے اس پر واقعی رشک آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو ہمیشہ صحت کی دولت سے مالا مال رکھے اور آپ نوجوانوں کی کردار سازی کا

فریضہ ایسے ہی سرانجام دیتے رہیں۔ ایک درخواست ہے کہ آپ جوانا سے بھی کام لیا کریں اسے صرف رانا ہاؤس تک ہی پابند نہ کر دیں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ فرمائیں گے۔

محترم مشتاق خان بلوچ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے میرے بارے میں جو کچھ لکھا ہے میں اس کے لئے بھی آپ کا مشکور ہوں۔ جہاں تک جوانا سے کام لینے کا تعلق ہے تو انشاء اللہ جلد ہی آپ کی فرمائش پوری کر دوں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار ریگن کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے ایک سائیڈ پر بنے ہوئے کار سٹینڈ کی طرف لے گیا۔ جہاں ہر طرف چند کاریں موجود تھیں جبکہ وسیع و عریض کار سٹینڈ خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران نے کار ایک خالی جگہ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے اسے لاک کیا۔ اسی لمحے کار سٹینڈ کے ایک لڑکے نے اسے ایک کارڈ دیا۔ عمران نے کارڈ کو ایک نظر دیکھا اور پھر جیب میں رکھ کر وہ کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ یہ شام کا وقت تھا اس لئے اس وقت یہاں کوئی گہما گہمی نظر نہ آ رہی تھی کیونکہ کلب میں رونق رات گئے ہوتی تھی اور جیسے جیسے رات گہری ہوتی جاتی تھی رونق بھی بڑھتی چلی جاتی تھی۔ ریگن کلب اپنے فنکشنز کی وجہ سے بے حد مقبول تھا۔ ان فنکشنز میں فیشن شوز زیادہ مشہور تھے لیکن عمران کو چونکہ ان فیشن شوز سے کوئی دلچسپی نہ تھی اس لئے وہ کم ہی اس کلب میں آتا تھا۔ آج اس وقت بھی اس کی آمد

کی ایک خاص وجہ تھی۔ اسے ٹائیگر نے بتایا تھا کہ ریگن کلب کا مالک اور جنرل مینجر اسمتھ ایکریمین نژاد ہے اور وہ اس کلب کو خریدنے سے پہلے ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی میں کام کرتا رہا ہے۔ وہاں سے ریٹائرمنٹ کے بعد وہ اپنے کسی دوست کے ساتھ پاکیشیا آیا تو اسے یہ کلب پسند آ گیا۔ کلب ان دنوں برائے فروخت تھا۔ اسمتھ نے اسے خرید لیا اور تب سے وہ اس کلب کا مالک ہے۔ عمران چونکہ اس کلب میں بہت کم آتا تھا اس لئے اس کی ملاقات کبھی اسمتھ سے نہ ہوئی تھی۔ آج جب وہ اس کلب کے سامنے سے گزرا تو اسے ٹائیگر کی بات یاد آ گئی اور اس نے کار کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف موڑ دی۔ وہ اسمتھ سے ملنا چاہتا تھا۔ عمران کے لئے اس ملاقات میں دلچسپی یہ تھی کہ اسمتھ کسی ایکریمین ایجنسی میں کام کرتا رہا تھا اس لئے عمران کا خیال تھا کہ شاید وہ اسے پہچانتا ہو یا پہلے اس سے ملاقات ہو چکی ہو۔ کلب میں داخل ہو کر عمران کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں دو لڑکیاں موجود تھیں۔ ایک کے سامنے فون سیٹ پڑا ہوا تھا جبکہ دوسری ویسے ہی کاؤنٹر کے پیچھے کھڑی تھی۔

''یس سر''...... فون سیٹ کے سامنے موجود لڑکی نے عمران کے کاؤنٹر پر رکتے ہی کہا۔

''جنرل مینجر اسمتھ سے کہو کہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذات خود اس سے ملنا چاہتا ہے''...... عمران نے کہا

تو دونوں لڑکیوں نے ایک دوسرے کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہوں کہ کیا پاگلوں کے سینگ ہوتے ہیں۔

''آپ کو جنرل مینجر صاحب سے ملاقات کا وقت لینا پڑے گا''...... فون سیٹ کے سامنے موجود لڑکی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا بھاؤ ہے وقت کا یہاں''...... عمران نے کہا تو دونوں لڑکیاں بے اختیار چونک پڑیں۔

''بھاؤ۔ کیا مطلب''...... دونوں لڑکیوں نے تقریباً بیک وقت ہی کہا۔

''وقت لینا پڑے گا تو ادائیگی بھی کرنا پڑے گی۔ اس کا کوئی بھاؤ تو ہو گا''...... عمران نے جواب دیا اور لڑکیوں نے ایک بار پھر ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ ان کے چہروں پر ابھر آنے والی مسکراہٹ نمایاں نظر آ رہی تھی۔

''عمران صاحب۔ آپ اور یہاں''...... اسی وقت سائیڈ سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو عمران نے چونک کر اس طرف دیکھا جہاں سے آواز آئی تھی اور دوسرے لمحے اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ یہ احسان احمد تھا جسے روزگار نہ مل رہا تھا اور عمران نے ایک ہوٹل کے چیئرمین سے کہہ کر اسے وہاں نوکری دلا دی تھی۔

''ارے تم۔ کیا ہوٹل چھوڑ دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہاں مجھے اسسٹنٹ مینجر کی سیٹ مل گئی ہے اس لئے میں یہاں آ گیا ہوں۔ آپ یہاں کیسے آئے۔ آئیے میرے آفس میں آ جائیں"...... احسان احمد نے قریب آ کر بڑے پرخلوص انداز میں عمران کو سلام کرتے ہوئے کہا۔ اس بار دونوں لڑکیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میں ان سے جنرل مینجر اسمتھ سے ملاقات کا بھاؤ پوچھ رہا تھا"......عمران نے کہا تو احسان احمد بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ میرے ساتھ آئیے عمران صاحب"...... احسان احمد نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"لیکن تمہارا بھی تو بھاؤ پوچھنا پڑے گا۔ ہوسکتا ہے بھاؤ اتنا ہو کہ میں خرید ہی نہ سکوں"......عمران نے کہا تو لڑکیوں کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔ شاید وہ یہ سوچ کر پریشان ہو رہی تھیں کہ اسسٹنٹ مینجر انہیں ڈانٹ نہ پلا دے۔

"عمران صاحب۔ آپ سے ملاقات میرے لئے اعزاز ہے۔ آیئے۔ میں جنرل مینجر سے آپ کی ملاقات کراتا ہوں"۔ احسان احمد نے کہا۔

"او کے چلو"......عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ایک گیلری میں داخل ہوئے جس کے آخر میں ایک بند دروازہ تھا جس کے ساتھ اسمتھ کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔ احسان احمد نے دروازے پر دستک دی اور اسے دبا کر کھولا۔

"آیئے جناب"......احسان احمد نے عمران سے کہا اور پھر کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہاں آفس ٹیبل کے پیچھے اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر ایک بڑی عمر کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ جناب اسمتھ ہیں مالک اور جنرل مینجر ریگن کلب۔ اور یہ ہیں جناب علی عمران صاحب"...... احسان احمد نے باقاعدہ دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"علی عمران، ٹائیگر کے استاد"...... اسمتھ نے چونک کر کہا اور احسان احمد نے اثبات میں سر ہلایا تو اسمتھ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"مجھے بے حد خوشی ہے کہ آپ سے ملاقات ہو رہی ہے۔ ٹائیگر میرا بہت اچھا دوست ہے۔ وہ آپ کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ میرا تعلق بھی ایک ایجنسی سے رہا ہے"...... اسمتھ نے میز کی سائیڈ پر آتے ہوئے کہا اور پھر باقاعدہ مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"آج زندگی میں پہلی بار ایسا ہو رہا ہے اس لئے مجھے بھی خوشی ہو رہی ہے"......عمران نے کہا۔

"جی۔ کیا مطلب"...... احسان احمد اور اسمتھ دونوں نے چونک کر کہا۔

"مجھے میرے شاگرد کے ذریعے پہچانا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے میری وجہ سے میرا شاگرد پہچانا جاتا تھا"......عمران نے کہا تو اسمتھ اور احسان احمد دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

’’آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے‘‘...... اسمتھ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے عمران سے پوچھا تو عمران نے ایپل جوس کا کہہ دیا۔

’’میں ایپل جوس بھجواتا ہوں‘‘...... احسان احمد نے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

’’آپ کا تعلق ایکریمیا کی کس ایجنسی سے رہا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ایک سرکاری ایجنسی تھی ریڈ ڈاٹ‘‘...... اسمتھ نے جواب دیا۔

’’جس کا چیف ہوبرٹ تھا‘‘...... عمران نے کہا تو اسمتھ بے اختیار چونک پڑا۔

’’آپ جانتے ہیں ہوبرٹ کو‘‘...... اسمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہاں بہت اچھی طرح۔ کیوں کیا ہوا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ایجنسی سے فارغ ہونے کے بعد اس نے اپنی ذاتی ایجنسی بنا لی تھی جس کا نام اس نے بلیک ڈاٹ رکھا تھا لیکن حکومت نے اسے ایجنسی کا لائسنس دینے سے انکار کر دیا تھا۔ جس پر وہ ایکریمیا چھوڑ کر گریٹ لینڈ شفٹ ہو گیا۔ وہ میرا استاد بھی تھا۔ میں اس سے ملنے جاتا رہا تھا لیکن ایک سال پہلے اسے گریٹ لینڈ میں شوٹ کر دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اس کی موت میں گرے ہاؤنڈز کا ہاتھ ہے‘‘۔ اسمتھ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کرتا، آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں

ایپل جوس کے دو بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ نوجوان نے ایک گلاس عمران کے سامنے اور دوسرا گلاس اسمتھ کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھا کر واپس چلا گیا۔

’’گرے ہاؤنڈز کیا سرکاری تنظیم ہے‘‘...... عمران نے جوس سپ کرتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ پرائیویٹ تنظیم ہے۔ بین الاقوامی سطح پر منظم کی جا رہی ہے۔ اسلحہ اور ڈرگ دونوں میں کافی آگے ہے۔ ویسے کہا جاتا ہے کہ اس کے پیچھے یہودیوں کا ہاتھ ہے‘‘...... اسمتھ نے بھی جوس کا سپ لیتے ہوئے جواب دیا۔

’’ہوبرٹ کو کیوں شوٹ کیا گیا‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’ہوبرٹ کو یہودی پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ ریڈ ڈاٹ میں تھا تو اکثر یہودیوں کے خلاف کام کرتا رہتا تھا‘‘...... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر کچھ دیر مزید بیٹھ کر عمران نے اس سے اجازت لی اور پھر دوسری گیلری میں واقع احسان احمد کے آفس میں اس نے تھوڑا سا وقت گزارا اور پھر اپنی کار لے کر وہ فلیٹ پر واپس آ گیا۔ اس کے ذہن میں گرے ہاؤنڈز کا نام چپک سا گیا تھا۔

اس نے یہ نام پہلے بھی سن رکھا تھا لیکن اس کا خیال تھا کہ دنیا میں ہزاروں مجرم تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ ان میں سے ایک گرے ہاؤنڈز بھی ہو گی لیکن اسمتھ کی بات سن کر کہ اس کے پیچھے یہودی

لابی ہے۔ اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں۔
پاکیشیا میں پندرہ روز پہلے ایک سیاسی رہنما کو ہلاک کر دیا گیا تھا
اور اس قتل کے پیچھے گرے ہاؤنڈز کا نام لیا گیا تھا لیکن عمران نے
اس لئے اس کی پرواہ نہ کی تھی کہ وہ سیاسی رہنما پاکیشیا کی سیاست
میں کوئی بڑی اہمیت کا حامل نہ تھا لیکن اب عمران سوچ رہا تھا کہ
اسے اس سیاسی رہنما کا کیس خصوصی طور پر چیک کرنا پڑے گا کہ
کہیں وہ یہودیوں کے خلاف کام تو نہیں کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد
وہ فلیٹ میں بیٹھا پندرہ روز پہلے کے اخبارات دوبارہ پڑھ رہا تھا۔
اسے اس خبر کی تلاش تھی جس میں گرے ہاؤنڈز کا حوالہ دیا گیا تھا
اور پھر تھوڑی سی کوشش سے اسے وہ خبر دستیاب ہو گئی۔ سیاست
دان کا نام بشیر احسن تھا اور وہ حکومتی پارٹی سے متعلق نہ تھا۔ اسے
جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے اس انداز میں ہلاک کیا گیا تھا
کہ گولی ٹھیک اس کی کنپٹی پر لگی تھی اور سر کے درمیان سے گزر کر
دوسری طرف نکل گئی تھی۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ اسے دور مار
رائفل کا نشانہ بنایا گیا تھا اور مارنے والے کا نشانہ ایسا تھا کہ شاید
بہت کم لوگ دور مار رائفل سے اس قدر درست نشانہ لگا سکتے ہوں
گے۔

گولی لگنے سے بشیر احسن کی موت فوری ہو گئی تھی۔ رپورٹر نے
لکھا تھا کہ اس قدر درست نشانہ لگانے والے کے بارے میں بتایا
جاتا ہے کہ اس کا تعلق ایک مجرم تنظیم گرے ہاؤنڈز سے ہے لیکن

اس کی تصدیق نہیں ہو سکی تھی۔ عمران نے اخبار کو تہہ کر کے سامنے
موجود میز پر رکھا اور پھر جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اس پر
ٹائیگر کا نمبر پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد سکرین پر ٹائیگر کا نمبر اور
نام ڈسپلے ہونے لگا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی مؤدبانہ
آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر۔ پندرہ روز پہلے ایک حکومتی پارٹی کے سیاست دان بشیر
احسن کو دور مار رائفل سے ہلاک کیا گیا ہے اور اس بارے میں نیوز
پیپر کے رپورٹر نے لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اس قدر درست نشانہ
لگانے والے کا تعلق ایک مجرم تنظیم گرے ہاؤنڈز سے ہے۔ میں
آج ریگن کلب کے اسمتھ سے ملا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ گرے
ہاؤنڈز ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے جو ڈرگ اور اسلحے کو ڈیل
کرتی ہے اور اس کے پیچھے یہودی تنظیم کا ہاتھ ہے۔ اگر واقعی
پاکیشیائی سیاستدان بشیر احسن کی موت میں یہودی تنظیم کا ہاتھ ہے
تو یہ بڑی وارننگ بات ہے۔ تم اس سارے مسئلے کو چیک کرو اور
پھر مجھے تفصیلی رپورٹ دو''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں جلد ہی آپ کو رپورٹ دوں گا''...... ٹائیگر
نے کہا تو عمران نے او کے کہہ کر سیل فون آف کر کے جیب میں
ڈال لیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے اس طرح
چونک کر فون کی طرف دیکھا جیسے کوئی انہونی ہو گئی ہو لیکن پھر اس

نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ازاں فلیٹ بہ قبضہ خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں۔ ہم سب اکٹھے ہو کر تمہارے فلیٹ پر آ رہے ہیں''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی تو عمران اچھل پڑا۔

''لیکن بارات تو دولہا کی ہوتی ہے۔ دلہن تو بارات لے کر دولہا کے گھر نہیں آیا کرتی''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''تم ساری عمر یہ خواب ہی دیکھتے رہنا۔ کوئی عملی قدم تو تم نے اٹھانا نہیں ہے''...... دوسری طرف سے جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے جلدی سے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔ وہ جولیا کے فلیٹ کا نمبر پریس کر رہا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ابھی پوری ٹیم اس کے فلیٹ پر پہنچ جائے گی اور پھر اسے کسی بڑے ہوٹل میں انہیں دعوت کھلانا پڑے گی۔ اس سے بہتر ہے کہ وہ خود وہاں پہنچ جائے اور پھر دعوت کا اہتمام کیا جائے۔ اس طرح سلیمان پر بوجھ نہیں پڑے گا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

''یس۔ جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا کی آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا کیونکہ اُسے خدشہ رہتا تھا کہ کہیں ایکسٹو کی کال نہ ہو۔

''تم بولتی بہت اچھا ہو اس لئے میں تمہیں سننے کے لئے خود تمہارے فلیٹ پر آ رہا ہوں۔ پھر تمہاری مرضی ملہار سنانا، بھرویں یا راگ دیپک''...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور پھر فوراً ہی کریڈل دبا دیا تا کہ جولیا کوئی جواب نہ دے سکے اور پھر رسیور رکھتے ہی وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف چل پڑا۔

''میں جولیا کے فلیٹ پر جا رہا ہوں سلیمان۔ وہاں پوری ٹیم اکٹھی ہے۔ کوئی مسئلہ ہو تو مجھے وہیں فون کر لینا''...... عمران نے راہداری میں رک کر باورچی خانے میں موجود سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کس ہوٹل میں دعوت کھلا رہے ہیں آپ''...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''جو وہ پسند کریں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ سوری۔ تمہیں تو دعوت نہیں دی جا رہی۔ تم اپنا پکا ہوا ہی کھانا۔ پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ مجھ پر کیا گزرتی ہے تمہارا پکا ہوا کھانا کھا کر''...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

''میں نے آج آپ کے لئے بہت سی قسموں کے پلاؤ بنائے تھے۔ یخنی پلاؤ، نور محل پلاؤ، کشمش پلاؤ، نرگسی پلاؤ''...... سلیمان

نے پلاؤ گنوانا شروع کر دیئے۔

''ارے ارے۔ اتنی قسم کے پلاؤ بھی ہوتے ہیں۔ پہلے تو تم نے کبھی ان میں سے ایک پلاؤ بھی نہیں پکایا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی تو چالیس قسمیں پلاؤ کی اور بھی ہیں۔ آپ کو کیا پتہ کہ کھانا پکانا کتنا بڑا ٹاسک ہے۔ آپ ہوٹلوں میں جا کر وہ کچھ کھاتے ہیں جو مہذب لوگ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ سب پلاؤ تم نے آج ہی بنانے تھے۔ ٹھیک ہے میں ساری ٹیم کو یہیں لے آتا ہوں۔ چلو وہ بھی چکھ لیں اتنی قسم کے پلاؤ کا ذائقہ''...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان کے پہنچنے سے پہلے میں یہ سب پلاؤ کھا چکا ہوں گا اس لئے انہیں یہاں آنے کی تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے''۔ سلیمان کب ہار ماننے والا تھا۔

''اوکے۔ کل یہ سب پلاؤ تمہیں دوبارہ پکانا پڑیں گے۔ اللہ حافظ''۔ عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر فلیٹ سے باہر آ گیا۔ کچھ دیر بعد اس کی کار اس رہائشی پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں ان دنوں جولیا کی رہائش تھی کیونکہ چیف کے حکم پر تمام ممبران اپنی رہائش گاہیں تبدیل کرتے رہتے تھے۔ رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں پہنچ کر عمران نے وہاں اپنے ساتھیوں کی کاریں پارک ہوئی

دیکھیں تو وہ سمجھ گیا کہ واقعی جولیا کے فلیٹ میں پوری ٹیم موجود ہے۔ ویسے بھی جولیا اکیلی ہو تو وہ عمران تو کیا کسی ایک مرد کو اپنے فلیٹ میں کال نہیں کرتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران، جولیا کے فلیٹ کے دروازے کے سامنے موجود تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کال بیل کا بٹن پریس کرتا، دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور وہاں نعمانی کھڑا نظر آیا۔

''تم واک آؤٹ کر رہے ہو یا ریس آؤٹ''...... عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں تو اپنی کار لاک کرنے جا رہا تھا۔ مجھے اچانک یاد آیا کہ میں اسے لاک کرنا بھول گیا ہوں''...... نعمانی نے باہر آتے ہوئے کہا۔

''یہاں کس بات پر میٹنگ ہو رہی ہے۔ کس نے بلائی ہے یہ میٹنگ''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے تو مس جولیا کی کال آئی تھی۔ میں تو ابھی کچھ دیر پہلے یہاں پہنچا ہوں باقی سب ساتھی مجھ سے پہلے آئے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں کار لاک کر آؤں''...... نعمانی نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا برآمدے میں آگے بڑھ گیا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور گیلری سے ہوتا ہوا جب بڑے ہال نما کمرے میں پہنچا تو وہاں پوری ٹیم صوفوں پر بیٹھی ہوئی سیب کا جوس پینے میں مصروف تھی۔ ایک خالی گلاس بھی میز پر پڑا ہوا تھا۔ شاید نعمانی کو جوس پی کر یاد

آیا تھا کہ اس نے کار لاک نہیں کی۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ یا اہلیان جولیا فلیٹ''...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے خشوع خضوع سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ عمران صاحب۔ اگر آپ پانچ منٹ مزید دیر سے آتے تو ہم سب آپ کے فلیٹ پر پہنچنے والے تھے''...... صفدر نے سلام کا جواب اسی طرح خشوع خضوع سے دیتے ہوئے کہا۔

''نعمانی کو شاید ابتدائی رپورٹ کرنے کے لئے پہلے بھیج دیا ہے آپ لوگوں نے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''وہ کار لاک کرنا بھول گیا تھا اور جوس پیتے ہوئے اچانک اسے یاد آ گیا کہ اس نے کار لاک نہیں کی۔ کہیں چوری نہ ہو جائے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''یہ مجمع کس مقصد کے لئے یہاں بلایا گیا ہے''...... عمران نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ جولیا کے اشارے پر صالحہ نے اٹھ کر فریج میں سے ایک گلاس نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ گلاس سیب کے جوس سے بھرا ہوا تھا۔

''ارے واہ۔ مجھ جیسے کرایہ دار کو بھی مالکوں جیسا ٹریٹ منٹ''۔ عمران نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

''فضول باتیں مت کرو۔ تم ہمارے لیڈر ہو۔ کرائے دار نہیں

ہو''...... جولیا نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''اپنے چیف سے کہو کہ وہ بھی میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرے''...... عمران نے جوس سپ کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی۔

''نعمانی آیا ہو گا۔ میں کھولتا ہوں دروازہ''...... صفدر نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''عمران صاحب۔ گزشتہ کئی ماہ سے ہم فارغ بیٹھے ہیں۔ ہمارے ساتھی ہم سے گلہ کرتے ہیں کہ ہمیں تو کبھی کبھار مشن مل جاتا ہے لیکن انہیں مقامی طور پر کام کرنا پڑتا ہے جو کہ نہ کرنے کے برابر ہوتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا بڑا آسان سا حل ہے کہ پاکیشیا کے خلاف خود کام کرنا شروع کر دو۔ چیف پھر تمہیں مشن دے گا۔ اس پر تم جتنا چاہے وقت لگاتے رہنا۔ تنخواہیں تو ملتی رہیں گی۔ تنویر، صفدر سے لڑ رہا ہو گا۔ کیپٹن شکیل، نعمانی سے، صدیقی، چوہان سے اور صالحہ، جولیا سے۔ واہ۔ کیا خوبصورت مناظر ہوں گے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے''...... عمران نے مزے لے لے کر بولتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں پہلے کہا تھا کہ یہ بات اس کے سامنے مت کرنا۔ یہ ہمارا جی بھر کر مذاق اڑائے گا لیکن تم میں سے کسی نے بھی میری بات نہیں مانی۔ اب بھگتو''...... تنویر نے چڑانے کے انداز

میں کہا۔ صفدر اور نعمانی بھی واپس آ کر صوفوں پر بیٹھ چکے تھے۔

''ارے ارے۔ اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔ دوسروں سے بھی لڑنا اور اپنوں سے بھی لڑنا۔ مقصد تو لڑنا ہی ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر آپ اس طرح ہمارا مذاق اڑاتے رہیں گے تو ہم سب ابھی آپ کے سامنے استعفے لکھ کر مس جولیا کو دے دیں گے اور پھر چیف چاہے کچھ بھی کہتا رہے، کچھ بھی ہمارے ساتھ سلوک کرے، ہمیں گولیاں مار دے، جو چاہے کرے۔ ہم استعفے واپس نہیں لیں گے اور آپ بھی سن لیں۔ ہم نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے''...... صفدر نے بڑے گمبھیر لہجے میں کہا۔

''تو پھر چیف کے پاس تین طریقے رہ جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تمہاری شادیاں کرا کر تم سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارہ پا لے۔ دوسرا تم سب کو گولیاں مروا دے اور تمہاری لاشیں پاکیشیا کے لئے اس قدر کام کرنے کے باوجود کچرے کے ڈھیروں میں پڑی ملیں کیونکہ تم نے پاکیشیا کے لئے کام کرنے سے انکار کیا ہے اور تیسرا اور آخری طریقہ یہ ہے کہ وہ خود پاکیشیا سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے کر کسی دوسرے ملک میں گم نامی کی زندگی گزار دے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم غلط کہہ رہے ہو۔ چیف ایسا نہیں کر سکتا''...... تنویر نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اور چوتھا طریقہ بھی بتا دوں کہ پہلے چیف پاکیشیا کے خلاف سازشیں کرائے اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اس مشن پر کام کرائے تا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کام باقاعدگی سے ملتا رہے''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہم سب بالکل غلط سوچ رہے ہیں۔ عمران درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں اپنی سوچ بدلنا ہو گی''...... اچانک تنویر نے کہا تو سب تنویر کو اس طرح حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے جیسے پہلی بار تنویر کو دیکھ رہے ہوں۔

''تم ہی ان باتوں میں سب سے آگے تھے اور اب تم ہی الٹ بات کر رہے ہو''...... صفدر نے کہا۔

''میں غلطی پر تھا۔ میں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ جب پاکیشیا کے خلاف کوئی سازش ہو ہی نہیں رہی تو پھر مشن کہاں سے آئے گا''۔ تنویر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس کا بٹن آن کیا تو سکرین پر ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

''یس''...... عمران نے بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... ٹائیگر کی آواز سیل فون سے سنائی دی تو سب چونک پڑے۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... عمران نے کہا۔

"باس۔ آپ نے بشیر احسن والا کام میرے ذمے لگایا تھا۔ میں نے اس کی رپورٹ حاصل کر لی ہے۔ بشیر احسن کو پیشہ ور قاتل سے مروایا گیا ہے۔ اس قاتل کو خصوصی طور پر ایک یورپی ملک آمانیہ سے ہائر کیا گیا تھا۔ اس قاتل کا نام البرٹ ہومر ہے اور وہ دنیا کا بہترین دور مار رائفل نشانہ باز سمجھا جاتا ہے۔ اس کی خدمات گرے ہاؤنڈز نے حاصل کی تھیں۔ گرے ہاؤنڈز کا خاص آدمی پیٹر جو آمانیہ کا رہنے والا ہے، البرٹ ہومر کے ساتھ پاکیشیا آیا تھا اور گرے ہاؤنڈز تنظیم بظاہر اسلحہ اور ڈرگ کی سمگلنگ کا کام کرتی ہے لیکن درحقیقت یہ یہودی لابی کے مفادات کا دنیا بھر میں تحفظ کرتی ہے۔ بشیر احسن کو اس لئے مروایا گیا کہ بشیر احسن گرے ہاؤنڈز کے خلاف پریس کانفرنس کرنا چاہتا تھا اور اس نے اس کا اظہار ایک ہفتہ پہلے کیا تھا"...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ رپورٹ درست ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے آمانیہ سے فون پر اس کی تصدیق کر لی ہے۔ آپ اگر حکم دیں تو میں آمانیہ خود جا سکتا ہوں تاکہ مزید معلومات حاصل کروں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ تمہارا یا میرا کام نہیں ہے۔ یہ رپورٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو بھیجی جائے گی۔ پھر وہ جو فیصلہ کریں گے اس پر عمل ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اللہ حافظ"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے بھی اللہ حافظ کہہ کر رابطہ ختم کیا اور سیل فون کو واپس جیب میں ڈال لیا۔

"عمران صاحب۔ آپ کو کیسے ان تنظیموں کے بارے میں اطلاعات ملتی ہیں جبکہ ہم کوشش بھی کرتے ہیں لیکن ایسی کوئی انفارمیشن نہیں ملتی"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ ہنس رہے ہیں۔ کوئی خاص بات"...... صفدر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ تم سب چاہتے ہو کہ پاکیشیا کے خلاف ایک نہیں سینکڑوں سازشیں ہوں اور تم سب ہر وقت مصروف رہو لیکن تمہاری مصروفیت کا نتیجہ پاکیشیا کو بھگتنا پڑے گا۔ نجانے کس کس طرح کی سازشوں کا شکار ہو جائے بے چارہ ہمارا ملک"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ لیکن ہم فارغ رہ رہ کر اپنے آپ سے بھی بے زار ہو گئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اس کا ایک اور حل بھی ہے۔ جیسے دو ٹیمیں بنی ہوئی ہیں اس طرح بنی رہیں اور میں چیف کو کہتا ہوں کہ اقوام متحدہ سے کوئی بھی ملک اپنے خلاف ہونے والی کارروائی کے لئے ہمارے چیف کی اجازت سے کسی ایک ٹیم کو کام دلا سکے"...... عمران نے کہا۔

"آپ ایسا کر دیں تو واقعی ہمیں کام ملنا شروع ہو جائے

گا''...... صفدر نے کہا۔
''نہیں صفدر۔ ہم نے ٹریننگ اپنے ملک کے تحفظ کے لئے لی ہوئی ہے۔ ہم دوسرے ملک کے لئے کام نہیں کر سکتے''...... جولیا نے یکلخت فیصلہ کن لہجے میں کہا۔
''جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ کام ہو یا نہ ہو۔ کام ہو گا تو پاکیشیا کے لئے''...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
''چلو یہ مسئلہ تو حل ہوا۔ اب کام ہے تو کرو۔ نہیں ہے تو نہ کرو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''عمران صاحب۔ یہ گرے ہاؤنڈز کا کیا سلسلہ ہے۔ بشیر احسن کون صاحب تھے اور آپ کو کس نے یہ معلومات مہیا کی ہیں اور کیوں کی ہیں''...... صفدر نے کہا۔
''کسی نے بھی مجھے معلومات نہیں دیں۔ میں نے اخبار میں پڑھا کہ سیاستدان بشیر احسن کو دور مار رائفل سے گولی ماری گئی جو ان کی کنپٹی میں گھس کر سر کے پچھلے حصے سے باہر نکل گئی۔ ایسا نشانہ بہت مشکل ہوتا ہے اور کوئی کوئی اس کا ماہر ہوتا ہے۔ ہر ایک ایسا نشانہ نہیں لگا سکتا۔ بہرحال اس کے ساتھ ہی گرے ہاؤنڈز کا نام بھی لیا گیا لیکن یہ بتایا گیا کہ یہ تنظیم اسلحہ اور ڈرگ کو ڈیل کرتی ہے۔
اب ایسی تو ہزاروں تنظیمیں ہیں جو کام کر رہی ہیں۔ ایسی تنظیمیں سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتیں اس لئے میں

خاموش ہو گیا۔ آج میں ٹائیگر کے ایک دوست رنگین کلب کے جنرل مینجر سے ملا۔ اس نے ویسے ہی باتوں میں گرے ہاؤنڈز کا ذکر کر دیا۔ اس نے بتایا کہ گرے ہاؤنڈز کی پشت پر یہودی ہیں اور گرے ہاؤنڈز کے ذریعے وہ اسلام دشمنی کی خصوصی وارداتیں کراتے ہیں جس پر میں چونک پڑا اور پھر فلیٹ پر پہنچ کر میں نے ٹائیگر کو سیل فون پر کال کر کے بشیر احسن کے قاتل کی تلاش اور گرے ہاؤنڈز کے بارے میں جو کچھ وہ یہاں کرتی ہے، کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کا کہا تاکہ اس کی روشنی میں فیصلہ کیا جا سکے کہ ہم نے اس کے خلاف کام کرنا ہے یا نہیں اور ٹائیگر نے رپورٹ تمہارے سامنے دی ہے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
''تو اب آپ کیا کریں گے''...... صفدر نے کہا۔
''اگر جولیا اجازت دے تو میں یہاں سے سرسلطان کو فون کر کے کہوں کہ وہ ہم دونوں کے مشترکہ بزرگ ہیں اس لئے وہ ہم دونوں کا خصوصی خیال رکھیں۔ خاص طور پر سیکرٹ سروس کے کیدو سے ہمیں بچائیں''...... عمران بھلا آسانی سے سیدھی پٹڑی پر تو نہیں چل سکتا تھا۔
''عمران صاحب۔ یہ سیریس معاملہ ہے۔ بشیر احسن کو کسی خاص مقصد کے لئے گرے ہاؤنڈز نے ہلاک کرایا ہو گا۔ آپ سیدھی طرح کہیں کہ آپ یہاں سے سرسلطان کو فون کر کے اس بشیر احسن

کے بارے میں ان سے معلومات حاصل کریں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سوائے تنویر کے سب نے اس کی تائید کر دی۔

''تمہیں رانجھا بننے کا بہت شوق ہے لیکن تم ساری عمر ونجھلی ہی بجاتے رہ جاؤ گے''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تنویر۔ تم سے خاموش نہیں رہا جاتا اور عمران۔ میری لاسٹ وارننگ سن لو۔ اب اگر تم نے ایسا مذاق کیا تو میں تم سے ملنا بھی چھوڑ دوں گی''...... جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے اچھی خاصی محفل کو خراب کر دیا ہے۔ کیا آپ کو اس میں لطف آتا ہے''...... صدیقی نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''میں بات کراتا ہوں عمران صاحب۔ ہولڈ کریں''...... پی اے نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنی جان چھڑانا چاہتا ہو۔

''ہیلو۔ سرسلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی بھاری آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی''...... عمران نے ایک بار پھر اپنے مخصوص انداز میں اپنا تعارف کرانا شروع کر دیا۔

''میں ضروری میٹنگ میں مصروف ہوں۔ اگر کوئی ایمرجنسی ہے تو بتا دو ورنہ دو گھنٹے بعد فون کرنا''...... سرسلطان نے اسے درمیان سے ٹوکتے ہوئے کہا۔

''اوہ سوری۔ آپ کو ڈسٹرب کیا۔ بہرحال پچھلے دنوں پاکیشیا کے ایک سیاستدان بشیر احسن کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ یہ بشیر احسن کیا کر رہا تھا اس کے مقصد کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں اور وجہ ہلاکت بھی معلوم کرنی ہے کیونکہ آج ہی مجھے اطلاع ملی ہے کہ بشیر احسن کے قتل میں ایک ایسی تنظیم ملوث ہے جو یہودی لابی کے لئے کام کرتی ہے''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ سرسلطان میٹنگ کے دوران ذہنی طور پر ڈسٹرب رہیں۔

''مجھے ذاتی طور پر تو اس کا علم نہیں البتہ وزارت داخلہ کے تحت پولیس اور انوسٹی گیشن ایجنسیاں ان معالات پر کام کرتی رہتی ہیں۔ وزارت داخلہ کے پاس ان کی فائلیں ہوتی ہیں اور وزارت داخلہ کے سیکرٹری عبدالجبار خان ریٹائر ہو گئے ہیں۔ آج کل سیکرٹری وزارت داخلہ احمد رشید ہیں۔ میں انہیں کہہ دیتا ہوں۔ تم وہاں فون کر لو''...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے اچھی طرح سمجھا دیجئے گا۔ ایسا نہ ہو کہ پھر وہ آپ کو

فون کرتا پھرے'' ...... عمران نے کہا۔

''بکواس مت کرو۔ وہ انتہائی سنجیدہ اور انتہائی قابل سیکرٹری ہیں اور تمہارے ڈیڈی کی بے حد عزت کرتے ہیں'' ...... سرسلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ نمبر بتا دیں'' ...... عمران نے کہا۔

''پی اے بتا دے گا'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ کٹ گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ اس کا مطلب ہے کہ کیس کا آغاز ہو گیا ہے'' ...... صفدر نے کہا۔

''ارے ارے اتنی جلدی کی ضرورت نہیں ہے۔ سرسلطان کے ذریعے جو معلومات ملیں گی ان کو چیف کے سامنے رکھا جائے گا اور ساتھ ہی باقاعدہ قبرستان میں بیٹھ کر چلہ کیا جائے گا تاکہ نقاب پوش چیف کے دل میں رحم آ جائے اور اسے مشن کا درجہ دے کر آپریشن کا حکم دے تاکہ مفلس اور قلاش آدمی کو روٹی کا چھوٹا سا ٹکڑا میسر آ جائے'' ...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی اور سب عمران کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ اس مشن میں ہم ساتھ جائیں گے۔ اگر آپ ساتھ نہیں لے جائیں گے تو ہم آپ سے علیحدہ ہو جائیں گے اور اپنے طور پر مشن مکمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ ہمارا حتمی فیصلہ ہے'' ...... صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم نے جو کہا ہے وہ بھی چیف کو بتا دوں گا۔ یہ بھی بتا دوں گا کہ یہ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کا حتمی فیصلہ ہے۔ چیف مانے یا نہ مانے۔ اس کی مرضی'' ...... عمران نے کہا۔

''ارے ارے عمران صاحب۔ پلیز۔ آپ تو ہمیں چیف کے ہاتھوں ہلاک کرانے پر تل گئے ہیں'' ...... صدیقی نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

''پھر فیصلہ کرنے سے پہلے کم از کم ڈپٹی چیف جولیا سے پوچھ لینا تھا'' ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں اس کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتی۔ ہمیں اکٹھے رہنا چاہئے۔ یہ سروس میں دو گروپ بنانا انتہائی غلط ہے البتہ صدیقی اور اس کے ساتھی درست کہہ رہے ہیں۔ ہم صرف دو ماہ تک مشن نہ ملنے پر زندگی سے بیزار ہو چکے ہیں اور یہ تو کافی عرصہ سے فارغ بیٹھے ہیں۔ اب سماجی برائیوں کے خلاف جدوجہد کے لئے بھی کوئی نہ کوئی ٹارگٹ ہونا چاہئے'' ...... جولیا نے باقاعدہ ڈپٹی چیف کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایک حل ہے اس کا کہ مشن پر جتنے آدمی لے جانے ہوں سب کے نام لکھ کر مطلوبہ تعداد کی پرچیاں نکالی جائیں۔ مس جولیا کو علیحدہ رکھیں۔ یہ لازماً سب کے ساتھ ہوں گی'' ...... صفدر نے کہا۔

''اور عمران کا کیا ہو گا۔ پرچی کے بغیر تو یہ جا ہی نہیں سکتا۔

پھر“...... تنویر نے کہا۔

”عمران تو لیڈر ہے۔ وہ تو لازماً لیڈ کرے گا“...... صفدر نے کہا تو تنویر نے بے اختیار منہ لٹکا لیا۔

”ایسا کرتے ہیں کہ ساری پرچیوں پر تنویر کا نام لکھ کر پرچی نکالتے ہیں۔ اگر تنویر کا نام نکل آئے تو“...... عمران بولتے بولتے دانستہ رک گیا۔

”تو کیا مطلب“...... تنویر کے علاوہ سب ساتھیوں نے چونک کر کہا۔

”تو تنویر اکیلا جا کر مشن مکمل کرے گا اور ہم پیچھے بیٹھ کر تالیاں بجائیں گے“...... عمران نے کہا تو پورا ہال بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ“...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں“...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ نمبر نوٹ کیجئے“...... پی اے نے بڑے نارمل انداز میں بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ بہت اچھی طرح عمران کی فطرت کو جانتا تھا اور پھر اس نے دو بار نمبر دوہرا کر گڈ بائی کہا اور

اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے پی اے کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

”پی اے ٹو سیکرٹری داخلہ“...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں۔ احمد رشید نامی سیکرٹری داخلہ سے میری بات کرائیں لیکن انہیں پیشگی کہہ دیں کہ میں صرف بات کرنے کا قائل نہیں ہوں ساتھ ہی چیت بھی کرتا ہوں تا کہ ہماری آنے والی نسلیں یاد رکھیں کہ پاکیشیا کے سیکرٹری صرف بات نہیں کرتے تھے“...... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور تنویر اور جولیا دونوں کے چہروں پر غصہ ابھر آیا جبکہ باقی ساتھی مسکرا رہے تھے۔

”سوری سر۔ وہ اس وقت ایک اہم میٹنگ میں مصروف ہیں۔ میٹنگ کے بعد وہ سرکاری کاموں میں مصروف ہو جائیں گے اس لئے دو روز تک ان سے ملاقات کا ٹائم ہی نہیں ہے۔ آپ دو روز بعد اس وقت فون کر کے معلوم کر لیجئے گا کہ کیا ان کے پاس بات چیت کا وقت ہے بھی سہی یا نہیں“...... دوسری طرف سے پی اے نے کاٹ کھانے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران اس طرح سر گھما کر دیکھنے لگا کہ جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھو اس کے ساتھ کتنی زیادتی ہو رہی ہے۔

”تم وقت ضائع کرنے کے ورلڈ چیمپئن ہو۔ نمبر ملاؤ اور رسیور مجھے دو۔ میں بات کرتی ہوں“...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور

رسیور اٹھا کر فون کا رخ عمران کی طرف پھیرتے ہوئے کہا۔

''تم اسے کیا کہو گی کہ تم علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہی ہو۔ لاؤ مجھے رسیور دو۔ اس بار دیکھنا کہ پی اے ننگے پیر بھاگتی ہوئی یہاں پہنچ جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔تم نے پھر بکواس کرنی ہے۔ٹھیک ہے۔ میں سر سلطان سے پوچھ لیتی ہوں۔ وہ میری بہت عزت کرتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ارے ارے ایسا ظلم نہ کرنا۔ سر سلطان جوتے اتارے یہاں پہنچ جائیں گے اور پھر مجھے اماں بی سے زیادہ سخت جوتے کھانے پڑیں گے کہ میں نے فون پر سرکاری وقت ضائع کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ سرکاری وقت ضائع کرنے کو ملک دشمنی قرار دیتی ہیں''۔ عمران نے کہا اور اس بار جولیا نے رسیور واپس رکھ دیا۔عمران نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری داخلہ''...... وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں۔ سیکرٹری خارجہ سر سلطان نے میرے لئے ان سے وقت لے لیا ہو گا۔ ویسے میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو پہلے بھی آپ نے فون کیا تھا۔ ہولڈ کریں''۔ اس بار دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں بعد پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''صوفے پر بیٹھا ہوں لائن پر نہیں البتہ بچپن میں ریلوے لائن پر تھک کر بیٹھ جایا کرتا تھا''...... عمران ایک بار پھر پٹڑی سے اترنے لگا تھا۔

''بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''......عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''احمد رشید بول رہا ہوں۔ سر سلطان نے فون کر کے مجھے بتایا ہے کہ تم کسی سیاستدان بشیر احسن مرحوم کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہو''...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز میں کہا گیا لیکن آواز میں معمولی سی لرزش بتا رہی تھی کہ بولنے والا خاصا بڑی عمر کا ہے۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ''...... عمران نے جواب میں کوئی بات کرنے کی بجائے بڑے خشوع خصوع سے سلام کر دیا۔

''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ و برکاۃ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے۔ بڑے طویل عرصے کے بعد مکمل سلام سنا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''بشیر احسن نامی سیاست دان کو پاکیشیا میں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اس بارے میں آپ کی وزارت میں فائل موجود ہو گی''۔ عمران

نے کہا۔

"سر سلطان کے فون آنے کے بعد میں نے معلوم کیا ہے لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ ان کے قتل کے بعد کیس پولیس کے پاس تھا لیکن انکوائری آگے نہ بڑھ رہی تھی جبکہ قومی اسمبلی اجلاس میں اس بارے میں سوال اٹھایا گیا تو حکم دیا گیا کہ کیس سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرد کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ابھی تک اس کیس کی فائل وزارت داخلہ کو موصول نہیں ہوئی"...... احمد رشید نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ میں خود مزید معلومات حاصل کر لوں گا۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم سب مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو جیسے بچے کسی شعبدہ باز کو دیکھتے ہیں کہ نجانے وہ اب کون سا شعبدہ دکھائے گا۔ تم نے گفتگو تو سن لی ہے اس کا مطلب ہے ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ فرض کیا اگر تمہیں بتایا گیا کہ فلاں قاتل ہے پھر تم کیا کرو گے۔ یہ مشن کس طرح بنے گا"...... جولیا نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کا دائرہ کار پولیس اور انٹیلی جنس سے ہٹ کر ہے۔ سیکرٹ سروس ملک و قوم کی سلامتی کے خلاف کام کرنے والوں کے خلاف کام کرتی ہے جبکہ انٹیلی جنس کا اپنا دائرہ کار ہے اور پولیس کا اپنا۔ ہم اس پر کام اس لئے کر رہے ہیں کہ اس

ہلاکت کے پیچھے گرے ہاؤنڈز تنظیم کام کر رہی ہے جس کو یہودی لابی کی سرپرستی ہے تو اس کے ہیڈکوارٹر کا خاتمہ ضروری ہے"۔ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا چیف کو اس کا علم ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی تو معاملات میرے اور ٹائیگر کے درمیان تھے کہ تم لوگوں نے مداخلت کر دی جس پر مجھے مزید کام کرنا پڑا"۔ عمران نے کہا۔

"چیف کو آپ کب اطلاع دیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہیں کام کرنے کی جلدی ہے لیکن اس میں تو ابھی وقت لگے گا البتہ تم سب کے لئے ایک کام تجویز کرتا ہوں۔ جب اصل کام سے فارغ ہو جاؤ تو کوئی اخبار اٹھا لیا کرو اور اسے پڑھنا شروع کر دیا کرو پھر دیکھو کہ کس قدر معلومات کا خزانہ تمہیں میسر آتا ہے اور مصروفیت بھی تمہیں دستیاب ہو جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اخبارات تو ہم روزانہ پڑھتے ہیں اور شاید پاکیشیا کے تمام شہری صبح اٹھ کر اخبار پڑھتے ہوں گے۔ مقامی اخبارات میں تو خبریں پڑھنے کو دل نہیں کرتا کیونکہ تمام خبریں وہی ہوتی ہیں جو شام سے رات گئے تک ٹی وی پر دکھائی جاتی ہیں البتہ اخبارات میں چھپنے والے کالم اور مضامین پڑھ لئے جاتے ہیں"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب شاید اخبارات کے مابین السطور پڑھتے ہیں‘‘۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

’’مابین السطور۔ یہ کیا ہوتا ہے۔ اخبار تو جیسے چھپا ہوا ہوتا ہے ویسے ہی سب پڑھتے ہیں‘‘...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کا عنصر نمایاں تھا اور وہ سب سوالیہ نظروں سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنے لگے۔

’’عمران صاحب بتائیں گے‘‘...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب کے چہرے عمران کی طرف گھوم گئے۔

’’سادہ سا لفظ ہے سطور۔ یہ سطر کی جمع اور مابین کا مطلب ہے دونوں کے درمیان تو مابین السطور کا مطلب ہے کہ دو سطروں کے درمیان‘‘...... عمران نے پرائمری سکول ٹیچر کی طرح کھول کر بیان کر دیا۔

’’دونوں سطروں کے درمیان۔ یہ کیا مطلب ہوا۔ دونوں سطروں کے درمیان تو خالی جگہ ہوتی ہے۔ وہاں تو کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا‘‘۔ اس بار تنویر نے کہا تو عمران اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

’’الٹا احمقانہ بات کر کے اب مجھ پر ہنس بھی رہے ہو۔ میں گولی مار دوں گا‘‘...... تنویر نے عمران اور کیپٹن شکیل کے ہنسنے پر چڑتے ہوئے کہا۔

’’ہم اس لئے ہنس رہے ہیں کہ ہم نے تو آج تک غور ہی نہیں

کیا کہ اخبار کی دونوں سطروں کے درمیان تو کچھ لکھا نہیں ہوتا۔ پھر مابین السطور کا کیا مطلب ہوا تو یہی اس کا جواب بھی ہے کہ اصل خبر سطروں میں نہیں لکھی ہوتی بلکہ اصل خبر سطروں کے درمیان خالی جگہ پر درج ہوتی ہے۔ جو لوگ مابین السطور پڑھ سکتے ہیں وہی اصل اخبار پڑھتے ہیں‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے سمجھ آ گئی لیکن آپ ہمیں کیوں اخبارات پڑھنے کے لئے خصوصی طور پر کہہ رہے ہیں‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’آج کل لوگ دوسروں کو لوٹنے کے لئے نئے سے نئے کام کرتے ہیں۔ روحانی عاملوں کی طرف سے ایسے ایسے اشتہارات شائع کئے جاتے ہیں کہ جیسے نعوذ باللہ پوری دنیا کا نظام ان کے ہاتھوں میں ہے۔ آپ ایسے اشتہارات پڑھنے کے بعد ان کو چیک کریں اور جو لوگ اس قبیح جرم میں ملوث ہوں انہیں ثبوتوں سمیت عدالتوں کے کٹہرے میں لائیں یا پھر تنویر ایکشن کر کے ان سے چھٹکارا حاصل کیا جائے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’آپ کی بات درست ہے۔ میں نے ایسے اشتہارات کثیر تعداد میں دیکھے ہیں۔ اخبار والے انہیں کیوں شائع کرتے ہیں۔ ایسے فضول اور لوٹ مار پر مبنی اشتہارات کیا صحافیوں کو نظر نہیں آتے‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’انہیں سب کچھ معلوم ہوتا ہے لیکن اشتہارات کے لئے جو بھاری معاوضہ ادا کیا جاتا ہے وہ نہیں چھوڑتے‘‘...... عمران نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا اخبارات میں صرف یہی اشتہارات چھپتے ہیں یا اور بھی کسی قسم کے اشتہارات ہوتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''روحانی عاملوں کے اشتہارات کے علاوہ بھی بے شمار ایسے اداروں کے اشتہارات ہوتے ہیں کہ وہ تو صرف لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں لیکن ان اداروں کے پردوں میں عوام کو بے خطر لوٹا جا رہا ہے مثلاً ایسے اداروں کے بے شمار اشتہارات تمہیں نظر آئیں گے جو لوگوں کو بیرون ملک تعلیم، کاروبار اور ملازمت کے سنہرے خواب دکھائیں گے اور پھر معاوضہ لینے کے بعد ان لوگوں کا کیا حشر کیا جاتا ہے یہ ریسرچ کے بعد معلوم ہو سکتا ہے۔

اسی طرح اخبارات میں بے شمار ایسے اشتہارات شائع ہوتے ہیں جنہیں پڑھ کر اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ اشتہار فریب دینے اور اپنے جال میں جکڑنے کے لئے شائع کئے جاتے ہیں۔ تم اس انداز میں اس کی انکوائری کر سکتے ہو کہ انہیں معلوم بھی نہ ہو سکے اور تم ان کے خلاف ثبوت حاصل کر کے انہیں انجام تک پہنچانے کے لئے عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر سکو اور پھر عوام کو بھی سمجھ آ جائے گی کہ وہ کس طرح اپنی سادگی کی وجہ سے فراڈ کا شکار بن جاتے ہیں''...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کے سوچنے کا کمال ہے۔ ہم بھی یہ سب کچھ پڑھتے اور دیکھتے ہیں۔ جو کچھ آپ بتا رہے ہیں لیکن ہم نے کبھی ایسا نہیں سوچا تھا لیکن اب ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ یہاں ہمارے اپنے ملک میں یہ ڈاکو اور لٹیرے مختلف روپ دھار کر سادہ دل عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں اور اخبارات کے مالکان صرف اشتہارات کے معاوضہ کی وصولی کے لئے ان کی اصلیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں''...... صدیقی نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ کام سیکرٹ سروس کا تو نہیں ہے۔ یہ تو پولیس اور انٹیلی جنس کا کام ہے''...... اس بار تنویر نے کہا۔

''میں تم سے نہیں کہہ رہا۔ جو لوگ کام کرنا چاہتے ہیں انہیں کہہ رہا ہوں۔ وہ فور سٹارز کے تحت یہ سب کام کر سکتے ہیں۔ فور سٹارز اور سنیک کلرز اسی لئے بنائی گئی ہیں''...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ کہاں جا رہے ہیں''...... صفدر نے چونک کر اور قدرے حیران ہو کر کہا۔

''سب باتیں ہو گئیں باقی گرے ہاؤنڈز پر ابھی بہت سا کام باقی ہے جو ہوتا رہے گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو یہاں کال اس لئے نہیں کیا گیا تھا کہ آپ صرف ہدایات دے کر اطمینان سے واپس چلے جائیں''۔

صفدر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''کھانا کھانا چاہتے ہو تو چلو میرے فلیٹ پر۔ سلیمان آج سپیشل کھانا تیار کر رہا ہے۔ اس قدر انگلیاں چاٹو گے کہ سرے سے انگلیاں ہی غائب ہو جائیں گی''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے فلیٹ میں ہم سب اکٹھے شاید کھڑے بھی نہ ہو سکیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ باہر سڑک پر چادر بچھا کر بٹھا دوں گا اور وہاں سے گزرنے والے یہی سمجھیں گے کہ عمران فوت ہو گیا ہے اور کئی تو ساتھ بیٹھ بھی جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''نانسنس۔ بغیر سوچے سمجھے بولنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ تم کوئی اور جنرل سا نام نہیں لے سکتے تھے۔ ضرور اپنا نام لینا ہے''۔ جولیا نے کھا جانے والے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا تھا۔

''چلو تنویر کا نام لے دیں گے۔ پھر تو ٹھیک ہے''...... عمران کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

''میرا نام مت لیا کرو ورنہ''...... تنویر نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سن لیا۔ تمہیں کہہ رہا ہے''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نن۔ نہیں مس جولیا۔ آپ کی بات نہیں ہو رہی''...... تنویر نے

بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ دارالحکومت میں ایک بے حد خوبصورت نیا ہوٹل بنا ہے۔ پری محل ہوٹل اس کا نام رکھا گیا ہے۔ اس کا آج افتتاح ہے اور ہم سب نے اس افتتاح میں شامل ہونا ہے۔ سنا ہے کہ واقعی پریوں کے محل جیسا ماحول بنایا گیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ فون کر کے بکنگ کرا لو۔ اب وہ کوئی چھوٹا سا دو کمروں کا ہوٹل تو نہیں ہو گا۔ وسیع و عریض ہالز ہوں گے۔ وہاں دس بارہ سیٹوں کی گنجائش تو نکل ہی آئے گی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سیٹیں تو ایک ہفتہ پہلے ہی بک ہو چکی ہیں۔ ہمیں پتہ آج چلا ہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تم نے مجھے کیا بنا لیا ہے۔ جب بھی کسی ہوٹل کا کوئی پرابلم سامنے آتا ہے تو تم سب میرے کندھوں پر سوار ہو جاتے ہو۔ ویسے یہ بتاؤ کہ تم تو کہہ رہے تھے کہ اخبارات تم روزانہ پڑھتے ہو اور اخبارات میں اشتہارات بھی آئے ہوں گے ہوٹل کے افتتاح کے بارے میں''...... عمران نے کہا۔

''ہمیں بچوں کی طرح ڈانٹنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم اپنے آپ کو بڑا طرم خان بنائے رکھتے ہو۔ اس لئے یہ کام تمہیں ہی کرنا ہے۔ چلو ریسپور اٹھاؤ اور بک کراؤ ہمارے لئے سیٹیں''...... جولیا نے

عمران کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جب عمران یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہے تو اسے وہاں کون جانتا ہو گا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے واقعی تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے اور ویسے بھی یہ پریوں کا محل ہے۔ اس میں ہم انسان جاتے ہوئے کیا اچھے لگیں گے''...... عمران نے ٹالنے کے سے انداز میں کہا۔

''جب میں کہہ رہی ہوں کہ ہم نے افتتاح میں ضرور جانا ہے تو پھر تم ٹال کیوں رہے ہو۔ بولو۔ جلدی بولو۔ کیا اب ہماری یہ حیثیت بھی نہیں رہی کہ تم ہمارا کوئی چھوٹا سا کام کر سکو۔ بولو جواب دو''...... جولیا نے غصے بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ اس قدر ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے میں کوشش کرتا ہوں''...... عمران نے کسی سعادت مند شوہر کی طرح گردن جھکاتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

''عمران صاحب۔ جولیا شادی سے پہلے اس طرح رعب ڈالتی ہے تو شادی کے بعد کیا ہو گا''...... خاموش بیٹھی ہوئی صالحہ نے کہا۔

''مت بولو۔ اسی طرح خاموش بیٹھی رہو۔ سمجھیں''...... جولیا نے صالحہ پر چڑھائی کر دی جبکہ عمران واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دو بار گھنٹی بجنے

کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

''سوپر فیاض سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو بول رہا ہوں''۔

دوسری طرف سے سوپر فیاض کی رعونت بھری آواز سنائی دی لیکن سوپر فیاض کی آواز سنتے ہی عمران کے ساتھی ایک دوسرے کو حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔ وہ تو توقع کر رہے تھے کہ عمران ہوٹل کے کسی بڑے کو فون کر کے سیٹوں کے بارے میں کہے گا لیکن عمران نے کال سوپر فیاض کو کی تھی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں سوپر فیاض کی طرح پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''تم۔ کیا ہوا کہ تم نے آفس ٹائم میں فون کیا ہے''...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سن کر بری طرح چونکتے ہوئے کہا گیا۔

''میں تم سے وقت لینا چاہتا ہوں تاکہ جس وقت تم چاہو تم پر فاتحہ خوانی کی جائے۔ اب دوستی کا اتنا تو تقاضا ہونا چاہئے کہ اس کی مرضی کے وقت اس پر فاتحہ خوانی کر دی جائے اور آج کل تو قل خوانی کے آخر میں ایسے ایسے مزے دار کھانے کھلائے جاتے ہیں کہ شاید شادی میں بھی اس قدر مزے دار کھانے پیش نہ کئے جاتے ہوں گے''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''تم نے فون کیوں کیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں ملک کا اعلیٰ عہدیدار ہوں اور میرے لئے تم سے بات کرنے کا وقت نکالنا

بے حد مشکل ہوتا ہے''...... سوپر فیاض نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ منہ بگاڑ کر بات کر رہا ہو۔

''اچھا تم افسر ہو۔ واہ''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تم ہنس رہے ہو۔ میں چاہوں تو ابھی تمہارے فلیٹ پر ریڈ کر دوں اور پھر تمہیں ہتھکڑیاں ڈال کر یہاں لا کر جیل میں ڈال دوں لیکن تمہارے ڈیڈی چوبیس گھنٹے میرے سر پر سوار رہتے ہیں''۔ اس بار سوپر فیاض کا لہجہ واقعی رونے والا ہو رہا تھا۔

''چلو ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ آج ہوٹل پری محل کا افتتاح ہے۔ معلوم ہے نا تمہیں''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے کیونکہ اب انہیں سمجھ آ گئی تھی کہ عمران کیا راستہ اختیار کر رہا ہے۔

''ہاں کیوں۔ سنو اگر تم یہ کہو کہ وہاں سیٹوں کی بکنگ ہو جائے تو یہ کام میں نہیں کر سکوں گا کیونکہ پری محل کے مالک آغا رضا قزلباش تمہارے ڈیڈی کے بہت گہرے دوست ہیں۔ ویسے ان کی اپروچ ملک کے صدر تک ہے''...... سوپر فیاض کایاں آدمی تھا اور پھر وہ عمران کی فطرت سے بخوبی واقف تھا۔

''اچھا۔ پھر تو تم پر فاتحہ خوانی لازمی ہو گئی''...... عمران نے کہا۔

''خواہ مخواہ بکواس کرنے کے تم عادی بنتے جا رہے ہو۔ کیا کیا ہے میں نے''...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پری محل میں آٹھ گیم مشینیں نصب کی گئی ہیں جبکہ لائسنس چار

مشینوں کا لیا گیا ہے۔ بظاہر کہا یہی گیا ہے کہ باقی چار متبادل کے طور پر استعمال ہو سکتی ہیں لیکن سوپر فیاض چونکہ ایسے لوگوں کے لالچ سے پوری طرح واقف ہے اس لئے اس نے وہ چاروں مشینیں اکھاڑنے کا حکم دے دیا۔ اس کا حکم تھا کہ جب ضرورت پڑے گی تب انہیں دوبارہ نصب کر دیا جائے گا اور پھر لکی بینک کی گرین مارکیٹ میں ایک بڑا اکاؤنٹ کھولا گیا سوپر فیاض کے مرحوم والد کے نام اور سوپر فیاض کے والد نے جنہیں فوت ہوئے پندرہ بیس سال ہو چکے ہیں لکھ کر دیا ہے اس اکاؤنٹ کو آپریٹ سوپر فیاض کرے گا اور اس اکاؤنٹ میں فی الحال صرف پندرہ لاکھ روپے کی معمولی سی رقم رکھی گئی ہے''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''تم۔ تم انتہائی خطرناک آدمی ہو۔ تم بلیک میلر ہو۔ انتہائی خطرناک بلیک میلر۔ اس لکی بینک نے ابھی ابھی کام شروع کیا ہے۔ ابھی لوگ اس کا نام تک نہیں جانتے اور تم بلیک میلر نجانے کیا منتر پھونکتے ہو کہ بینک اکاؤنٹ میں موجود رقم مع اس کی تفصیلات تمہیں پہنچ جاتی ہیں۔ اب بولو۔ تم جادوگر تو نہیں یا تم نے میری نگرانی کرا رکھی ہے''...... سوپر فیاض نے اس بار رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اس کی شروع کی رعونت جیسے قصہ پارینہ بن گئی تھی۔

''تم سر سے پیر تک احمق ہو۔ تمہیں کیا ضرورت تھی۔ خود بینک مینجر سے ملنے کی بجائے اپنا انسپکٹر بھجوا دیا جس نے ساری کہانی مینجر

کو سنا دی اور مینجر اس اکاؤنٹ سے خوفزدہ ہو گیا کہ کہیں کل کو اس
کی نوکری بھی جائے اور باقی عمر بھی جیل میں گزارنی پڑے کیونکہ
مردہ افراد کے اکاؤنٹ کھولنا جرم ہے اور پھر تمہاری خوش قسمتی کہ وہ
میرا دوست تھا اور لکی بینک میں اسے میں نے ہی رکھوایا تھا لیکن
میں نے اسے تسلی دی کہ وہ خاموش رہے۔ میں سوپر فیاض کو سمجھا
دوں گا۔ اب تم خود بتاؤ کہ کیا چاہتے ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ آغا
رضا قزلباش ڈیڈی کے دوست ہیں۔ بہت سخت مزاج آدمی ہیں
لیکن میں چاہوں تو انہیں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن میں نہیں
چاہتا کہ معاملات ڈیڈی تک پہنچ جائیں اور تم ڈیڈی کی گولیاں کھا
کر قبر میں پہنچ جاؤ اور پھر تمہاری قل خوانی کی جائے جبکہ ہوٹل کا
جنرل مینجر براؤن تمہارا پرانا دوست ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم بولو۔ بکو کیا چاہتے ہو۔ بولو۔ ابھی بولو''...... سوپر فیاض اب
پوری طرح عمران کی بچھائی ہوئی پٹڑی پر چڑھ چکا تھا۔

''صرف دس وی آئی پی سیٹیں''...... عمران نے کہا۔

''پاگل تو نہیں ہو گئے۔ ایک ہفتہ ہوا سب سیٹیں بک ہو گئی ہیں
اور تم دس سیٹیں کہہ رہے ہو''...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر چاروں طرف سے میزائل فائرنگ کو میں نہیں
روک سکوں گا اور پری محل بھوت محل میں تبدیل ہو جائے گا اور
سنو۔ اب مزید نخرے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے
کہ جنرل مینجر براؤن کی تمہارے ساتھ کتنی گہری دوستی ہے اور ہمیشہ

وی آئی پی سیٹیں آخری لمحات تک خالی رکھی جاتی ہیں لیکن تم نے
فوری ہماری بات نہیں مانی اس لئے اب سیٹیں میں خود لے لوں گا۔
تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے ایسے لہجے
میں کہا جیسے روٹھ گیا ہو۔

''سنو سنو۔ ٹھیک ہے۔ دس سیٹیں مل جائیں گی۔ چاہے مجھے
براؤن کے پیر ہی کیوں نہ پکڑنے پڑیں''...... سوپر فیاض نے رو
دینے والے لہجے میں کہا۔

''اوکے شکریہ۔ ہاں اصل بات تو میں بھول ہی گیا تھا جس کے
لئے میں نے تمہیں فون کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اب کوئی اور عذاب نہ توڑنا مجھ پر''...... سوپر فیاض نے چونک
کر کہا۔

''ارے نہیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے تمہیں ریلیف مل جائے۔ ایک
پاکیشیائی سیاست دان جس کا نام بشیر احسن تھا اسے گولی مار کر
ہلاک کیا گیا تھا۔ پہلے تو یہی سمجھا جاتا رہا کہ قاتل مقامی ہے لیکن
اب معلوم ہوا ہے کہ قاتل کی سرپرستی کوئی بین الاقوامی تنظیم کر رہی
ہے۔ میں نے وزارت داخلہ کے سیکرٹری سے بات کی ہے۔ انہوں
نے بتایا ہے کہ اس کی فائل ڈیڈی کے پاس ہے یا سوپر فیاض کے
پاس۔ اگر تمہارے پاس فائل ہے تو میں سیکرٹ سروس کے چیف
سے درخواست کر دوں گا کہ وہ ڈیڈی سے اسے واپس لے لیں''۔
عمران نے کہا۔

''فائل تو میرے پاس ہے لیکن جیسی ہے ویسی ہی پڑی ہے۔ انسپکٹر خالد نے اس پر کام کیا تھا لیکن ابھی تک کوئی بڑی پیشرفت نہیں ہو سکی۔ تم بے شک وہ فائل لے لو۔ مجھے کیا اعتراض ہے''...... سوپر فیاض نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ پھر پری محل میں ملاقات ہو گی۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

یورپی ملک آمانیہ کے دارالحکومت گرین لینڈ کی ایک رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی کے بڑے سے جہازی سائز پھاٹک کے اوپر سفید رنگ کا جھنڈا جس پر گرے رنگ کی موٹی موٹی دھاریں تھیں لہرا رہا تھا۔ کوٹھی کے اندر دس مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے جبکہ ایک کمرے میں جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا ایک بھاری جسم اور لمبے قد کا آدمی ریوالونگ کرسی پر بیٹھا سامنے رکھی ہوئی فائل پر جھکا ہوا تھا۔ ساتھ ہی شراب کی بوتل اور گلاس بھی موجود تھا۔ گلاس آدھے سے زیادہ شراب سے بھرا ہوا تھا۔ وہ آدمی گلاس اٹھا کر شراب کا ایک سپ لے کر اسے واپس میز پر رکھ دیتا لیکن اس کی نظریں مسلسل فائل پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ جیفرڈ تھا۔ گرے ہاؤنڈز کا سربراہ اور آپریشنل انچارج۔ جو جھنڈا باہر پھاٹک پر لہرا رہا تھا یہ گرے ہاؤنڈز کا ہی نشان تھا لیکن پھاٹک کے ساتھ ستون پر موجود پلیٹ پر اس کوٹھی کا نام گرے لائن ہاؤس لکھا گیا

تھا۔ گرے لائن ایک بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی این جی او کا نام تھا اور یہ این جی او یورپی دنیا میں عموماً اور انتہائی پسماندہ علاقوں میں خصوصاً غربت اور جہالت کے خلاف کام کرتی تھی اور باقاعدہ اقوام متحدہ کے تحت رجسٹرڈ تھی۔ یہ کوٹھی گرے لائن کا یورپی ہیڈ آفس تھا اور یہاں باقاعدہ اس کے آفسرز بھی کام کر رہے تھے اور جیفرڈ کا آفس گو تھا تو اسی کوٹھی میں لیکن وہ علیحدہ بنا ہوا تھا جیفرڈ کے آفس کے ساتھ ایک خاصا بڑا ہال تھا جس میں جیفرڈ سے متعلقہ افراد کام کرتے تھے اور بظاہر جیفرڈ بھی گرے لائن کے تحت ہی کام کرتا تھا۔ یہ سب اس لئے کیا گیا تھا کہ گرے ہاؤنڈز کے دشمنوں اور مخالفوں کو باقاعدہ ڈاج دیا جا سکے۔ گرے ہاؤنڈز کے تحت حساس اسلحہ اور ڈرگ کے لئے کام کیا جاتا تھا۔ اس کاروبار میں چونکہ بے پناہ منافع تھا اور گرے ہاؤنڈز کو دراصل یہودیوں کی مکمل سرپرستی حاصل تھی۔ اس لئے اس منافع میں سے نصف حصہ باقاعدگی سے حکومت اسرائیل کو بھجوایا جاتا تھا تاکہ وہ اسے پورے ملک کے یہودیوں کی خیر خواہی پر خرچ کر سکے اور یہ نصف حصہ بھی اربوں ڈالرز میں ہوتا تھا۔ اس لئے گرے ہاؤنڈز کی اسرائیل میں بھی بے حد عزت اور قدر و منزلت موجود تھی۔ جیفرڈ فائل پڑھنے اور شراب پینے میں مصروف تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیفرڈ نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... جیفرڈ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”ہنری بول رہا ہوں چیف“...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات“...... جیفرڈ نے کہا۔

”یس چیف۔ آپ سے اجازت لینی تھی۔ پاکیشیا ڈیسک سے رپوٹیں مل رہی ہیں کہ بشیر احسن سیاست دان کی ہلاکت کو گرے ہاؤنڈز کی کارکردگی بتایا جا رہا ہے اور وہاں سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک مسخرے سے آدمی لیکن حقیقت میں انتہائی خطرناک ایجنٹ عمران کا شاگرد ٹائیگر اس سلسلے میں معلومات حاصل کرتا پھر رہا ہے جبکہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پہلے بشیر احسن کی ہلاکت کی فائل سنٹرل انٹیلی جنس کے پاس تھی جسے اب چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس نے منگوا لی ہے“...... ہنری نے کہا۔

”میں عمران کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ بشیر احسن کا کیا سلسلہ تھا اور گرے ہاؤنڈز نے اس کا خاتمہ کیوں کیا۔ مجھے اس سلسلے میں رپورٹ تو ملی تھی لیکن میں نے اس کی پرواہ نہیں کی تھی“...... جیفرڈ نے کہا۔

”میں مختصر طور پر بتاتا ہوں چیف۔ بشیر احسن پاکیشیا کا ایک اہم اور بڑا سیاستدان تھا۔ اس کا تعلق حکومت سے نہیں بلکہ اپوزیشن سے تھا۔ وہ بے حد نڈر اور سچ بول دینے والا سیاستدان تھا اس لئے حکومت اس سے گھبراتی تھی۔ اس نے پاکیشیا کی قومی اسمبلی میں

پاکیشیا اور اس سے ملحقہ آزاد علاقوں میں انتہائی حساس اسلحہ اور
ڈرگ کی کھلی سمگلنگ پر تقریر کی جس میں کافی سے زیادہ حقیقت
تھی۔ اس تقریر نے پورے ملک میں بھونچال پیدا کر دیا۔ اس تقریر
میں پہلی بار اس نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ یہ سمگلنگ ایک بین
الاقوامی تنظیم گرے ہاؤنڈز کرا رہی ہے اور گرے ہاؤنڈز یہودی تنظیم
ہے اور اس سمگلنگ کے ذریعے وہ پاکیشیا میں عوامی بغاوت پیدا کر
کے انتہائی عدم استحکام پیدا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ پاکیشیا کا وجود
یہودیوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے جس پر ساؤتھ
زون آفس جس کا سربراہ رابرٹ تھا جو گزشتہ ماہ ہلاک ہو گیا ہے
اور اب میں اس کی جگہ کام کر رہا ہوں، نے بشیر احسن کو فوری طور
پر ہلاک کرانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ یہ بشیر احسن گرے ہاؤنڈز کے
خلاف کچھ نہ بولے اور اس کے لئے آمانیہ سے ایک پیشہ ور قاتل کو
کال کیا گیا جس نے بشیر احسن پر اس وقت جب وہ ایک جلسہ عام
سے خطاب کر رہا تھا اور جلسہ گاہ میں سیکورٹی کے انتظامات بے حد
سخت تھے۔ اس نے جلسہ گاہ سے کافی دور ایک بلڈنگ کی کھڑکی کی
اوٹ سے دور مار رائفل کے ذریعے نشانہ بنایا۔ حیرت انگیز بات یہ
تھی کہ اس کھڑکی سے جلسہ گاہ کے سٹیج پر موجود بشیر احسن کا صرف
معمولی سا حصہ نظر آ رہا تھا حتیٰ کہ اس کا پورا چہرہ بھی قاتل کے
سامنے نہ تھا صرف ایک حصہ نظر آ رہا تھا۔ قاتل نے اتنی دور سے
ایسا نشانہ لیا کہ گولی ٹھیک بشیر احسن کی اس کنپٹی میں لگی جو قاتل کو

نظر آ رہی تھی۔ اس طرح کا نشانہ لگانا بظاہر ناممکن ہے لیکن ایسا ہو
گیا۔ بشیر احسن کا قاتل اسی روز واپس آمانیہ چلا گیا۔ دو تین روز
تک اخبارات میں شور مچا پھر آہستہ آہستہ اس پر گرد پڑتی گئی اور
پھر یہ معاملہ ایک لحاظ سے ختم ہو گا۔ اب پھر نجانے کیوں اس
معاملے پر ٹائیگر اور عمران دونوں ایکٹو نظر آ رہے ہیں''...... ہنری
نے مزید تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم معلوم کراؤ کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ گرے ہاؤنڈز کے
خلاف یہ لوگ کیوں کام کر رہے ہیں جبکہ پولیس اور انٹیلی جنس
حرکت میں نہیں ہیں''...... جیفرڈ نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیفرڈ نے رسیور
رکھ دیا اور ایک بار پھر فائل پر جھک گیا لیکن چند لمحوں بعد اس نے
فائل بند کر کے ایک طرف رکھی اور رسیور اٹھا کر فون سیٹ پر موجود
ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز
سنائی دی۔

''لارڈ ہاپر سے بات کراؤ''...... جیفرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجی تو جیفرڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا
لیا۔

''یس''...... جیفرڈ نے کہا۔

''لارڈ ہاپر سے بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ جیفرڈ بول رہا ہوں"...... جیفرڈ نے کہا۔

"یس۔ لارڈ ہاپر بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات ہوگئی ہے کہ آپ نے خصوصی طور پر فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز میں کہا گیا۔

"آپ کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آنے والی ہے"...... جیفرڈ نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ہمارے خلاف۔ کیوں۔ وجہ"...... لارڈ ہاپر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم پاکیشیا سے ملحقہ آزاد علاقوں میں انتہائی حساس اسلحہ ڈمپ کر رہے تھے تاکہ اسے کافرستانی فوجی اور اسرائیلی فوجیں بوقت ضرورت استعمال کر سکیں اور پاکیشیا کو ہر لحاظ سے غیر مستحکم کر دیا جائے۔ اس وقت ہماری پشت پر دونوں حکومتیں موجود تھیں لیکن پھر اچانک پاکیشیا کے ایک سیاست دان بشیر احسن کو کہیں سے اس کی اطلاع مل گئی اور اس سیاست دان نے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے اسلحہ ڈمپنگ کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی جس پر پاکیشیا کی فوج نے وہاں کام کیا اور نہ صرف تمام اسلحہ جو اب تک ہم نے ڈمپ کیا تھا اپنے قبضہ میں کر لیا بلکہ وہاں سے ہمارا ایک آدمی اور کافرستانی اور اسرائیلی فوج کے ایجنٹس بھی پکڑے گئے اور ہلاک کر دیئے گئے۔ یہ اطلاع ملنے پر ہم نے کافرستان اور اسرائیل سے رابطہ کیا تو انہوں نے پہلے اس سیاست دان کا خاتمہ

کرنے کے لئے کہا اور پھر دوبارہ کام کرنے کا آغاز کرنے کا حکم دیا چنانچہ یہاں سے ایک قاتل کو پاکیشیا بھجوایا گیا۔ اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں نشانہ لگاتے ہوئے بشیر احسن کے سر میں گولی مار دی اور وہ سیاستدان ہلاک ہوگیا۔ اخبارات میں شور اٹھا لیکن پھر آہستہ آہستہ خاموشی طاری ہوتی چلی گئی اور ہم نے ایک بار پھر اسلحہ ڈمپ کرنا شروع کر دیا لیکن ابھی ابھی مجھے پاکیشیا ڈیسک سے اطلاع دی گئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا بظاہر مسخرہ لیکن درحقیقت خطرناک ایجنٹ عمران اور پاکیشیا انڈر ورلڈ میں کام کرنے والا عمران کا شاگرد ٹائیگر دونوں اس بشیر احسن کے قتل کے پیچھے گرے ہاؤنڈز کا نام لے کر انکوائری کرتے پھر رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں کیونکہ یہ آپ کے ڈیسک کا کام ہے کہ آپ سرکاری ایجنٹوں کا خاتمہ کریں"...... جیفرڈ نے کہا۔

"آپ کا شکریہ۔ یہ کام واقعی ہمارا ہے اور ہماری تنظیم بنی ہی اسی مقصد کے لئے ہے اور ہماری سرپرستی باقاعدہ حکومت اسرائیل اور بااثر یہودی کر رہے ہیں۔ ہم یہ معاملہ اپنے بورڈ آف گورنرز کے سامنے رکھیں گے۔ پھر جو فیصلہ ہوگا اس پر عمل ہوگا"...... لارڈ ہاپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گو ہمارا کوئی تعلق سیکرٹ ایجنسیوں سے نہیں ہے لیکن بحیثیت گرے ہاؤنڈز ہم ان کے سامنے ہوں گے۔ اس لئے آپ جلد از

جلد فیصلہ کر کے معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے لیں''...... جیفرڈ نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ دو تین روز میں فیصلے ہو جائیں گے''...... لارڈ ہاپر نے کہا۔

''اوکے''...... جیفرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے ایک بار پھر شراب سپ کرنا شروع کر دی تھی۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد اسے اطلاع دی گئی کہ الفرڈ اس سے ملنے آفس آ رہا ہے تو وہ چونک پڑا کیونکہ الفرڈ یورپی ایجنسی میں طویل عرصے تک کام کرتا رہا ہے اور اب اس نے ایک پرائیویٹ ایجنسی بنائی ہوئی تھی جس کا دائرہ کار پورا یورپ تھا۔ وہ جیفرڈ کا بڑا گہرا دوست تھا اور چونکہ وہ بے حد مصروف رہتا تھا اس لئے اس کے پاس فون کرنے کا بھی وقت نہیں تھا جبکہ اب وہ بغیر اس کے بلائے خود چل کر آ رہا تھا اور اسی بات نے جیفرڈ کو چونکا دیا تھا۔ اچانک ایک خیال اسے آیا کہ کیوں نہ الفرڈ ایجنسی کو اپنی طرف سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہائر کر لیا جائے لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو گیا کہ ایجنسی سے نمٹنا اس کے دائرہ کار میں نہ تھا۔ اس کے لئے علیحدہ سیکشن تھا جس کا انچارج لارڈ ہاپر تھا اور یہ خدشہ اس نے لارڈ ہاپر پر بھی آشکار کر دیا تھا کہ چونکہ فرنٹ پر وہ ہیں اس لئے انہیں ہی ٹارگٹ بنایا جائے گا لیکن اسے امید تھی کہ لارڈ ہاپر پاکیشیائی ایجنٹوں کو

آسانی سے ختم کرا دے گا لیکن اب چونکہ الفرڈ کی آمد نے اسے چونکا دیا تھا۔ الفرڈ اس وقت ذاتی طور پر آفس میں آتا تھا جب اسے کوئی انتہائی اہم اور خفیہ بات کرنی ہوئی تھی ورنہ عام طور پر وہ فون ہی استعمال کیا کرتا تھا۔ اس لئے اب جیفرڈ کو اس کی آمد کا انتظار تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ الفرڈ تھا۔ جسمانی لحاظ سے وہ خاصا تنومند اور ورزشی دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی سلام کیا تو جیفرڈ نے اٹھ کر اس کے سلام کا جواب دیا اور اسے خوش آمدید کہا۔

''کیا ہوا ہے کہ فون کرنے کی بجائے تمہیں خود یہاں آنا پڑا ہے''...... جیفرڈ نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے انٹرکام پر الفرڈ کے لئے شراب لانے کا حکم دے دیا۔

''ایک انتہائی خطرناک ایجنسی آپ کے خلاف کام کر رہی ہے۔ مجھے جیسے ہی اس کے بارے میں اطلاع ملی تو میں پریشان ہو گیا اور اس ایجنسی کے بارے میں فون پر کوئی بات کرنا باعث نقصان بھی ہو سکتا تھا۔ اس لئے مجھے خود آنا پڑا''...... الفرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایسی کون سی ایجنسی ہے جس کی دہشت الفرڈ کو بھی محسوس ہو رہی ہے''...... جیفرڈ نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''آپ کو چونکہ اس بارے میں معلوم نہیں ہے اس لئے آپ ایسی طنز آمیز بات کر رہے ہیں۔ اس ایجنسی سے حکومت اسرائیل

بھی خوفزدہ رہتی ہے۔ اس ایجنسی نے کئی بار اسرائیل میں داخل ہو
کر اور وہاں کام کر کے اسرائیل کو ہمیشہ شدید نقصان پہنچایا ہے اور
پوری دنیا کے یہودی مل کر بھی آج تک اس ایجنسی کا کچھ نہیں بگاڑ
سکے''...... الفرڈ نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''ناراض ہونے کی ضرورت نہیں الفرڈ۔ میں تو ویسے ہی تم سے
مذاق کر رہا تھا۔ میرا خیال ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
بارے میں بات کر رہے ہو۔ اگر ایسا ہے تو مجھے پہلے ہی اطلاعات
مل رہی ہیں لیکن ہمارا ان سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ
خود ہی اس بات کو سمجھ جائیں گے''...... جیفرڈ نے قدرے مسکراتے
ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر الفرڈ نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیا۔

''آپ کو کیا اطلاع ملی ہے''......الفرڈ نے کہا تو جیفرڈ نے اسے
ساری تفصیل بتا دی۔

''آپ کا مطلب ہے کہ چونکہ آپ نے براہ راست ان کے
سیاستدان کو ہلاک نہیں کیا اور آپ کی تنظیم صرف اسلحہ اور ڈرگ کا
بزنس کرتی ہے اس لئے سیکرٹ سروس آپ کے خلاف کام نہیں کر
سکتی''...... الفرڈ نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی تم نے درست تجزیہ کیا ہے''...... جیفرڈ نے کہا۔

''کسی عام سیاستدان کی ہلاکت کا انتقام لینا سیکرٹ سروس کا
کام نہیں ہے اور کسی عام سیاستدان کو ہلاک کرنا آپ کے لئے

ضروری بھی نہیں۔ اس لئے آپ نے آخر اس سیاست دان کو فوری
ہلاک کرانا کیوں ضروری سمجھا''...... الفرڈ نے کہا۔

''اصل بات یہ ہے کہ اسرائیل اور کافرستان دونوں حکومتوں
نے مل کر یہ خفیہ فیصلہ کیا ہے کہ پاکیشیا سے ملحقہ آزاد علاقوں کو
پاکیشیا سے علیحدہ کیا جائے اور وہاں اپنی حکومت اس طرح قائم کی
جائے کہ بظاہر وہاں کے لوگوں کی حکومت ہو لیکن درحقیقت یہ
حکومت اسرائیل اور کافرستان کی ہو تاکہ پاکیشیا کے ساتھ ساتھ
شوگران اور روسیاہی ریاستوں سب کو ایکریمیا کی چھتری تلے
کافرستانی اور اسرائیلی فوجیں کنٹرول کر سکیں لیکن اس کے لئے وہاں
جدید ترین اسلحہ کی بہت بھاری مقدار ڈمپ کرنے کی ضرورت تھی
چنانچہ جدید ترین اسلحہ ڈمپ کرنے کا کام ہماری تنظیم گرے ہاؤنڈز
کے ذمے ٹھہرا اور ہم نے اس پر کام شروع کر دیا۔ پھر نجانے اس
پاکیشیائی سیاستدان کو کیسے اطلاع ملی کہ اس نے پاکیشیا کی قومی
اسمبلی میں تقریر کر کے اس سازش کا انکشاف کر دیا تو پاکیشیائی ملٹری
انٹیلی جنس ہوشیار ہو گئی اور اس نے ہمارے خلاف کارروائی شروع
کر دی اور ہمیں فوری طور پر اس سیاستدان کا خاتمہ کرانا پڑا تاکہ
معاملات کو آگے بڑھنے سے روکا جا سکے۔ آمانیہ سے ایک پیشہ ور
قاتل کو وہاں بھیجا گیا جس نے اس سیاستدان کو ایک جلسہ میں
تقریر کرتے ہوئے ایک دور دراز بلڈنگ سے صحیح نشانہ لگا کر ہلاک
کر دیا اور واپس آ گیا۔ اس طرح ہمارے خلاف تمام کارروائی رک

گئی اور ہم نے دوبارہ کام شروع کر دیا۔ اب یہ اطلاعات ملنی شروع ہوئی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف کام کر رہی ہے۔ جب وہ سیاستدان ہی نہیں رہا اور ہمارے خلاف کام کرنا اس کے دائرہ کار میں نہیں آتا تو وہ کیا کریں گے البتہ میں نے گرے ہاؤنڈز کے سیکورٹی سیکشن کے انچارج لارڈ ہاپر کو اطلاع دے دی ہے۔ وہ ان کا مقابلہ کر کے ان کا خاتمہ کریں گے''...... جیفرڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن میرا مشورہ ہے کہ تم کچھ عرصہ کے لئے انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ''...... الفرڈ نے کہا تو جیفرڈ چونک پڑا۔

''میں کیوں''...... جیفرڈ نے چونک کر کہا۔

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا خطرناک ایجنٹ عمران تمہارے خلاف کام کر رہا ہے''۔ الفرڈ نے کہا۔

''میرے خلاف کیوں اور تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے''...... جیفرڈ نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''دارالحکومت میں ایک پارٹی معلومات فروخت کرتی ہے اس کا چیف میری طرح ایک ایجنسی سے ریٹائر ہوا ہے۔ اس کا نام کاسپر ہے۔ کاسپر اور عمران میں دوستانہ تعلقات اور گہری دوستی ہے۔ وہاں اس عمران نے فون کیا اور کاسپر سے اس نے پوچھا کہ گرے ہاؤنڈز کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے اور اس کا چیف جیفرڈ ہے یا کوئی اور ہے۔

وہاں میرا ایک آدمی موجود تھا۔ اس نے مجھے فون کر کے بتا دیا۔ میں تمہارا نام سن کر پریشان ہو گیا۔ کاسپر نے اسے ہیڈکوارٹر کے بارے میں تو کچھ نہیں بتایا لیکن اس نے اسے یہ بتا دیا ہے کہ تم گرے ہاؤنڈز کے چیف ہو۔ میں اس لئے خود چل کر تمہارے پاس آیا ہوں کہ تمہیں بتا دوں کہ عمران بے حد خطرناک ایجنٹ ہے۔ اسے ایزی مت لینا''...... الفرڈ نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ کیا تم خود عمران کا مقابلہ کر لو گے''...... جیفرڈ نے کہا۔

''میں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ تمہاری تنظیم کا سیکورٹی سیکشن تو ہے اور لارڈ ہاپر خاصا اچھا ایجنٹ ہے''...... الفرڈ نے کہا۔

''لارڈ ہاپر کو چھوڑو۔ اپنی بات کرو''...... جیفرڈ نے کہا۔

''نہیں۔ میں اس کے مقابل نہیں آنا چاہتا۔ وہ میرا دوست ہے اور میں اس کی تمہارے خلاف کوئی مدد بھی نہیں کروں گا۔ تم بھی میرے دوست ہو''...... الفرڈ نے جواب دیا تو جیفرڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہاری مہربانی''...... جیفرڈ نے کہا۔

''تم اسے ایزی لے رہے ہو جیفرڈ جبکہ اس عمران کے حرکت میں آنے کے بعد تمہیں معاملات کو سیریس لینا چاہئے۔ اگر یہ سازش اس تک پہنچ گئی تو اس نے صرف تمہیں ہی نہیں بلکہ اسرائیل اور کافرستان کے ان لوگوں کا خاتمہ بھی کر دینا ہے جو اس سازش

میں شریک ہیں''...... الفرڈ نے کہا تو جیفرڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''سازش۔ کس قسم کی سازش''...... جیفرڈ نے کہا۔

''یہی پاکیشیا سے ملحقہ آزاد علاقوں کو پاکیشیا سے قطعاً علیحدہ کر کے ان پر اسرائیل اور کافرستان کا قبضہ کرانا اور پاکیشیا کے ساتھ ساتھ شوگران اور روسیاہ کی بھی نگرانی کرنا۔ یہ پاکیشیا کے خلاف بہت بڑی سازش ہے اور مجھے یقین ہے کہ تمہیں بھی اس سازش کی گہرائی کا علم نہ ہو گا کیونکہ تمہارا کام صرف وہاں جدید اسلحہ ڈمپ کرنا ہے اور بس''...... الفرڈ نے کہا۔

''تم درست کہہ رہے ہو۔ میں نے تو اس پر سوچا بھی نہیں۔ اب تو مجھے معلومات حاصل کرنا پڑیں گی''...... جیفرڈ نے کہا۔

''ارے یہ غلطی نہ کرنا۔ جتنا تم اس سے بے خبر رہو گے اتنا ہی محفوظ رہو گے۔ جس طرح اس سیاستدان کا خاتمہ کیا گیا ہے اس طرح تمہیں بھی ختم کر دیا جائے گا تاکہ تم سے آگے بات نہ چلے''...... الفرڈ نے کہا۔

''اوکے۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے انڈر گراؤنڈ ہو جانا چاہئے ورنہ وہ یہی سمجھ کر مجھ پر حملہ کر دیں گے کہ میں چونکہ گرے ہاؤنڈز کا چیف ہوں اس لئے مجھے سب معلوم ہو گا''...... جیفرڈ نے کہا۔

''کیا تمہیں اصل سازش کا واقعی علم نہیں ہے''...... الفرڈ نے کہا۔

''ہاں۔ میرا کام صرف وہاں اسلحہ ڈمپ کرنا ہے اور بس''۔

جیفرڈ نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے تمہاری بات پر یقین آ گیا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس بات پر اعتماد نہ کریں کیونکہ تم گرے ہاؤنڈز کے چیف ہوں''...... الفرڈ نے کہا۔

''حالانکہ میرا تعلق صرف اسلحہ اور ڈرگ کی بین الاقوامی سمگلنگ تک محدود ہے۔ سیکورٹی اور اس سے متعلقہ پرابلم کے لئے سیکورٹی سیکشن علیحدہ ہے اور لاڈر ہاپر اس کا انچارج ہے''...... جیفرڈ نے کہا۔

''وہ بھی چونکہ تمہارے تحت کام کرتا ہے اس لئے یہ پرابلم پیش آ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے تم انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ ایجنٹوں کے خلاف لارڈ ہاپر کو حرکت میں لے آؤ۔ جب لارڈ ہاپر ان سب کا خاتمہ کر دے تو تم اوپن ہو جانا''...... الفرڈ نے کہا۔

''میں نے تمہارے کہنے سے پہلے ہی لارڈ ہاپر کو الرٹ کر دیا ہے''...... جیفرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ پھر مجھے اجازت۔ ایک بات بتادوں کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کوئی بات ہو تو فون پر مت کرنا ورنہ بات چیت ان تک لازماً پہنچ جائے گی۔ وہ ان معاملات میں عالمی شہرت رکھتے ہیں۔ میں بھی اس لئے فون پر بات کرنے کی بجائے خود چل کر تمہارے پاس آیا ہوں''...... الفرڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں خیال رکھوں گا''...... جیفرڈ نے کہا اور وہ بھی

اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر مصافحہ کرنے کے بعد الفرڈ مڑ کر آفس سے باہر چلا گیا تو جیفرڈ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر بیک وقت تردد اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ الفرڈ اس کا گہرا دوست تھا لیکن آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ وہ بغیر کسی خاص کام کے خود چل کر آئے اور اس طرح کی باتیں کر کے واپس چلا جائے۔ اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے رسیور اٹھایا۔ فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے دراصل خیال آ گیا تھا کہ الفرڈ کے ہیڈ کوارٹر میں اس کا ایک دوست جارج موجود ہے جو اس الفرڈ کا بیک وقت سیکرٹری بھی ہے اور سیکشن کا انچارج بھی ہے۔ الفرڈ کی کوئی بات یا عمل جارج سے خفیہ نہیں رہ سکتا۔

"یس۔ جارج بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیفرڈ بول رہا ہوں جارج"...... جیفرڈ نے کہا۔

"اوہ آپ۔ فرمایئے"...... جارج نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"تمہارا فون محفوظ ہے یا نہیں"...... جیفرڈ نے کہا۔

"محفوظ ہے۔ آپ کھل کر بات کریں"...... جارج نے جواب دیا تو جیفرڈ نے اسے الفرڈ کی آمد سے واپسی تک ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

"تو آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں مجھ سے"...... جارج نے کہا۔

"مجھے پہلی بار الفرڈ کا لہجہ اور انداز مصنوعی لگے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے مشورہ کروں۔ تم اس بارے میں زیادہ بہتر جانتے ہو گے"...... جیفرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جارج بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ہنس رہے ہو۔ کیوں"...... جیفرڈ نے جارج کی ہنسی پر ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

"ناراض نہ ہوں۔ میں اس لئے ہنسا ہوں کہ مجھ تک جب یہ اطلاع پہنچی تو مجھے اس پر یقین نہیں آیا کیونکہ آپ اور الفرڈ بے حد گہرے دوست ہیں جبکہ پرنس بہرحال غیر ملکی ہے لیکن آپ نے جو تفصیل بتائی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ سے زیادہ گہرے تعلقات پرنس اور باس الفرڈ کے ہیں"...... جارج نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کس پرنس کی بات کر رہے ہو اور کیا ہوا ہے۔ کھل کر بات کرو"...... جیفرڈ نے کہا۔

"باس الفرڈ کو اب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے پاکیشیا سے فون آیا۔ کوئی پرنس آف ڈھمپ بول رہا تھا۔ اتفاق سے فون میں نے رسیو کیا تھا۔ میں نے اسے الفرڈ کو تھرو کیا تھا مگر پرنس آف ڈھمپ جیسا عجیب نام سن کر میں نے لائن بند نہیں کی اور الفرڈ اور پرنس کے درمیان ہونے والی بات چیت سنتا رہا۔ اس سے مجھے معلوم ہوا

که پرنس آف ڈھمپ دراصل پاکیشیائی ایجنٹ عمران کا کوڈ نام ہے اورعمران اور باس الفرڈ کے درمیان خاصے گہرے دوستانہ تعلقات ہیں۔کسی زمانے میں انہوں نے مل کر بھی کام کیا تھا۔ پھر شاید کسی اہم معاملے پر پرنس نے اپنی جان کو رسک میں ڈال کر باس الفرڈ کی جان بچائی تھی۔ بہرحال پرنس باس الفرڈ سے پوچھ رہا تھا کہ گرے ہاؤنڈز کس ٹائپ کی تنظیم ہے۔ اس کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے اور اس کا چیف کون ہے لیکن باس نے اسے بتایا کہ اسے اس بارے میں کسی بات کا علم نہیں ہے۔ البتہ عمران کاسپر کوفون کر کے اس سے معلومات حاصل کرسکتا ہے لیکن آپ کے نام کا علم عمران کو پہلے سے ہی تھا''...... جارج نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کسی سازش کے سلسلے میں بھی کوئی بات ہوئی تھی''...... جیفرڈ نے پوچھا۔

''ہاں۔عمران پاکیشیا کے خلاف اسرائیلی اور کافرستانی سازش کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن باس الفرڈ نے کہا کہ اسے علم نہیں ہے البتہ باس نے عمران سے وعدہ کرلیا تھا کہ اگر ایسی کوئی سازش ہوئی تو وہ جیفرڈ سے معلوم کر کے اسے بتا دے گا''...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔شکریہ گڈ بائی''...... جیفرڈ نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ اسے ڈاج نہیں دیا گیا۔

ویسے بھی اسے ایسی کسی سازش کا علم نہ تھا لیکن اب اس کے سامنے دوصورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ انڈر گراؤنڈ ہو جاتا دوسری یہ کہ وہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف خود اپنی تنظیم سمیت میدان میں اتر آتا لیکن اس کی تنظیم اس انداز میں تربیت یافتہ نہیں تھی اس لئے بہت سوچنے کے بعد اس نے ایک اور راستہ تلاش کر لیا۔ وہ یہ کہ گرے ہاؤنڈز کے اسرائیلی ہیڈکوارٹر کے انچارج کرنل ہومز سے بات کرے چنانچہ اس نے میز کی دراز کھولی۔ اس میں موجود سرخ رنگ اور خصوصی ساخت کا ایک کارڈ لیس فون باہر نکالا۔ یہ سیٹلائٹ فون تھا جسے کسی صورت چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس نے اسے آن کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔کرنل ہومز بول رہا ہوں''...... رابطہ ہونے پر ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ سخت تھا۔

''چیف آف گرے ہاؤنڈز جیفرڈ بول رہا ہوں گرین لینڈ سے''...... جیفرڈ نے کہا۔

''اوہ آپ۔ کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات''...... اس بار کرنل ہومز نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ گرے ہاؤنڈز کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے''...... جیفرڈ نے کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ۔ کیوں۔ ان کا کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے''۔ کرنل ہومز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جیفرڈ نے اسلحہ ڈمپ

کرنے، پاکیشیائی سیاستدان بشیر احسن کی طرف سے قومی اسمبلی میں
اس کا انکشاف اور پھر اس سیاستدان کا قتل، اس کے بعد خاموشی
اور اب اچانک پاکیشیائی ایجنٹ عمران کے حرکت میں آنے تک کی
تمام تفصیل دوہرا دی۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو انتہائی اہم پرابلم ہے۔ مجھے اسرائیل
کے صدر کے سامنے یہ پیش کرنا ہوگا''...... دوسری طرف سے کرنل
ہومز نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس میں اس قدر پریشان ہونے کی کیا بات ہے کرنل ہومز۔
وہ یہاں آئیں گے تو لارڈ ہاپر اور اس کا سیکشن انہیں ختم کر دے
گا''...... جیفرڈ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے کرنل
ہومز کی اس قدر بوکھلاہٹ کی واقعی سمجھ نہ آ رہی تھی۔

''میں آپ کو ایک گھنٹے بعد اسی نمبر پر فون کروں گا۔ ابھی میں
پریذیڈنٹ ہاؤس جا رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیفرڈ نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے فون آف کر دیا لیکن اسے واپس میز کی دراز میں رکھنے کی
بجائے اسے میز پر ہی رکھ دیا۔

''عجیب باتیں ہو رہی ہیں۔ میری سمجھ میں تو نہیں آ رہیں۔
ایک پسماندہ ملک کے ایک ایجنٹ سے اس قدر خوفزدہ ہونا کچھ سمجھ
میں نہیں آتا''...... جیفرڈ نے سائیڈ ریک سے شراب کی چھوٹی بوتل
اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر بوتل کھول کر اس نے منہ سے لگا لی پھر

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد میز پر رکھے ہوئے کارڈلیس فون کی مخصوص
گھنٹی بج اٹھی تو جیفرڈ نے فون اٹھا کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''جیفرڈ بول رہا ہوں''...... جیفرڈ نے کہا۔

''کرنل ہومز بول رہا ہوں۔ میری صدر صاحب سے اس
معاملے پر بے حد تفصیل سے بات ہوگئی ہے۔ اس وقت چونکہ آپ
گرے ہاؤنڈز کے چیف ہیں اس لئے آپ کو انڈر گراؤنڈ کیا جا رہا
ہے۔ آپ کی جگہ چارلس کو دی جا رہی ہے کیونکہ وہ پاکیشیائی
ایجنٹوں کا مقابلہ کر سکے گا۔ جب پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ ہو
جائے گا تو آپ کو دوبارہ بحال کر دیا جائے گا۔ چارلس ابھی آپ
کے پاس پہنچ رہا ہے اسے آپ چارج دے کر ایکریمیا شفٹ ہو
جائیں۔ یہ آپ کے لئے احکامات ہیں''...... کرنل ہومز نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جو حکم دو''...... جیفرڈ نے کہا اور دوسری طرف
سے فون آف ہونے پر اس نے بھی فون آف کر کے اسے میز پر
رکھ دیا۔ چارلس اس کا ہی ماتحت تھا اور چونکہ اس کا تعلق ایک
دوسری ایجنسی سے رہا تھا اس لئے جیفرڈ سمجھ گیا تھا کہ اسے کیوں
منتخب کیا گیا ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے چارلس کے آمد کی
اطلاع ملی تو اس نے اسے آفس بھجوانے کا کہہ دیا۔ پھر دروازہ کھلا
اور ورزشی اور سڈول جسم کا مالک ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

''چیف بننا مبارک ہو چارلس''...... رسمی فقرات کی ادائیگی اور
مصافحہ کے بعد جیفرڈ نے چارلس سے کہا۔

’’آپ مبارک دے رہے ہیں جبکہ مجھے افسوس ہو رہا ہے کیونکہ مجھے آپ کی ہلاکت کا حکم دے دیا گیا ہے اور ہم تو حکم کے غلام ہیں‘‘۔ چارلس نے جیب سے ہاتھ نکالتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔ جیفرڈ کے ذہن میں جیسے دھماکے سے ہونے لگ گئے۔

’’کیا۔ کیا کہہ رہے ہو‘‘...... جیفرڈ نے ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے چارلس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل سے شعلے نکلے اور جیفرڈ کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے گرم سلاخیں اس کے جسم میں اترتی چلی جا رہی ہوں لیکن پھر تمام احساسات ہمیشہ کے لئے تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو سامنے بلیک زیرو کی کرسی پر بیٹھے ہوئے سلیمان کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔

’’تم اور یہاں۔ وہ طاہر کہاں ہے۔ تم یہاں کیوں اور کیسے آئے‘‘...... عمران نے حقیقتاً بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیونکہ یہ تو اس کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ اس کے علم میں لائے بغیر ایسا ہوسکتا ہے۔

’’طاہر صاحب دو روز کی چھٹی پر ہیں۔ آج شاید ان کی واپسی ہے لیکن آپ کو معلوم ہے کہ میں اس وقت چیف ہوں اس لئے جب تک میں اجازت نہ دوں آپ کرسی پر نہیں بیٹھ سکتے ورنہ ایسی سزا دوں گا کہ آپ کے جسم میں موجود دس لاکھ رونگٹوں میں سے پونے دس لاکھ رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے‘‘...... سلیمان نے بڑے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم تو گاؤں گئے ہوئے تھے۔ پھر ادھر کہاں سے پہنچ گئے''۔ عمران نے اس کی بات سنی ان سنی کر کے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اس سیٹ کے لئے تو میں عالم بالا سے بھی واپس آ سکتا ہوں۔ گاؤں کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے لیکن ایک بات ہے۔ دو روز یہاں گزار کر مجھے ذاتی طور پر طاہر صاحب سے شدید ہمدردی ہوگئی ہے۔ بے چارے یہاں اکیلے رہ رہ کر نجانے کس طرح اپنے ہوش سلامت رکھے ہوئے ہیں اور تو اور یہاں کے فون کی گھنٹی تک نہیں بجتی''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو تم دونوں اکٹھے رہنا شروع کر دو۔ طاہر کو فلیٹ پر شفٹ کر دیتے ہیں اور میں ادھر شفٹ ہو جاتا ہوں البتہ کھانے کا مسئلہ رہے گا۔ چلو کسی نہ کسی ہمسائی کی منت کر کے پکوا لیا کروں گا''۔ عمران نے کہا تو سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہاں کی ہمسایوں کا تو مجھے پتہ نہیں۔ ہیں بھی سہی یا نہیں۔ البتہ فلیٹ والی بلڈنگ میں رہنے والی ہمسائیاں آپ کی نئے ماڈل کی سپورٹس کار کو دیکھ کر آہیں بھرتی رہتی ہیں''...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ صرف کار کو دیکھ کر آہیں بھرتی ہیں یا مجھے دیکھ کر''...... عمران نے کہا۔

''آپ کو دیکھ کر کس نے آہیں بھرنی ہیں۔ میں کار کے بارے میں کہہ رہا تھا ویسے مجھ جیسے مرد رعنا کو دیکھنے کے بعد آہیں بھرنے

کا تمام کھاتہ میرے نام ہی نکلتا ہے''...... سلیمان نے ترت جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ ہنس کیوں رہے ہیں۔ کیا میں کم خوبصورت ہوں''۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہیں ایک لطیفہ سناتا ہوں جس کے بعد تم خود ہی فیصلہ کر لو گے کہ تم کیا ہو۔ ایک محفل میں ایک صاحب ایک دوسرے صاحب کی تصویر بنانے لگے تو جن کی تصویر بنائی جا رہی تھی انہوں نے ازراہ انکساری کہا کہ ان کی تصویر بنا کر کیا کریں گے تو ساتھ ہی بیٹھے ہوئے ایک صاحب نے فوراً کہا۔ یہ بچوں کے ڈرانے کے کام آئے گی''...... عمران نے لطیفہ سناتے ہوئے کہا۔

''آج پتہ چلا ہے کہ حسد کسے کہتے ہیں۔ اب مردانہ وجاہت اور خوبصورتی تو اللہ کی دین ہوتی ہے''...... سلیمان بھلا کہاں خاموش رہنے والا تھا۔ اسی لمحے دیوار پر موجود ایک بلب جل اٹھا اور ساتھ ہی گھنٹی بجی اور پھر خاموشی طاری ہوگئی۔

''طاہر صاحب آ گئے ہیں۔ اب مجھے چھٹی۔ میں گاؤں جاؤں گا''...... سلیمان نے اٹھتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد طاہر آپریشن روم میں داخل ہوا اور پھر سامنے بیٹھے عمران کو دیکھ کر وہ چونک پڑا اور قریب آ کر اس نے سلام کیا۔ سلیمان اس دوران اپنا بیگ اٹھا کر واپس آ گیا تھا۔

''مجھے آؤٹ کر دیں۔ پھر آپ بیٹھے باتیں کرتے رہیں''۔

سلیمان نے کہا تو عمران کے اشارے پر بلیک زیرو اسے لے کر اس طرف بڑھ گیا جدھر سے وہ خود اندر داخل ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو واپس آ گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو میں نے جانے سے پہلے فلیٹ پر فون کیا تو کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔ میں نے سلیمان کے گاؤں میں اس کے گھر کے نمبر پر فون کیا تو سلیمان وہاں موجود تھا۔ میں نے اسے کہا کہ میں دو روز کے لئے ملک سے باہر جا رہا ہوں تم عمران صاحب کو اطلاع دے دینا۔ اس نے وعدہ کیا تو میں نے چابی مخصوص جگہ پر رکھی اور چلا گیا۔ اب آیا ہوں تو سلیمان بھی یہاں موجود ہے اور آپ بھی۔ یہ کیا سلسلہ ہے'' ...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے یہاں آنے کے بعد سے بلیک زیرو کے آنے تک کی تفصیل بتا دی۔

''تو سلیمان نے اپنے طور پر یہاں دو روز گزارے ہیں۔ آپ نے بھی فون نہیں کیا'' ...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے ضرورت ہی نہیں پڑی فون کرنے کی۔ ویسے سلیمان تمہارا کردار تم سے بھی زیادہ اچھی طرح نبھانا جانتا ہے لیکن تم اچانک کہاں چلے گئے تھے۔ کیا ایمرجنسی تھی کہ تم نے مجھ سے بات ہی نہیں کی۔ سیل فون پر تو بات کر سکتے تھے'' ...... عمران نے کہا۔

''سیل فون کا دراصل مجھے خیال ہی نہ آیا تھا البتہ جس کام کے لئے میں جا رہا تھا وہ ایمرجنسی تھا اس لئے مجھے جانا پڑا'' ...... بلیک

زیرو نے کہا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے کی دو پیالیاں اٹھائے واپس آیا اور اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھ دی اور دوسری پیالی اپنے سامنے رکھ کر وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ دو روز پہلے جب میں یہاں اکیلے رہ رہ کر اکتا گیا تو میں نے یہاں کے سسٹم کو آٹومیٹک کیا اور خود میں ڈنر کرنے کے لئے ہوٹل چلا گیا۔ کھانا کھا کر اور ہاتھ دھو کر میں چائے پینے کے لئے ڈائننگ ہال سے واپس مین ہال میں آ گیا۔ وہاں خاصا رش تھا۔ آخری کونے میں مجھے خالی میز کرسی مل گئی۔ میں نے وہاں بیٹھ کر چائے کے لئے کہہ دیا۔ اچانک میرے کانوں میں عقب سے ایک آواز پڑی جس میں پاکیشیا کے خلاف کسی سازش کا ذکر ہو رہا تھا۔

میں نے گردن موڑے بغیر چیکنگ کی تو مجھے محسوس ہوا کہ بات چیت دو آدمیوں کے درمیان ہو رہی ہے۔ سازش کا صرف ذکر کیا گیا۔ اس کی تفصیل نہیں بتائی گئی۔ پھر ان میں سے ایک جس نے سازش کا ذکر کیا تھا اٹھتے ہوئے دوسرے سے اجازت مانگی تو میں بھی اس کے پیچھے گیا تو پتہ چلا کہ وہ اس ہوٹل کے ایک کمرے میں رہائش پذیر ہے اور ہوٹل کے کاغذات سے معلوم ہوا کہ اس کا نام گوپال ہے اور وہ کافرستانی باشندہ ہے۔ یہ گزشتہ کئی روز سے یہاں ہوٹل میں رہ رہا ہے۔ کاغذات کی رو سے اس کا تعلق کیمیکلز

برنس سے ہے۔ بہرحال دوسرے روز میں نے اسے اس کے کمرے میں گھیر لیا۔ اس نے بتایا کہ اس کا تعلق کافرستان کی سرکاری ایجنسی بلیک سرکل سے ہے۔ اس کے باس نے اسرائیل سے مل کر پاکیشیا کے خلاف ایک سازش تیار کی ہے اور اس سلسلے میں فائنل میٹنگ پاکیشیا کے ہمسایہ ملک آران میں ہو گئی چنانچہ اسرائیلی نمائندہ ڈیوڈ وہاں پہنچ گیا لیکن کافرستان سے آنے والا نمائندہ کرشن بیمار ہو گیا۔ جس کی وجہ سے میٹنگ ایک ہفتہ کے لئے ملتوی کر دی گئی۔ تفصیلات یا تو کرشن کو معلوم ہوں گی یا پھر اسرائیلی ڈیوڈ کو اور کل کافرستانی نمائندہ کافرستان سے یہاں آئے گا اور یہاں سے ہم آران چلے جائیں گے۔ میں نے اس سے مزید معلومات حاصل کیں اور پھر اسے بھاری رقم اس لئے دے دی کہ وہ زبان نہ کھولے ورنہ اسے گولی مار دی جائے گی۔ میں اسے اس کے باس کے آنے سے پہلے ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس طرح وہ سب مشکوک ہو جاتے اور سکرین سے غائب ہو جاتے اس لئے میں نے اسے معاوضہ بھی دیا اور ساتھ ہی دھمکی بھی۔ اس نے وعدہ کیا۔

چنانچہ میں نے آپ کے فلیٹ پر فون کیا تا کہ میں آران کا چکر لگا آؤں۔ آپ سے ملاقات نہ ہو سکی تو میں نے سلیمان کو گاؤں فون کیا اور میں آران چلا گیا اور اب وہیں سے واپسی ہو رہی ہے''...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا جبکہ اس دوران

عمران اطمینان سے بیٹھا چائے سپ کرتا رہا۔

''یہ سازش پاکیشیا کے ملحقہ علاقوں سے متعلق ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات تھے۔

''آپ کو معلوم ہے اس بارے میں۔ لیکن آپ نے تو مجھ سے کبھی کوئی بات نہیں کی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہاں اس سلسلے میں کام ہو چکا ہے۔ پاکیشیا کے ایک سیاست دان نے جس کا نام بشیر احسن ہے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ پاکیشیا سے ملحقہ آزاد علاقوں پر قبضہ کرنے کے لئے کافرستانی اور اسرائیلی فوجی کمانڈوز یہاں ڈمپ کرائے گئے بھاری مقدار میں جدید ترین اسلحہ کے ذریعے پاکیشیا سے ان علاقوں کو علیحدہ کرانے کی سازش میں ملوث ہیں۔ اس تقریر کے بعد پاکیشیائی فوج حرکت میں آئی اور انہوں نے ڈمپ شدہ اسلحہ پکڑ لیا لیکن اس سیاست دان کو گولی مروا دی گئی۔ ٹائیگر نے اس پر کام کیا تو اسے معلومات ملیں اور ان معلومات کے مطابق ایک پیشہ ور قاتل آمانیہ سے لایا گیا۔

وہ انتہائی ماہر نشانے باز تھا۔ اس نے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے سیاست دان کو دور ایک بلڈنگ کی تیسری منزل کی کھڑکی سے دور مار رائفل کے ذریعے ایک فائر کیا اور وہ گولی سیاست دان کی کنپٹی میں گھس کر دماغ کو کراس کر کے دوسری سائیڈ

سے نکل گئی اور سیاستدان موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ اس سلسلے میں اخبارات میں گرے ہاؤنڈز نامی تنظیم کا ذکر بھی آیا لیکن پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ ایسے قتل چونکہ ہر ملک میں عام طور پر ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے میں نے بھی زیادہ خیال نہیں کیا لیکن پھر یہ بات سامنے آئی کہ گرے ہاؤنڈز کے پیچھے یہودی لابی ہے تو میں چونک پڑا۔

میں نے سرسلطان کے ذریعے وزارت داخلہ سے سیاست دان بشیر احسن کی فائل منگوائی لیکن اس میں بس ایف آئی آر کی نقل اور چند تفتیشی باتوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اس سے زیادہ تو ٹائیگر نے ایک دن میں معلوم کر لیا تھا۔ فائل میں صرف یہی درج تھا کہ پیشہ ور قاتل آمانیہ سے آیا تھا۔ اس نے ایک بلڈنگ کی کھڑکی سے جلسہ کرتے ہوئے بشیر احسن کو گولی مار کر ہلاک کر دیا اور کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ فائر کہاں سے ہوا۔ اس لئے قاتل وہاں سے نکل جانے میں نہ صرف کامیاب ہو گیا بلکہ رات تک وہ ملک چھوڑ کر واپس آمانیہ پہنچ جانے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ ابھی تک یہ مسئلہ صرف اسلحہ کی سمگلنگ تک محدود تھا۔ قومی اسمبلی میں جو تقریر بشیر احسن نے کی۔ اس کا ریکارڈ بھی میں نے منگوا لیا۔ اس میں بھی جدید اسلحہ کے ڈمپ کئے جانے کی باتیں تھیں۔ کسی سازش کا کوئی ذکر نہ تھا لیکن یہودی لابی کے اس قتل سے منسلک ہونے پر مجھے بے چینی تھی۔ میں نے آمانیہ میں ایک پارٹی کو کال کیا۔ اس نے یہ تو بتا دیا کہ آمانیہ کے دارالحکومت گرین لینڈ میں گرے ہاؤنڈز تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہے اور انچارج کا نام جیفرڈ ہے لیکن یہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ یہ اس نے بتانے سے انکار کر دیا۔ یہودی لابی کے بارے میں بھی وہ کوئی بات نہیں بتا سکا۔ پھر میں نے اپنے ایک پرانے دوست الفرڈ سے بات کی تو اس نے بتایا کہ اسے صرف اتنا علم ہے کہ ایکریمیا کی سرپرستی میں اسرائیلی اور کافرستانی حکومتیں مل کر پاکیشیا کو غیر مستحکم کرنے کی کوئی سازش کر رہی ہیں لیکن اس کی تفصیل کا علم نہیں ہے۔ یہ سن کر میں واپس آ گیا تاکہ یہاں سے اس سازش کو چیک کیا جا سکے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے''...... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کیا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''میں نے آران جا کر اس اسرائیلی نمائندے ڈیوڈ کو ڈھونڈ نکالا۔ وہ اپنے اصل نام سے ہی سیاحوں کے ایک مشہور ہوٹل میں رہ رہا تھا۔ میں انتظار میں تھا کہ کافرستانی نمائندہ بھی وہاں پہنچ جائے۔

پھر ان کے درمیان ہونے والی گفتگو ریکارڈ کر لی جائے چنانچہ میں نے بھاری معاوضہ دے کر ساتھ والا کمرہ انگیج کرایا اور پھر وہاں ایسے طاقتور آلات نصب کرا دیئے جن کی مدد سے ساتھ والے

کمرے میں ہونے والی تمام بات چیت نہ صرف سنی جا سکے گی بلکہ اسے ٹیپ بھی کیا جا سکے گا لیکن شاید وہ دونوں ازخود بے حد محتاط تھے یا انہیں کوئی اطلاع مل گئی تھی کہ وہ دونوں اس کمرے میں اکٹھے ہی نہیں ہوئے تھے اور کسی اور جگہ بات چیت کر کے واپس اپنے ملکوں میں چلے گئے تو میں واپس آ گیا تاکہ آپ سے اجازت لے کر اس کیس پر مزید کام کیا جائے۔ البتہ اس کافرستانی نمائندہ کے بیگ سے ایک چھوٹی ڈائری سی ملی ہے جس میں درج ہے کہ پاکیشیا کے ملحقہ علاقوں میں تحریک آزادی کو مزید ہوا دی جانی ضروری ہے۔ اس پر مزید کارروائی ہونی چاہئے لیکن چونکہ وہاں ایسی کوئی تحریک آزادی نہیں چل رہی تھی اس لئے میں یہی سوچتا رہا کہ یہ کوئی کوڈ ہو سکتا ہے اس لئے آپ کی بات سن کر میں چونکا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ ڈائری کہاں ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری لی اور اسے کھول کر سرسری طور پر اس کے صفحات پلٹنے شروع کر دیئے۔ پھر وہ ایک صفحے پر رک گیا اور اس صفحے کو بغور دیکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کر کے میز پر رکھ دی۔

''کوئی خاص بات''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اس ڈائری میں ایک عام سے کوڈ میں لکھا ہے کہ

پاکیشیا کے ملحقہ علاقوں میں آپریشن ون مکمل کیا جا رہا ہے''۔ عمران نے فون سیٹ اٹھا کر اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''آپریشن ون کیا ہوتا ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نام ہے آپریشن کا۔ اب پتہ نہیں آپریشنز کی گنتی موجود ہے یا نہیں یا صرف ون تک ہی معاملہ محدود کر دیا گیا ہے''...... عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے شرمندہ سے انداز میں سر ہلا دیا کیونکہ اس کا سوال واقعی بچگانہ تھا۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ یورپی تھا۔

''کرش لینڈ ٹریڈرز کا نمبر دے دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کے توقف کے بعد نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کرش لینڈ ٹریڈرز''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ماسٹر کرش لینڈ سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ ماسٹر کرش لینڈ بول رہا ہوں''...... ایک بہت بھاری اور سخت مردانہ آواز سنائی دی۔

''کتنی لینڈ اب تک کرش کر لی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کون بول رہا ہے''...... اس بار ماسٹر کی آواز میں سختی زیادہ ابھر آئی تھی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)''...... عمران نے اس بار اپنی ڈگریوں سمیت تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ اوہ۔ تم وہ عمران تو نہیں ہو جو بے حد شرارتی بوائے ہے انتہائی ناٹی بوائے ہے''...... اس بار دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہوا کہ ابھی تک تمہاری یادداشت میں میرا نام موجود ہے کیونکہ آنٹی تحفظ لینڈ میری آنٹی ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایک زور دار قہقہہ سنائی دی۔

''اوہ۔ اوہ۔ بڑے طویل عرصے بعد تمہاری آواز اور تمہاری یہ خوبصورت باتیں سنی ہیں۔ تمہاری آنٹی واقعی تم سے اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت کرتی تھی''...... ماسٹر کرش لینڈ نے کہا۔

''تھی کا کیا مطلب ہوا''...... عمران نے اچھلتے ہوئے کہا۔

''وہ دو سال پہلے ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئی۔ اس کے آخری فقرے تھے کہ اگر میرا بیٹا عمران یہاں ہوتا تو مجھے مرنے نہ دیتا۔ اسے تم پر اس قدر اعتماد تھا کہ شاید دنیا میں اور کسی پر بھی نہ

ہو گا لیکن نہ تمہارا نمبر میرے پاس تھا اور نہ ہی مجھے تمہیں تلاش کرنے کی فرصت تھی''...... ماسٹر کرش لینڈ نے کہا۔

''بہت افسوس ہوا۔ آنٹی عظیم خاتون تھی۔ انتہائی محبت کرنے والی، پیار کرنے والی۔ کاش مجھے بھی اطلاع مل جاتی تو میں یقیناً ان کی زندگی میں ان تک پہنچ جاتا''...... عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''انسان ان معاملات میں واقعی مجبور ہے۔ بہرحال تم بتاؤ کیسے فون کیا ہے''...... ماسٹر کرش لینڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایک بین الاقوامی تنظیم ہے جس کا نام گرے ہاؤنڈز ہے۔ عام حالات میں تو یہ تنظیم اسلحہ اور ڈرگ کی سمگلنگ کا کام کرتی ہے لیکن پاکیشیا میں اس کی سرپرستی میں ایک ایسا کھیل کھیلا جا رہا ہے جو پاکیشیا کو غیر مستحکم کر دے گا''...... عمران نے کہا۔

''اچھا۔ پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... ماسٹر کرش لینڈ نے کہا۔

''ہمیں اس کھیل کا علم نہیں ہو رہا۔ صرف اتنا علم ہو سکا ہے کہ یہ تنظیم پاکیشیا سے ملحقہ آزاد علاقے میں جدید اسلحہ بھاری مقدار میں ڈمپ کر رہی ہے۔ جس کا انکشاف ہمارے اس علاقے سے تعلق رکھنے والے قومی اسمبلی کے ممبر نے اسمبلی میں اپنی تقریر کے دوران کیا۔ اس کھیل میں اسرائیلی اور کافرستانی نمائندے شریک ہیں۔ ان کے درمیان ایک میٹنگ آران میں ہوئی ہے لیکن اس

میٹنگ کی تفصیلات نہیں مل سکیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا تعلق ایسی تنظیموں سے بہت قریبی رہتا ہے کیونکہ تم بھی اسلحہ اور ڈرگ دونوں کا وسیع پیمانے پر کاروبار کرتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے گرے ہاؤنڈز کے بارے میں مکمل علم ہے لیکن یہ بات میرے نوٹس میں نہیں ہے کہ گرے ہاؤنڈز اسلحہ اور ڈرگ سے ہٹ کر ملکی سطح پر ایسے سازشانہ کردار بھی ادا کرتی ہے۔ یہ بات میں پہلی بار تمہارے منہ سے سن رہا ہوں''...... ماسٹر کرش لینڈ نے کہا۔

''تم معلومات تو کر سکتے ہو۔ میں بعد میں فون کر لوں گا''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم دو گھنٹے بعد مجھے فون کرنا۔ امید ہے میں معلومات حاصل کر لوں گا''...... ماسٹر کرش لینڈ نے کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ ایسی کیا سازش ہو سکتی ہے۔ وہ ہماری سرزمین پر کھلا حملہ تو نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری فوج ہر طرح سے سرحدوں پر الرٹ رہتی ہے۔ پھر یہ قدیم دور نہیں ہے کہ طاقت کے زور پر دوسروں کے علاقوں پر قبضہ کر لیا جائے۔ موجودہ دور میں تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کے باوجود کوئی سازش درپردہ ہو رہی ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب مجھے ایک بار پھر چائے پلواؤ اور میری طرف سے اسے لاسٹ وارننگ سمجھنا اور آئندہ اس طرح میرے نوٹس میں لائے بغیر دانش منزل چھوڑ کر مت جانا''...... عمران نے کہا۔

''سوری عمران صاحب۔ آئندہ ایسی شکایت نہ ہو گی۔ مجھے یقین تھا کہ سلیمان آپ کو فون کر کے اطلاع دے دے گا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔ بہرحال آئندہ محتاط رہنا''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو اثبات میں سر ہلاتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔

کافرستان میں بلیک راڈ کے نام سے ایک غیر سرکاری تنظیم بنائی گئی تھی جس کا چیف کافرستان کا ایک کرنل تھا جو طویل عرصے تک ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرنے کے بعد اب ریٹائر ہو گیا تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اسے بلیک راڈ کا چیف بنا دیا تھا اور اس تنظیم میں ملٹری انٹیلی جنس اور کافرستان سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ دوسری سرکاری تنظیموں میں سے افراد لئے گئے تھے۔ ان سب کی تعداد بیس تھی۔ ان میں چار عورتیں تھیں جبکہ سولہ مرد تھے۔ اس کا ہیڈکوارٹر دارالحکومت کے نواحی علاقے کٹار میں بنایا گیا تھا۔ گو یہ تنظیم دراصل سرکاری ہی تھی لیکن اسے غیر سرکاری اس لئے ظاہر کیا گیا تھا تاکہ پاکیشیائی ایجنٹ اس کے بارے میں مشکوک نہ ہوں۔ بلیک راڈ کے ہیڈکوارٹر میں بنے ہوئے شاندار آفس میں کرنل وشان بیٹھا ایک فائل پڑھ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل وشان نے کہا۔

"سر۔ ایکریمیا سے آنے والی پرواز ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے والی ہے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"تم اسے ساتھ لے کر آفس آ جاؤ۔ میں ایک ضروری کام میں مصروف ہوں اس لئے خود نہیں آ سکتا"...... کرنل وشان نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل وشان بے اختیار مسکرا دیا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔ یہ اطلاع دینے والی اس کی اسسٹنٹ پورنیا تھی لیکن وہ اسے پورنیا کی بجائے نوما کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ کرنل وشان نے ساری عمر شادی نہ کی تھی جبکہ نوما کا خاوند طویل عرصہ پہلے ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا تھا۔ چونکہ پورنیا کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اس نے دوبارہ شادی نہ کی تھی اور اب کرنل وشان اور نوما دونوں دوستوں کے انداز میں اکٹھے رہتے تھے لیکن آفس ٹائم میں کرنل وشان اسے بطور اسسٹنٹ ہی ڈیل کرتا تھا جبکہ نوما بھی اسے باس کے انداز میں ٹریٹ کرتی تھی۔ گو کرنل وشان نے نوما کو یہ کہہ کر ایئرپورٹ بھجوایا تھا کہ اسرائیل سے کرنل جیمز آ رہے ہیں اور کرنل وشان کو اس وقت اطلاع دی جائے جب پرواز لینڈ کرنے والی ہو اور نوما نے یہی اطلاع دینے کے لئے فون کیا تھا لیکن کرنل وشان نے ضروری کام کا بہانہ کر دیا۔ وہ دراصل اپنی بے عزتی سمجھ رہا تھا کہ وہ بلیک

راڈ کا چیف ہو کر آنے والے کا استقبال کرے جو اسرائیل کی ایک سرکاری ایجنسی میں کام کرتا تھا اس کا چیف نہ تھا۔ پھر تقریباً پون گھنٹے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک جس نے گرے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا تو کرنل وشان اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے پیچھے نوما تھی جس نے جینز کی پینٹ اور جینز کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے ڈارک براؤن کلر کے بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ آنے والا اسرائیلی ایجنٹ کرنل جیمز تھا۔ کرنل وشان نے کرنل جیمز کا بڑے دوستانہ انداز میں استقبال کیا اور پھر اس کی پسند پر اسے اس کی مطلوبہ شراب بھی مہیا کر دی گئی۔

''آپ کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ اب بھی فیلڈ میں کام کرتے ہیں۔ کیا واقعی''...... کرنل جیمز نے شراب سپ کرتے ہوئے کہا۔

''تو آپ کا خیال ہے کہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں''...... کرنل وشان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں بڑھاپے یا جوانی کی نسبت سے بات نہیں کر رہا۔ آپ تو مجھ سے بھی زیادہ جوان ہیں۔ میں نے یہ بات اس لئے کی ہے کہ آپ ایک بڑی تنظیم کے سربراہ ہیں اور باس اکثر فیلڈ کا کام نہیں کیا کرتے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''مجھے دفتر میں بیٹھنے سے زیادہ فیلڈ میں کام کرنے کا زیادہ

لطف آتا ہے۔ بہرحال آپ اگر ایزی ہو گئے ہوں تو ہم میٹنگ روم میں بیٹھ کر اصل معاملے پر بات کر لیں''...... کرنل وشان نے کہا۔

''ہاں ٹھیک ہے۔ کہاں جانا ہے''...... کرنل جیمز نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل وشان اور نوما بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر آفس کے عقب میں موجود ایک کمرے میں جا کر بیٹھ گئے۔ نوما نے اس کمرے کا دروازہ بند کر کے دیوار پر لگے بٹن پریس کئے تو دروازے کے سامنے بلیک رنگ کی شیٹیں نمودار ہو گئیں۔

''اب یہاں کھل کر بات ہو سکتی ہے''...... کرنل وشان نے کہا۔

''موجودہ صورت حال کیا ہے اور آپریشن سینڈم کب مکمل ہو گا''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''کرنل جیمز۔ ایک بار دو خصوصی جگہوں پر اسلحہ ڈمپ کیا گیا لیکن اس علاقے کے قومی اسمبلی کے ایک ممبر کو اس کی اطلاع مل گئی۔ اس نے قومی اسمبلی میں اس کا انکشاف کر دیا جس پر فوج حرکت میں آ گئی اور یہ دونوں ذخیرے برآمد کر لئے گئے۔ ہم نے اس سیاستدان کو ہلاک کرا دیا۔ اس کے بعد آران میں ہمارے نمائندے اور آپ کے نمائندے کے درمیان میٹنگ ہوئی اور یہ طے پایا کہ آپ یہاں خود آ کر حالات کا جائزہ لیں اور پھر آپ اور میں مل کر یہ فیصلہ کریں کہ آپریشن سینڈم کا آغاز کب کیا جا سکتا ہے اور اس کا انجام کیا ہو گا''...... کرنل وشان نے کہا۔

''آپ کے پاس اس سارے علاقے کا نقشہ موجود ہے جہاں آپریشن ہونا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ہاں ہے۔ نوما الماری سے نقشہ نکالو''...... کرنل وشان نے ایک طرف خاموش بیٹھی نوما سے کہا۔

''یس چیف''...... نوما نے اٹھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر ایک طرف موجود الماری کھول کر اس نے ایک رول شدہ نقشہ نکالا اور الماری بند کر کے وہ واپس مڑی اور اس نے نقشہ کھول کر دونوں کرنلوں کے درمیان میز پر رکھ دیا اور اسے دوبارہ مڑنے سے بچانے کے لئے اس نے اس کی دونوں سائیڈوں پر پیپر ویٹ رکھ دیئے اور خود پیچھے ہٹ کر اس کرسی پر بیٹھ گئی جس پر وہ پہلے بیٹھی ہوئی تھی جبکہ کرنل جیمز اور کرنل وشان دونوں نقشے پر جھک گئے۔

''یہ ہے آزاد علاقہ۔ انتہائی خوبصورت اور سرسبز علاقہ ہے۔ ادھر کافرستان ہے ادھر بہادرستان اور ادھر شوگران''...... کرنل وشان نے انگلی نقشے پر رکھ کر کرنل جیمز کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہمارا ٹارگٹ کہاں ہے''......کرنل جیمز نے کہا۔

''یہ پہاڑی چاکاس کہلاتی ہے۔ اس پہاڑی کے اندر خفیہ میزائل فیکٹری ہے۔ اس کا راستہ شوگران کی سرحد پر ہے ادھر نہیں ہے۔ اس راستے کی چیکنگ پاکیشیائی فوج کے ساتھ ساتھ کچھ فاصلے پر بنی ہوئی شوگران کی چیک پوسٹ سے بھی کی جاتی ہے''...... کرنل وشان نے کہا۔

''ایس ایس میزائل تیار ہوا ہے یا نہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''نہیں۔ لیکن تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔ اطلاع کے مطابق اسے تیار ہونے میں اب صرف چند ماہ کا عرصہ رہ گیا ہے''...... کرنل وشان نے کہا۔

''آپ کا کوئی آدمی اس فیکٹری کے اندر موجود ہے یا نہیں''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''پہلے تھا لیکن پھر اپنی لاپرواہی سے چیک ہو گیا اور مارا گیا''۔ کرنل وشان نے کہا۔

''تو یہ معلومات جو آپ دے رہے ہیں کتنے عرصہ پہلے کی ہیں''...... کرنل جیمز نے چونک کر پوچھا۔

''ایک ماہ پہلے کی ہیں۔ جب وہ پکڑا گیا۔ اس سے دو روز پہلے اس نے یہ معلومات مہیا کی تھیں''...... کرنل وشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس نے انہیں آپ کے بارے میں بتایا ہو گا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''نہیں۔ ہم نے جدید ترین مشینری سے اس کی یادداشت سے اصل بات واش کر دی تھی۔ وہ صرف کافرستانی تھا اور بس''۔ کرنل وشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسلحہ کہاں ڈمپ کیا گیا تھا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''چاکاس پہاڑی کی دونوں جانب گہری کھائیاں ہیں۔ وہاں

انتہائی طاقتور بم بلاسٹ پلیٹوں کو ڈمپ کیا گیا تھا۔ پہاڑی کی اوٹ کی وجہ سے یہ دونوں جگہیں چیک نہیں ہو سکتیں آخر میں ریموٹ کنٹرول بم وہاں پہنچا دیا جاتا اور آپریشن سینڈم کے بعد ان دونوں ڈمپ شدہ ذخیروں کو ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ کر دیا جاتا اور فیکٹری تو ایک طرف پوری پہاڑی تنکوں کی طرح اڑ کر فضا میں بکھر جاتی اور سمجھا یہی جاتا کہ چونکہ ہم فیکٹری میں داخل نہیں ہو سکے۔ اس لئے ہم نے انتقاماً یہ کارروائی کی ہے جبکہ میرے آدمی پہلے ہی فارمولا وہاں سے نکال چکے ہوں گے اور پھر اس فارمولے کی ایک کاپی کافرستان کے پاس رہے گی اور ایک کاپی اسرائیل کے پاس اور دونوں ممالک ایس ایس میزائل تیار کریں گے تاکہ اگر پاکیشیا کسی ایک فیکٹری کو تباہ کر دے تو دوسری کام کرتی رہے“...... کرنل وشان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میرا راؤنڈ کب ہو گا اور کیسے تاکہ میں اپنی تفصیلی رپورٹ اسرائیل کے صدر کو دے سکوں“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”آپ میں اور نوما تینوں پہلے یہاں سے پاکیشیا کے دارالحکومت جائیں گے۔ وہاں سے ہم سیاحت کرنے کے لئے آزاد علاقے میں جائیں گے اور پھر فاصلے سے آپ کو چاکاس پہاڑی بھی دکھا دی جائے گی کیونکہ وہاں سیاحوں کو قریب نہیں جانے دیا جاتا“...... کرنل وشان نے کہا۔

”لیکن اب اسلحے کا کیا ہو گا۔ فیکٹری کیسے تباہ کی جائے گی“۔ کرنل جیمز نے کہا۔

”میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ اب وہاں اسلحہ ڈمپ نہیں کیا جا سکتا۔ وہاں انتہائی سخت چیکنگ شروع کر دی گئی ہے“...... کرنل وشان نے کہا۔

”وہ تو ہونا تھی لیکن اب فارمولا حاصل کرنے کا کیا پلان ہے اور وہ بھی اس طرح کہ ان کو اس بارے میں معلوم ہی نہ ہو“۔ کرنل جیمز نے کہا۔

”اس فیکٹری میں ایک سائنسدان ڈاکٹر اکرم ہے۔ اس سے بات چیت فائنل ہو چکی ہے۔ انتہائی بھاری معاوضے کے گارنٹیڈ چیک انہیں وقت پر دیئے جائیں گے۔ اس ڈاکٹر اکرم نے اس فارمولے کی کاپی بھی کر لی ہے جس کی فلم کو اس نے ایسے میٹریل میں بند کیا ہے جسے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ وہ فلم ہم تک پہنچا دی جائے گی“...... کرنل وشان نے کہا۔

”کیسے۔ کیا آپ وہ فلم لینے پاکیشیا جائیں گے یا وہ فلم دینے کافرستان آئے گا“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”سائنسدانوں پر بغیر اجازت ملک سے باہر جانے پر پابندی ہے۔ ہمارا ایک آدمی وہاں آزاد علاقے میں ایک دکاندار کے روپ میں موجود ہے۔ وہ فلم اس دکاندار تک پہنچا دی جائے گی اور اکاؤنٹ کی رسید اسے مل جائے گی۔ اس کے بعد وہ ہمارا آدمی وہ

فارمولا ہمارے پاس پہنچا دے گا‘‘...... کرنل وشان نے کہا۔

’’ایسا کب تک ہو گا‘‘...... کرنل جیمز نے کہا۔

’’ڈاکٹر اکرم ہمارے دکاندار کے پاس آتا جاتا رہتا ہے۔ ایک ہفتہ پہلے وہ آیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ دس روز بعد وہ فلم دکاندار تک پہنچا دے گا۔ ابھی ان دس دنوں کو پورا ہونے میں دو دن باقی ہیں‘‘...... کرنل وشان نے جواب دیا۔

’’اور فارمولا مل جانے کے بعد اس فیکٹری کو کیسے تباہ کیا جائے گا‘‘...... کرنل جیمز نے کہا۔

’’یہ کام بھی ڈاکٹر اکرم نے اپنے ذمے لے لیا ہے۔ اسے ایکریمیا ایک بڑی لیبارٹری میں جاب اور ساتھ ہی بھاری معاوضہ دینے کا حلف دیا گیا ہے۔ وہ فارمولا دینے آئے گا تو ہمارے آدمی سے ریموٹ کنٹرول ڈائنامنٹ سلیب لے جائے گا۔ اس سلیب کو خصوصی طور پر ایکریمیا سے منگوایا گیا ہے۔ بالکل سونے کے بسکٹ کے سائز میں ہے لیکن اس میں طاقت اتنی ہے کہ پوری لیبارٹری کو اڑا سکتا ہے۔ اس سلیب پر وہی میٹریل چڑھایا جائے گا جس کے ذریعے فارمولا باہر لایا جائے گا اور پھر ڈاکٹر اکرم ہی اسے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے فائر کر دے گا جس کے نتیجے میں پوری پہاڑی فیکٹری سمیت تنکوں کی طرح فضا میں بکھر جائے گی اور وہاں آگ بھڑک اٹھے گی جس سے فیکٹری کی مشینری سمیت ہر چیز جل کر راکھ ہو جائے گی۔ اس طرح یہی سمجھا جائے گا کہ فارمولا بھی جل

کر راکھ ہو چکا ہے۔ اس لئے پاکیشیائی ایجنٹ خاموش ہو کر بیٹھ جائیں گے‘‘...... کرنل وشان نے کہا۔

’’آپ کی کارکردگی واقعی حیران کن ہے کرنل وشان۔ آپ نے تو دشمن کے ذریعے ہی دشمن کو تباہ کرنے کا ایسا خوبصورت کام کیا ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے لیکن یہ ڈاکٹر اکرم کیسے آپ کے ہاتھ چڑھ گیا اور وہ کیسے اپنے ملک کی لیبارٹری کو تباہ کرنے پر رضامند ہو گیا۔ یہ واقعی ناقابل یقین بات ہے‘‘...... کرنل جیمز نے کہا تو کرنل وشان، نوما کی طرف دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑا۔

’’یہ کارنامہ نوما کا ہے۔ اس نے ڈاکٹر اکرم کو اس انداز میں پالش کیا کہ وہ یہ دونوں کام کرنے پر رضامند ہو گیا‘‘...... کرنل وشان نے کہا۔

’’اچھا۔ کمال ہے مس نوما۔ آپ نے واقعی ناقابل یقین کارنامہ سرانجام دیا ہے‘‘...... کرنل جیمز نے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو نوما کے چہرے پر جیسے چاندنی سی بکھر گئی۔

’’وہ انتہائی لالچی اور عیاش طبع آدمی ہے۔ نجانے وہ سائنسدان کیسے بن گیا۔ حالانکہ سائنسدان بے حد سوبر اور سنجیدہ لوگ ہوتے ہیں لیکن یہ شخص ان کے بالکل متضاد آدمی ہے۔ میں نے ایکریمیا میں اس کے ساتھ دو ہفتے گزارے ہیں۔ ہماری پہلی ملاقات آران میں ہوئی تھی جہاں وہ چھٹیاں گزارنے گیا ہوا تھا۔ وہاں میں نے

اس سے ملاقات کی اور اسے اس انداز میں ڈیل کیا کہ وہ مجھ پر مر مٹا۔ ہم نے وہاں تین روز اکٹھے گزارے پھر اس سے معاملات طے کرنے کے لئے ایکریمیا جانے کی بات ازخود کی اور وہ دو ہفتوں کی چھٹیاں لے کر ایکریمیا پہنچ گیا۔ وہاں سے اطلاع ملتے ہی میں وہاں گئی اور ہم نے دو ہفتے اکٹھے گزارے اور میں نے اس سے یہ معاملات طے کر لئے''...... نوما نے بڑے فخریہ لہجے میں تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کو اس پر یقین ہے۔ کہیں وہ آخری وقت میں بھانڈا نہ پھوڑ دے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''مجھے مردوں کی نفسیات کا بخوبی علم ہے۔ اس لئے میں دعویٰ سے کہہ سکتی ہوں کہ ڈاکٹر اکرم سو فیصد وہی کرے گا جو اس نے میرے ساتھ طے کیا ہے''...... نوما نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''تو پھر ہمارا کیا کام رہ گیا ہے۔ اس کو انجام تک پہنچائیں تاکہ میں رپورٹ دے سکوں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ہمیں اپنے آدمی کی طرف سے کال کا انتظار ہے''...... کرنل وشان نے کہا۔

''آپ کا کیا اندازہ ہے۔ کب تک کال آ جائے گی''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ دو تین روز کے اندر کال آ جائے گی''۔ کرنل

وشان نے کہا۔

''اوکے۔ پھر ہمارا وہاں جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں ایک ہفتے کا مارجن رکھ کر آیا ہوں۔ اب مجھے فائنل رزلٹ کا انتظار کرنا پڑے گا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''آپ ہمارے مہمان ہیں۔ آپ اطمینان سے یہاں رہیں۔ نوما آپ کو یہاں اسسٹ کرے گی''...... کرنل وشان نے کہا۔

''کیا واقعی آپ مجھے اسسٹ کریں گی''...... کرنل جیمز نے چونک کر نوما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

''یہ میرے لئے باعث فخر ہو گا''...... نوما نے جواب دیا۔

''اوکے۔ پھر تو میں پورا ایک ماہ یہاں رہ سکتا ہوں''...... کرنل جیمز نے ہنستے ہوئے کہا تو کرنل وشان اور نوما دونوں ہی قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس نے ٹائیگر کو آزاد علاقے میں بھیجا ہوا تھا تاکہ وہاں جا کر وہ اسلحہ ڈمپ کرنے کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر سکے۔ ماسٹر کرش لینڈ نے اسے بتایا تھا کہ یہ اسلحہ ڈمپ کرنے کا کام گرے ہاؤنڈز کے چیف جیفرڈ نے اپنے طور پر کیا تھا اور جب یہ اسلحہ پکڑا گیا تو گرے ہاؤنڈز کے بورڈ آف گورنرز جو یہودی ہیں، نے میٹنگ کی اور اس میٹنگ میں انہوں نے فیصلہ کیا کہ چونکہ چیف جیفرڈ نے بغیر اجازت پاکیشیا میں اسلحہ ڈمپ کرنے کا کام کر کے یہودیوں کے مفادات کے خلاف کام کیا ہے اور اس کے جواب میں پاکیشیائی ایجنٹ ان کا کوئی بڑا نقصان بھی کر سکتے ہیں چنانچہ چیف جیفرڈ کو ہلاک کر دیا جائے اور اس کی جگہ اس کے اسسٹنٹ چارلس کو گرے ہاؤنڈز کا چیف بنا دیا گیا اور اسے سختی سے حکم دیا گیا کہ اس نے بورڈ آف گورنرز کی اجازت کے بغیر پاکیشیا

میں عام کاروبار سے ہٹ کر کوئی ایکٹیوٹی نہیں کرنی تو عمران نے ماسٹر کرش لینڈ کا شکریہ ادا کیا لیکن ماسٹر کرش لینڈ کی بات اس کے حلق سے نہیں اتری تھی کیونکہ مسئلہ صرف اسلحہ ڈمپ کرنے کا نہیں تھا۔

مسئلہ یہ تھا کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے اور آران میں اسرائیلی اور کافرستانی نمائندگان کی میٹنگ کس سلسلے میں ہوئی تھی۔ اس کے ذہن کے مطابق کوئی ایسا کھیل کھیلا جا رہا تھا جس سے پاکیشیا کو نقصان پہنچایا جا سکتا تھا اور وہ اس کھیل کے بارے میں تفصیل جاننا چاہتا تھا۔ اسی لئے عمران نے ٹائیگر کو آزاد علاقے میں بھیجا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ ٹائیگر کی رپورٹ آنے میں تین دن لگ سکتے ہیں کیونکہ وہاں جو کچھ ہو رہا ہو گا خفیہ طور پر ہی ہو رہا ہو گا۔ اس لئے جب تک اس کا کوئی کلیو ٹائیگر کو نہیں ملے گا اس وقت تک ٹائیگر اس معاملے کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اطمینان سے بیٹھا رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''سلیمان۔ سلیمان۔ اس آلہ دشمن مطالعہ کو اٹھا کر باہر پھینک دو''...... عمران نے اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

''جی اچھا۔ میں خود اس کے بھاری بل ادا کر کے تنگ آ گیا ہوں''...... سلیمان نے دور سے ہی جواب دیتے ہوئے کہا جبکہ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے رسالہ بند کر کے میز پر رکھا

اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) مصروف مطالعہ ہونے کے باوجود فون سننے پر مجبور بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''داور بول رہا ہوں۔ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ فوراً میرے پاس پہنچو''...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر اس نے میز پر پڑا ہوا رسالہ اٹھا کر اسے واپس الماری میں رکھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سپیشل لیبارٹری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی کیونکہ سرداور کی آواز میں پریشانی کا جو عنصر موجود تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی بڑا واقعہ رونما ہو چکا ہے ورنہ سرداور اتنی آسانی سے اس قدر پریشان نہ ہوا کرتے تھے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے مسلسل اور تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد عمران، سرداور کے مخصوص آفس پہنچ گیا۔

''آؤ عمران۔ میں بڑی شدت سے تمہارا انتظار کر رہا تھا''۔ سرداور نے عمران کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا پریشانی ہے۔ میں نے کئی بار کہا ہے کہ آپ پریشان نہ ہوا کریں۔ اپنی پریشانیاں ہمیں دے دیا کریں۔ آپ کی پاکیشیا کو ضرورت ہے جبکہ ہم تو بس جی ہی رہے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سرداور ہلکے سے مسکرا دیئے۔

''ویسے ایک بات ہے۔ میں اس وقت تک واقعی پریشان رہتا ہوں جب تک تم سے بات نہیں ہو جاتی۔ تمہیں بتا کر واقعی تمام پریشانی ختم ہو جاتی ہے اس لئے کہ مجھے مکمل اعتماد ہے کہ تم اس مسئلے کو حل کر دو گے''...... سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے ایک لوک کہانی پڑھی تھی۔ اس میں یہی بتایا گیا تھا کہ ایک آدمی جب کام کاج کے بعد گھر واپس آتا تھا تو گھر کے سامنے موجود گھنے درخت پر اپنی تمام پریشانیاں ڈال کر ہنستا کھیلتا گھر میں داخل ہوتا تھا۔ آپ مجھے درخت سمجھ لیا کریں''...... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار مسکرا دیئے۔

''تم میرے لئے واقعی اس گھنے درخت کی مانند ہو''...... سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ فرمائیں کہ ایسا کیا مسئلہ ہے کہ جس نے آپ کو اس قدر پریشان کر دیا ہے''...... عمران نے کہا تو سرداور نے میز کی دراز کھولی اور ایک کاغذ جس پر کمپیوٹر لکھائی موجود تھی نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''پہلے میری بات سن لو پھر اسے پڑھنا۔ پاکیشیا کی ایک اہم ترین میزائل لیبارٹری اور فیکٹری ملحقہ آزاد علاقے میں ایک پہاڑ جس کا نام چاکاس ہے، کے اندر خفیہ طور پر بنائی گئی ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ اندر جانے اور اندر سے باہر آنے والوں کی باقاعدہ کمپیوٹر چیکنگ ہوتی ہے۔ اس

فیکٹری میں جدید ترین ایس ایس میزائل تیار کیا جا رہا ہے"۔ سرداور نے آگے کی طرف جھک کر بولنا شروع کیا تو عمران ملحقہ آزاد علاقے کا سن کر چونک پڑا۔

"تو کیا ہوا ہے وہاں"...... عمران نے کہا۔

"وہاں فیکٹری میں تو کچھ نہیں ہوا البتہ لیبارٹری میں ایس ایس میزائل کے فارمولے کی کاپی بنائی گئی ہے۔ چونکہ وہاں نظام مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ ہے۔ اس لئے کاپی بنائے جانے کے بارے میں کمپیوٹر نے بتا دیا اور اس کے ساتھ ساتھ جس نے کاپی بنائی ہے اس کا نام بھی بتا دیا ہے اور اس کاغذ پر یہی رپورٹ ہے"۔ سرداور نے کہا تو عمران نے کاغذ اٹھا کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔

"ڈاکٹر اکرم۔ یہ کیا کہتے ہیں"...... عمران نے کاغذ پڑھ کر اسے دوبارہ اپنے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر اکرم تین روز پہلے ایک ہفتے کی چھٹی لے کر اپنے آبائی گھر فتح پور گئے ہیں۔ یہ رپورٹ سامنے آنے پر میں نے فتح پور ان کے آبائی گھر فون کیا تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر اکرم تو سرے سے وہاں گئے ہیں نہیں۔ اب وہ کہاں ہیں۔ اس کا کسی کو علم نہیں ہے اور اسی لئے تمہیں بلایا ہے کہ یہ فارمولا ہم نے ہر قیمت پر واپس لانا ہے۔ اسرائیلی اور کافرستانی ایجنٹ طویل عرصہ سے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے لیکن انتہائی فول پروف سیکورٹی کی وجہ سے وہ آج تک کامیاب نہیں ہو سکے لیکن اب جبکہ ہمارا اپنا آدمی غلط کام پر آمادہ

ہو جائے تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے۔

بہرحال فارمولے کی کاپی ہر صورت میں واپس آنی چاہئے ورنہ اسرائیل اور کافرستان اینٹی میزائل تیار کر لیں گے اور پھر ہماری ساری محنت اور قوم کا کثیر سرمایہ اور ملکی سلامتی کا تحفظ سب ختم ہو کر رہ جائے گا"...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز کی دراز کھولی اور ایک اور فائل نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

"یہ ڈاکٹر اکرم کی پرسنل فائل ہے۔ اس میں اس کا تازہ ترین فوٹو بھی موجود ہے۔ میں ہر سال نئی تصویر ہر ملازم کی پرسنل فائل میں لگواتا رہتا ہوں"...... سرداور نے کہا تو عمران نے فائل اٹھا کر اسے کھولا اور پھر اس میں موجود تصویر کو غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے سرسری طور پر ڈاکٹر اکرم کے بارے میں پڑھا اور پھر ڈاکٹر اکرم کی تصویر فائل سے علیحدہ کر کے فائل بند کر دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیف کو درخواست کرتا ہوں کہ وہ ڈاکٹر اکرم کو تلاش کرنے کے احکامات سیکرٹ سروس کو دے اور میں خود بھی ٹائیگر کے ساتھ مل کر ڈاکٹر اکرم کو تلاش کرتا ہوں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او کے"...... سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ میری بات پر مسکرا رہے ہیں۔ کیا آپ کو میری بات پر یقین نہیں آیا"...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے نہیں۔ تم نے کہا ہے کہ تم ڈاکٹر اکرم کیس پر کام کرو گے تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے کاندھوں سے منوں بوجھ اتر گیا ہو''...... سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد عمران، سرداور سے اجازت لے کر واپس دانش منزل آ گیا تا کہ پوری ٹیم کو ڈاکٹر اکرم کی تلاش پر لگایا جا سکے۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے استقبالیہ رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد کہا۔

''ارے میں سنجیدہ ہونے کی کوشش کر رہا ہوں اور تم کہہ رہے ہو کہ میں پریشان ہوں''...... عمران نے کہا۔

''آپ سنجیدہ نظر آنے کی بجائے پریشان دکھائی دے رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب وقت بھی سنجیدگی کا آ گیا ہے۔ یہ تصویر دیکھو۔ یہ پاکیشیا کا سائنسدان ڈاکٹر اکرم ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر اکرم کے بارے میں سرداور سے ہونے والی ساری بات بتا دی۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پاکیشیائی سائنسدان پاکیشیا سے غداری رہا ہے۔ اپنے ملک سے۔ ویری بیڈ''...... بلیک زیرو نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''غدار کہتے ہی اسے ہیں جو اپنوں کے خلاف کام کرے۔ تم

اس تصویر کی دس کاپیاں بنا کر لے آؤ۔ میں صفدر اور صدیقی کو کال کرتا ہوں تا کہ وہ تصویریں یہاں سے لے جائیں اور اسے تلاش کریں''...... عمران نے کہا۔

''انہیں بھی ساری تفصیل بتانا پڑے گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ میں بتا دوں گا۔ تم اپنا کام کرو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اس پورشن کی طرف بڑھ گیا جسے لیبارٹری کے طور پر بنایا گیا تھا۔ عمران نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کے سیل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جیب سے سیل فون نکالا۔ اس کی سکرین پر ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ اس وقت کہاں موجود ہیں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے پوچھا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں اس وقت آزاد علاقے میں ہوں۔ وہاں ایک پہاڑی اچانک خوفناک دھماکے سے فضا میں اڑ کر تنکوں کی طرح بکھر گئی ہے۔ اس کے اندر کوئی مشینری تھی جس کے پرزے فضا

میں بکھر گئے ہیں۔ اس پورے ایریا کو مقامی لیوی نے گھیر لیا۔ میں اس وقت وہاں سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر تھا کہ اس قدر زور دار دھماکہ ہوا کہ دو میل دور بازار کی عمارتوں کے شیشے ٹوٹ گئے اور دیواروں میں دراڑیں پڑ گئیں۔ وہاں کچھ لوگوں نے مجھے بتایا کہ چاکاس پہاڑی کے اندر پاکیشیا کی ایک خفیہ لیبارٹری اور فیکٹری ہے جہاں انتہائی خوفناک میزائل تیار کئے جاتے ہیں اور وہاں کا نظام اس قدر فول پروف ہے کہ کوئی انسان تو ایک طرف کوئی مکھی بھی بغیر اجازت نہ اندر جا سکتی ہے اور نہ باہر آ سکتی ہے۔ لیبارٹری نہ صرف مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے بلکہ وہاں خوفناک آگ بھڑک اٹھی ہے۔

ویسے ایک فوجی نے مجھے بتایا کہ ان دھماکوں کی نوعیت اور جس طرح یہاں تباہی ہوئی ہے اسے دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ اند انتہائی خوفناک طاقتور بارود کا کافی بڑا ڈھیر موجود تھا جسے آگ لگ گئی ہے لیکن ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ جو یہاں کی سیکورٹی کرتے ہیں ان کے مطابق جو نظام سیکورٹی کا ہے اس نظام کے تحت ایک اونس بارود بھی اندر نہیں جا سکتا لیکن جس انداز کا دھماکہ ہوا ہے تو یوں لگتا ہے کہ وہاں سینکڑوں کلو بارودی مواد موجود تھا''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم میرے بارے میں کیوں پوچھ رہے تھے کہ میں کہاں موجود ہوں۔ اس کی وجہ''...... عمران نے کہا۔

''میں نے اس لئے پوچھا تھا باس کہ مزید تفصیل معلوم کر کے کسی پی سی او سے آپ سے بات کروں کیونکہ میرا سیل فون چارجنگ مانگ رہا ہے اور شاید کچھ دیر بعد پاور آف ہو جائے''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے اسے دھوپ میں رکھ کر آٹو چارج نہیں کیا''...... عمران نے کہا۔

''یہاں مسلسل اور دور دور تک گہرے بادل ہیں لیکن بارش نہیں ہو رہی البتہ دھوپ بالکل نہیں ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم وہاں کس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہو اور اب تک تم نے کیا کام کیا ہے''...... عمران نے کہا جبکہ اس دوران بلیک زیرو لیبارٹری سے واپس آ چکا تھا اور اس نے اپنے سامنے ڈاکٹر اکرم کی دس تصویریں بھی رکھی ہوئی تھیں لیکن وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''میں لارڈ ہوٹل کے کمرہ نمبر دو سو بارہ میں رہائش رکھے ہوئے ہوں اور اب تک اسلحہ ڈمپ کرنے والوں کے بارے میں جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سارا کھیل کافرستان کرا رہا ہے۔

ایک آدمی کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ یہاں آزاد علاقے کا ایک دکاندار ہے لیکن وہ اکثر پہاڑی راستوں سے کافرستان آتا جاتا رہتا ہے اور کئی بار کافرستانی بھی اس کی دکان پر

دیکھے گئے ہیں۔ بظاہر یہ کافرستانی سیاح ہوتے ہیں کیونکہ یہاں
کافرستانی بھی سیاحت کرنے آتے رہتے ہیں لیکن ان کے انداز
مشکوک تھے۔ اس لئے وہاں کے دیگر دکانداروں نے اس میں
دلچسپی لی۔ میں اس دکاندار کو ٹٹولنا چاہتا تھا لیکن وہ دکان بند ہے اور
وہ آدمی جس کا نام کرامت ہے ابھی تک واپس نہیں آیا''...... ٹائیگر
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اپنا کام جاری رکھو لیکن اب اس تباہ شدہ
لیبارٹری کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرو کہ اس کے پیچھے
کون ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ کیا آپ آئیں گے یہاں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرا کچھ پتہ نہیں۔ میں چیف کو رپورٹ کر دوں گا۔ اس کے
بعد چیف کیا احکامات دیتا ہے یہ مجھے نہیں معلوم۔ بہرحال چیف
کے احکامات پر عمل تو کرنا ہی ہوتا ہے''...... عمران نے کہا تو سامنے
بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اللہ
حافظ کہہ کر رسیور رکھنے کی بجائے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پ
اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی سرداور کی سنجیدہ او
قدرے بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول ر

ہوں سرداور۔ چاکاس پہاڑی کے اندر بنائی گئی میزائل فیکٹری کی
تباہی کی اطلاع تو آپ کو مل چکی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ابھی چند منٹ پہلے اطلاع ملی ہے۔ نجانے ہمارے
ملک کے خلاف کیا ہو رہا ہے۔ پہلے فارمولے کی کاپی بنا کر اسے
لیبارٹری سے باہر نکالا گیا۔ پھر یہ لیبارٹری اور فیکٹری دونوں تباہ کر
دی گئیں''...... سرداور نے غمگین سے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر اکرم اسی لیبارٹری میں کام کرتا تھا''...... عمران نے
پوچھا۔

''ہاں۔ وہ اسی لیبارٹری میں کام کرتا تھا۔ تمہارا خیال ہے کہ
اس تباہی کے پیچھے بھی ڈاکٹر اکرم ہی ہو سکتا ہے''...... سرداور نے
کہا۔

''ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہم ڈاکٹر اکرم کو تلاش کر رہے
ہیں۔ جیسے ہی وہ مل گیا ساری گتھیاں سلجھ جائیں گی''...... عمران نے
کہا۔

''ہاں۔ اب اور کیا کیا جا سکتا ہے''...... سرداور نے طویل
سانس لیتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری اور فیکٹری دونوں آگ لگنے کی وجہ سے مکمل طور پر
تباہ ہو گئی ہیں۔ ان حالات میں وہ فارمولا اور اس کے نوٹس بھی
آگ میں جل کر راکھ ہو چکے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ وہ محفوظ ہوں گے کیونکہ میں نے تمام لیبارٹریز کے

لئے ایسے خصوصی سیف بنوائے ہیں جو مکمل طور پر فائر پروف ہیں۔ اس لئے وہ سیف یقیناً محفوظ ہو گا اور فارمولا بھی۔ میں خصوصی ملٹری ہیلی کاپٹر پر وہاں جا رہا ہوں تاکہ اس فارمولے کو کنٹرول کیا جا سکے۔ اگر تم جانا چاہو تو بتا دو۔ اکٹھے چلیں گے''...... سرداور نے کہا۔

''آپ تو اس فارمولے والے سیف کی وجہ سے جا رہے ہیں لیکن میں نے وہاں جا کر کیا دیکھنا ہے البتہ میرا شاگرد ٹائیگر وہیں ہے۔ لیبارٹری کی تباہی کے بارے میں اس نے ہی مجھے فون پر اطلاع دی تھی۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ اس تباہی نے پاکیشیا کو کم از کم دس سال پیچھے دھکیل دیا ہے''...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ حکم''...... جولیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم تمام ساتھیوں کو اپنے فلیٹ پر کال کر لو۔ عمران وہاں پہنچ کر تمہیں ایک پاکیشیائی سائنسدان ڈاکٹر اکرم کی تصویریں دے گا۔

تم سب نے اسے دارالحکومت اور نواحی علاقوں میں تلاش کرنا ہے کیونکہ وہ پاکیشیائی سائنسدان پاکیشیا کے اہم ترین میزائل فارمولے کی کاپی بنا کر لیبارٹری سے باہر لے گیا ہے۔ لیکن اب وہ ٹریس نہیں ہو رہا۔ اس کا ٹریس ہونا ضروری ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ علاقے تو بے حد خوبصورت ہیں''...... کرنل جیمز نے ساتھ چلتے ہوئے کرنل وشان سے کہا۔

''ہاں۔ یہ سارا علاقہ کسی تصویر جیسا لگتا ہے البتہ سچی بات یہ ہے کہ پاکیشیائی علاقہ اس سے بھی زیادہ سرسبز اور خوبصورت ہے''...... کرنل وشان نے کہا۔

''ہمیں اب کب تک چلنا پڑے گا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''آپ تھک گئے ہیں''...... کرنل وشان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تھکا نہیں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد اہم فارمولا ہم تک پہنچ جائے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''کرامت، ڈاکٹر اکرم کو ساتھ لے کر آ رہا ہے۔ فارمولا بھی ان کے ساتھ ہے''...... کرنل وشان نے جواب دیتے ہوئے کہا جبکہ نوما جس نے تنگ پینٹ اور سرخ رنگ کی آدھی آستین والی

شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ پیروں میں جوگر تھے اور آنکھوں پر ریڈ چشمہ لگائے وہ ان دونوں سے آگے چل رہی تھی۔

''ہمیں یہاں سے محتاط ہو کر آگے بڑھنا ہے''...... کچھ آگے جانے کے بعد نوما نے مڑ کر کہا۔

''کیا وہ سرنگ ابھی دور ہے جو سرحد کے آر پار ہے''...... کرنل وشان نے کہا۔

''ہاں۔ ابھی کچھ اور آگے ہے''...... نوما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ پہلے اس راستے سے آتی جاتی رہی ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''میں تو اس راستے سے گزر کر تین بار پاکیشیائی علاقے میں کئی کئی روز سیاح بن کر رہ چکی ہوں۔ پرکاش کو بھی میں نے ہی ٹریس کیا تھا اور آج تک پرکاش ہمارا بہترین ایجنٹ ثابت ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر اکرم کی تلاش بھی اس نے ہی کی ہے اور اب فارمولا بھی وہی لا رہا ہے''...... نوما نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''یہاں بہرحال پاکیشیائی چیک پوسٹ تو ہو گی۔ کیا وہ ہمارے اس طرح علیحدہ راستے سے جانے پر اعتراض نہیں کریں گے''۔ کرنل جیمز نے کہا۔ اسے شاید یہ بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ بغیر شک و شبہ انہیں کیسے پاکیشیا داخل ہونے کی اجازت ملے گی۔ اس کے خیال کے مطابق اگر وہ سیاح ہیں تو انہیں معروف راستوں سے

جانا چاہئے یوں چھپ کر کیوں جا رہے ہیں۔

''بس اب ہم منزل پر پہنچ گئے ہیں''...... کچھ دیر بعد اچانک نوما نے ہاتھ اٹھا کر انہیں اطلاع دیتے ہوئے کہا اور وہ دونوں رک گئے۔

''اب آپ میرے پیچھے آئیں گے''...... نوما نے کہا اور پھر وہ ایک گہری کھائی میں اترنے لگی۔ اس طرح نیچے جانا خاصا خطرناک تھا لیکن نوما بڑے اطمینان سے اس طرح نیچے اتر رہی تھی جیسے یہ اس کے لئے معمول کا راستہ ہو۔ بہرحال وہ تھوڑی سی ہمت کے بعد کھائی میں اتر جانے میں کامیاب ہو گئے۔

''آیئے۔ یہ قدرتی سرنگ ہمیں پاکیشیا پہنچا دے گی''...... نوما نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک پنسل ٹارچ نکال لی اور اسے روشن کر دیا۔ اب اس غار نما سرنگ میں تیز روشنی پھیل گئی تھی اور وہ تینوں اس سرنگ میں داخل ہو کر آگے بڑھنے لگے۔ کرنل جیمز حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر کا جائزہ لے رہا تھا۔

''یہ غار نما سرنگ آپ نے دریافت کی ہے''...... کرنل جیمز سے جب نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

''نہیں۔ پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان سمگلنگ کے لئے یہی راستہ اختیار کیا جاتا ہے اور دونوں ممالک کو اس کا علم ہے لیکن وہ اپنا کمیشن لے کر ادھر کا رخ نہیں کرتے۔ سمگلنگ کرنے والی تنظیمیں

انہیں گھر بیٹھے کمیشن بھجوا دیتی ہیں''...... نوما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرے لئے یہ ناقابل یقین ہے کہ اس طرح کرپشن بھی ہوتی ہے۔ بہرحال اب ہم کب تک اس سرنگ میں چلتے رہیں گے''۔ کرنل جیمز نے کہا۔ اس کے چہرے پر تھکاوٹ کے آثار نمایاں تھے۔

''بس تھوڑی دیر اور''...... نوما نے جو ان کی رہنمائی کر رہی تھی جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر واقعی دس بارہ منٹ مزید سفر کرنے کے بعد وہ اس سرنگ سے باہر آ گئے۔ یہ دہانہ بھی ایک گہری کھائی میں تھا اور انہیں ایک بار پھر اوپر جانے کے لئے خاصی جدوجہد کرنا پڑی لیکن بہرحال وہ اوپر پہنچ گئے۔ وہاں دور دور تک صرف پہاڑیاں ہی نظر آ رہی تھیں۔ وہاں نہ کوئی چیک پوسٹ تھی اور نہ ہی کوئی آدمی۔ نوما نے جیب سے ایک چھوٹا سا پسٹل نکال کر اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے شائیں کی آواز کے ساتھ ایک شعلہ سا آسمان کی بلندی تک پہنچ کر آتش بازی میں بدل گیا اور اس سے سفید رنگ کے ستارے نیچے گرنے لگے اور پھر دوسرے لمحے وہ ہوا میں ہی ختم ہو گئے لیکن نوما کی نظریں مسلسل آسمان پر لگی ہوئی تھیں اور پھر پانچ منٹ بعد وہاں سے کچھ فاصلے پر ایسا ہی شعلہ آسمان کی طرف لپکا اور پھر آتش بازی کے پھول کی طرح پھٹ گیا اور اس میں سے بھی ویسے ہی

ستارے نیچے گرے جیسے نوما کے فائر سے گرے تھے اور اس کے ساتھ ہی نوما کے چہرے پر اطمینان نظر آنے لگا۔

''آیئے۔ آگے راستہ صاف ہے''...... نوما نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر ان کا سفر شروع ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جگہ پہنچے تو ایک چٹان کے پیچھے سے دو آدمی نکل کر سامنے آ گئے اور ان دونوں نے نوما اور دونوں کرنلوں کو سلام کیا۔

''ڈاکٹر اکرم کہاں ہے''...... نوما نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ ہمارے ایک پوائنٹ پر موجود ہیں۔ وہ یہاں کھلے عام نہیں آنا چاہتے تھے''...... ان میں سے ایک آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہیں چلو''...... نوما نے کہا تو انہوں نے سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب ایک بڑی جیپ میں سوار پہاڑی راستوں اور اونچی نیچی سڑکوں پر جیپ دوڑاتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

''ہم اس وقت پاکیشیا میں ہیں''...... عقبی سیٹوں میں سے ایک سیٹ پر بیٹھے ہوئے جیمز نے ساتھ بیٹھے ہوئے کرنل وشان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں''...... کرنل وشان نے جواب دیا تو کرنل جیمز نے صرف اپنا سر اثبات میں ہلا دیا۔ پھر کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد جیپ

پہاڑی سے اتر کر ایک وادی میں پہنچ گئی۔

''یہ چاکاس علاقہ ہے اور چاکاس پہاڑی کے اندر وہ لیبارٹری ہے جس میں فارمولا ہے''...... نوما نے کہا تو کرنل جیمز چونک پڑا۔

''ڈاکٹر اکرم اس علاقے میں کیوں رہا ہے۔ اس طرح تو وہ کسی بھی وقت چیک کیا جا سکتا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''سر۔ وہ آپ سے مل کر واپس لیبارٹری جانا چاہتا ہے''۔ جیپ ڈرائیو کرنے والے نے کہا۔

''اوکے''...... کرنل جیمز نے مزید بات کرنے سے گریز کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جیپ ایک رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ ڈرائیور نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو پھاٹک کھل گیا۔

''پھاٹک کھولو سردیش''...... ڈرائیور نے کہا۔

''یس سر''...... سردیش نے جواب دیا اور واپس پھاٹک کراس کر کے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک سرکتا ہوا دونوں سائیڈوں میں جا کر غائب ہو گیا۔ ڈرائیور نے جیپ آگے بڑھائی اور سائیڈ پر موجود پارکنگ شیڈ کے نیچے لے جا کر روک دی اور وہ سب جیپ سے نیچے اتر آئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں موجود تھے جہاں ایک درمیانی عمر کا آدمی پہلے سے موجود تھا۔ یہ ڈاکٹر اکرم تھا پاکیشیائی سائنسدان۔ نوما نے ڈاکٹر اکرم کا تعارف کرنل جیمز اور کرنل وشان سے کرایا اور پھر کرنل جیمز اور کرنل وشان

دونوں کا تعارف اس نے ڈاکٹر اکرم سے کرایا۔ جیپ میں موجود ڈرائیور باہر ہی رک گیا تھا۔

"کیا کچھ کامیابی ہوئی ہے ڈاکٹر اکرم"...... نوما نے ڈاکٹر اکرم کے قریب جا کر قدرے لاڈ بھرے لہجے میں کہا تو منہ لٹکائے بیٹھے ڈاکٹر اکرم کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔ یوں لگتا تھا کہ نسوانی آواز نے اس کے ذہن کے گرد موجود تالے کھول دیئے ہوں۔

"یہ تو معمولی کام ہیں نوما۔ تمہارے لئے تو میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں البتہ کام کے بعد وعدے کے مطابق تم نے میرے ساتھ ایکریمیا جانا ہے اور وہاں میرے ساتھ رہنا ہے"۔ ڈاکٹر اکرم نے کہا۔

"تمہیں چھوڑ کر میں کہاں جا سکتی ہوں ڈاکٹر۔ تم فکر مت کرو۔ نوما کبھی دھوکا نہیں دیا کرتی۔ یہ بتاؤ کہ فارمولے کی کاپی لے آئے ہو یا نہیں"...... نوما نے کہا۔

"پہلے میرا گارنٹیڈ چیک دو"...... ڈاکٹر اکرم نے جیب سے ایک مائیکرو فلم نکال کر سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل وشان۔ آپ ڈاکٹر اکرم صاحب کو ایکریمین بینک کا گارنٹیڈ چیک دے دیں"...... نوما نے کرنل وشان سے کہا۔

"اوکے"...... کرنل وشان نے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چیک بک نکال کر سامنے رکھی اور پھر اس نے ایک چیک پر ڈاکٹر اکرم کا نام لکھا اور پھر رقم لکھی جو کروڑوں

ڈالرز میں تھی۔ اس نے نیچے دستخط کیئے اور پھر چیک کو بک سے علیحدہ کر کے اس نے اسے نوما کی طرف بڑھا دیا۔ نوما نے چیک لے کر اسے چند لمحوں تک غور سے دیکھا اور پھر ساتھ بیٹھے ہوئے ڈاکٹر اکرم کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر اکرم نے چیک لیا اور اسے کافی دیر تک غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے چیک تہہ کر کے اسے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور سامنے میز پر موجود مائیکرو فلم اٹھا کر اس نے نوما کی طرف بڑھا دی۔ نوما نے ڈاکٹر اکرم سے مائیکرو فلم لے کر کرنل وشان کو دے دی۔

"اسے چیک کرنا ہو گا"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"کیا آپ سائنسی فارمولے کو سمجھ سکتے ہیں"...... ڈاکٹر اکرم نے چونک کر کہا۔

"یہاں آنے سے پہلے مجھے ایکریمیا میں فارمولے کے بارے میں سمجھایا گیا ہے۔ اب میں اسے نہ صرف پڑھ لوں گا بلکہ مخصوص نشانیاں بھی چیک کر لوں گا"...... کرنل جیمز نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر اسرائیل کی بجائے ایکریمیا کا نام لیا تھا تاکہ ڈاکٹر اکرم اسرائیل کا نام سن کر کوئی گڑبڑ نہ کر دے۔

"میں مائیکرو فلم ریکارڈر لے آتی ہوں"...... نوما نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد نوما واپس اندر داخل ہوئی تو اس کے ہاتھ میں

ایک مائیکروفلم ریکارڈر موجود تھا۔ اس نے ریکارڈر میز پر ایسی جگہ رکھا جہاں سے سب اور خصوصی طور پر کرنل جیمز کے قریب اس کی سکرین تھی تاکہ کرنل جیمز فارمولے کو چیک کر سکے۔ ڈاکٹر اکرم کی دی ہوئی فلم ریکارڈر میں ایڈجسٹ کر کے نوما نے ایک بٹن پریس کیا تو ریکارڈر کی سکرین روشن ہو گئی اور ساتھ بیٹھے ہوئے کرنل جیمز کی نظریں سکرین پر جم سی گئیں۔ چند لمحوں بعد سکرین پر تحریر ابھر آئی۔ کرنل جیمز خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ تحریر مسلسل سکرین پر ڈسپلے ہوتی رہی۔

''ٹھیک ہے۔ بند کر دو''...... اچانک کرنل جیمز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو نوما نے ریکارڈر آف کیا اور مائیکروفلم نکال کر کرنل جیمز کی طرف بڑھا دی۔

''مشن کا یہ حصہ تو مکمل ہوا لیکن دوسرے حصے کا کیا ہو گا''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''دوسرا حصہ کیا''...... ڈاکٹر اکرم نے چونک کر کہا۔

''آپ سے یہ بھی طے ہوا تھا کہ آپ نے لیبارٹری کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دینا ہے''...... کرنل وشان نے کہا۔

''ضرور کہا گیا تھا لیکن میں نے آپ کو کہا تھا کہ بارودی بسکٹ منگوا دیں ورنہ اور کسی بھی صورت میں بارود لیبارٹری کے اندر نہیں جا سکتا۔ اس فارمولے کی مائیکروفلم پر خصوصی ریشہ چڑھا کر اسے باہر نکال لایا ہوں ورنہ کسی بھی حالت میں یہ باہر نہ آ سکتی تھی''

ڈاکٹر اکرم نے کہا۔

''نوما۔ یہ تو واقعی طے ہوا تھا۔ کیا بارودی بسکٹ ایکریمیا سے منگوا لیا گیا ہے''...... کرنل وشان نے نوما سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ میں ساتھ لے آئی ہوں''...... نوما نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل وشان کے ساتھ ساتھ کرنل جیمز بھی چونک پڑا۔ نوما نے اپنے لیڈیز بیگ سے کاغذ میں لپٹے ہوئے چھوٹے سے بسکٹ سائز کا ایک پیکٹ ڈاکٹر اکرم کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ کام کب تک ہو گا''...... کرنل جیمز نے پوچھا۔

''میں ابھی واپس جا رہا ہوں۔ بسکٹ پر ریشہ چڑھا کر اسے میں اندر لے جاؤں گا اور پھر اسے وہاں چھپا کر چارجر پر لگا دوں گا۔ اس کے بعد میں واپس آؤں گا اور باہر نکل کر چارجر آپ کو دے دوں گا۔ آپ یہاں سے یا یہاں سے دو میل کے فاصلے تک اسے ڈی چارج کر کے بسکٹ کو فائر کر دیں۔ اس کمپریسڈ بسکٹ میں دس بموں کی طاقت ہوتی ہے۔ یہ لیبارٹری کا تنکا تنکا اڑا کر رکھ دے گا''...... ڈاکٹر اکرم نے کہا۔

''آپ یہ بسکٹ رکھ کر کب واپس آئیں گے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''کم از کم دو روز بعد۔ اس سے پہلے تو ویسے بھی چھٹی نہیں مل سکتی۔ یہ تو میں نے لیبارٹری کے ڈاکٹر سے سپیشل ریسٹ سرٹیفکیٹ بنوا لیا ہے ورنہ اتنی جلدی کسی کو اجازت نہیں مل سکتی''...... ڈاکٹر

اکرم نے کہا تو کرنل جیمز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پرکاش آپ سے یہاں ملا ہے یا نہیں''...... کرنل وشان نے پوچھا۔

''پرکاش تو باہر موجود ہے باس''...... نوما نے کہا تو کرنل وشان چونک پڑا۔

''کب آیا ہے۔ جب ہم یہاں پہنچے تو وہ نظر نہیں آیا تھا''۔ کرنل وشان نے کہا۔

''وہ مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ ابھی واپس آیا ہے''...... نوما نے کہا۔

''اسے بلاؤ''...... کرنل وشان نے کہا تو نوما کمرے سے باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو ایک مقامی آدمی اس کے ساتھ تھا۔

''یہ پرکاش ہے اور پرکاش۔ یہ میرے باس کرنل وشان ہیں اور یہ ایکریمین کرنل جیمز ہیں۔ آدھا کام تو ہو گیا ہے لیکن آدھا ابھی رہتا ہے''...... نوما نے کہا اور پھر جو کچھ ڈاکٹر اکرم نے بتایا تھا وہ پرکاش کو بتا دیا۔

''پرکاش تمہاری دکان پر ڈاکٹر اکرم آئیں گے۔ تم ان سے ڈی چارجر لے کر اور انہیں ساتھ لے کر کافرستان پہنچ جانا۔ ہم انہیں خود ہی وہاں سے ایکریمیا روانہ کر دیں گے تاکہ پاکیشیا والے انہیں تلاش ہی کرتے رہ جائیں''...... کرنل وشان نے کہا۔

''پھر اب ہم واپس جائیں گے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''دوسرے حصے کی رقم کا چیک دے دیں کیونکہ لیبارٹری کی تباہی سے پہلے مجھے اس علاقے سے دور جانا ہوگا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ہماری ملاقات ہی نہ ہو''...... ڈاکٹر اکرم نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ لے لیں چیک۔ لیکن جب آپ اس قدر بھاری رقم کے چیک لے کر لیبارٹری جائیں گے تو اگر مشینری نے چیک کر لئے تو پھر آپ کو اتنی بھاری رقم کا جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے میرا مشورہ ہے کہ آپ یہ چیک پرکاش کے پاس چھوڑ دیں اور واپسی پر یہ چیک آپ کو مل جائیں گے''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''ہاں۔ میں ان کی دل و جان سے حفاظت کروں گا''۔ پرکاش نے کہا۔

''سوری۔ یہ میرا کام ہے کہ میں اپنی دولت کی حفاظت کروں اور آپ سب بے فکر رہیں۔ اگر بارود کا بسکٹ اندر جا سکتا ہے تو چیک بھی اندر جا سکتے ہیں''...... ڈاکٹر اکرم نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''آپ انہیں ہی دے دیں کرنل جیمز۔ ہمیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ہمارا کام ہو گیا اور جو باقی رہتا ہے وہ بھی ہو جائے گا''...... کرنل وشان نے کہا تو کرنل جیمز نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بار پھر چیک بک نکالی اور ایک چیک لکھ کر اسے چیک بک سے علیحدہ کیا اور پھر چیک اس نے براہ

راست ڈاکٹر اکرم کو دینے کی بجائے نوما کی طرف بڑھا دیا۔ نوما نے ایک نظر چیک کر دیکھا اور پھر ڈاکٹر اکرم کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر اکرم نے ایک بار پھر غور سے چیک کر دیکھا اور اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے چیک کو تہہ کر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

''اب آپ مجھے چاکاس پہاڑی کے قریب پہنچا دیں۔ آگے میں خود چلا جاؤں گا''...... ڈاکٹر اکرم نے کہا۔

''آپ پرکاش کے ساتھ چلے جائیں۔ یہ آپ کو وہاں پہنچا دے گا''...... کرنل وشان نے کہا۔

''اوکے۔ٹھیک ہے''...... ڈاکٹر اکرم نے کہا۔

''آیئے ڈاکٹر صاحب''...... پرکاش نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''ہمیں جیپ بھی تو چاہئے ہو گی۔ اس کا بندوبست کہاں سے ہو گا''...... ڈاکٹر اکرم کی آواز سنائی دی جب وہ کمرے کے دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔

''جیپ کی ضرورت نہیں۔ یہاں سے قریب ہی لیبارٹری ہے''۔ پرکاش نے جواب دیا اور خاموشی طاری ہو گئی۔

''یہ دو روز والا پرابلم ہمارے لئے ٹریپ نہ بن جائے''۔ کرنل جیمز نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ساتھ بیٹھے ہوئے کرنل وشان سے کہا۔

''وہ کیسے کرنل جیمز''...... کرنل وشان نے کہا۔

''ڈاکٹر اکرم یا اسے دیئے ہوئے ہمارے چیک ہمارے خلاف لائن آف ایکشن بھی بن سکتے ہیں۔ مجبوری دو روز کی درمیان میں آ گئی ہے۔ اب مجھے دو روز تک یہاں رہنا پڑے گا جبکہ میں فوری طور پر فارمولا لے کر اسرائیل پہنچنا چاہتا ہوں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''آپ چاہیں تو چلے جائیں کیونکہ فارمولا تو باہر آ گیا ہے۔ اب لیبارٹری کی تباہی نہ بھی ہوئی تو بھی آپ کو تو کوئی فرق نہیں پڑے گا''...... کرنل وشان نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے اسرائیل کے صدر کو رپورٹ دینی ہے۔ اس لئے مجھے دو روز یہاں رکنا پڑے گا لیکن یہ پاکیشائی علاقہ ہے۔ یہاں چیکنگ تو نہیں ہوتی''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''نہیں۔ یہاں لوگ کافرستان اور بہادرستان سے آتے جاتے رہتے ہیں۔ اصل چیکنگ اسلحہ اور منشیات کی کی جاتی ہے اور وہ بھی صرف ان لوگوں کی جو ان کی ڈیمانڈ پوری نہ کریں ورنہ کوئی انگلی تک نہیں اٹھاتا''...... کرنل وشان نے کہا۔

''اوکے۔ پھر میں یہیں رہ کر دو روز گزاروں گا البتہ اس وقت ہم دونوں اکیلے ہیں۔ اس لئے یہ بات سن لو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً لیبارٹری کی تباہی پر حرکت میں آئے گی اور اسے بہرحال ڈاکٹر اکرم کا کلیو مل جانا ہے اور انہوں نے جب اپنے

مخصوص انداز میں ڈاکٹر اکرم کو چیک کیا تو اس نے آپ کی اور میری دونوں کی نشاندہی کر دینی ہے۔ اس لئے یہ بات طے شدہ ہے کہ مشن مکمل ہونے پر ڈاکٹر اکرم کو ہلاک کر دینا ضروری ہے اور اس سے دونوں چیک بھی واپس لینے ضروری ہیں تاکہ کسی طرح یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اس معاملے میں کون کون کام کر رہا تھا"۔ کرنل جیمز نے کہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں"...... کرنل وشان نے کہا اور کرنل جیمز مسکرا دیا۔

اسرائیل کے نواحی شہر روگر کو امرأ کا شہر کہا جاتا تھا اور واقعی تھا بھی ایسا ہی۔ پوری دنیا میں جائز و نا جائز بزنس کرنے والے یہودی روگر میں رہنا اپنے لئے اعزاز سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ روگر کو پریوں کا دیس بھی کہا جاتا تھا۔ یہاں کی سڑکیں ہر وقت صاف اور چمکدار نظر آتی تھیں۔ اعلیٰ ترین کاریں ان سڑکوں پر دوڑتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔ یہاں بے شمار کلب اور ہوٹل تھے جہاں آدمی اپنے آپ کو جنت میں محسوس کرتا تھا لیکن یہاں رہنے والے کا صرف امیر نہیں بلکہ بے پناہ امیر ہونا ضروری تھا۔ یہاں تین بڑی رہائشی کالونیاں تھیں جن میں ہر رہائش گاہ محل سے کم نہ تھی۔ اس کی ایک جدید رہائشی کالونی کازاک ٹاؤن میں آفس کے انداز میں سجائے گئے کمرے میں ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی سوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا البتہ سائیڈوں پر بالوں کی جھالریں موجود تھیں۔ آنکھوں

پر نظر کا چشمہ تھا۔ وہ ایک اخبار پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... اس آدمی نے بھاری لہجے میں کہا۔

''پریذیڈنٹ ہاؤس سے آپ کے لئے کال ہے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''اوکے۔ کراؤ بات''...... اس آدمی نے چونک کر کہا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

''سر۔ میں رابرٹ بول رہا ہوں''...... اس آدمی نے بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مسٹر رابرٹ۔ آپ کے ذمے پاکیشیا کا ایک سائنسی فارمولا حاصل کرنے کا مشن لگایا گیا تھا۔ اس سلسلے میں کیا ہو رہا ہے''۔ صدر نے کہا۔

''سر۔ ہم تقریباً نوے فیصد کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ باقی دس فیصد کام بھی آج ہی مکمل کر لیا جائے گا''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''کیا اس مشن کی مکمل رپورٹ آپ کو مل چکی ہے''...... صدر نے کہا۔

''فون پر بات ہوئی ہے جس کے مطابق میرے نائب جیمز نے

فارمولا حاصل کر لیا ہے لیکن لیبارٹری کی تباہی کے لئے انہیں دو روز وہیں رکنا پڑا۔ اب دو تین گھنٹے کے بعد مشن ہر لحاظ سے مکمل ہو جائے گا''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جیسے ہی آپ کے پاس اس کی تفصیلی رپورٹ پہنچے آپ نے ایک کاپی پریذیڈنٹ ہاؤس فیکس کرنی ہے۔ اٹ از مائی آرڈر''۔ صدر نے کہا۔

یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... رابرٹ نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو رابرٹ نے بھی رسیور رکھ دیا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ اسے اس بات کی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ایک عام اور معمولی سے مشن کے سلسلے میں اسرائیل کے صدر کیوں پریشان ہیں۔ اس قدر پریشان کہ انہوں نے خود ہی رابرٹ سے بات کی حالانکہ پروٹوکول کے مطابق ان کی فون سیکرٹری اسے فون کر کے حکم دیتی کہ رابرٹ پریذیڈنٹ ہاؤس کال کرے لیکن یہاں ایسا نہیں کیا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاملات بے حد سیریس ہیں لیکن اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ اس مشن میں ایسی کون سی بات ہے جس کے لئے اسرائیل کے صدر بھی پریشان ہو گئے ہیں۔ اچانک اسے خیال آیا کہ کرنل جیراڈ سے بات کی جائے۔ کرنل جیراڈ پہلے اسرائیل کی ایک سرکاری ایجنسی ''زاگا'' کا طویل عرصے تک چیف رہا ہے اور اب ریٹائرمنٹ لائف گزار رہا تھا۔ اس نے تل ابیب میں ایک کلب خرید لیا تھا اور اب اس کے دن رات اس

کلب میں ہی گزرتے تھے۔ رابرٹ سے اس کی ملاقات اکثر ہوتی رہتی تھی اور کئی بار کرنل جیراڈ یہاں روگر میں اس کا مہمان رہا تھا اور رابرٹ اس سے اپنے مشنز میں مشورہ بھی لیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے اس سلسلے میں کرنل جیراڈ سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تل ابیب میں راڈش کلب کے کرنل جیراڈ سے میری بات کراؤ''...... رابرٹ نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رابرٹ نے رسیور رکھ دیا۔ پھر کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رابرٹ نے کہا۔

''کرنل جیراڈ لائن پر ہیں۔ بات کیجئے''...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ رابرٹ بول رہا ہوں''...... رابرٹ نے کہا۔

''رابرٹ۔ میں کرنل جیراڈ بول رہا ہوں۔ بڑے طویل عرصے بعد فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات''...... کرنل جیراڈ نے کہا۔

''بس مصروفیات ہی ایسی ہیں کہ کسی سے بات کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ فون میں نے اس لئے کیا ہے کہ تم طویل عرصہ تک

اسرائیل کی سرکاری تنظیم زاگا کے چیف رہے ہو۔ اس لئے تم مجھے معلومات مہیا کر سکتے ہو''...... رابرٹ نے کہا۔

''کس قسم کی معلومات۔ تم خود لارڈز جیسی ایجنسی کے چیف ہو۔ پھر بھی دوسروں سے معلومات حاصل کر رہے ہو۔ اس کی وجہ''۔ کرنل جیراڈ کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

''پہلے تفصیل سن لو۔ پھر مزید بات ہو گی''...... رابرٹ نے کہا۔

''ہاں بتاؤ''...... کرنل جیراڈ نے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ میری ایجنسی لارڈز براہ راست وزارت دفاع کے تحت کام کرتی ہے۔ ہمیں اسرائیل کے وزیر دفاع نے پاکیشیا میں ایک مشن سونپا۔ وہاں کی ایک لیبارٹری سے اہم فارمولا حاصل کر کے اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہمارا مشن تھا اس مشن میں کافرستان جو کہ پاکیشیا کا ہمسایہ ملک ہے، شامل تھا۔ بہرحال میں نے کرنل جیمز کو یہ مشن سونپ دیا۔ اس کا فون آیا تھا کہ وہ اسی فیصد کام مکمل کر چکا ہے لیکن سو فیصد کامیابی کے لئے اسے دو روز مزید کافرستان میں رہنا پڑے گا''...... رابرٹ نے تیز تیز انداز میں بولتے ہوئے مشن کے بارے میں بتا دیا۔

''تو اب پرابلم کیا ہے''...... کرنل جیراڈ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی ابھی اسرائیل کے صدر نے براہ راست مجھے فون کر کے اس مشن کے بارے میں پوچھا ہے۔ یوں لگتا تھا کہ وہ اس سلسلے

میں خاصے پریشان ہیں۔ ان سے میں کوئی سوال تو نہیں کر سکتا تھا لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ اس معمولی سے مشن میں اسرائیل کے صدر کی دلچسپی اور پھر ان کی پریشانی کیوں ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ تم نے طویل عرصہ حکومتی ایجنسی میں رہ کر گزارہ ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ ایک عام سے مشن میں اسرائیل کے صدر کیوں اس قدر دلچسپی لے رہے ہیں''...... رابرٹ نے کہا تو دوسری طرف سے کرنل جیراڈ کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا۔ تم ہنس کیوں رہے ہو''...... رابرٹ نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ اسرائیل کے صدر کو وجہ معلوم ہے لیکن تمہیں اس وجہ کا علم نہیں ہے جبکہ تمہیں لارڈز ایجنسی میں کافی عرصہ گزر چکا ہے''...... دوسری طرف سے کرنل جیراڈ نے کہا۔

''کون سی وجہ۔ کچھ بتاؤ تو سہی''......رابرٹ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

''اصل مسئلہ پاکیشیا ہے رابرٹ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ایکریمیا جیسا ملک خوفزدہ رہتا ہے۔ خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والا ایجنٹ عمران۔ اس کا نام سنتے ہی بڑے بڑے چوکڑی بھول جاتے ہیں۔ اسرائیل کے صدر کو پریشانی اس بات کی ہو گی کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ گئی تو وہ بہت بڑا نقصان

بھی کر سکتی ہے۔ وہ بے شمار بار اسرائیل آ کر اسرائیل کو زبردست نقصان پہنچا چکے ہیں اور اب بھی وہ کوئی بڑا نقصان کر سکتے ہیں''۔ کرنل جیراڈ نے کہا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ سنو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم یہودی نہیں ہو لیکن میں تمہیں یہودیوں کا مذاق اڑانے کی اجازت نہیں دے سکتا''...... اس بار رابرٹ نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے تمہاری بات پر ہنسی آ رہی ہے لیکن میں نے اپنی ہنسی کو زبردستی روک لیا ہے اور تمہاری اس بات کو سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تمہیں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے لیکن اسرائیل کے صدر اچھی طرح واقف ہیں۔ اس لئے وہ پریشان ہو رہے ہیں''...... کرنل جیراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ انسان نہیں ہے۔ مافوق الفطرت ہیں جو سب ان سے ایسے ڈر رہے ہیں جیسے آدمی موت سے ڈرتا ہے۔ پاکیشیا تو پسماندہ اور چھوٹا سا ملک ہے۔ پھر پاکیشیا کی سیکرٹ سروس آسمان سے نہیں اتری ہو گی''...... رابرٹ نے غصیلے لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''رابرٹ۔ تمہارا واسطہ ان سے پہلی بار پڑ رہا ہے اس لئے تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے کہ صدر صاحب کیوں پریشان ہیں''۔ کرنل جیراڈ نے جواب دیا۔

”اور اگر انہیں پتہ ہی نہ چل سکے کہ یہ کام کس نے کیا ہے تو پھر کیا ہو گا“...... رابرٹ نے کہا تو کرنل جیراڈ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”تم پھر ہنس رہے ہو“...... رابرٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اسی لئے تو ہنس رہا ہوں کہ اتنی بڑی اور بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی ایجنسی کے چیف ہونے کے باوجود تمہیں علم نہیں ہے۔ حالانکہ پوری دنیا اس بارے میں جانتی ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے جس بات کو جتنا چھپایا جائے وہ اتنی ہی جلدی اسے ٹریس کر لیتے ہیں۔ بہرحال میرا مشورہ ہے تمہیں کہ تم کسی نہ کسی بہانے یہاں سے کہیں اور شفٹ ہو جاؤ اور جب وہ لوگ واپس پاکیشیا چلے جائیں یا مارے جائیں تب تک تم انڈر گراؤنڈ رہو“...... کرنل جیراڈ نے کہا۔

”سوری۔ میں تمہاری طرح بزدل نہیں ہوں۔ میں ان کے سامنے خم ٹھونک کر کھڑا رہوں گا کیونکہ ان سب کی موت میرے اور میری ایجنسی کے ہاتھوں لکھ دی گئی ہے۔ تھینک یو“...... رابرٹ نے غصے بھرے لہجے میں کہا اور رسیور کو کریڈل پر اس طرح پٹخا جیسے سارا قصور اس رسیور کا ہی ہو۔

”نانسنس۔ بزدل۔ نانسنس“...... رابرٹ غصے سے مسلسل خود کلامی کے انداز میں بول رہا تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ وہ اپنے اسسٹنٹ کرنل جیمز سے بات کرے۔ وہ تو

پاکیشیا میں ہی موجود ہے لیکن پھر اسے کرنل جیراڈ کی بات یاد آ گئی کہ وہ لوگ ہر بات کو ٹریس کر لیتے ہیں اس لئے اس نے عام فون سے بات کرنے کی بجائے سیٹلائٹ فون پر بات کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ یہ کال ہر لحاظ سے محفوظ تھی۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود خصوصی سیٹلائٹ فون نکال کر اس کو آن کیا اور پھر اس پر نمبرز پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی کرنل جیمز کی تصویر سکرین پر ڈسپلے ہونے لگ گئی جس کا مطلب تھا کہ کرنل جیمز سیٹلائٹ فون آپریٹ کر رہا ہے۔

”ہیلو۔ رابرٹ بول رہا ہوں“...... رابرٹ نے کہا۔

”یس باس۔ میں کرنل جیمز بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کرنل جیمز۔ تمہارا مشن اب کس سٹیج پر ہے۔ تفصیل بتاؤ۔ میں نے اسرائیل کے صدر صاحب کو رپورٹ دینی ہے۔ وہ اس مشن کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں“...... رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس۔ میں نے پہلے بھی رپورٹ دی ہے۔ ہم نے فارمولا حاصل کر لیا ہے اور میں نے اسے باقاعدہ چیک بھی کر لیا ہے۔ وہ درست ہے لیکن مشن کے دوسرے حصے پر عمل دو روز بعد ہونا تھا جو آج کسی بھی وقت مکمل ہو جائے گا“...... دوسری طرف سے کرنل جیمز نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تفصیل بتاؤ تاکہ صدر صاحب کو مطمئن کیا جا سکے“۔ رابرٹ

نے کہا تو کرنل جیمز نے تفصیل بتا دی۔

''اوکے۔ لیکن ایک بات بتاؤ کہ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تو تمہارے اس منصوبے کا علم نہیں ہوا''...... رابرٹ نے کہا۔

''اوہ نہیں باس۔ ہم نے باہر سے لیبارٹری کو اڑانا ہے۔ اندر سے کوئی کارروائی نہیں کرنی۔ تمام کارروائی اس لیبارٹری کا ایک سائنسدان ڈاکٹر اکرم خود کر رہا ہے۔ وہی فارمولا وہاں سے نکال لایا ہے ورنہ ایسا ممکن ہی نہ تھا اور اب لیبارٹری کی تباہی کا سارا انتظام وہی ڈاکٹر اکرم ہی کر رہا ہے۔ ہم نے کسی سٹیج پر بھی خود کو نمایاں نہیں کیا اس لئے کسی کو یہ کبھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ کیا ہوا ہے۔ جہاں تک فارمولے کا تعلق ہے تو یہ صرف کاپی ہے۔ اصل فارمولا اندر موجود ہے۔ جب لیبارٹری تباہ ہو گی اور آگ لگے گی تو اصل فارمولا بھی ساتھ ہی ختم ہو جائے گا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اس ڈاکٹر اکرم کا کیا ہو گا''...... رابرٹ نے پوچھا۔

''اسے بھی گولی مار دی جائے گی اور وہاں موجود کافرستان کا ایجنٹ جو وہاں دکاندار بن کر کام کر رہا ہے اسے بھی گولی مار دی جائے گی اور آپ کو بتا دوں کہ کافرستان کے کرنل وشان کو بھی اس طرح ختم کر دیا جائے گا کہ اس کی موت فطری سمجھی جائے گی۔ پھر اس کی جگہ اس کی اسسٹنٹ نوما کو دے دی جائے گی اور چونکہ یہ کام ہم نے کیا ہو گا اس لئے نوما ہمیشہ ہمارے تحت کام کرتی رہے گی''...... کرنل جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کرنل وشان کی ہلاکت کا کیوں سوچا گیا''...... رابرٹ نے پوچھا۔

''اس لئے باس کہ وہ فارمولے کی کاپی لینے پر بضد ہے اور میں نہیں چاہتا کہ کافرستان کے پاس بھی میزائل موجود ہو۔ نوما سے بات ہو چکی ہے۔ وہ اس پر اصرار نہیں کرے گی اور حکومت کافرستان کو یہی رپورٹ دی جائے گی کہ فارمولا نہیں مل سکا بلکہ لیبارٹری تباہ ہونے اور آگ لگنے کی وجہ سے فارمولا جل کر راکھ ہو چکا ہے''...... کرنل جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ ویری گڈ کرنل جیمز۔ یہ ایسا فول پروف پلان ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی طرح بھی معلوم نہ کر سکے گی کہ فارمولا لیبارٹری سے باہر آیا بھی ہے یا نہیں اور یہ کارروائی کس نے کی ہے۔ گڈ۔ اوکے۔ گڈ بائی''...... رابرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور سیٹلائٹ فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔ چاکاس پہاڑی والی لیبارٹری اور فیکٹری دونوں مکمل طور پر تباہ کر دی گئی تھیں۔ اس سلسلے میں ایک سائنسدان ڈاکٹر اکرم کا نام لیا جا رہا تھا جو لیبارٹری کی تباہی سے ایک ہفتہ پہلے چھٹی پر گیا تھا اور پھر وہ واپس آ کر دو روز بعد پھر اپنے گاؤں میں کوئی ایمرجنسی ہونے کی وجہ سے فیکٹری سے باہر چلا گیا تھا اور جب لیبارٹری تباہ ہوئی تو اس وقت ڈاکٹر اکرم واحد آدمی تھا جو لیبارٹری سے باہر تھا۔ باقی تمام سائنسدان اور ان کے اسسٹنٹس سب لیبارٹری اور فیکٹری کی تباہی کے ساتھ ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ عمران نے ڈاکٹر اکرم کی تصاویر سرداور سے لے کر تمام ممبران کو دے دی تھیں تاکہ وہ اسے تلاش کریں جبکہ ٹائیگر کے ذمے اس نے چاکاس پہاڑی علاقے میں ڈاکٹر اکرم کے بارے میں کوئی کلیو حاصل کرنے کا کام لگایا تھا اور اب وہ ٹائیگر یا اپنے کسی ساتھی کی طرف سے ڈاکٹر اکرم کا

ٹریس کر لئے جانے کی اطلاع کا منتظر تھا تاکہ اس کلیو سے کام کو آگے بڑھایا جا سکے۔ کچھ دیر بعد سیل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر سامنے میز پر پڑے سیل فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے اسے اٹھا لیا۔ سکرین پر ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے بٹن دبا کر رابطہ کیا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے چاکاس علاقے کی''...... عمران نے کہا۔

''باوجود شدید کوشش کے ڈاکٹر اکرم کا پتہ نہیں چل سکا۔ وہ اپنے آبائی گاؤں بھی نہیں گیا اور نہ ہی وہ ملحقہ کسی چھوٹے بڑے شہر میں نظر آیا ہے البتہ ایک دکاندار کی لاش پہاڑیوں کے قریب ملی ہے۔ اسے سینے میں گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ پولیس کی رپورٹ کے مطابق وہ چاکاس کی مین مارکیٹ میں قالینوں اور چادروں کا کام کرتا تھا اور ڈاکٹر اکرم کے ساتھ اکثر دیکھا جاتا تھا اور کئی بار ڈاکٹر اکرم اس کی دکان پر بھی دیکھا گیا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر اکرم کہیں بھی نظر نہیں آ رہا۔ یہاں دارالحکومت میں بھی اس کی تلاش جاری ہے۔ آخر وہ کہاں جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ ایک اہم اطلاع یہ بھی ملی ہے کہ دکاندار کا اصل نام پرکاش تھا جبکہ بحیثیت دکاندار اس کا نام کرامت تھا اور وہ اپنے آپ کو مسلم بھی ظاہر کرتا رہا لیکن وہ دراصل غیر مسلم تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کارروائی کے پیچھے کافرستان ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اس اطلاع سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ میں نے آپ کو اس لئے فون کیا ہے باس کہ آپ کے نالج میں یہ اہم اطلاع لے آؤں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اب ہمیں پہلے ڈاکٹر اکرم کو ہی تلاش کرنا ہو گا۔ تم چاکاس میں کہاں ٹھہرے ہوئے ہو''...... عمران نے کہا۔

''چاکاس میں سیاحوں کے لئے چند چھوٹے بڑے ہوٹل موجود ہیں۔ ان میں سے ایک ہوٹل چاکاس ویلی نام کا ہے میں وہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔ کمرہ نمبر اٹھارہ میرے پاس ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''تم مزید انکوائری کرو۔ ہو سکتا ہے کہ میں خود بھی وہاں آ جاؤں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے سیل فون آف کر کے اسے دوبارہ اپنے سامنے رکھ لیا۔ کافرستان کا حوالہ ملنے پر عمران چونک پڑا تھا۔ اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس

معاملے کو کیسے آگے بڑھایا جائے کہ اسے ناٹران کا خیال آ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد کافرستان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان اور بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''حکم عمران صاحب''...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سنا ہے کہ تمہیں ترقی ملنے والی ہے اور تم ناٹران کی بجائے اب صرف ٹران ہونے والے ہو۔ جس طرح عید الفطر کے بعد دوسرا دن عید نہیں ہوتی بلکہ ٹرو کا دن کہلایا جاتا ہے''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''عمران صاحب۔ ایسی ترقی نہیں چاہئے جس سے آدمی ٹرو بن جائے''...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اچھا تمہاری مرضی۔ اب تم مستقل ناٹران رہنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے''...... عمران نے بڑھے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

''شکریہ عمران صاحب۔ اب وہ حکم بھی دے دیں جس کے لئے آپ نے فون کیا ہے''...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سے ملحقہ علاقے چاکاس میں پاکیشیا کی ایس ایس

میزائل تیار کرنے والی لیبارٹری اور فیکٹری تھی۔ وہاں سے نہ صرف ایس ایس میزائل کا فارمولا چرایا گیا ہے بلکہ اس لیبارٹری اور فیکٹری دونوں کو بھی بلاسٹ کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اس لیبارٹری کے ایک سائنسدان ڈاکٹر اکرم کا نام لیا جا رہا ہے لیکن ڈاکٹر اکرم غائب ہے اور باوجود شدید کوشش کے وہ کہیں نظر نہیں آ رہا البتہ ایک آدمی کی لاش پہاڑیوں پر سے ملی ہے جسے سینے میں گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ یہ شخص چاکاس مارکیٹ میں دکاندار تھا اور ڈاکٹر اکرم کے ساتھ اس کے گہرے تعلقات تھے۔ ڈاکٹر اکرم بھی اس کی دکان پر آتا جاتا رہتا تھا۔ اہم خبر جو ملی ہے وہ یہ ہے کہ اس دکاندار کا اصل نام پرکاش تھا جبکہ وہ مسلم نام کے ساتھ دکان پر کام کرتا تھا۔ اس اطلاع کا مطلب ہے کہ اس کھیل کے پیچھے کسی نہ کسی انداز میں کافرستان کا بھی ہاتھ ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ تم ایسے لوگوں کو ٹٹولو جو اس سلسلے میں کوئی رہنمائی دے سکیں۔ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر اکرم کو کافرستان پہنچا دیا گیا ہو''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ مجھے کچھ روز پہلے رپورٹ ملی ہے کہ کافرستان کے وزیراعظم نے ایک نئی ایجنسی قائم کی ہے جس کا سربراہ ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل وشان کو بنایا گیا ہے۔ اس کی اسسٹنٹ ایک خوبصورت خاتون ہے جس کا اصل نام تو پورنیا ہے لیکن اسے نوما کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ باقی ممبران بھی

ایجنسیوں سے ہی لئے گئے ہیں۔ اس بارے میں ایک اطلاع ملی تھی کہ کرنل وشان اور نوما کسی اجنبی آدمی کے ساتھ اس راستے کے ذریعے پاکیشیا گئے ہیں جو راستہ سمگلنگ کے لئے کام آتا ہے اور جہاں کسی قسم کی کوئی چیک پوسٹ نہیں ہے۔ میں نے اس پر مزید تحقیق کرنے کے لئے اپنے ایک آدمی کی ڈیوٹی لگائی ہے لیکن ابھی تک اس کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دکاندار اس ایجنسی کے لئے کام کرتا ہو''...... ناٹران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا نام ہے اس نئی ایجنسی کا''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کا نام بلیک راڈ ہے''...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تم اس پر تیزی سے کام کرو اور مجھے سیل فون پر فوراً اطلاع دینا۔ یہ فارمولا ہمارے لئے بے حد اہمیت رکھتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا عمران صاحب۔ میں جلد ہی آپ کو رپورٹ دوں گا''...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

چاکاس میں جہاں لیبارٹری موجود تھی اس کے شمال میں تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر چند ہوٹل بنے ہوئے تھے۔ یہاں آنے والے سیاح ان ہوٹلوں میں ٹھہرنا زیادہ پسند کرتے تھے کیونکہ ہوٹل ایسی جگہ پر بنائے گئے تھے کہ ہوٹل کے باہر کھڑے ہو کر جب پورے ماحول کو دیکھا جاتا تو بے اختیار منہ سے حیرت کے کلمات نکل جاتے۔ اس وقت پارس ہوٹل کے شمالی طرف جہاں سے سڑک سیدھی اس ہوٹل کے ساتھ سے گزر کر آگے بڑھتی تھی کرنل وشان، نوما اور کرنل جیمز تینوں موجود تھے۔ ان کی نظریں اس طرف لگی ہوئی تھیں جہاں سے سڑک ایک پہاڑی کی اوٹ سے نکل کر اس ہوٹل کی طرف آ رہی تھی۔

''یہ ڈاکٹر اکرم اور پرکاش آ کیوں نہیں رہے۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی گڑ بڑ ہو چکی ہے''...... کرنل جیمز نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ پریشان نہ ہوں۔ پرکاش بہت تجربہ کار اور عقل مند آدمی ہے۔ وہ ابھی آ جائیں گے''...... کرنل وشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کرنل جیمز درست کہہ رہے ہیں باس۔ وقت تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اب تک واقعی ان دونوں کو آ جانا چاہئے تھا''...... نوما نے کرنل جیمز کی حمایت کرتے ہوئے کہا تو کرنل جیمز بے اختیار مسکرا دیا۔

''وہ آ گئے''...... اسی لمحے کرنل وشان نے کہا تو نوما اور کرنل جیمز دونوں چونک پڑے۔ ایک جیپ پہاڑی کی اوٹ سے نکل کر اب ہوٹل کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی اور پھر چند منٹ بعد ہی جیپ ان کے قریب آ کر رک گئی اور جیپ میں سے ڈاکٹر اکرم اور پرکاش دونوں باہر آ گئے۔

''کیا ہوا ڈاکٹر صاحب۔ کوئی چیکنگ تو نہیں ہوئی''...... کرنل جیمز نے آگے بڑھ کر کہا۔

''چیکنگ تو بہرحال تھی لیکن میں ہر لحاظ سے کامیاب رہا ہوں۔ پہلے فارمولا نکال کر اور اب بارودی بسکٹ اندر پہنچا کر''...... ڈاکٹر اکرم نے کہا۔

''ڈی چارجر آپ کے پاس ہے''...... کرنل جیمز نے پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن یہ کام بھی میں ہی کروں گا''...... ڈاکٹر اکرم نے کہا۔

’’نہیں ڈاکٹر۔ یہ کام میں کروں گی تاکہ تمہارے دل میں میرے لئے جگہ بن جائے اور میں تمہارے ساتھ ایکریمیا میں رہ سکوں‘‘...... نوما نے آگے بڑھ کر بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

’’اچھا ٹھیک ہے۔ چلو یہ کریڈٹ تم لے لو لیکن یہاں تو آبادی ہے۔ ہمیں ایسی جگہ سے اسے فائر کرنا ہے جہاں سے کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے‘‘...... ڈاکٹر اکرم نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس میں ایک جدید ساخت کا ڈی چارجر موجود تھا جس پر خصوصی ریشوں سے بنا ہوا کور موجود تھا۔ ڈاکٹر اکرم نے کور اتار کر اسے واپس اپنی جیب میں ڈال لیا۔

’’اس ڈی چارجر کی رینج کتنی ہے‘‘...... کرنل جیمز نے پوچھا۔

’’دو ڈھائی میل کے قطر میں اسے فائر کیا جا سکتا ہے‘‘۔ ڈاکٹر اکرم نے جواب دیا۔

’’اوکے۔ پھر ہمیں اس طرف جیپ میں جانا چاہئے جہاں سے ہم کافرستان پہنچ سکیں۔ وہاں پہنچ کر اسے فائر کریں گے اور پھر ہم واپس کافرستان چلے جائیں گے۔ یہاں جو کچھ ہوتا ہے، ہوتا رہے۔ ہم پھر ہر قسم کے خطرے سے آزاد رہیں گے‘‘...... کرنل جیمز نے کہا تو سب نے اس کی تائید کر دی اور پھر چند لمحوں بعد ایک جیپ میں کرنل وشان، کرنل جیمز اور پرکاش موجود تھے جبکہ دوسری جیپ میں ڈاکٹر اکرم اور نوما سوار تھے۔ ڈرائیونگ نوما کر رہی تھی

جبکہ سائیڈ سیٹ پر ڈاکٹر اکرم بیٹھا ہوا تھا۔

’’وعدہ کرتی ہو کہ تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو گی‘‘...... ڈاکٹر اکرم نے نوما سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

’’نوما ایک بار جو کہہ دیتی ہے وہ ہمیشہ اس پر پابند رہتی ہے۔ بے فکر رہو۔ تمہاری اتنی خدمت کروں گی کہ دنیا جنت میں تبدیل ہو جائے گی‘‘...... نوما نے بڑے بے باک سے لہجے میں کہا۔

’’اوکے۔ اب میرے پاس اتنی دولت ہو چکی ہے کہ ہم باقی ساری عمر لارڈز کے طور پر بسر کر سکتے ہیں‘‘...... ڈاکٹر اکرم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے نوما کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نوما نے سیل فون جیکٹ کی جیب سے نکال کر دیکھا تو سکرین پر کرنل وشان کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

’’یس۔ نوما بول رہی ہوں‘‘...... نوما نے ایک بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

’’ہم اس راستے میں داخل ہونے والے ہیں جہاں سے ہم ادھر آئے تھے۔ مزید آگے جانے پر ہم ڈی چارجر کی رینج سے باہر نکل جائیں گے اس لئے اگلے موڑ پر جیپ روک لینا تاکہ لیبارٹری کو تباہ بھی کر دیا جائے اور تمام پلان پر بھی عمل درآمد کر لیا جائے‘‘...... کرنل وشان نے کہا۔

’’اوکے باس‘‘...... نوما نے مسکراتے ہوئے کہا اور سیل فون آف کر کے اسے اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

’’لیبارٹری کی تباہی کے علاوہ اور کیا پلاننگ ہے‘‘...... ڈاکٹر اکرم نے قدرے مشکوک لہجے میں نوما سے پوچھا تو نوما بے اختیار ہنس پڑی۔

’’فوری واپسی بھی تو پلاننگ کا حصہ ہے کیونکہ لیبارٹری کی تباہی کے بعد پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس حرکت میں آ سکتی ہے‘‘...... نوما نے کہا تو ڈاکٹر اکرم نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد ایک چٹان کے پیچھے لے جا کر نوما نے جیپ روک دی اور پھر وہ جیپ سے نیچے اتری اور ڈاکٹر اکرم بھی جیپ سے نیچے اتر آیا۔ چند لمحوں بعد کرنل وشان کی جیپ بھی وہاں پہنچ گئی۔ کرنل جیمز، اور کرنل وشان کے ساتھ پرکاش بھی جیپ سے نیچے اتر آیا۔

’’نوما تم ڈی چارجر سے فائر کرو۔ اس کے بعد ہم سب تیزی سے روانہ ہو جائیں گے‘‘...... کرنل وشان نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... نوما نے کہا اور پھر جیکٹ کی جیب سے ڈی چارجر نکال کر وہ ایک اونچی چٹان پر چڑھ گئی۔

’’سگنل راستے میں کہیں رک تو نہیں جائیں گے‘‘...... نوما نے ڈاکٹر اکرم سے کہا جو نیچے کھڑا تھا۔

’’نہیں۔ یہ خصوصی سیٹلائٹ سے رابطے میں ہیں‘‘...... ڈاکٹر اکرم نے کہا تو نوما نے ہاتھ اونچا کر کے بٹن پریس کر دیا۔ ڈی چارجر پر نیلے رنگ کا بلب جل اٹھا اس کا مطلب تھا کہ بارودی

بسکٹ فائر کے لئے ہر لحاظ سے اوکے ہے پھر جیسے ہی نوما نے دوبارہ بٹن پریس کیا تو نیلے رنگ کا بلب جھماکے سے سرخ رنگ کا ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجھ گیا۔ سب کی نظریں اس طرف جمی ہوئی تھیں جس طرف چاکاس پہاڑی کے اندر لیبارٹری اور فیکٹری دونوں تھیں اور پھر چند لمحوں بعد دور ایک خوفناک دھماکے کی زور دار آواز سنائی دی اور زمین اس طرح ہلنے لگی جیسے خوفناک زلزلہ آ گیا ہو اور پھر آسمان پر شعلے اور دھوئیں کے بادل سے پھیلتے چلے گئے۔

’’گڈ۔ لیبارٹری اور فیکٹری دونوں ختم‘‘...... کرنل جیمز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے ہی لمحے سامنے کھڑے پرکاش کے سینے پر جیسے گولیوں کی بارش سی ہوئی اور پرکاش چیختا ہوا نیچے گر گیا۔

’’یہ کیا کر رہے ہیں آپ‘‘...... ڈاکٹر اکرم چند لمحوں تک تو حیرت سے یہ سب دیکھتا رہا پھر یکلخت چیخ کر بولا۔

’’اپنے اور تمہارے خلاف ثبوت ختم کیا ہے ورنہ اس کے ذریعے دشمن ایجنٹ ہم تک پہنچ سکتے تھے‘‘...... کرنل وشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’آؤ اب یہاں سے نکل جائیں۔ کسی بھی لمحے یہاں ایجنٹ پہنچ سکتے ہیں‘‘...... نوما نے کہا۔

’’لیکن ہمیں آگے جا کر جیپیں کہیں چھوڑنا پڑیں گی‘‘...... کرنل وشان نے کہا۔

''آؤ تو سہی۔ اس کا بھی بندوبست کر لیں گے''...... نوما نے قدرے تلخ لہجے میں جواب دیا تو کرنل جیمز کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی جبکہ کرنل وشان کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ غصہ بھی تھا کیونکہ نوما نے آج تک اس لہجے میں اس کے ساتھ کبھی بات نہیں کی تھی۔

''یہ تم کس لہجے میں مجھ سے بات کر رہی ہو''...... کرنل وشان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری باس''...... نوما نے سر جھکا کر معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ آئندہ خیال رکھنا''...... کرنل وشان نے کہا اور پھر وہ سب ایک بار پھر جیپوں میں سوار ہو گئے۔ پرکاش کی لاش وہیں پڑی رہی اور جیپیں آگے بڑھ گئیں۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی خطرناک اور ڈھلوانی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے آگے اس قدر ڈھلوان تھی کہ وہ کسی طرح بھی جیپوں کو کنٹرول میں نہ رکھ سکتے تھے۔ اس لئے اب یہاں سے انہوں نے آگے پیدل جانا تھا چنانچہ جیپیں روک دی گئی اور وہ سب نیچے اتر کر پیدل آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ پھر وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ایک سرنگ نما کریک تھا جو پہاڑ کی ایک طرف سے دوسری طرف جا نکلتا تھا۔

''ڈاکٹر اکرم۔ آپ تھک تو نہیں گئے''...... اچانک نوما نے

قدرے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو''...... ڈاکٹر اکرم نے چونک کر کہا۔

''تاکہ تمہیں آرام مہیا کیا جا سکے''...... نوما نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''آرام۔ وہ کیسے۔ چلنا تو ہم نے پیدل ہی ہے''...... ڈاکٹر اکرم نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عارضی آرام نہیں بلکہ مستقل آرام''...... نوما نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیکٹ کی جیب سے باہر آیا تو اس میں مشین پسٹل موجود تھا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر اکرم کچھ سمجھتا، تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی گولیاں ڈاکٹر اکرم کے سینے پر پڑیں اور ڈاکٹر اکرم چیختا ہوا پشت کے بل نیچے گرا اور چند لمحوں تک ڈھلوان پر لڑھکنے کے بعد ایک چٹان کے ساتھ ٹکرا کر رک گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے دوبارہ جھٹکے کھائے اور پھر ساکت ہو گیا۔

''اس کی جیبوں میں میرے گارنیٹڈ چیک ہوں گے۔ وہ نکال کر مجھے دے دو''...... کرنل جیمز نے کہا اور نوما آگے بڑھی اور اس نے جھک کر ڈاکٹر اکرم کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ ایک جیب سے دونوں چیک برآمد ہو گئے اور نوما نے دونوں چیک کرنل جیمز کی طرف بڑھا دیئے۔

''اور کیا ہے اس کی جیبوں میں''...... کرنل وشان نے پوچھا۔

''اس کے کاغذات ہیں اور تھوڑا سا کیش''...... نوما نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اب چلو''...... کرنل وشان نے کہا تو کرنل جیمز نے نوما کی طرف دیکھا تو نوما نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیا جیسے کہہ رہی ہو کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ پھر کرنل وشان، کرنل جیمز اور نوما تینوں آگے بڑھتے رہے اور پھر کافی فاصلہ طے کر کے وہ کافرستان کی حدود میں داخل ہوئے تو کرنل وشان نے فون کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر سے اپنا خصوصی ہیلی کاپٹر وہاں منگوا لیا۔

''ایک گھنٹہ تو آگے لگ ہی جائے گا۔ ہم چاہیں تو چٹانوں پر بیٹھ کر آرام کر سکتے ہیں''...... کرنل وشان نے کرنل جیمز سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آرام تو ظاہر ہے کرنا ہی ہو گا لیکن کیا آرام کرنے کے لئے یہ جگہ مناسب بھی ہے یا نہیں''...... کرنل جیمز نے نوما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہاں تو ایسے ہی آرام ہو سکتا ہے''...... کرنل وشان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''او کے۔ چلو آرام کر لیتے ہیں۔ کیوں نوما''...... کرنل جیمز نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آپ آرام کر سکتے ہیں''...... نوما نے کہا تو کرنل جیمز

نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔

''یہ کیا''...... کرنل وشان نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اس کے بغیر ابدی آرام نہیں مل سکتا''...... کرنل جیمز نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل وشان صورت حال کو سمجھ کر کوئی جوابی اقدام کرتا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی وہ چیختا ہوا نیچے گرا اور چند لمحوں تک تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا لیکن اس کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ ساتھ انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ کرنل وشان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ اس کے خلاف بھی ایسی کارروائی کی جا سکتی ہے۔

''اب اس کی لاش کا کیا کریں۔ یہیں چھوڑیں یا ہیلی کاپٹر پر ساتھ لے جائیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہاں یہی بتائیں گے کہ دشمن ایجنٹوں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے''...... نوما نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل جیمز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ نے اس لئے کرنل وشان کا خاتمہ کیا ہے کہ وہ آپ سے فارمولے کی کاپی طلب کر رہا تھا یا کوئی اور بات بھی تھی درمیان میں''...... نوما نے کہا تو کرنل جیمز بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ یہ فارمولا اس قدر اہم ہے کہ اسے ہم ایکریمیا کے حوالے بھی نہیں کر سکتے۔ ہم اسے صرف

اسرائیل تک ہی محدود رکھیں گے“...... کرنل جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم حکومت سے کہہ کر مجھے بلیک راڈ کی چیف بنا دو گے۔ اس بارے میں تمہارے ذہن میں کیا ہے“...... نوما نے کہا۔

”پہلے تو میں فارمولا لے کر اسرائیل جاؤں گا۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کر میں اسرائیل کے قومی سلامتی کے مشیر سے تمہارے وزیر اعظم کو سفارش کراؤں گا اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ ان کی کال ریجیکٹ نہیں کی جائے گی“...... کرنل جیمز نے جواب دیا۔ وہ دونوں ہیلی کاپٹر کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔

”اور اگر تم یہاں سے جانے کے بعد سب کچھ بھول بھال گئے تو پھر“...... نوما نے کہا تو کرنل جیمز بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

”تم بھولنے والی چیز ہی نہیں ہو“...... کرنل جیمز نے کہا تو نوما کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو حسب روایت وہاں موجود بلیک زیرو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”عمران صاحب۔ آپ الجھے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہے آپ کو“...... رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ بعض باتوں پر ہم سرے سے سوچتے ہی نہیں حالانکہ ان پر غور و فکر ضرور ہونا چاہئے“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کون سی باتیں عمران صاحب“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”تمہارا نام بلیک زیرو ہے جبکہ پاکیشیا کی لیبارٹری پر حملہ کرنے والی تنظیم کا نام بلیک راڈ ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ اچھے خاصے وائٹ کلر ہونے کے باوجود تمہیں بلیک بننا کیوں پسند ہے“۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ نام بھی آپ نے رکھا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اسی لئے تو سوچ رہا ہوں لیکن بلیک کا مطلب ہے بلیک سرے سے ہے ہی نہیں یعنی مکمل وائٹ"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو عمران کی اس وضاحت پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب اگر تم ٹوٹل وائٹ ہونے پر خوش ہو تو عمرو عیار کی زنبیل نکال کر مجھے دو اور میرے لئے چائے بھی لے آؤ تاکہ میں بھی تمہارے ساتھ خوشی منا سکوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس نے میز کی ایک دراز کھول کر اس میں سے ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھائی اور پھر دراز بند کر کے وہ اٹھا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ڈائری اٹھا کر ابھی کھولی ہی تھی کہ اس کی جیب میں موجود سیل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ڈائری بند کر کے واپس میز پر رکھی اور جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سکرین پر ٹائیگر کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ ڈاکٹر اکرم کی لاش سمگلنگ کے لئے استعمال ہونے والے راستے میں ایک پہاڑی راستے سے مل گئی ہے۔ یہ راستہ

پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اکرم کو سینے پر گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ بات یقینی ہے کہ اس کارروائی کے پیچھے کافرستان ہے۔ اس ڈاکٹر اکرم کی تلاشی تو لی گئی ہو گی۔ کیا برآمد ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس کی جیب سے اس کا لیبارٹری کارڈ اور تھوڑے سے کرنسی نوٹ برآمد ہوئے ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی اطلاع یا رپورٹ کہ کس نے ایسا کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ یہ راستہ بے حد دشوار گزار ہے۔ اس لئے ادھر کوئی آدمی ویسے ہی نہیں جاتا لیکن میں کوشش کروں گا کہ مزید معلومات حاصل کر سکوں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے"...... عمران نے کہا اور فون آف کر دیا لیکن فون بند ہوتے ہی فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے دوبارہ فون آن کیا تو سکرین پر ناٹران کا نام ڈسپلے ہونے لگا تو عمران نے رابطے کا بٹن آن کر دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے رابطے کا بٹن آن ہوتے ہی کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں عمران صاحب۔ آپ کے فلیٹ سے کال اٹنڈ نہیں کی گئی اس لئے سیل فون سے کال کر رہا ہوں"...... ناٹران

کی آواز سنائی دی۔

''سلیمان نے کال اٹنڈ نہیں کی تو وہ مارکیٹ گیا ہوا ہو گا۔ بہرحال کوئی خاص بات''......عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ بلیک راڈ کا چیف کرنل وشان ہلاک ہو چکا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ کرنل وشان پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان اپنی اسسٹنٹ پورنیا جسے نوما کہا جاتا ہے کے ساتھ کسی بڑی سمگلر تنظیم کی کارروائی کو چیک کرنے گیا تھا کہ اچانک ایک طرف سے گولیاں چلائی گئیں اور کرنل وشان سینے پر گولیاں کھا کر ہلاک ہو گیا جبکہ نوما ایک بڑی چٹان کے پیچھے چھپ کر بچ گئی اور حملہ آور فرار ہو گئے۔ اس پر نوما نے بلیک راڈ کا ہیلی کاپٹر طلب کیا اور پھر اس ہیلی کاپٹر پر کرنل وشان کی لاش کافرستان لائی گئی ہے''...... ناٹران نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حملہ آور کرنل وشان کو ہلاک کر کے اور نوما کو چھوڑ کر بھاگ جائیں''......عمران نے کہا۔

''آپ نے درست کہا ہے عمران صاحب۔ یہ بات میرے حلق سے بھی نہیں اتر رہی تھی۔ اس لئے میں نے مزید گہرائی میں جا کر معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تو ایک اہم رپورٹ سامنے آ گئی کہ دو تین روز پہلے کرنل وشان اور نوما کے ساتھ ایک غیر ملکی جس کا نام کرنل جیمز بتایا گیا ہے، اکٹھے اس راستے پر جیپوں کے ذریعے پاکیشیا کی طرف گئے تھے۔ انہیں دشوار گزار راستے پر پیدل چل کر

پاکیشیا جاتے ہوئے دیکھا گیا تھا اور اب واپسی پر کرنل وشان کی لاش کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں نوما کے ساتھ وہ کرنل جیمز بھی موجود تھا''...... ناٹران نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''تم نے اسے غیر ملکی کہا ہے۔ کیا یہ معلوم ہوا کہ اس کا تعلق کس ملک سے ہے اور وہ کہاں ہے''......عمران نے کہا۔

''وہ کافرستان پہنچتے ہی طیارہ چارٹرڈ کرا کر کافرستان سے یورپی ملک پالینڈ چلا گیا ہے اور نوما نے یہ طیارہ چارٹرڈ کرایا ہے''۔ ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس چارٹرڈ پرواز کے کاغذات مع اس میں سوار لوگوں کے کاغذات حاصل کرو اور جلد از جلد چیف کو بھجوا دو''...... عمران نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''نوما کے بارے میں بھی رپورٹ لیتے رہنا۔ اس کا کردار خاصا متنازعہ نظر آ رہا ہے''......عمران نے کہا۔

''اوکے''...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بھی اوکے کہہ کر سیل فون آف کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا اور پھر سامنے رکھی ہوئی چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی۔ بلیک زیرو اس دوران چائے کی پیالیاں لے آیا تھا اور اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھ دی تھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ میز کی دوسری طرف موجود اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

'' عمران صاحب۔ یہ کیا گورکھ دھندہ ہے۔ کافرستان کی سرکاری ایجنسی کا چیف اس طرح مارا جائے۔ پاکیشیا کا سائنسدان ہلاک ہو جائے اور اس سے پہلے کافرستان کا پرکاش جو پاکیشیا میں اپنے آپ کو کرامت ظاہر کرتا تھا اس کی لاش ملے اور وہ غیر ملکی کرنل جیمز صحیح سلامت کافرستان سے پالینڈ چلا جائے'' ...... بلیک زیرو نے کہا۔

'' میرے خیال کے مطابق ہمیں اپنے لوگوں کی غداری کی وجہ سے یہ دن دیکھنا پڑا ہے'' ...... عمران نے کہا۔

'' آپ کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر اکرم نے غداری کی ہے لیکن پھر اسے ہلاک کیوں کیا گیا'' ...... بلیک زیرو نے کہا۔

'' غداروں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ کام نکلوا لینے کے بعد ان کے ساتھی ان کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ یہی کام ڈاکٹر اکرم کے ساتھ کیا گیا ہے'' ...... عمران نے کہا اور پھر سامنے موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

'' جولیا بول رہی ہوں'' ...... کچھ دیر بعد رابطہ ہونے پر جولیا کی آواز سنائی دی۔

'' ایکسٹو'' ...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

'' یس باس'' ...... جولیا کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

'' ڈاکٹر اکرم کی لاش پاکیشیا اور کافرستان کی ملحقہ پہاڑیوں سے پولیس کو مل گئی ہے اس لئے ٹیم کو ڈاکٹر اکرم کی تلاش سے روک دو۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی'' ...... عمران نے مخصوص انداز

میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔

'' عمران صاحب۔ اب اس کرنل جیمز کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہوں گی کہ اس کا تعلق کس ملک اور کس تنظیم سے ہے'' ...... بلیک زیرو نے کہا۔

'' ناٹران اس کے کاغذات تمہارے پاس بھیجے گا تو پھر اس بارے میں معلومات مل سکتی ہیں'' ...... عمران نے کہا۔

'' آپ اس کی تصویر پر انحصار کر رہے ہیں لیکن وہ میک اپ میں بھی ہو سکتا ہے'' ...... بلیک زیرو نے کہا۔

'' تمہاری بات درست ہے لیکن نفسیاتی طور پر وہ اس وقت تک اس حلیئے میں رہے گا جو کاغذات پر موجود تصویر کا ہے جب تک کہ یہ طے نہ ہو جائے کہ اب ان کاغذات کو مزید استعمال نہیں کیا جائے گا'' ...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً دو گھنٹے کے انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

'' ایکسٹو'' ...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

'' ناٹران بول رہا ہوں چیف۔ عمران صاحب نے مجھے فون کر کے'' ...... ناٹران نے بولنا شروع کیا ہی تھا کہ عمران نے اس کی بات کاٹ دی۔

'' مجھے عمران نے رپورٹ دے دی تھی۔ تم وقت ضائع نہ کیا

کرو۔ وہ کاغذات ملے ہیں تمہیں یا نہیں‘‘...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ وہ میں نے سپیشل فیکس پر بھجوا دیئے ہیں‘‘...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اب بلیک راڈ کا چیف کون ہے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’ابھی تو قائم مقام چیف نوما ہے۔ کرنل وشان کی آخری رسومات کے بعد شاید فیصلہ کیا جائے کہ کون اس کا مستقل چیف ہو گا‘‘...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اوکے‘‘...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو پہلے ہی سپیشل فیکس کا سن کر کرسی سے اٹھ کر لیبارٹری روم کی طرف بڑھ گیا تھا جہاں سپیشل فیکس مشین نصب تھی جس سے واقعی کاغذات اور تصاویر بھجوائی جا سکتی تھیں لیکن بھجوائے جانے والے کو معلوم ہی نہ ہو سکتا تھا کہ یہ کاغذات اور تصاویر حتمی طور پر کہاں پہنچتی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چند کاغذات موجود تھے۔ اس نے وہ کاغذات عمران کے سامنے رکھ دیئے تو عمران نے کاغذات کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

’’کرنل جیمز۔ پالینڈ کا باشندہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کا مستقل پتہ پالینڈ کے دارالحکومت کا لکھا گیا ہے‘‘......عمران نے کہا اور پھر اس نے میز پر موجود سرخ جلد والی ڈائری اٹھا کر اسے کھولا اور پھر اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ کچھ دیر بعد اس نے ڈائری بند

کی اور اسے واپس میز پر رکھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’انکوائری پلیز‘‘...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ یورپی تھا۔

’’پالینڈ کے دارالحکومت کارسبا کے گولڈن کلب کے جنرل مینجر ڈیوڈ کا خصوصی نمبر دیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہولڈ کریں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

’’آپ لائن پر ہیں‘‘...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا گیا۔

’’یس‘‘...... عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’یس۔ ڈیوڈ بول رہا ہوں‘‘...... چند لمحوں کے وقفے کے بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

’’مسٹر ہارڈ مین۔ کیا آپ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سے واقف ہیں‘‘...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

’’عمران۔ ڈگریاں۔ اوہ۔ اوہ۔ یس یس۔ وہ۔ وہ شرارتی عمران۔ اوہ ہاں۔ بالکل بالکل۔ کیا ہوا ہے اسے۔ مجھے بتاؤ‘‘۔

دوسری طرف سے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''ابھی تو کچھ نہیں ہوا لیکن خطرہ تھا کہ اگر ہارڈ مین کو غصہ آ گیا تو پھر بیچارے عمران کا کیا بنے گا۔ اس لئے پوچھنے کی جرأت کی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو تم خود عمران بول رہے ہو۔ یہ بتاؤ کہ تم دوسروں کا امتحان لینا کیوں شروع کر دیتے ہو۔ وہ بھی اتنے طویل گیپ کے بعد یکلخت فون کر کے امتحان لینا شروع کر دیتے ہو۔ تم سیدھے سادے انداز میں اپنا تعارف کرا کر بات کیوں نہیں کرتے''...... ڈیوڈ نے کہا۔ اس کے لہجے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کا غصہ مصنوعی تھا۔

''ہارڈ اور سافٹ کا فرق خوفزدہ کر دیتا ہے کیونکہ ہارڈ پر کوئی نشان مستقل نہیں رہتا''...... عمران نے فلسفیانہ انداز میں کہا تو دوسری طرف سے ہارڈ مین ڈیوڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم سے باتوں میں جیتنا ناممکن ہے۔ بہرحال بتاؤ کون سا ایسا کام ہے جس کے لئے تمہیں اتنے عرصے بعد فون کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ظاہر ہے پالینڈ میں تم سے زیادہ ایماندار اور کوئی ہے ہی نہیں''...... عمران نے کہا تو ہارڈ مین ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''خوشامد کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل بات بتاؤ''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''ایک صاحب ہیں جن کا نام کرنل جیمز بتایا گیا ہے۔ کافرستان میں ایک نئی ایجنسی بلیک راڈ کے چیف کرنل وشان اور اس کی نائب نوما کے ساتھ پاکیشیا کے خلاف کارروائی کرتے رہے ہیں۔ پاکیشیا کی ایک لیبارٹری کے سائنسدان ڈاکٹر اکرم نے غداری کی اور ایک فیوچر میزائل کا فارمولا لیبارٹری سے نکال کر ان لوگوں کو دے دیا گیا پھر لیبارٹری تباہ کر دی گئی۔ اس کے بعد ایک اور حیران کن دور شروع ہوا۔ ڈاکٹر اکرم کو ہلاک کر دیا گیا۔ بلیک راڈ کے چیف کرنل وشان کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور نوما اور کرنل جیمز آپس میں مل گئے۔ کافرستان اور پاکیشیا کی متصل پہاڑیوں میں سے ایک خفیہ راستے کے ذریعے یہ دونوں کافرستان پہنچ گئے۔ پھر وہاں سے مزید انکوائری پر معلوم ہوا کہ کرنل جیمز نے نوما کی مدد سے طیارہ چارٹرڈ کرایا اور پالینڈ چلا گیا''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس میں میرا کیا کردار ہو سکتا ہے۔ بتاؤ''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''کیا یہ کرنل جیمز پالینڈ کا ایجنٹ ہے یا نہیں۔ یہ پوچھنا تھا''۔ عمران نے کہا۔

''کیا اس کی کوئی تصویر ہے تمہارے پاس یا اس کا کوئی پتہ۔ کیونکہ کرنل جیمز نام کا کوئی ایجنٹ پالینڈ کی کسی سرکاری یا غیر سرکاری ایجنسی کا آدمی نہیں ہے''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''کس پتے پر تمہیں کاغذات بھجوائے جائیں۔ کرنل جیمز نے

طیارہ چارٹرڈ کراتے ہوئے جو کاغذات دیئے ہیں ان کی نقول میرے پاس پہنچ گئی ہیں۔ میں ان کاغذات کو کراس ورڈ پر بھجوا دیتا ہوں۔ ایک گھنٹے کے اندر یہ تمہارے پاس پہنچ جائیں گے''۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے پتہ بتا دیا گیا۔

''اوکے۔ میں کاغذات بھجواتا ہوں۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''پتہ تم نے نوٹ کر لیا ہے۔ یہ کاغذات کراس ورڈ سے اس پتے پر بھجوا دو''...... عمران نے سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو سے کہا جس نے پہلے ہی پتہ نوٹ کر لیا تھا۔ اس لئے بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد عمران نے ایک بار پھر ڈیوڈ سے فون پر رابطہ کیا۔

''کاغذات مل گئے ہیں ہارڈ مین یا نہیں''...... رابطہ ہوتے ہی عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ مل گئے ہیں اور میں نے تمہارا کام بھی کر لیا ہے یعنی کرنل جیمز کے بارے میں معلومات''...... ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا معلوم ہوا ہے''...... عمران نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک لاکھ ڈالرز خرچ آئے ہیں۔ دو لاکھ ڈالرز تمہیں دینا ہوں گے''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''اچھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم مجھ جیسے مفلس و قلاش آدمی کو مفت معلومات مہیا کرو گے۔ چلو اچھا۔ تمہاری مرضی''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم کتنے مفلس اور قلاش ہو۔ اس لئے تو صرف ٹوکن معاوضہ لے رہا ہوں''...... ہارڈ مین نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اوکے بینک کی تفصیل بتاؤ میں ٹوکن بھجوا دوں گا''...... عمران نے کہا تو ہارڈ مین نے ہنستے ہوئے اسے بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بتا دی جو سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے نوٹ کر لی۔

''اوکے۔ اب بتاؤ کیا معلومات ملی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کرنل جیمز پالینڈ کا نہیں اسرائیلی ایجنٹ ہے۔ اسرائیل نے ایک ایجنسی بنائی ہوئی ہے جس کا نام لارڈز رکھا گیا ہے۔ اس کا ہیڈکوارٹر اسرائیل میں نہیں بلکہ ایکریمیا کی ریاست لوسانو میں ہے لیکن اسے بے حد خفیہ رکھا گیا ہے۔ لارڈز ایجنسی کے ایجنٹ کو رائل ایجنٹ کہا جاتا ہے۔ کرنل جیمز طویل عرصے تک ایکریمین ایجنسیوں میں کام کرتا رہا ہے لیکن اس کے باوجود وہ لارڈز ایجنسی کا چیف نہیں ہے بلکہ سپر ایجنٹ ہے لیکن اسرائیل اور اسرائیلی حکومت میں اس کا بے پناہ اثر و رسوخ ہے۔ کرنل جیمز کافرستان سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے پالینڈ کے دارالحکومت پہنچا اور پھر یہاں سے ایک فلائٹ کے ذریعے وہ اسرائیل چلا گیا اور ابھی تک وہیں

ہے''...... ہارڈ مین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم کرنل جیمز کو پہلے سے جانتے ہو یا اب تعارف ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھ گیا کہ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ جو کاغذات تم نے بھجوائے ہیں ان میں کرنل جیمز کی جو تصویر ہے وہی کرنل جیمز کا اصل چہرہ ہے۔ میں جب ایکریمین ایجنسی میں تھا تو اس کے ساتھ دو تین مشنز پر کام کر چکا ہوں''...... ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسرائیل میں اس کی موجودگی کو چیک کرنا ہو تو اس کے لئے کوئی ٹیپ دیں''...... عمران نے کہا۔

''وہ مستقل اسرائیل میں نہیں رہتا لوسانو میں رہتا ہے۔ لوسانو میں اس کے بارے میں تم گرینڈ فادر سے معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ امید ہے کہ تم گرینڈ فادر کو جانتے ہو گے۔ بہت مشہور آدمی ہے''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ ٹھیک ہے شکریہ۔ معاوضہ اور ٹوکن دونوں پہنچ جائیں گے۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ مشن اسرائیل کا ہے''...... سامنے بیٹھے بلیک زیرو نے کہا۔

''لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ کافرستانی ایجنسی نے اس

کے ساتھ مل کر کام کیوں کیا ہے۔ کیا فارمولے کی ایک کاپی کافرستان نے بھی حاصل کی ہے۔ ناٹران سے بات کرنا پڑے گی''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ ناٹران بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل جیمز کے بارے میں مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ وہ اسرائیلی ایجنٹ ہے۔ اس نے کافرستان سے مل کر آپریشن کیا ہے۔ اس میں پاکیشیا کا ایک اہم فارمولا چوری کیا گیا ہے۔ پھر کافرستان کے کرنل وشان کو ہلاک کر دیا گیا۔ ایسا کیوں ہوا ہے۔ کیا اسرائیل نے فارمولے کی کاپی کافرستان کو دی ہے یا نہیں۔ یہ تمام باتیں تم نے فوری طور پر معلوم کر کے رپورٹ کرنی ہے''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

ایکریمین ریاست لوسانو کے دارالحکومت کا نام بھی لوسانو ہی تھا۔ یہ خاصا جدید شہر تھا لیکن یہ پوری ریاست ایک پہاڑی سلسلے کے دامن میں واقع تھی۔ لوسانو کے گرد بھی چاروں طرف اونچے پہاڑ تھے۔ دارالحکومت سے دوسرے علاقوں میں آمد و رفت کے لئے پہاڑوں میں سرنگیں بنا کر ریلوے ٹریک اور سڑکیں بنائی گئی تھیں لیکن شہر کا ماحول بے حد خوشگوار تھا۔ اس لئے یہاں لوگوں کی آمدورفت بھی کافی رہتی تھی۔ سیاحوں کا یہاں خاصا رش رہتا تھا۔ اس لئے لوسانو میں کلب، ہوٹل اور رہائش گاہوں کی تعداد بھی خاصی تھی۔ لوسانو شہر کے مغرب میں ایک اٹھارہ منزلہ عمارت تھی جسے ٹریڈ ٹاور کہا جاتا تھا۔ اس پوری بلڈنگ میں بڑی بڑی تجارتی کمپنیوں کے آفس تھے۔ اس ٹریڈ ٹاور کی تیسری منزل پر لارڈز کارپوریشن کے نام سے ایک بین الاقوامی کاروباری فرم کے دفاتر تھے۔ یہ پوری منزل ہی لارڈز منزل کہلاتی تھی کیونکہ یہاں لارڈز

کارپوریشن کے علاوہ اور کسی کمپنی کا دفتر نہیں تھا۔ لارڈز کارپوریشن بین الاقوامی سطح پر لیڈیز کاسمیٹکس کا بزنس کرتی تھی۔ دنیا میں بنائی جانے والی اعلیٰ درجے کی کاسمیٹکس کو دنیا کے تمام بڑے اور ترقی یافتہ ممالک میں فروخت کیا جاتا تھا۔ کارپوریشن کا یہ کاروبار واقعی دنیا کے بڑے ممالک میں بے حد کامیابی سے جاری تھا۔ لارڈز کارپوریشن کے مالکان یہودی تھے اور مالکان کا باقاعدہ بورڈ تھا جس کے چار ممبران تھے البتہ اس بورڈ کا چیئرمین ایکریمیا کا لارڈ ہاٹ مین تھا جسے صرف چیئرمین کہا جاتا تھا۔ اس وقت ٹریڈ ٹاور کے نیچے تہہ خانے میں ایک میز کے گرد تین افراد موجود تھے اور ان تینوں کے سامنے لارڈز کارپوریشن کے نام کی فائلیں رکھی ہوئی تھیں لیکن وہ تینوں خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ عقبی دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی جس نے ڈارک کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا، اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا جس نے ہاتھ میں ایک فائل اٹھائی ہوئی تھی۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی میز کے گرد بیٹھے تینوں ادھیڑ عمر افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے پھر ان کے درمیان رسمی فقرات کا تبادلہ ہوا اور پھر یہ چاروں میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ آنے والے کے سامنے اس کے ساتھ آنے والے آدمی نے فائل رکھ دی اور خود پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

''رچرڈ۔ فائل بٹن آن کر کے تم اپنے آفس جا سکتے ہو''۔ آنے والے نے اپنے ساتھ آنے والے آدمی سے کہا۔

''یس چیئرمین''...... ساتھ آنے والے رچرڈ نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا اور مڑ کر اس طرف کو بڑھ گیا جدھر سے چیئرمین کے ساتھ اندر آیا تھا۔ پھر چٹک کی آواز کے ساتھ ہی دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا تھا جس کا مطلب تھا کہ اب یہ ہال مکمل طور پر محفوظ ہو چکا تھا۔ یہاں ہونے والی بات چیت نہ کہیں سنی جا سکتی تھی اور نہ ہی اسے ٹیپ کیا جا سکتا تھا۔

''آپ سب کیسے ہیں''...... چیئرمین نے مسکراتے ہوئے باقی تینوں افراد سے کہا۔

''ہم سب آپ کی بہترین کارکردگی پر خوش ہیں لیکن پاکیشیا کے فارمولے کے سلسلے میں جو کارروائی ہوئی ہے اس سے مجھے تشویش ہو رہی ہے''...... ایک سفید بالوں والے نے کہا تو چیئرمین سمیت اس کے باقی ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔

''تشویش۔ کیا مطلب۔ کھل کر بات کریں فرائڈ''...... چیئرمین نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''جناب چیئرمین۔ گزشتہ میٹنگ میں بوجہ بیماری میں شریک نہ تھا۔ اس میٹنگ میں آپ نے پاکیشیا سے ایس ایس میزائل کا فارمولا حاصل کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا گیا کہ پاکیشیا کی ایس ایس میزائل کی لیبارٹری اور فیکٹری بھی تباہ کر دی جائے جس کے لئے آپ نے لارڈز کے ٹاپ ایجنٹ کرنل جیمز کا انتخاب کیا اور مجھے جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق کرنل جیمز اس

مشن میں کامیاب رہا ہے۔ وہ فارمولا بھی لے آیا ہے اور اس نے پاکیشیا کی لیبارٹری اور فیکٹری کو بھی تباہ کر دیا ہے''۔ فرائڈ نے کہا۔

''تو آپ کو خوش ہونا چاہئے جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کو تشویش ہے''...... چیئرمین نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ فرائڈ کے باقی دو ساتھیوں کے چہروں پر بھی غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے انہیں بھی فرائڈ کی بات پسند نہ آئی ہو۔

''جناب چیئرمین۔ میزائلوں کے بے شمار فارمولے سامنے آ چکے ہیں اور اب پوری دنیا میں میزائلوں پر ہی کام ہو رہا ہے کیونکہ دنیا میں آئندہ جنگیں میزائلوں کے ذریعے ہی ہونی ہیں۔ اس لئے ایک میزائل کے فارمولے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لے آنا ہمارے حق میں نہیں جاتا''...... فرائڈ نے کہا تو سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

''کیا کہنا چاہتے ہیں آپ۔ ایس ایس میزائل اس وقت ایسا میزائل ہے جسے فیوچر میزائل کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی کسی ملک میں موجودگی اس ملک کو فول پروف سیکورٹی مہیا کرتی ہے۔ ایسے فارمولے روز روز سامنے نہیں آتے''...... چیئرمین نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ میں سے کسی کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں علم نہیں ہے ورنہ اس کا نام سن کر آپ چونک پڑتے جبکہ مجھے معلوم ہے کہ اس سروس سے ایکریمیا سمیت تمام سپر پاورز

اس طرح خوفزدہ رہتی ہیں کہ جیسے کسی بھوت کو دیکھ کر بچے ڈر جاتے ہیں۔ آپ اسرائیل کے صدر سے پوچھ لیں۔ انہوں نے اسرائیل میں خصوصی احکامات صادر کیے ہوئے ہیں کہ ایسا کوئی مشن نہ تیار کیا جائے اور نہ ہی اس پر عمل کیا جائے جس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں آنا پڑے۔ اب کیا ہو گا۔ میں بتاتا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کرنل جیمز کے خلاف حرکت میں آ جائے گی۔ پھر وہ لارڈز تک پہنچ جائے گی اور اس کے بعد وہ فارمولا بھی واپس لے جائے گی اور لارڈز تنظیم بھی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گی۔ آپ بتائیں کہ اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا''...... فرائڈ نے کہا تو چیئرمین کا چہرہ غصے کی شدت سے دہکتے ہوئے انگاروں جیسا ہو گیا۔

''بند کرو یہ بکواس۔ نانسنس''...... چیئرمین نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا اور دوسرے لمحے ہال کمرہ تڑتڑاہٹ اور فرائڈ کے منہ سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا اور فرائڈ کرسی سمیت پشت کے بل نیچے فرش پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

''اس نے یہودیوں سے غداری کی ہے۔ اس کو زندہ رہنے کا حق نہیں رہا تھا''...... چیئرمین نے باقی دو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''یس چیئرمین''...... ان دونوں نے بیک زبان ہو کر کہا تو

چیئرمین نے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

''یس چیئرمین''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''فرائڈ کو ہم نے موت کی سزا دی ہے۔ اس کی لاش کو لے جا کر برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ بنا دو''...... چیئرمین نے کہا۔

''یس چیئرمین''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیئرمین نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ رابرٹ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''چیئرمین فرام دس سائیڈ''...... چیئرمین نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے اس بار قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم لارڈز کے چیف ہو۔ تم نے ہمارے حکم پر ایس ایس میزائل کا فارمولا پاکیشیا سے حاصل کیا لیکن بورڈ آف لارڈز کے ممبر فرائڈ نے اس پر اعتراض کیا اور غداری کی حد تک چلا گیا۔ چنانچہ اسے موت کی سزا دے دی گئی ہے۔ اب اس کی جگہ ممبر بورڈ آپ کو بنایا جا رہا ہے۔ آپ لوسانو میں موجود ہیں۔ آپ فوراً میٹنگ روم میں پہنچ جائیں تاکہ آپ بورڈ میٹنگ اٹنڈ کر سکیں اور

پاکیشائی فارمولے کے بارے میں آپ نے بورڈ کو تفصیل بتانی ہے۔ آپ فوراً پہنچیں''...... چیئرمین نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''بورڈ کا ممبر بننا میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ میں اس کے لئے ہمیشہ آپ کا ممنون احسان رہوں گا۔ میں پہنچ رہا ہوں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو چیئرمین نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی۔

''جا کر دروازہ کھولو تاکہ اس غدار کی لاش باہر لے جائی جا سکے''...... چیئرمین نے ایک ممبر سے کہا۔

''یس چیئرمین''...... اس ممبر نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھول دیا تو چار آدمی اندر داخل ہوئے۔ وہ سیدھے میز کی طرف گئے اور فرش پر پڑی ہوئی فرانڈ کی لاش اٹھا کر اور نیچے پڑی ہوئی کرسی سیدھی کر کے رکھنے کے بعد وہ لاش سمیت ہال سے باہر چلے گئے تو دروازہ بند کر کے وہ ممبر واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''گرانڈ۔ اب تم جاؤ۔ چیف رابرٹ آیا ہے۔ اسے ساتھ لے آؤ''...... چیئرمین نے دوسرے ممبر سے کہا۔

''یس چیئرمین''...... دوسرے ممبر نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ رابرٹ تھا جو لارڈز ایجنسی کا چیف تھا۔

وہ سیدھا آگے بڑھا اور چیئرمین کے سامنے اس طرح جھک گیا جیسے کوئی چھوٹا کسی بڑے کے سامنے ادب سے جھک جاتا ہے۔

''تمہاری اور تمہاری ایجنسی کی کارکردگی شاندار رہی ہے''۔ چیئرمین نے اس کی کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کے ان الفاظ کی اصل قدر ہمارے دلوں میں ہے جناب''...... رابرٹ نے کہا اور پھر سیدھے ہو کر اس نے آگے بڑھ کر باری باری باقی دونوں ممبرز سے ہاتھ ملایا اور پھر اس خالی کرسی پر بیٹھ گیا جس پر پہلے فرانڈ بیٹھا تھا۔

''رابرٹ۔ بورڈ کو بتاؤ کہ تم نے ایس ایس میزائل کا فارمولا کیسے حاصل کیا اور یہ بھی بتاؤ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا ہے جس کی تعریف غدار فرانڈ کر رہا تھا جس کی وجہ سے اسے موت کی سزا دی گئی ہے''...... چیئرمین نے کہا تو رابرٹ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھ کر بتاؤ''...... چیئرمین نے کہا تو وہ شکریہ ادا کر کے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے کرنل جیمز کا کافرستان جانا اور بلیک راڈ کے چیف کرنل وشان اور اس کی نائب نوما کے ساتھ مل کر پاکیشیا کی لیبارٹری سے فارمولا پاکیشائی ڈاکٹر اکرم کے ذریعے نکالنے اور پھر فیکٹری اور لیبارٹری کو تباہ کرنے کے بعد ڈاکٹر اکرم اور کرنل وشان کو ہلاک کر کے کرنل جیمز کے واپس آنے تک کی تفصیل بتا دی۔

''کرنل وشان کو کیوں ہلاک کیا گیا''...... چیئرمین نے پوچھا۔

''کرنل وشان اس شرط پر مدد کر رہا تھا کہ ایس ایس میزائل کے فارمولے کی ایک کاپی کافرستان کو دی جائے۔ فارمولے کے حصول کے لئے کرنل وشان کی مدد کی اشد ضرورت تھی جبکہ اس کی اسسٹنٹ نوما بلیک راڈ ایجنسی کی چیف بننا چاہتی تھی۔ اسے فارمولاے سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس لئے جب فارمولا کرنل جیمز کو مل گیا تو کرنل وشان کا خاتمہ کر دیا گیا''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کیا حیثیت ہے۔ کیا یہ کوئی خطرناک ایجنسی ہے''...... چیئرمین نے کہا۔

''یس چیئرمین۔ یہ دنیا کی خطرناک ترین سروس سمجھی جاتی ہے لیکن لارڈز کے سامنے وہ طفل مکتب ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ لارڈز کا ایک ایجنٹ پاکیشیا سے ان کا اہم ترین فارمولا لے آیا ہے۔ ان کی فیکٹری اور لیبارٹری دونوں تباہ کر دی گئی ہیں اور انہیں ان میں سے کسی بات کا علم تک نہیں ہو سکا۔ انہیں تو یہ بھی علم نہیں ہے کہ فارمولا کون لے گیا ہے اور یہ تمام کارروائی کس نے کی ہے''...... چیف رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''فارمولا اب کہاں ہے''......چیئرمین نے پوچھا۔

''فارمولا سیکرٹری دفاع کو بھجوا دیا گیا ہے اور انہوں نے اس فارمولے پر کام کرنے کے لئے اسے اسرائیل کی سب سے بڑی اور قیمتی لیبارٹری کارسان بھجوا دیا ہے۔ وہاں اس فارمولے پر اگلے

ماہ کام شروع کر دیا جائے گا''...... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ایک ماہ بعد کیوں''...... چیئرمین نے چونک کر پوچھا۔

''اس فارمولے کے لئے کچھ خصوصی مشینری وہاں نصب ہونی ہے۔ اس میں ایک ماہ لگ جائے گا''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن اب مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا ہے۔ بولو۔ کس طرح یہ کام جلد از جلد ہو سکتا ہے''...... چیئرمین نے کہا۔

''لارڈز کے ایجنٹس کی ایک ٹیم بنا کر اسے حکم دے دیتے ہیں کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دے۔ اس وقت جب وہ ملک سے باہر نکلے''...... رابرٹ نے کہا تو چیئرمین بے اختیار چونک پڑا۔

''ایسا کیوں''...... چیئرمین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے جناب کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کا چیف اس قدر خفیہ رہتے ہیں کہ آج تک کسی کو ان کے بارے میں علم نہیں ہو سکا۔ صرف ایک مسخرہ سا آدمی عمران سامنے رہتا ہے اور خطرناک آدمی بھی وہی ہے۔ اس کا خاتمہ کرنا ہو تو پھر ٹیم کو پاکیشیا بھیجا جا سکتا ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''جو مرضی آئے کرو۔ میں آئندہ میٹنگ میں پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے خاتمے کی خبر سننا چاہتا ہوں ورنہ تم سمیت تمہاری پوری ایجنسی کے خاتمے کا حکم دے دوں گا''...... چیئر مین نے کہا۔

''یس چیئر مین۔ آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے ہم سب اپنی جانیں لڑا دیں گے''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بس تو آج یہی ایجنڈا ہے۔ باقی ایجنڈا بھی منسوخ اور میٹنگ بھی منسوخ۔ آئندہ میٹنگ اگلے ماہ کی اسی تاریخ کو ہو گی اور سن لو رابرٹ۔ ایک ماہ بعد اپنے اور اپنے آدمیوں کو زندہ رکھنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دینا۔ ورنہ......''۔ چیئر مین نے کہا اور پھر فقرہ ادھورا چھوڑ کر اٹھا اور مڑ کر عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے اٹھتے ہی رابرٹ کے ساتھ موجود باقی دونوں ممبران بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب چیئر مین کمرے سے چلا گیا تو تینوں جنہوں نے سانس روک رکھے تھے بے اختیار طویل سانس لینے شروع کر دیئے۔

''فرائنڈ اپنی حماقت سے مارا گیا ہے۔ وہ احمق تھا جو چیئر مین کے سامنے مسلمانوں کی تعریفیں شروع کر دیں اور سنو رابرٹ۔ تم نے بھی خیال رکھنا ہے جو چیئر مین کہتے ہیں وہی کرتے ہیں''۔ ایک ممبر نے کہا تو رابرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

''مجھے معلوم ہے رچرڈ کہ چیئر مین کیا سننا پسند کرتے ہیں اور کیا نہیں۔ اس لئے ان کے احکامات کی تعمیل لازمی ہو گی''...... رابرٹ نے کہا تو دونوں نے اسے بورڈ کے ممبر بننے کی مبارکباد دی اور

کمرے سے باہر چلے گئے۔ رابرٹ بھی وہاں سے باہر آ گیا۔ ٹاور کے تہہ خانے میں بنی ہوئی پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔ اس نے وہاں سے کار نکالی اور تھوڑی دیر بعد وہ لوسانو کی ایک جدید رہائشی کالونی میں پہنچ گیا۔ یہاں ایک وسیع و عریض رہائشی عمارت میں اس نے لارڈز ایجنسی کا ہیڈکوارٹر بنا رکھا تھا لیکن یہ ہیڈکوارٹر صرف اس حد تک ہیڈکوارٹر تھا کہ یہاں رابرٹ لارڈز کے ممبران کے ساتھ میٹنگ کرتا تھا۔ یہاں اس کا باقاعدہ آفس تھا۔ ایک لیڈی سیکرٹری اور ایک فون سیکرٹری بھی یہاں کام کرتی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دو کچن ویمنز اور چار مسلح گارڈز بھی یہاں رابرٹ کے ساتھ رہتے تھے۔ البتہ رابرٹ نے اس پوری عمارت میں انتہائی جدید سائنسی سیکورٹی نظام نصب کرا رکھا تھا جس کی وجہ سے یہاں کوئی مکھی بھی اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو سکتی تھی۔ رابرٹ نے کار پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر سیدھا اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ وہ غیر شادی شدہ تھا۔ اس لئے یہاں اس کے ساتھ کوئی عورت بیوی کے طور پر یا بچے موجود نہ تھے۔ رابرٹ طویل عرصے تک اسرائیل اور ایکریمین ایجنسیوں میں بطور فیلڈ ایجنٹ کام کر چکا تھا اور بہترین ایجنٹ سمجھا جاتا تھا۔ اس نے بے شمار ایسے کارنامے سرانجام دیئے تھے جن پر عام حالات میں اعتبار کرنا ہی مشکل ہوتا تھا۔ گو اب اس کی عمر پچاس کے قریب ہو چکی تھی لیکن اس کے باوجود وہ خاصا پھرتیلا آدمی تھا اور مارشل آرٹ کا وہ اب بھی ماہر

سمجھا جاتا تھا۔ دفتر میں بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل جیمز جہاں کہیں بھی ہو۔ اسے کہو کہ وہ فوراً ہیڈکوارٹر پہنچے''...... رابرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ اب کرنل جیمز کے ساتھ مل کر ایسی پلاننگ بنانا چاہتا تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکے ورنہ اسے معلوم تھا کہ یا تو اسے چیئرمین کو ہلاک کرنا پڑے گا یا خود اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہونا پڑے گا کیونکہ چیئرمین ہر صورت میں اپنی دھمکیوں پر عمل کرنے کا عادی تھا۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ایک نظر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رابرٹ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یانکی بول رہی ہوں چیف۔ کرنل جیمز لوسانو میں موجود ہیں اور وہ دس منٹ میں ہیڈکوارٹر پہنچ رہے ہیں''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری یانکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے''...... رابرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد آفس کا دروازہ کھلا اور کرنل جیمز اندر داخل ہوا۔

''آؤ بیٹھو کرنل''...... رابرٹ نے کہا۔

''یس چیف''...... کرنل جیمز نے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آج ایک اہم بات وقوع پذیر ہوئی ہے اور ہم نے اس کو مثبت انداز میں آگے بڑھانا ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''کیا ہوا ہے چیف''...... کرنل جیمز نے کہا تو رابرٹ نے بورڈ کی میٹنگ میں فرائڈ کی طرف سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تعریف کرنے پر اس کی چیف کے ہاتھوں فوری ہلاکت اور پھر اس کا اپنا فرائڈ کی جگہ بورڈ کا ممبر بننا اور چیئرمین کی طرف سے ایک ماہ کے اندر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دینا ورنہ رابرٹ سمیت پوری ایجنسی لارڈز کے ممبرز کا خاتمہ کی دھمکی کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''اوہ چیف۔ یہ بہت مشکل ٹاسک ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا مشکل ٹاسک ہے''...... چیف نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے شاید کرنل جیمز کی طرف سے ایسے تبصرے کی امید نہ تھی۔

''باس۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس خفیہ رہتی ہے البتہ اس کا لیڈر عمران سامنے رہتا ہے۔ اس لئے اگر ہم چار پانچ لاشیں چیئرمین کے سامنے رکھ کر انہیں کہیں کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے تو کیا وہ تسلیم کر لیں گے چاہے وہ اصل ہی کیوں نہ ہوں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں اس عمران کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہی پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے یا پھر انتظار کرنا پڑے گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی مشن پر پاکیشیا سے باہر نکلے تو اس کا خاتمہ کیا جائے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ایس ایس میزائل کے فارمولے کے پیچھے خود یہاں آ جائے''...... چیف نے کہا۔

''انہیں تو معلوم ہی نہیں ہے کہ فارمولا کون لے گیا ہے اور لے بھی گیا ہے یا نہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''تم ایسا کرو کہ پوری ٹیم لے کر پاکیشیا جاؤ اور وہاں اس عمران کو ٹارگٹ کرو۔ اس کے جواب میں اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس سامنے آئے تو اس کا بھی خاتمہ کر دو''...... رابرٹ نے کہا۔

''بشرطیکہ عمران وہاں ہو۔ ویسے میں معلوم کرا سکتا ہوں۔ اگر آپ فون کی اجازت دیں تو یہاں بیٹھے بیٹھے معلوم ہو سکتا ہے''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''کرلو فون''...... رابرٹ نے فون کا ایک بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور کرنل جیمز کی طرف بڑھا دیا۔ کرنل جیمز نے فون سیٹ کو اپنی طرف کھسکایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا کا یہاں سے رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ

نمبر دیں''...... کرنل جیمز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بتائے جانے والے نمبرز رابرٹ نے بھی سن لئے۔ کرنل جیمز نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ خالصتاً ایشیائی تھا۔

''ڈان کلب کا نمبر دیں''...... کرنل جیمز نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو کرنل جیمز نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ڈان کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں ایکریمی ریاست لوسانو سے کرنل جیمز بول رہا ہوں۔ ڈان سے میری بات کراؤ۔ وہ میرا دوست ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈان بول رہا ہوں کرنل جیمز۔ کیا ہوا ہے جو تم نے پہلی بار یہاں فون کیا ہے ورنہ ہماری تمہاری ملاقات تو لوسانو میں ہوا کرتی تھی''...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''ڈان ایک ضروری کام ہے۔ تم خود کرو تو بہتر ہے ورنہ اپنے کسی انتہائی اعتماد کے آدمی کے ذمے لگا دو''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''کیا کام ہے۔ بتاؤ''...... ڈان نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کا لیڈر ایک مسخرہ سا آدمی ہے جس کا نام عمران ہے اس کے بارے مجھے تفصیلی معلومات چاہئیں کہ آئندہ ایک ماہ کے دوران اس کا کیا شیڈول ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''کیسا شیڈول''...... ڈان نے پوچھا۔

''یہی کہ کیا وہ ایک ماہ تک پاکیشیا میں ہی رہے گا یا اس کا کہیں باہر جانے کا ارادہ ہے۔ اگر ہے تو کب اور کہاں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ تو انتہائی خطرناک آدمی ہے البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ اس کے شاگرد کو چکر دے کر اس سے معلوم کرایا جائے لیکن وہ بھی بے حد ہوشیار آدمی ہے''...... ڈان نے کہا۔

''جو کچھ بھی کرو۔ درست معلومات پر دس لاکھ ڈالرز مل سکتے ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اوکے۔ پھر دو دن کی مہلت دے دو اور اپنا نمبر بتا دو۔ درست معلومات مل جائیں گی''...... ڈان نے کہا تو کرنل جیمز نے اسے اپنا نمبر دے دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''ٹھیک ہے باس۔ کام بہرحال ہو جائے گا۔ اگر اس طرح کوئی اطلاع نہ ملی تو میں خود پاکیشیا جاؤں گا''...... کرنل جیمز نے کہا تو رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر نے کار ڈان کلب کی پارکنگ کی طرف موڑی اور پھر اسے ایک خالی جگہ پر روک دیا۔ پارکنگ اس وقت خالی تھا کیونکہ ابھی کلب میں رش کا وقت نہ ہوا تھا۔ ڈان کلب کا مالک اور جنرل منیجر ڈان، ٹائیگر کا دوست تھا اور چونکہ ڈان پاکیشیائی انڈر ورلڈ میں خاصا مؤثر آدمی سمجھا جاتا تھا اور ڈان کلب کے ساتھ ساتھ وہ اسلحہ کی سمگلنگ میں بھی شامل تھا۔ اس لئے ٹائیگر اکثر اس سے ملاقات کر کے تازہ ترین معلومات حاصل کر لیا کرتا تھا اور ڈان کو بھی معلوم تھا کہ ٹائیگر، عمران کا شاگرد ہے جو سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا تھا۔ آج صبح ٹائیگر اپنے ہوٹل کے کمرے میں ہی تھا کہ ڈان نے اسے کال کر کے اس سے شام کو کلب میں ملاقات کا کہا تو ٹائیگر نے حامی بھر لی اور پھر شام ہوتے ہی ٹائیگر نے ڈان کلب کا رخ کر لیا تھا۔ ڈان نے اسے بتایا تھا کہ اس ملاقات میں وہ اس سے کچھ اہم باتیں کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے ٹائیگر نے دیر

کرنی مناسب نہ سمجھی۔ ویسے بھی رات ہوتے ہی کلب میں رش ہو جاتا تھا اور جنرل مینجر کی مصروفیات بھی بڑھ جاتی تھیں۔ مسلسل فون آنے شروع ہو جاتے تھے یا کلب کے مخصوص پرابلم پیدا ہونے اور پھر ڈان کے سامنے ان کے پیش ہونے کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ اس لئے اطمینان سے بات چیت نہ ہو سکتی تھی جبکہ اس وقت کلب میں وہ گہما گہمی نہ ہوتی تھی۔ اس لئے اطمینان سے بات جیت ہو سکتی تھی۔ ٹائیگر نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر کار لاک کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کلب کا ہال تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر دو لڑکیاں موجود تھیں جن میں سے ایک کے سامنے فون سیٹ موجود تھا جبکہ دوسری کوئی فائل کھولے اس پر جھکی ہوئی تھی۔

''یس سر''...... فون والی لڑکی نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ شاید نئی لڑکی تھی اس لئے وہ ٹائیگر کو نہ جانتی تھی لیکن فائل پر جھکی ہوئی لڑکی نے اپنی ساتھی لڑکی کی آواز سن کر سر اٹھایا تو وہ اچھل پڑی۔

''سر آپ۔ آپ کو پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ تو چیف کے دوست ہیں''...... فائل والی لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''شکریہ۔ میں تو یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ ڈان اپنے آفس میں موجود ہیں یا نہیں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ آفس میں ہی ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تشریف لائے

ہیں۔ انہیں فون پر آپ کی آمد کی اطلاع دے دی جائے گی''۔ لڑکی نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس راہداری کی طرف بڑھ گیا جس میں ڈان کا آفس تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آفس میں داخل ہوا تو لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کے ایکریمین نژاد ڈان نے اٹھ کر بڑے گرمجوشانہ انداز میں اس کا استقبال کیا۔ ٹائیگر کے ذہن میں ایک خلش سی پیدا ہوئی کیونکہ آج ڈان کا استقبال کرنے کا طریقہ پہلے سے مختلف تھا۔ وہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی مؤدب دکھائی دے رہا تھا۔ اسے خیال آیا کہ آج ڈان کو اس سے کوئی خاص کام پڑ گیا ہے کہ فون کر کے خصوصی طور پر بلایا ہے اور اب روٹین سے ہٹ کر استقبال کیا جا رہا ہے۔

''آج کوئی خاص بات ہے جو تمہارا رویہ تبدیل ہو گیا ہے''۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈان بے اختیار ہنس پڑا۔

''مجھے ان دنوں رقم کی اشد ضرورت ہے اور تمہاری وجہ سے میں دس لاکھ ڈالرز کما سکتا ہوں جس میں سے تم چاہو تو آدھے تمہیں بھی دیئے جا سکتے ہیں''...... ڈان نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

''اچھا۔ تفصیل بتاؤ۔ کیا کرنا پڑے گا اتنی بھاری رقم کے حصول کے لئے''...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ڈان کی بات سن کر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''پہلے یہ سن لو کہ میں تم سے کوئی بات نہ چھپاؤں گا اور یہی توقع تم سے بھی رکھوں گا اس کے ساتھ ساتھ کسی بھی طرح میرا نام اوپن نہ کیا جائے گا کیونکہ ایسا ہوا تو مجھے یقینی طور پر ہلاک کر دیا جائے گا''...... ڈان نے کہا۔

''تم بے فکر ہو کر اور کھل کر سب کچھ بتا دو۔ میں حلف دیتا ہوں کہ تمہارا نام کسی بھی سطح پر سامنے نہیں آئے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ تو مجھے تمہارے استاد کا شیڈول معلوم کرنا ہے۔ اس کے مجھے دس لاکھ ڈالرز ملیں گے''...... ڈان نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تمہارا مطلب عمران صاحب سے ہے یا کسی اور کے بارے میں کہہ رہے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''عمران صاحب ہی تمہارے استاد ہیں یا کوئی اور بھی ہے''۔ ڈان نے کہا۔

''عمران صاحب ہی ہیں لیکن شیڈول کا کیا مطلب ہوا۔ میں سمجھا نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ آئندہ ایک ماہ کے دوران عمران صاحب کا شیڈول کیا ہے''...... ڈان نے کہا۔

''کیسا شیڈول''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی کہ کیا وہ آئندہ ایک ماہ تک پاکیشیا میں ہی رہیں گے یا ان کا کہیں باہر جانے ارادہ ہے۔ اگر ہے تو کب اور کہاں''۔ ڈان نے کہا۔

''یہ کام کس نے تمہارے ذمے لگایا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''وہ تو میں بتا دوں گا اس سوال کا درست جواب مجھے چاہئے تاکہ میں دس لاکھ ڈالرز وصول کر سکوں''...... ڈان نے کہا۔

''تم تفصیل سے بتاؤ گے تو میں تمہارے سامنے عمران صاحب کو تفصیل بتا کر ان سے تمہارے سوال کا جواب پوچھوں گا ورنہ وہ کسی بھی لمحے کسی بھی طرف جا سکتے ہیں۔ نہ جائیں تو ایک ماہ کیا کئی ماہ تک کہیں نہیں جاتے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں بتا دیتا ہوں لیکن میرا نام سامنے نہ آئے''...... ڈان نے کہا۔

''کہہ تو دیا ہے کہ نہیں آئے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر سنو۔ ایکریمین ریاست لوسانو میں یہودیوں کی ایک تنظیم ہے جس کا نام لارڈز ہے۔ اس کا ایک ایجنٹ کرنل جیمز ہے۔ کرنل جیمز ایکریمین اور اسرائیلی ایجنسیوں میں طویل عرصے تک کام کرتا رہا ہے۔ اب وہ لارڈز ایجنسی کا سپر ایجنٹ ہے اور لارڈز کا ہیڈکوارٹر بھی سنا ہے کہ لوسانو میں ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے غلط کالوں کو ٹریس کرنے کے لئے باقاعدہ وائس کمپیوٹر فون کے ساتھ اٹیچ کیا ہوا ہے اس لئے مجھے ملنے والی کالز چیک ہوتی

رہتی ہیں۔ بہرحال لوسانو سے کرنل جیمز کی کال آئی ایسا پہلی بار ہوا ہے ورنہ میں جب لوسانو جاتا تھا تو اس سے ملاقات ہوتی تھی۔ بہرحال اس نے عمران صاحب کا شیڈول معلوم کرنے کے لئے کہا اور دس لاکھ ڈالرز کی آفر کی تو میں نے اسے بتا دیا کہ عمران صاحب سے تو براہ راست معلوم نہیں کیا جا سکتا البتہ ان کا شاگرد ہے۔ اس سے معلوم کیا جا سکتا ہے''...... ڈان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''وہ کیوں یہ شیڈول معلوم کرنا چاہتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ مجھے معلوم نہیں ہے اور نہ ہی معلوم ہو سکتا ہے البتہ اس کے لئے دس لاکھ ڈالرز کی آفر اس نے خود کی ہے۔ اتنی بڑی رقم کا مطلب ہے کہ یہ شیڈول ان کے لئے بے حد اہمیت رکھتا ہے''۔ ڈان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارا فون استعمال کر سکتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کس لئے''...... ڈان نے چونک کر کہا۔

''تمہارے سامنے عمران صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آئندہ ایک ماہ کے لئے ان کا کیا شیڈول ہے تاکہ دس لاکھ ڈالرز تم کما سکو''...... ٹائیگر نے کہا تو ڈان نے خود فون سیٹ اٹھا کر اسے میز کی دوسری طرف بیٹھے ٹائیگر کے سامنے رکھ دیا۔ ٹائیگر نے رسیور اٹھا کر پہلے تو اس کا وہ بٹن پریس کیا جس سے وہ ڈائریکٹ ہو جاتا تھا۔

پھر اس نے اس کا لنک وائس کمپیوٹر سے ختم کیا اور اس کے بعد اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی خوشگوار لہجے میں کہا گیا تو ڈان کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگنے لگی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ لوسانو کا سپر ایجنٹ کرنل جیمز آپ کے آئندہ ایک ماہ کا شیڈول معلوم کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے اس نے دس لاکھ ڈالرز کی آفر کی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہیں آفر کی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں باس۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا ایک دوست ہے کلب کا مالک۔ اس سے اس نے فون پر بات کی ہے تو اس نے مجھے بتایا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اپنے دوست کو کہہ دو کہ وہ جو شیڈول چاہے بتا دے۔ ہم اس کی پابندی کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ میرے خیال میں یہ انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے''...... ٹائیگر نے قدرے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

''ہوگا مجھے کب انکار ہے لیکن اب میں کیا کروں۔ یہ بتاؤ''۔ عمران نے کہا۔

''تو آپ کا کوئی شیڈول نہیں ہے باہر جانے کا''...... ٹائیگر نے کہا۔

"ابھی دور روز تک تو نہیں ہے۔ اس کے بعد بن جائے تو میں کہہ نہیں سکتا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا۔

"سنا تم نے۔ یہی بات میں کہہ رہا تھا کہ کسی بھی وقت باس کہیں بھی جا سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے سامنے بیٹھے ہوئے ڈان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مجھے رقم نہیں مل سکتی"...... ڈان نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے سامنے بات ہوئی ہے۔ اب تم خود جو کہنا چاہو کہہ دو۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ ابھی کوئی شیڈول نہیں ہے اور کیا کہہ سکتا ہوں"...... ڈان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون سیٹ اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ٹائیگر کی نظریں اس کی انگلی پر جمی ہوئی تھیں۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دو"...... ٹائیگر نے کہا تو ڈان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کرنل جیمز بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے ڈان کلب کا ڈان بول رہا ہوں جناب"...... ڈان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تم۔ بتاؤ کیا ہوا اس کام کا جو تمہارے ذمے لگایا گیا تھا"۔ کرنل جیمز نے کہا۔

"سر۔ جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق عمران کسی بھی وقت کہیں بھی جا سکتا ہے کیونکہ اس کی خدمات پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہائر کرتا ہے اور جب وہ ہائر کرتا ہے تو پھر وہ اسے جہاں جانے کا حکم دیتے ہیں عمران وہاں چلا جاتا ہے ورنہ وہ پاکیشیا میں ہی رہتا ہے"...... ڈان نے کہا۔

"اس وقت عمران کہاں ہے"...... کرنل جیمز نے پوچھا۔

"اس وقت تو وہ اپنے فلیٹ میں موجود ہے"...... ڈان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ویسے دس لاکھ ڈالرز تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیئے گئے تھے۔ تم نے اس عمران کی باقاعدہ نگرانی جاری رکھنی ہے۔ کسی بھی وقت میں تم سے معلوم کر سکتا ہوں اور ہاں۔ اگر کسی بھی وقت وہ اکیلا یا اپنے ساتھیوں سمیت ملک سے باہر جائے تو اس بارے میں تفصیل معلوم کر کے مجھے فون پر فوری اطلاع دینی ہے"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... ڈان نے کہا تو دوسری طرف سے گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا تو ڈان نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''اب تم بتاؤ کتنی رقم دوں تمہیں''...... ڈان نے کہا۔

''کچھ نہیں۔ میں ایسی رقوم نہیں لیا کرتا البتہ ایک بات بتا دوں کہ اگر تم نے باس عمران کی نگرانی کا کوئی چکر چلایا تو پھر تمہارا انجام انتہائی عبرت ناک ہوسکتا ہے۔ پھر مجھے گلہ نہ کرنا''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ اگر معلوم نہ ہوتا تو میں تمہیں درمیان میں نہ ڈالتا''...... ڈان نے اٹھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اس سے ہاتھ ملا کر آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اب وہ ایک اور کلب جا رہا تھا جو دارالحکومت کے مضافات میں تھا۔ اس کا نام بلیو سکائی کلب تھا یہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا پسندیدہ کلب تھا کیونکہ مضافات میں ہونے کی وجہ سے یہاں تک پہنچتے پہنچتے لانگ ڈرائیونگ کا لطف بھی لیا جا سکتا تھا اور اس کلب میں قانون کی اتنی سختی بھی نہ تھی جو دارالحکومت کے اندر واقع کلبوں میں پائی جاتی تھی۔ اس کلب کا ایک سپروائزر جیکسن لوسانو کا رہنے والا تھا۔ اس لئے ٹائیگر اس جیکسن سے کرنل جیمز کے بارے میں مکمل تفصیل حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ عمران سے اجازت لے کر وہ خود اس کرنل جیمز کے خاتمہ کے لئے لوسانو جا سکے۔ بلیو سکائی کلب پہنچتے پہنچتے اسے ڈھائی گھنٹے لگ گئے۔ اسے معلوم تھا کہ سپروائزر جیکسن وہیں کلب کے عقب میں بنی ہوئی کالونی میں رہتا ہے۔ اس لئے اگر وہ کلب میں

نہ ہوا تو وہ اس کے گھر پر اس سے ملاقات کر لے گا لیکن بلیو سکائی کلب پہنچ کر جب اسے معلوم ہوا کہ سپروائزر جیکسن کلب میں موجود ہے تو اس نے ایک ویٹر کے ذریعے اسے ہال میں بلوا لیا۔

''اوہ۔ آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔ میرے آفس آ جائیں''۔ دبلے پتلے سپروائزر جیکسن نے اس کے قریب پہنچ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ کچھ دیر آفس سے ہٹ کر تم سے بات چیت کروں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ وہاں بھی ایسی گفتگو ہوسکتی ہے۔ ابھی کلب میں رش نہیں ہے اس لئے اطمینان سے دو تین گھنٹے بات چیت کی جا سکتی ہے''...... سپروائزر جیکسن نے کہا تو ٹائیگر ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

''ارے اتنی لمبی بات نہیں کرنی''...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا تو جیکسن بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر ٹائیگر، جیکسن کے ساتھ اس کے آفس پہنچ گیا۔ جیکسن کلب میں کام کرنے والے ویٹرز کا سپروائزر تھا اور ویٹرز کے سلسلے میں کوئی بھی مسئلہ ہو تو اس کا حل اس کی ذمہ داری تھی۔ اسی طرح کلب کے مفادات کا ویٹرز کے سلسلے میں خیال رکھنا بھی اس کی ڈیوٹی میں شامل تھا۔ آفس سادا تھا البتہ میز پر انٹرکام موجود تھا۔

''مجھے معلوم ہے کہ آپ ایپل جوس پینا پسند کرتے ہیں۔ میں

آرڈر دے دیتا ہوں''...... جیکسن نے کہا اور انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے دو ڈبے ایپل جوس لانے کا حکم دے کر رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ایک ویٹر ٹرے میں ایپل جوس کے دو ڈبے سٹرا سمیت لے کر اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک ڈبہ مع سٹرا ٹائیگر کے سامنے اور دوسرا ڈبہ مع سٹرا جیکسن کے سامنے رکھ دیا۔

''نوازش۔ میں نے ٹائیگر صاحب سے کچھ گفتگو کرنی ہے۔ اس لئے یہ جب تک آفس میں ہیں تم نے مجھے ڈسٹرب نہیں ہونے دینا''...... جیکسن نے جوس لے آنے والے سے کہا۔

''اوکے باس''...... ادھیڑ عمر ویٹر نے کہا اور خالی ٹرے اٹھائے وہ باہر چلا گیا۔

''ہاں۔ اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں۔ کیا مسئلہ ہے''۔ جیکسن نے کہا۔

''لوسانو میں یہودیوں کی ایک ایجنسی ہے جسے لارڈز کہا جاتا ہے۔ اس کا ایک ایجنٹ کرنل جیمز ہے۔ کیا تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو''...... ٹائیگر نے کہا تو جیکسن بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا ہوا ہے جو آپ اس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں''۔ جیکسن نے چونک کر کہا۔

''کرنل جیمز نے ڈان کلب کے جنرل مینجر کے ذریعے عمران صاحب کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ڈان کو معلوم ہے کہ عمران صاحب میرے استاد ہیں۔ اس

لئے اس نے میرے سامنے ساری تفصیل رکھ دی۔ میں اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں کہ میں خود لوسانو جا کر کرنل جیمز سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ معلوم کر سکوں کہ اسے عمران صاحب کے ساتھ کیا دلچسپی پیدا ہوگئی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کرنل جیمز کے بارے میں مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ بہت منجھا ہوا، انتہائی تجربہ کار اور مارشل آرٹ کا ماہر ایجنٹ ہے اور ایکریمین اور اسرائیلی ایجنسیوں میں بڑے طویل عرصے تک کام کرتا رہا ہے۔ مجھے اس لئے معلوم ہے کہ میرے والد اسرائیلی ایجنسی واچر ڈاگ کے لوسانو میں انچارج تھے۔ ان کا کام صرف معلومات حاصل کرنا ہوتی تھیں۔ کرنل جیمز اس وقت کرنل نہیں تھا وہ میرے والد کے پاس آتا رہتا تھا۔ دونوں میں خاصی گہری دوستی تھی پھر میرے والد فوت ہو گئے اور میں وہاں سے دل برداشتہ ہو کر ایکریمیا کی مختلف ریاستوں سے ہوتا ہوا کافرستان اور پھر کافرستان سے پاکیشیا آ گیا اور یہاں کا ماحول اچھا ہے۔ اس لئے میں یہاں سیٹل ہو گیا۔ طویل عرصے سے کرنل جیمز سے ملاقات نہیں ہوئی لیکن اس کے بارے میں ادھر ادھر سے باتیں سنتا ضرور رہتا ہوں''......جیکسن نے کہا۔

''اس کا تعلق جس ایجنسی سے ہے اس کا نام لارڈز ہے اور اس کا ہیڈکوارٹر لوسانو میں ہے۔ کیا اس بارے میں تمہیں معلوم ہے''...... ٹائیگر نے جیب سے چند بڑے نوٹ نکال کر اپنے سامنے

میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے یہ نوٹ جیکسن کی طرف کھسکا دیئے۔

''ان کی کیا ضرورت تھی۔ بہرحال شکریہ۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ لارڈز کا چیف رابرٹ نامی ایک آدمی ہے اور اس کی رہائش گاہ لوسانو کی کسی رہائشی کالونی میں ہے جس کا نام مجھے نہیں معلوم''...... جیکسن نے نوٹ اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ۔ پھر ملاقات ہوگی''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو جیکسن بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر جیکسن سے ہاتھ ملا کر ٹائیگر اس کے آفس سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ عمران کے فلیٹ پر جانا چاہتا تھا تاکہ اس سے اجازت لے کر لوسانو جا سکے۔ اسے امید تھی کہ عمران اسے اجازت دے دے گا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی نوما نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ نوما بول رہی ہوں''...... نوما نے کہا۔

''آشا بول رہی ہوں میڈم۔ پرسنل سیکرٹری ٹو ڈیفنس سیکرٹری''۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس''...... نوما نے چونک کر کہا۔

''میڈم۔ آپ کو کرنل وشان کی جگہ بلیک راڈ کا چیف نامزد کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایجنسی کا نام بھی بدل دیا گیا ہے کیونکہ یہ نام حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں میں پسند نہیں کیا گیا''...... سیکرٹری نے کہا تو نوما بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات باقاعدہ رقص کرنے لگ تھے کیونکہ کسی سرکاری ایجنسی کا چیف بن جانا بڑی کامیابی تھی۔ یہ ملک کا بہت بڑا عہدہ تھا۔ اسے نام بدلنے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسے چیف بننے سے دلچسپی تھی۔

''کیا نام رکھا گیا ہے''...... نوما نے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

''میڈم۔ آپ کی ایجنسی کا نام بلیک ایجنسی تجویز کیا گیا ہے لیکن آخری فیصلہ پرائم منسٹر کریں گے''...... آشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے چیف بنانے کا لیٹر جاری کر دیا گیا ہے یا نہیں''...... نوما نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

''جی ہاں۔ جاری ہو چکا ہے۔ آپ کرنل وشان کا آفس سنبھال لیں۔ اسی لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے''...... سیکرٹری آشا نے کہا۔

''بے حد شکریہ''...... نوما نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھی اور چند منٹ بعد اس کی کار تیز رفتاری سے بلیک راڈ کے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ہیڈکوارٹر میں چونکہ نوما کے چیف بننے کا لیٹر پہنچ چکا تھا اس لئے نوما کا وہاں استقبال چیف کے انداز میں ہی کیا گیا اور نوما نے سب کا شکریہ ادا کر کے کرنل وشان کے آفس پر قبضہ کر لیا۔

اس نے آفس میں بیٹھتے ہی سب سے پہلے کرنل جیمز کو فون کیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسے چیف بنانے کا اصل کام کرنل جیمز نے کیا ہو گا اور اسرائیل کے قومی سلامتی کے مشیر نے کافرستان کے پرائم منسٹر کو اس کی سفارش کی ہو گی اور پرائم منسٹر نے سیکرٹری

ڈیفنس کو اس بارے میں حکم دیا ہو گا کیونکہ ان کی ایجنسی وزارت ڈیفنس کے تحت بنائی گئی تھی۔ اس کا مقصد پوری دنیا سے ایسا دفاعی اسلحہ حاصل کرنا تھا جس سے کافرستان کی حفاظت کی جا سکتی ہو۔ اس لئے ایس ایس میزائل کے فارمولے کے پاکیشیا سے حصول کے لئے نوما کی ایجنسی نے اسرائیل کے ایجنٹ کرنل جیمز کی مدد کی تھی۔

گو کرنل وشان نے اس فارمولے کی ایک کاپی حاصل کرنے کی شرط لگائی تھی لیکن اسرائیلی ایجنٹ اس فارمولے کی کوئی کاپی کافرستان کے حوالے کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ وہ اس میزائل کو صرف اسرائیل تک محدود رکھنا چاہتا تھا اور اسی لئے اس نے نوما سے بات چیت کی اور پھر کرنل وشان کو ہلاک کر کے اس کا الزام پاکیشیائی ایجنٹوں پر لگا دیا گیا اور نوما سے اس نے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اس لئے نوما سب سے پہلے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی۔ کرنل جیمز نے اسے اپنا وہ سیٹلائٹ سرچ نمبر دیا تھا کہ کرنل جیمز کہیں بھی ہوتا۔ سیٹلائٹ کا سرچ نمبر اسے ٹریس کر کے اس سے بات کرا دیتا تھا۔ اس لئے چند لمحوں بعد ہی کرنل جیمز سے رابطہ ہو گیا۔

''ہیلو۔ کرنل جیمز بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی کرنل جیمز کی آواز سنائی دی۔

''نوما بول رہی ہوں کافرستان سے۔ چیف نوما۔ اور اس کے

لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں اور اب چیف کی کرسی پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے میں نے آپ کو فون کیا ہے''...... نوما نے کہا۔

''آپ کو چیف بننے کی مبارک ہو۔ امید ہے اب آپ اور آپ کی ایجنسی اسرائیل کے مفادات کے لئے بھی کام کرتی رہے گی''......کرنل جیمز نے کہا۔

''بالکل سو فیصد کرے گی۔ آپ حکم دیں''...... نوما نے کہا۔

''ہماری ایجنسی نے ایک ماہ کے اندر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا ٹاسک ہمیں دیا ہے۔ پوری سیکرٹ سروس اگر ہلاک نہ ہو سکے تو ایک ماہ کے اندر اس کا لیڈر بننے والے مسخرے سے ایجنٹ عمران کی ہلاکت ضروری ہے۔ آپ اس سلسلے میں ہماری کیا مدد کر سکتی ہیں''...... کرنل جیمز نے فوراً ہی کام اس کے ذمے لگاتے ہوئے کہا۔

''عمران کے بارے میں مجھے تو کچھ نہیں معلوم۔ میں معلوم کرتی ہوں۔ پھر آپ جس انداز کی مدد چاہیں گے آپ کو مل جائے گی''۔ نوما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ پاکیشیا کے ہمسایہ ملک میں رہتی ہیں۔ وہاں آپ کے ایجنٹ سب سے زیادہ ہوں گے اور طویل عرصے سے ہوں گے۔ ان سے معلومات حاصل کر کے مجھے فون پر بتا دینا کہ اسے کس طرح ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ صرف حملہ نہیں بلکہ اس کی یقینی

ہلاکت''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اوکے۔ میں معلوم کرتی ہوں''...... نوما نے کہا اور دوسری طرف سے فون رکھے جانے پر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس میڈم''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''پرکاش کو میرے آفس بھیجو''...... نوما نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پرکاش اس ایجنسی کا سب سے تجربہ کار فیلڈ ایجنٹ تھا اور طویل عرصے تک پاکیشیا میں کام کرتا رہا تھا۔ کرنل وشان نے اسے خصوصی طور پر نہ صرف اپنی ایجنسی میں شامل کیا تھا بلکہ اسے اپنا آفس اسسٹنٹ بھی بنا لیا تھا۔ اس لئے وہ ہیڈکوارٹر میں باقاعدہ آفس میں بیٹھ کر پوری ایجنسی کو کنٹرول کرتا تھا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ورزشی جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ اپنے انداز سے خاصا چست و چالاک دکھائی دے رہا تھا۔

''یس میڈم۔ پرکاش حاضر ہے''...... آنے والے نے کہا۔

''بیٹھو پرکاش۔ مجھے معلوم ہے کہ تم میری ایجنسی میں سب سے تجربہ کار آدمی ہو۔ اس لئے میں سوچ رہی ہوں کہ تمہیں باقاعدہ اسسٹنٹ کا عہدہ دے دوں''...... نوما نے کہا۔

''یہ آپ کی مہربانی ہو گی۔ میں ہمیشہ تابعداری کروں گا''۔ پرکاش نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے بتاؤ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خصوصاً اس کے لیڈر

عمران کے بارے میں تم کیا جانتے ہو۔ اگر ہمیں یہ ٹاسک ملے کہ ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اور خصوصاً اس کے لیڈر عمران کا یقینی طور پر خاتمہ کرنا ہو تو ہم کیا کریں گے''...... نوما نے کہا تو پرکاش نے ایک طویل سانس لیا۔ ایسا سانس، جیسے کسی کام کی تکمیل یا اس کی تکمیل سے پہلے اس کے خاتمے پر لیا جاتا ہے۔

''آپ کو کس نے یہ ٹاسک دیا ہے میڈم''...... پرکاش نے کہا تو نوما بے اختیار چونک پڑی کیونکہ یہ کام تو اسرائیلی ایجنٹ نے جس نے اسے چیف بنوایا تھا اس کے ذمے لگایا تھا لیکن یہ بات تو وہ پرکاش کو نہ بتا سکتی تھی۔

''تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ وجہ''...... نوما نے چونک کر کہا۔

''اس لئے میڈم کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو سامنے آتی ہی نہیں۔ اس لئے اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ یہ لوگ نہ صرف اپنے میک اپ بلکہ اپنے نام اور رہائش گاہیں اس تیزی سے بدلتے رہتے ہیں کہ ان کے بارے میں کنفرمیشن نہیں ہو سکتی البتہ عمران سب کے سامنے رہتا ہے۔ وہ دارالحکومت کے ایک فلیٹ میں رہتا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا باورچی سلیمان رہتا ہے اور سپر پاورز سمیت اسرائیل اور کافرستان کے ایجنٹوں نے اس پر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار حملے کئے ہوں گے۔ زیادہ سے زیادہ وہ زخمی ہو جاتا ہے اور بس۔ اس کے قتل کا ٹاسک آپ کو دینے کا مطلب ہے کہ حکومت آپ کو بہت سخت آزمائش میں ڈال رہی ہے''۔ پرکاش

نے کہا تو نوما بے اختیار ہنس پڑی۔

''مجھے اتنا معلوم ہے کہ عمران ایک مرد ہے اور مردوں کو بے وقوف بنانا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ چاہے وہ کتنا ہی چالاک، شاطر اور عیار ہو لیکن میرا مقابلہ نہیں کر سکتا''...... نوما نے کہا۔

''آپ کی بات اس صورت میں درست ہے کہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ آپ کافرستانی ہیں اور کافرستان کی بلیک ایجنسی کی چیف ہیں اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ انتہائی دوستانہ ماحول قائم کریں اور پھر اس پر اچانک ایسا حملہ کر دیں کہ جس سے وہ بچ نہ سکے ورنہ اسے بچ کر نکلنے کا موقع مل گیا تو پھر وہ آپ کے ہاتھ نہیں آئے گا الٹا آپ اس کے ہاتھ آ جائیں گی۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ اسے عورت کی بنا پر قابو کر لیں گی تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ الٹا آپ کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو جائے گا''...... پرکاش نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم نے بھی وہی بات کی ہے جو میں نے سوچی ہے کہ اس سے دوستی قائم کی جائے اور دوستی کا فائدہ اٹھا کر اس پر اچانک حملہ کر دیا جائے اور یہ حملہ اس قدر اچانک ہو کہ وہ سنبھل ہی نہ سکے لیکن اس سے دوستی کیسے ہو۔ کیا ہم پاکیشیا شفٹ ہو جائیں''...... نوما نے کہا۔

''ظاہر ہے وہ وہاں رہتا ہے وہیں جانا پڑے گا۔ وہاں ہمارے

آدمی موجود ہیں۔ وہ ہمیں اطلاعات دیں گے اور ان اطلاعات کی بنا پر آپ اس سے ملاقات کریں اور پھر دوستی کا چکر چلائیں“۔ پرکاش نے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ البتہ تیار رہنا۔ کسی بھی وقت تمہیں میرے ساتھ پاکیشیا جانا ہوگا“...... نوما نے کہا تو پرکاش اٹھا، اس نے سلام کیا اور پھر آفس سے باہر چلا گیا تو نوما نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر کرنل جیمز کا نمبر پریس کر دیا۔

”یس۔ کرنل جیمز بول رہا ہوں“...... رابطہ ہوتے ہی کرنل جیمز کی آواز سنائی دی۔

”نوما بول رہی ہوں“...... نوما نے کہا۔

”اوہ تم۔ کوئی خاص بات“...... کرنل جیمز نے کہا تو نوما نے پرکاش سے ہونے والی گفتگو کا خلاصہ بتا دیا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ تم یہ کام کر لو گی“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے سو فیصد یقین ہے“...... نوما نے کہا۔

”میرے وہاں آنے کی ضرورت تو نہیں ہے“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”نہیں۔ میں خود ٹاسک مکمل کر لوں گی۔ وہ صرف اسرائیل کا ہی نہیں۔ کافرستان کا بھی دشمن ہے“...... نوما نے کہا۔

”اگر تم نے یہ ٹاسک مکمل کر لیا تو تمہیں کافرستان اور اسرائیل

دونوں سے سپر اعزاز دیا جائے گا لیکن یہ کام ایک ہفتے کے اندر اندر مکمل ہو جانا چاہئے ورنہ پھر مجھے خود آگے آنا پڑے گا کیونکہ ایک ماہ کے اندر اس کا خاتمہ کرنا لازمی ہے“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بے فکر رہو۔ گڈ بائی“...... نوما نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب وہ عمران کا یقینی خاتمہ کرنے کے بارے میں بیٹھی سوچ رہی تھی۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا البتہ وہ چائے کا تھرماس بھر کر اس کی میز پر رکھ کر گیا تھا کیونکہ اس کی واپسی کئی گھنٹے بعد ہونی تھی۔ گو بعض اوقات عمران مطالعہ میں اس قدر مصروف رہتا تھا کہ تھرماس ویسے کا ویسے ہی پڑا رہ جاتا تھا لیکن کبھی کبھی وہ چائے کی ایک آدھ پیالی پی بھی لیتا تھا۔ اس لئے سلیمان نے اسے اپنی روٹین بنایا ہوا تھا کہ جب وہ مارکیٹ جاتا تھا تو تھرماس چائے سے بھر کر اس کی میز پر رکھ کر جاتا تھا البتہ وہ جان بوجھ کر ساتھ پیالی نہ رکھتا تھا تاکہ عمران صرف بیٹھا ہی نہ رہ جائے۔ پیالی اٹھانے اور اسے صاف کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ حرکت ضرور کرے۔ سلیمان حرکت میں برکت والے محاورے کا بے حد قائل تھا۔ اس کے نقطہ نظر سے حرکت سے نہ صرف صحت ٹھیک رہتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہوتی تھی۔

عمران گو اس لفظ حرکت کو دوسرے معنی پہنا دیتا تھا جس کے تحت وہ حرکت کو غلط کام کے تحت لے آتا تھا جیسے عام طور پر کہا جاتا تھا کہ یہ حرکت اس آدمی کی ہے لیکن سلیمان حرکت میں برکت والے محاورے پر عمل کرتا تھا۔ وہ اپنے نظریئے کا ہی پابند تھا البتہ عمران پیالی اٹھانے کی بجائے تھرماس کے ڈھکن میں ہی چائے ڈال کر پی لیا کرتا تھا کیونکہ مطالعے کے دوران وہ بعض اوقات واقعی حرکت کرنا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ عمران مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں“...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ایکسٹو“...... دوسری طرف سے آواز آئی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ کوئی خاص بات ہے جس کی وجہ سے بلیک زیرو نے فلیٹ پر فون کیا ہے۔

”کیا ہوا بلیک زیرو۔ کوئی خاص بات“...... عمران نے کہا۔ اس نے دانستہ نام لیا تھا تاکہ بلیک زیرو کو پتہ چل جائے کہ وہ فلیٹ پر اکیلا ہے۔ کوئی ممبر وہاں موجود نہیں ہے۔

”عمران صاحب۔ ناٹران کا فون آیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی ریکارڈنگ سن لیں“...... بلیک زیرو نے اس بار اپنے

اصل لہجے میں کہا۔

''فون پر سنوا دو''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ناٹران کی آواز سنائی دی۔ دوسری آواز ایکسٹو کی تھی لیکن تفصیل ناٹران بتا رہا تھا کہ کرنل وشان کی جگہ حکومت کافرستان نے نوما کو ایجنسی کی چیف بنا دیا ہے اور ایجنسی کا نام بھی تبدیل کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس نے بتایا کہ نوما نے چیف بنتے ہی سب سے پہلے کرنل جیمز کو لوسانو میں فون کر کے اس کا شکریہ ادا کیا ہے کہ اس نے نوما کے لئے سفارش کی ہے۔ اس کے بعد کرنل جیمز نے اسے عمران صاحب کو ہلاک کرنے کے لئے تعاون کی بات کی تو نوما نے اس کی حامی بھر لی اور اس نے کہا کہ وہ خود عمران صاحب سے دوستی بڑھا کر پھر اس پر اچانک حملہ کر کے اسے ہلاک کر دے گی۔

''آپ نے سن لی بات چیت''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ تو اچھی خبر ہے کہ کافرستان کی ایجنسی کی چیف مجھ سے دوستی کرے گی۔ کم از کم میں تمہیں تو بلیک میل کر سکوں گا اور اس طرح تم سے بھاری مالیت کا چیک وصول کرنے کے قابل ہو جاؤں گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس دوستی کا مطلب بھاری مالیت کا چیک نہیں بلکہ آپ کی جان لینا ہے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا۔

''محبت میں جان دینا اور لینا عام سی بات ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ نوما اس قدر احمق نہیں ہو گی کہ خود مجھ جیسے مفلس و قلاش سے دوستی لگانے پاکیشیا پہنچ جائے گی ویسے تم نے یہ ساری گفتگو سننے کے بعد ناٹران کو کوئی ہدایت تو کی ہو گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اسے کہا کہ وہ نوما اور اس کی ایجنسی پر خصوصی نظر رکھے اور پاکیشیا کے سلسلے میں ہونے والی کارروائی کی مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتا رہے''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اتنا ہی کافی ہے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے کتاب اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کال بیل کی آواز سن کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''اس وقت کون آ گیا''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر سٹنگ روم کے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو گیلری میں تھا اور جہاں سے وہ بیرونی دروازے تک پہنچ سکتا تھا۔

''کون ہے''...... عمران نے دروازے کے قریب پہنچ کر اونچی آواز میں کہا۔

''میرا نام نوما ہے اور میں نے عمران صاحب سے ملنا ہے''۔ باہر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ارے اتنی جلدی آ بھی گئی دوستی کرنے''...... عمران نے چونک

کر کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ سائیڈ میں ہو رہا تھا کہ خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی بہت بڑی اور سخت چٹان اس کے جسم سے ٹکرائی ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

کرنل جیمز نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ یہ لارڈز کا ہیڈکوارٹر تھا اور جس دروازے پر کرنل جیمز نے دستک دی تھی وہ لارڈز کے چیف رابرٹ کا آفس تھا۔ کرنل جیمز کو فون کر کے آفس بلایا گیا تھا۔

''یس باس''...... کرنل جیمز نے رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد کرسی پر بیٹھتے ہوئے سامنے بیٹھے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تم نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ چیئرمین کی دی ہوئی وارننگ کے بعد کاؤنٹ ڈاؤن شروع ہو چکا ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس تو سامنے نہیں آتی البتہ اس کا لیڈر عمران ایک عام سے فلیٹ میں رہتا ہے جس پر میری بلیک ایجنسی کی چیف نوما سے بات ہوئی ہے۔ نوما نے ذمہ داری لی ہے کہ وہ خود پاکیشیا

جا کر عمران سے دوستی کرے گی اور دوستی کے دوران اچانک اس پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دے گی اور یہ کام ایک ہفتے کے اندر اندر ہو جائے گا''...... کرنل جیمز نے کہا تو رابرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم نے عمران کو عام آدمی سمجھ لیا ہے۔ ایسے حملے اس پر پہلے بھی سینکڑوں بار ہو چکے ہیں لیکن ہر بار وہ بچ نکلا ہے اور اس بار بھی ایسا ہی ہو گا اور پھر اس حملے کا آرڈر ہمارے گلے کا پھندہ بن جائے گا''...... رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''باس۔ بہرحال وہ انسان ہے۔ دشمن سے تو آدمی ہر جگہ ہوشیار رہتا ہے لیکن دوستوں کے ساتھ ایسا وہ چاہے تو بھی نہیں کر سکتا اور جس قدر بھی آدمی ہوشیار ہو لیکن وہ دوستوں سے ہی مار کھاتا ہے۔ پھر آپ نے اب تک اس نوما کو دیکھا ہی نہیں ہے۔ یہ کافرستانی لڑکی انتہائی متناسب جسم کی مالکہ ہے اور مرد کے لئے اس میں بے پناہ کشش ہے اور نوما کو بھی اس کا بخوبی علم ہے۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ میں کم از کم عمران کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا''...... کرنل جیمز نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''کرنل جیمز۔ مسئلہ ہمارا ہے کافرستان کا نہیں ہے۔ اس لئے کام بھی ہمیں ہی کرنا ہو گا کافرستان کو نہیں''...... اس بار رابرٹ نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''پھر مجھے وہاں جا کر کام کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن وہاں جو ماحول میں نے دیکھا ہے اس کے تحت وہاں مقامی لوگ زیادہ آسانی سے کام کر سکتے ہیں۔ غیر ملکی کو وہاں عام لوگ بھی نظروں نظروں میں چیک کرتے رہتے ہیں۔ بہرحال اگر آپ کو یہ آئیڈیا پسند نہیں آیا تو میں خود ٹیم لے کر وہاں چلا جاتا ہوں اور اس کا خاتمہ کر دیتا ہوں''...... کرنل جیمز نے شاید رابرٹ کے سخت لہجے کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی کرو۔ پہلے اس لڑکی کو کام کرنے سے منع کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ تم دونوں ٹکرا جاؤ اور نتیجہ عمران کے حق میں نکلے''۔ رابرٹ نے کہا۔

''اوکے باس۔ آپ اجازت دیں تو میں آفس فون پر بات کر لوں۔ اس طرح لاؤڈر کی وجہ سے آپ بھی نوما کی بات چیت سن سکیں گے''...... کرنل جیمز نے کہا تو رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل جیمز نے اٹھ کر فون سیٹ اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے پہلے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کرنے کے بعد تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ پرسنل سیکرٹری ٹو چیف آف بلیک ایجنسی''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں۔ نوما سے بات کراؤ''...... کرنل جیمز نے اونچی آواز میں کہا۔

''میڈم مشن پر پاکیشیا گئی ہیں۔ ابھی ابھی ان کی کال آئی ہے کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب رہی ہیں اور واپس کافرستان پہنچ رہی ہیں۔ وہ دو گھنٹے بعد واپس پہنچ جائیں گی''...... پرسنل سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے ہی وہ واپس پہنچے اسے کہنا کہ مجھ سے بات کرے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ کس مشن پر کافرستان سے پاکیشیا گئی ہو گی جو اتنی جلدی مکمل بھی ہو گیا''...... رابرٹ نے کہا۔

''کیا کہا جا سکتا ہے باس۔ بات ہو گی تو معلوم ہو گا۔ ویسے میں کوشش کرتا ہوں پاکیشیا سے اس بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ کازک کلب''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میں لوسانو سے کرنل جیمز بول رہا ہوں۔ کازک سے بات کراؤ''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں

کہا گیا۔

''ہیلو۔ کازک بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ بولنے والا ادھیڑ عمر ہے۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں لوسانو سے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اوہ آپ۔ فرمایئے کیسے کال کی ہے''...... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''میں پاکیشیا آیا تھا تو آپ سے کافرستان کی میڈم نوما کے ساتھ تفصیلی ملاقات ہوئی تھی اور میڈم نوما نے آپ کو کافرستان کے لئے مستقل کام کرنے کے بارے میں کہا تھا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''جی جناب۔ مجھے یاد ہے''...... کازک نے کہا۔

''میڈم نوما سے بات کرنے کے لئے میں نے کافرستان میں اس کے ہیڈکوارٹر فون کیا تو اس کی پرسنل سیکرٹری نے بتایا ہے کہ وہ کسی مشن کی تکمیل کے لئے پاکیشیا گئی ہوئی ہیں اور اس نے مشن مکمل کر لیا ہے اور اب واپس کافرستان پہنچ رہی ہیں۔ کیا تمہیں اس مشن کے سلسلے میں کچھ معلومات ہیں بشرطیکہ یہ حتمی اور درست ہوں تو تمہیں ایک لاکھ ڈالرز مل سکتے ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس سر۔ معلوم ہیں۔ میڈم نوما کافرستان سے جب پاکیشیا پہنچیں تو وہ سیدھی میرے کلب ہی آئیں۔ ان والد کے ساتھ میں

نے بڑے طویل عرصے تک کام کیا ہے۔ اس لئے میں انہیں اپنی
بیٹی اور وہ مجھے والد کی جگہ ہی سمجھتی ہیں۔ وہ آج صبح سویرے کازک
کلب پہنچیں تو میری ان سے تفصیلی بات ہوئی۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے لئے کام کرنے والے دنیا کے خطرناک ایجنٹ عمران کے
خاتمے کا مشن لے کر آئی تھیں اور ان کی پلاننگ بے حد طویل تھی۔
وہ اس سے دوستی کر کے اور دوستی کا اعتماد دلا کر اس پر اچانک وار
کرنا چاہتی تھیں لیکن میں نے انہیں بتایا کہ اس طرح آپ یقینی طور
پر ناکام ہو جائیں گی کیونکہ آپ چاہے عمران پر یہ ظاہر کریں کہ یہ
ملاقات اتفاقاً ہے لیکن وہ چہرے کے تاثرات سے ہی سمجھ جائے گا
کہ یہ سب کچھ پہلے سے طے شدہ تھا اور پھر اسے معلوم ہو جائے گا
کہ میڈم کا تعلق کافرستان سے ہے اور کسی ایجنسی سے ہے۔ وہاں
اس کا بہت بڑا نیٹ ورک کام کرتا ہے۔ اس کے بعد بجائے اس
کے کہ عمران، میڈم کے ہاتھوں مارے جائے الٹا میڈم، عمران کے
ہاتھوں ماری جائے گی اور وہ میڈم سے تمام معلومات بھی حاصل کر
لے گا۔ اس پر میڈم نے مجھ سے پوچھا کہ پھر انہیں کیا کرنا
چاہئے۔ میں نے انہیں کہا کہ وہ اس وقت عمران کے فلیٹ پر
جائیں جب عمران فلیٹ پر اکیلا ہو۔ پھر آپ کال بیل دیں تو جیسے
ہی عمران دروازہ کھولے۔ اس پر مشین پسٹل سے گولیاں برسا دیں
بلکہ میزائل پسٹل سے میزائل فائر کر دیں۔ گولیوں سے تو پھر بھی بچ
جانے کا کوئی سکوپ ہو سکتا ہے لیکن جدید ترین میزائل پسٹل کی

فائرنگ سے کسی کا بچ نکلنا ناممکن ہے۔ یہ میزائل انسانی جسم کے
پرخچے اڑا دیتا ہے۔ ویسے تو میزائل پسٹل نایاب ہے لیکن میرے
پاس موجود تھا چنانچہ میں انہیں یہ دے دیا۔ پھر ہم نے عمران کے
فلیٹ کی نگرانی کرائی تو پتہ چلا کہ عمران کے ساتھ اس کا باورچی
رہتا ہے اور وہ روزانہ صبح کو مارکیٹ جاتا ہے اور وہاں سے کئی
گھنٹوں بعد اس کی واپسی ہوتی ہے۔ سلیمان کے مارکیٹ جانے
کے بعد عمران فلیٹ میں اکیلا ہوتا ہے اور وہ خود ہی کال بیل پر
دروازہ کھولتا ہے۔ میں نے میڈم سے کہہ دیا کہ دروازہ کھلتے ہی
پلک جھپکنے میں وہ عمران کے سینے پر میزائل فائر کر دیں اور خود تیزی
سے واپس آ جائیں تو وہ کامیاب ہو سکتی ہیں ورنہ نہیں۔ میڈم نوما
نے اس پر رضامندی ظاہر کی تو ہم نے نگرانی کرنے والے آدمی
سے کہا کہ جیسے ہی سلیمان مارکیٹ جائے تو ہمیں اطلاع دے دے
اور پھر ہمیں یہ اطلاع مل گئی کہ سلیمان مارکیٹ چلا گیا ہے تو میں
اور میڈم نوما کار پر سوار ہو کر عمران کے فلیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔
میڈم نوما اتر کر ایم پسٹل سمیت تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر
گئیں جبکہ میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا رہا اور میں نے گاڑی
سٹارٹ رکھی پھر میزائل فائر ہونے کا ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا اور اس
کے بعد میڈم نوما بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اتر کر میری گاڑی
میں آ کر بیٹھ گئیں اور میں نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ پھر ہم ایک
لمبا چکر کاٹ کر جب دوبارہ مطلوبہ فلیٹ پر پہنچے تو وہاں کوئی بھی نہ

تھا۔ شاید کسی کو علم ہی نہ ہو سکا تھا اور لازمی بات یہ کہ عمران ہلاک ہو گیا تھا۔ ہم واپس کلب آ گئے۔ پھر میں نے ان افراد سے وہاں کی رپورٹ طلب کی جو وہاں نگرانی کر رہے تھے تو انہوں نے بتایا ہے کہ ہماری گاڑی جاتے ہی باورچی سلیمان واپس آ گیا تھا اور پھر وہاں ایمبولینس پہنچ گئی اور سلیمان اور ایمبولینس ڈرائیور نے مل کر عمران کی لاش سٹریچر پر رکھ کر فلیٹ سے نیچے اتاری اور پھر ایمبولینس ہسپتال چلی گئی لیکن اب تک معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ عمران کی لاش کس ہسپتال میں لے گئے ہیں۔ بہرحال اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لاش کہاں ہے۔ عمران بہرحال ہلاک ہو چکا ہے''۔ کازک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور جیسے جیسے وہ بولتا گیا کرنل جیمز اور سامنے بیٹھا رابرٹ حیرت بھری نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے۔

''حیرت ہے۔ میں نے تو اس لئے تمہیں فون کیا تھا کہ تمہارے پاس معلومات کے حصول کا نیٹ ورک ہے۔ یہ تو مجھے معلوم نہ تھا کہ تم خود اس مشن میں شامل رہے ہو۔ تم نے واقعی درست کام کیا ہے۔ کیا عمران کی موت کنفرم ہے یا نہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''سو فیصد بلکہ دو سو فیصد کنفرم۔ کیونکہ اتنے قریب سے فائر کیا گیا پسٹل میزائل پہاڑی کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ عمران تو انسان تھا''...... کازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اس کی لاش کو چیک کرو۔ اس کے گھر والوں کے تاثرات کے بارے میں معلومات حاصل کرو تاکہ کنفرمیشن ہو سکے۔ تمہاری رقم تمہیں بھجوا دی جائے گی''...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس بات کی کنفرمیشن اس کازک پر مت چھوڑو۔ کسی اور ذریعے سے اسے کنفرم کرو''...... رابرٹ نے کہا۔

''او کے باس''...... کرنل جیمز نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی دبا ہوا تھا اس لئے دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''لیس موہن داس ٹریڈرز''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''لوسانو ایکریمیا سے کرنل جیمز بول رہا ہوں۔ موہن داس سے بات کراؤ''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''لیس۔ موہن داس بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں لوسانو سے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''لیس کرنل۔ حکم فرمائیں''...... موہن داس نے کہا۔

''کافرستان میں تو تمہارا معلومات کے حصول کا بڑا وسیع اور کامیاب نیٹ ورک ہے۔ کیا یہ نیٹ ورک پاکیشیا میں بھی ہے یا

نہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''کس بارے میں معلومات چاہئیں آپ کو''...... موہن داس نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کو تم جانتے ہو''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اسے کون نہیں جانتا جناب۔ وہ تو پوری دنیا میں شیطان کی طرح مشہور ہے''...... موہن داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آج اس پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے اس کے فلیٹ پر اور کہا جاتا ہے کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے لیکن یہ بات کنفرم نہیں ہو رہی نہ وہ کسی ہسپتال میں ٹریس ہو رہا ہے۔ کیا تم اس معاملے کو حتمی طور پر کنفرم کرا سکتے ہو''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''آپ کو یہ کنفرمیشن کب چاہئے''...... موہن داس نے کہا۔

''جتنی جلدی ممکن ہو سکے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''تو آپ دو گھنٹے بعد دوبارہ فون کریں اور اس سے پہلے میرے بینک اکاؤنٹ میں دو لاکھ ڈالرز جمع کرا دیں۔ میرا بینک اکاؤنٹ نمبر نوٹ کر لیں۔ بینک کی طرف سے کال آنے پر میں حرکت میں آؤں گا اور اس کے دو گھنٹے بعد آپ کو حتمی رپورٹ مل جائے گی''...... موہن داس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بینک اکاؤنٹ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''اوکے۔ لیکن کنفرمیشن حتمی ہونی چاہئے''...... کرنل جیمز نے

کہا۔

''آپ کو میرے بارے میں معلوم تو ہے کہ میں سو فیصد درست معلومات مہیا کرتا ہوں۔ پھر بھی آپ ایسی بات کر رہے ہیں''۔ موہن داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں رقم بھجوا دیتا ہوں۔ پھر فون کروں گا''۔ کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''باس۔ یہ رقم بھجوا دیں۔ ہمارا کام یہیں بیٹھے ہو جائے گا''...... کرنل جیمز نے کہا اور فون سیٹ اس نے رابرٹ کی طرف کھسکا دیا۔ رابرٹ نے رسیور اٹھایا اور اپنے آدمی کو بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بتا کر دو لاکھ ڈالرز فوری اس اکاؤنٹ میں جمع کرانے کا حکم دے کر رسیور رکھ دیا۔

''مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ تمہیں پاکیشیا اور کافرستان دونوں کے بارے میں خاصی معلومات ہیں''...... رابرٹ نے کہا۔

''باس۔ دوسروں سے دوستانہ تعلقات بہت کام آتے ہیں''۔ کرنل جیمز نے کہا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈھائی گھنٹوں بعد کرنل جیمز نے ایک بار پھر کافرستان فون کر کے موہن داس سے رابطہ کیا۔

''یس''...... دوسری طرف سے موہن داس کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے موہن داس''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''عمران ابھی زندہ ہے۔ اسے سپیشل ہسپتال میں رکھا گیا ہے اور

اس کی حالت بے حد خراب ہے۔ اس کے کئی آپریشن کیے گئے ہیں۔ اس کے سینے، پیٹ اور گردن تک زخم آئے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ابھی تک زندہ ہے البتہ ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر صدیقی نے مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ ان کے مطابق عمران انتہائی قوت مدافعت کی وجہ سے زندہ ہے۔ اسے مسلسل خون کی بوتلیں لگانے کے باوجود اس کی حالت میں کوئی بہتری نہیں آ رہی۔ اس لئے اس کے زندہ بچنے کی امید ایک فیصد رہ گئی ہے لیکن بہرحال اب تک وہ زندہ ہے اور اسے انتہائی محفوظ وارڈ میں رکھا گیا ہے تاکہ اس پر دوبارہ حملہ نہ ہو سکے''...... موہن داس نے کہا۔

''تم معلومات لیتے رہو۔ میرا فون نمبر لکھ لو۔ جب بھی عمران ہلاک ہو جائے تو مجھے اطلاع دے دینا۔ میں تمہاری توقع سے بھی زیادہ بڑا انعام دوں گا''...... کرنل جیمز نے کہا اور پھر موہن داس کے کہنے پر اس نے اپنا خصوصی سیٹلائٹ نمبر بھی بتا دیا اور آخر میں ایک بار پھر اسے مزید معلومات حاصل کرنے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ سینے پر میزائل لگنے کے باوجود آدمی زندہ کیسے رہ سکتا ہے۔ ایسے فائر سے فوری ڈیتھ واقع ہو جاتی ہے لیکن عمران پھر بھی زندہ ہے۔ میرا خیال کہ یہ سب ڈرامہ کیا جا رہا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''عمران کی قوت مدافعت کو اس کا جواز بنایا جا رہا ہے لیکن

قوت مدافعت کوئی ڈھال تو نہیں ہے کہ میزائل کو روک دے''۔ رابرٹ نے کہا اور کرنل جیمز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب چیئرمین صاحب کو اطلاع دے دیں یا انتظار کریں''۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد رابرٹ نے کہا۔

''باس۔ جب عمران کی موت کنفرم ہو جائے تب اطلاع دی جائے تو بہتر ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ابھی واقعی ہمیں انتظار کرنا ہو گا''۔ رابرٹ نے کہا اور کرنل جیمز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر صدیقی کے آفس میں اس وقت نہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس موجود تھی بلکہ ٹائیگر اور جوانا بھی موجود تھے جوزف البتہ وہاں موجود نہیں تھا۔ اس وقت پوری سیکرٹ سروس ڈاکٹر صدیقی کے آفس میں موجود تھی۔ اس کی درخواست ڈاکٹر صدیقی نے کی تھی کہ وہ ان کے آفس میں رہیں آپریشن روم سے باہر گیلری میں نہ کھڑے ہوں۔ اس طرح آپریشن کے دوران ان کے قدموں کی آوازیں انہیں ذہنی طور پر ڈسٹرب کرتی ہیں۔ چنانچہ وہ سب یہاں آفس میں بیٹھے تھے۔ عمران کی جو حالت بتائی گئی تھی وہ سن کر سب کے چہرے نہ صرف زرد پڑ گئے تھے بلکہ ان کی آنکھوں میں یاس کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کسی بھی لمحے عمران کے بارے میں آخری خبر سنا دی جائے گی۔ جولیا کی حالت سب سے زیادہ خراب نظر آ رہی تھی۔ اس کا جسم آہستہ آہستہ کانپ رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ

رکھا تھا جبکہ صالحہ نے اسے کسی چھوٹی بہن کی طرح اپنے بازوؤں میں لے رکھا تھا۔ ایک بنچ پر ٹائیگر اور جوانا بیٹھے ہوئے تھے جبکہ سلیمان ان کے ساتھ کرسی پر بیٹھا سب کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ یہاں موجود کسی کو نہ پہچانتا ہو۔ وہ سب باری باری ڈاکٹر صدیقی کے آفس کے ساتھ موجود ریڈنگ روم میں عمران کی صحت کے لئے دو نفل پڑھ کر انتہائی گڑگڑا کر دعا مانگ چکے تھے لیکن اس کے باوجود سب کے لب مسلسل ہل رہے تھے اور وہ مسلسل اللہ تعالیٰ سے عمران کے لئے صحت کی دعائیں مانگ رہے تھے کہ آفس کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی اپنے ایک جونیئر کے ساتھ اندر داخل ہوا تو سوائے جولیا اور صالحہ کے باقی سب ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''کیا ہوا ڈاکٹر صاحب''...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب کی قوت مدافعت نے اب تک انہیں زندہ رکھا ہوا ہے لیکن یہ قوت مدافعت آہستہ آہستہ کمزور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ویسے ہم نے ان کے آپریشنز کر کے آنے والے زخم سی دیئے ہیں۔ اب مزید اور کچھ نہیں کر سکتے جو کچھ انسانی بس میں ہو سکتا تھا وہ ہم نے کر دیا ہے باقی اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کر سکتے ہیں''۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور اپنی خالی کرسی پر بیٹھ گئے۔

''تو آپ ناامید ہو گئے ہیں۔ آپ یورپ اور ایکریمیا کے

ڈاکٹروں سے بات کریں''...... صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم عمران سے پیار نہیں کرتے۔ ہم نے اس بارے میں پوری دنیا کے ماہر ترین ڈاکٹروں سے بات کی ہے اور اس ڈسکس سے پہلی بار یہ بات سامنے آئی ہے کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔ اصل مسئلہ زخم نہیں ہیں بلکہ اصل مسئلہ عمران کے خون میں شامل ہو جانے والا زہر ہے۔ جو میزائل عمران پر فائر کیا گیا ہے اس میں ایسا کیمیکل زہر موجود ہوتا ہے جسے لاکڈ پوائزن کہا جاتا ہے۔ لاکڈ پوائزن کا مطلب ہے زہر پورے جسم میں پھیل کر رگوں میں ایسے اثرات پیدا کر دیتا ہے کہ پھر چاہے پورے جسم کا خون تبدیل کر دیا جائے لیکن تبدیل شدہ خون تھوڑی دیر بعد ہی زہریلا ہو جاتا ہے۔ ہم اب تک عمران کے جسم کا خون چار بار تبدیل کر چکے ہیں لیکن ہر بار خون میں زہر شامل ہو جاتا ہے۔ عمران کی قوت مدافعت اس زہر کی وجہ سے اور بار بار خون کی تبدیلی کی وجہ سے کمزور ہوتی چلی جا رہی ہے''...... ڈاکٹر صدیقی بولتے بولتے اس طرح خاموش ہو گئے جیسے تھک گئے ہوں۔

''تو اب پھر کیا ہوگا''...... صفدر نے کہا۔

''عمران نہیں مر سکتا۔ یہ بات تو تم طے سمجھو''...... اچانک خاموش کھڑے تنویر نے کہا تو سب بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''مجھے اس طرح مت دیکھو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یہ میرا دل

کہہ رہا ہے۔ جو شخص اپنے دشمنوں سے بھی محبت کرے، جو دوسروں کے لئے اپنی زندگی یقینی خطرے میں ڈال دے جس کے کردار کی ساری دنیا گواہی دے۔ وہ مر سکتا ہے۔ نہیں وہ نہیں مر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کرے گا''...... تنویر نے جو مسلسل خاموش تھا یکلخت تیز تیز لہجے میں کہا تو سب کے چہروں پر امید کی جھلملاہٹ نظر آنا شروع ہو گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی تنویر کی بات کا جواب دیتا یا کوئی مزید بات کرتا۔ باہر سے جوزف کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ وہ کسی کو دروازے سے ہٹنے کا کہہ رہا تھا اور پھر کسی کے چیخنے اور دھاکوں کی آوازیں سنائی دیں تو سوائے جولیا اور صالحہ کے باقی سب تیزی سے دروازے کی طرف لپکے۔ جب وہ باہر آئے تو انہوں نے دور ایک راہداری کے موڑ پر دو سیکورٹی گارڈز کو فرش پر پڑے تڑپتے ہوئے دیکھا جبکہ تیسرے سیکورٹی گارڈ کو جوزف نے دونوں ہاتھوں پر اس طرح اٹھا رکھا تھا جیسے وہ اسے سامنے دیوار پر مارنا چاہتا ہو۔

''جوزف''...... صفدر نے چیخ کر کہا تو جوزف دونوں ہاتھوں میں پکڑے ہوئے سیکورٹی گارڈ سمیت تیزی سے پلٹا۔

''چھوڑ دو اسے۔ میں کہہ رہا ہوں''...... صفدر نے کہا تو جوزف چند لمحے اس طرح کھڑا رہا جیسے ذہنی طور پر شدید تذبذب کا شکار ہو۔ پھر اس نے سیکورٹی گارڈ کو واپس فرش پر کھڑا کر دیا۔

''میں نے اس لئے آپ کا حکم مانا ہے کہ آپ آقا کے ساتھی

ہیں اور آقا چونکہ آپ کی بات مانتا ہے۔ اس لئے غلام کی مجبوری ہے کہ آپ کا حکم مان لے۔ یہ مجھے آقا کے پاس جانے سے روک رہے تھے جبکہ آقا دھواں ہونے والے زہر کی وجہ سے موت کی طرف تیزی سے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور مجھے ہاکانی جھیل کی دھواں مار پامیری سے آقا کو اس دھوئیں سے بچانا ہے''...... جوزف نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور پھر دوڑتا ہوا اس راہداری میں بڑھ گیا جہاں سے سپیشل وارڈ کا راستہ تھا اور سپیشل وارڈ کے ایک کمرے میں عمران کو رکھا گیا تھا۔ اس راستے کے بارے میں سب جانتے تھے۔ اس لئے انہیں کسی سے راستہ پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔

''رک جاؤ جوزف۔ میری بات سنو''...... جوانا نے دوڑ کر راہدای کے موڑ پر پہنچتے ہوئے چیخ کر کہا تو جوزف نہ صرف رک گیا بلکہ واپس مڑ کر جوانا کی طرف آنے لگا۔

''کیا بات ہے۔ کیا تم آقا کے بارے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہو۔ میں آقا کا غلام ہوں مجھے معلوم ہے کہ آقا کے ساتھ کیا ہوا ہے اور کیا ہو رہا ہے اور کیا ہو گا۔ تم مجھے کیا بتاؤ گے۔ تم تو اڑنے والی چیل کا رخ نہیں بتا سکتے''...... جوزف نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ماسٹر کی حالت بے حد نازک ہے۔ ہمیں ڈاکٹر صدیقی کی اجازت کے بغیر ماسٹر کے کمرے میں داخل

نہیں ہونا چاہئے''...... جوانا نے کہا۔ اسی لمحے عمران کے باقی ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔ ان کے ساتھ ڈاکٹر صدیقی بھی تھے۔

''تم کیا کہنا چاہتے ہو''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا کیونکہ وہ پہلے بھی کئی بار جوزف کی طرف سے ہونے والے اقدامات دیکھ چکے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ عمران، جوزف پر مکمل اعتماد رکھتا ہے اس لئے کئی بار باوجود ڈاکٹر صدیقی کی مخالفت کے عمران نے جوزف کو اپنی مرضی کے اقدامات کرنے کی اجازت دے دی تھی اور اس سے فائدہ بھی ہوا تھا آج تک نقصان نہ پہنچا تھا۔

''میں کہنا نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ آقا کا علاج کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آقا دھواں مار زہر کی وجہ سے موت کی طرف بڑھ رہے ہیں اور میں نے ہاکانی جھیل کے کناروں پر پیدا ہونے والی پامیری سے اس دھوئیں کو ختم کرنا ہے تاکہ آقا کو زہر سے بچایا جا سکے''۔ جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''پامیری۔ یہ کیا ہوتی ہے اور یہ ہاکانی جھیل کہاں ہے''۔ ڈاکٹر صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وقت مت ضائع کرو ڈاکٹر۔ میں نے بڑی مشکل سے وچ ڈاکٹر پامیری کو راضی کیا ہے۔ تب ہی اس نے مجھے صرف آقا کے بارے میں نہ صرف بتایا ہے بلکہ پامیری کے بارے میں یہ بھی اس نے بتایا ہے کہ افریقہ کی ہاکانی جھیل کے کنارے پیدا ہونے والی دھواں مار پامیری مجھے کہاں مل سکتی ہے۔ طویل فاصلے طے کر کے

میں پامیری لایا ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''کیا ہے پامیری۔ کہاں ہے دکھاؤ مجھے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو جوزف نے جیکٹ کی جیب سے ایک سرخ رنگ کا پھل سا نکالا جو کریلے کی شکل کا تھا۔

''یہ ہے پامیری۔ یہ ہاکانی جھیل کے کنارے پر ہوتی ہے اور دھوئیں کو کھا جاتی ہے۔ آؤ دیر نہ کرو ڈاکٹر۔ میں آقا کی وجہ سے خاموش ہوں ورنہ اب تک نجانے کیا ہو جاتا''...... جوزف نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے آؤ۔ عمران کے لئے میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں۔ تمہارا سخت لہجہ بھی اور تمہارا علاج بھی''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور آگے کی طرف بڑھنے لگے۔

''جوزف۔ ڈاکٹر صدیقی سے معافی مانگو''...... صفدر نے کہا۔

''سوری ڈاکٹر صدیقی۔ لیکن آپ مجھے روکیں گے نہیں ورنہ میں آقا کی زندگی بچانے کے لئے آپ کی گردن بھی توڑ سکتا ہوں''۔ جوزف نے کہا تو سب اس کی اس بات پر پریشان نظر آنے لگے کیونکہ ڈاکٹر صدیقی کی عزت عمران سمیت سب کرتے تھے اور جوزف نے یہ بات کرتے ہوئے ان کے احترام کا بھی خیال نہ رکھا تھا۔

''مجھے معلوم ہے جوزف کہ تمہارے عمران کے لئے کیسے جذبات ہیں۔ اس لئے میں نے تمہاری بات کا برا نہیں منایا۔ اللہ

کرے عمران بچ جائے۔ آؤ''...... ڈاکٹر صدیقی نے جوزف کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔

''آپ کا دل بہت بڑا ہے ڈاکٹر صاحب۔ لیکن میں اپنے آقا کی وجہ سے مجبور ہوں''...... جوزف نے کہا تو اس بار ڈاکٹر صدیقی سمیت سب اس کی بات پر مسکرا دیئے لیکن اسی وقت اندر گیلری سے کسی خاتون کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔ قدموں کی آوازوں سے معلوم ہو رہا تھا کہ دوڑنے والی ان کی طرف ہی آ رہی ہے تو وہ سب چونک کر تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ ان میں ڈاکٹر صدیقی بھی شامل تھے۔ چند لمحوں بعد دوڑ کر آنے والی خاتون سامنے آ گئی۔ وہ نرس تھی اور بے حد ہراساں اور پریشان دکھائی دے رہی تھی۔

''کیا ہوا''...... ڈاکٹر صدیقی نے چیخ کر پوچھا اور عمران کے ساتھیوں کے چہرے یکلخت ہلدی کی طرح زرد پڑ گئے۔

''ڈاکٹر صاحب۔ عمران کی حالت بے حد خراب ہو گئی ہے۔ آپ فوراً چلیں۔ آپ فون بھی اٹنڈ نہیں کر رہے تھے اس لئے مجھے خود آنا پڑا''...... نرس نے چیخ کر کہا تو ڈاکٹر صدیقی باقاعدہ بھاگ پڑے اور اس کے پیچھے جوزف، صفدر اور اس کے ساتھی تھے۔ وہ دانستہ ڈاکٹر صدیقی کے پیچھے بھاگ رہے تھے کیونکہ احترام کا تقاضا یہی تھا اور ساتھ ہی انہوں نے دل میں دعائیں مانگنا شروع کر دی

تھیں۔ یہ تو اچھی بات تھی کہ جولیا اور صالحہ ان کے ساتھ شامل نہ
تھیں۔ انہیں صفدر نے دفتر میں ہی رہنے کا کہا تھا اور موجودہ
صورتحال میں سب چونکہ بے حد پریشان تھے۔ اس لئے صفدر کی
بات پر تنویر جیسا سخت آدمی بھی خاموشی سے عمل کر رہا تھا۔ اس لئے
باقی ساتھی بھی اس کی تابعداری کر رہے تھے۔ ویسے سب جانتے
تھے کہ عمران، صفدر کو ہی ٹیم میں سب سے سینئیر کہتا تھا اور وہ خود
بھی صفدر کی بات مان لیا کرتا تھا اور ویسے بھی عمران سے بات
چیت زیادہ تر صفدر ہی کرتا رہتا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب
ایک کمرے کے دروازے پر پہنچے تو دوڑتے ہوئے ڈاکٹر صدیقی
نے رخ بدلے بغیر دونوں ہاتھ سائیڈوں پر پھیلا دیئے۔

''کوئی آواز نہ نکلے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور بڑے آہستہ
قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہو کر بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ بیڈ پر
عمران لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ چہرہ بجھا ہوا تھا۔ اس
کے منہ اور ناک پر آکسیجن ماسک لگا ہوا تھا۔ ساتھ ہی دیوار پر ایک
ایل سی ڈی موجود تھی جو عمران کی نبض، بلڈ پریشر، خون میں سرخ
ذرات اور سفید ذرات کی مقدار اور خاص طور پر خون میں شامل
زہر کی مقدار ظاہر کر رہی تھی۔ بیڈ کے گرد دو ڈاکٹر اور چار نرسیں
موجود تھیں لیکن ان سب کے چہروں پر مایوسی واضح طور جھلک رہی
تھی۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ''...... ڈاکٹر صدیقی نے دیوار پر

موجود ایل سی ڈی پر ہونے والے ڈسپلے کو دیکھتے ہوئے مایوسانہ
لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ اب کیا کیا جائے''...... ایک ڈاکٹر نے ڈاکٹر
صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے وہی اب رحمت کر سکتا ہے۔ وہ
قادر مطلق ہے۔ ہم تو اس کے سامنے بے بس ہیں''...... ڈاکٹر
صدیقی نے تقریباً روتے ہوئے لہجے میں کہا جبکہ عمران کے ساتھی
بت بنے عمران کے چہرے کو دیکھ رہے تھے جو ہر وقت جگمگاتا رہتا
تھا۔

''آقا۔ آپ کا غلام آ گیا ہے۔ اب آپ کو واپس آنا ہو گا۔
آپ کا غلام آپ کا زہر خود پی لے گا''...... جوزف نے یکلخت
اونچی آواز میں کہا اور عمران کی بند پلکوں میں ہلکی سی تھرتھراہٹ
نمودار ہوئی لیکن اس کی آنکھیں کھل نہ سکی تھیں جبکہ جوزف نے
جیکٹ کی جیب سے پامیری نکالی اور دوسری جیب سے لائٹر نکال کر
اس نے پامیری کے ایک کونے کو پکڑ کر اسے نیچے لٹکایا اور پھر لائٹر
کی مدد سے دوسرے حصے کو آگ دکھائی تو یکلخت سرخ رنگ کا
دھواں بھپکوں کی صورت میں اس سے نکلنے لگا۔ ڈاکٹرز اور نرسوں
سمیت سب کے چہروں پر حیرت تھی۔ چونکہ ڈاکٹر صدیقی وہاں کھڑا
تھا اس لئے انہوں نے بھی کوئی احتجاج نہیں کیا تھا۔ جوزف نے
دھواں نکالتی اور جلتی ہوئی پامیری عمران کی ناک سے تھوڑا اوپر ہوا

میں لٹکائے رکھی۔ پامیری سے نکلنے والے دھوئیں کے بھبکے عمران کے چہرے پر اور پھر جب جوزف نے پامیری کو عمران کے جسم کی طرف حرکت دینا شروع کیا تو دھواں عمران کے جسم کے گرد تیزی سے پھیلنے لگا۔ سب اس طرح سانس روکے کھڑے تھے جیسے کسی بڑے ماہر شعبدہ باز کو کسی ناممکن شعبدے کی توقع رکھ کر دیکھ رہے ہوں اور چند لمحوں بعد پامیری سے اتنا دھواں نکلا کہ عمران کو مکمل طور پر اس دھوئیں نے ڈھانپ لیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو معجزہ ہو گیا ہے''...... یکلخت ڈاکٹر صدیقی نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں دیوار پر نصب اس ایل سی ڈی پر جمی ہوئی تھیں جس پر بے شمار نمبر تیزی سے بدل رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہاں نمبرز کی کوئی اولمپک ریس لگی ہوئی ہو۔ دوسرے ڈاکٹروں اور نرسوں کے چہروں پر بھی ایسے تاثرات تھے جیسے انہیں ایل سی ڈی پر ڈسپلے ہونے والے نمبرز اور رنگ برنگے لکھے ہوئے الفاظ پر یقین نہ آ رہا ہو لیکن عمران کے ساتھیوں کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے کیونکہ عمران کا چہرہ جس حد تک نظر آ رہا تھا اس سے تو لگتا تھا کہ وہ پہلے جیسا ہی ہے جبکہ جوزف مسلسل پامیری پکڑے اسے مسلسل عمران کے جسم پر حرکت دے رہا تھا اور چھوٹا سا پھل مسلسل دھواں نکال رہا تھا جیسے اس پھل میں دھوئیں کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہو۔ سرخ رنگ کا دھواں اب کمرے میں بھی چکراتا پھر رہا تھا لیکن کسی کی قسم کی بو محسوس نہ ہو رہی تھی۔

''یا اللہ تیرا شکر ہے۔ یا اللہ تو رحیم و کریم ہے''...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور آگے بڑھ کر انہوں نے عمران کی کلائی پر ہاتھ رکھ دیا۔

''کیا ہوا ڈاکٹر صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گیا ہے۔ عمران کی قوت مدافعت زیرو کے قریب پہنچ چکی تھی لیکن اب قوت مدافعت کا گراف اوپر کی طرف چل پڑا ہے۔ خون میں موجود زہر ڈاؤن ہونا شروع ہو گیا ہے۔ خون میں سرخ ذرات کی مسلسل اور تیزی سے گھٹتی ہوئی تعداد دوبارہ بڑھنا شروع ہو گئی ہے۔ بہرحال اللہ کا فضل ہو گیا ہے۔ عمران جلد ہی مکمل طور پر خطرے سے باہر آ جائے گا۔ اب آپ جائیں اور میرے دفتر میں بیٹھیں اور جوزف۔ تمہارا شکریہ۔ تم نے ہمیشہ مسیحا کا کردار ادا کیا ہے۔ آج بھی شاید اللہ تعالیٰ کو تمہاری ادا پسند آ گئی ہے کہ اس نے عمران کو ہمیں واپس کر دیا ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو جوزف نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کریلے نما پھل کے سرے پر پھونک ماری۔ پھونک لگتے ہی اس سے نکلنے والا دھواں یکلخت غائب ہو گیا اور جوزف نے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔ اب سب بڑی عقیدت بھری نظروں سے جوزف کو دیکھ رہے تھے۔

ٹائیگر نے کار اقبال روڈ کی طرف موڑی اور پھر اس کی کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا ٹائیگر کار میں اکیلا تھا۔ ہسپتال میں جوزف کے افریقی علاج کے بعد عمران کی طبیعت حیرت انگیز طور پر سنبھلنے لگی تو سب بے حد خوش نظر آنے لگے تھے۔ ڈاکٹر صدیقی سمیت سب ساتھی جوزف کو اس طرح خراج تحسین پیش کر رہے تھے کہ جوزف کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا تھا۔ ٹائیگر کو جب پوری طرح تسلی ہو گئی کہ عمران کی حالت اب خطرے سے باہر ہے تو وہ خاموشی سے ہسپتال سے نکلا اور کنگ روڈ کے اس چوک پر پہنچ گیا جہاں عمران کا فلیٹ تھا کیونکہ ہسپتال میں وہ سلیمان سے تمام تفصیل سن چکا تھا کیونکہ عمران کو زخمی حالت میں فلیٹ سے ایمبولینس میں ڈال کر سلیمان نے ہی ہسپتال پہنچایا تھا۔ سلیمان نے چونکہ اس لڑکی کو دیکھا تھا جو سیڑھیاں اتر کر واپس آئی تھی اور کار میں بیٹھ کر چلی گئی تھی سلیمان کو اس کا چہرہ پوری طرح

نظر نہ آیا تھا کیونکہ سلیمان اس وقت فلیٹ سے کچھ فاصلے پر تھا البتہ اس نے کار کو تھوڑا سا گھوم کر جاتے ہوئے عقبی طرف موجود نمبر پلیٹ دیکھ لی تھی اور اس کے ذہن میں پلیٹ پر لکھے ہوئے نمبر محفوظ تھے۔ کار جدید ماڈل کی سرخ رنگ کی تھی اور بقول سلیمان اس میں ایک آدمی سٹیئرنگ پر موجود تھا جو کافرستانی تھا۔ اس لڑکی کو سیڑھیاں اتر کر نیچے آتے دیکھتے ہی کار اسے لے کر انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی تھی لیکن ٹائیگر کے لئے اتنا ہی کافی تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس کار کا سراغ لگا لے گا اور پھر اس کی مدد سے حملہ آوروں کو بھی ڈھونڈ نکالے گا۔

اس نے جب وہیکل رجسٹریشن آفس سے کار کا نمبر بتا کر اس کے مالک کے بارے میں پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ یہ کار ہاشم خان پراپرٹی ڈیلر کے نام رجسٹرڈ ہے اور اس ہاشم خان کے آفس کا جو پتہ بتایا گیا ہے وہ اقبال روڈ کے دوسرے چوک پر واقع ایک آفس کا تھا۔ ٹائیگر تھوڑی دیر میں اس آفس کے سامنے پہنچ گیا جس پر ہاشم خان پراپرٹی ڈیلر کے نام کا جہازی سائز کا بورڈ نصب تھا۔ آفس کے باہر نیلے رنگ کی کار موجود تھی جس کا نمبر وہ نہ تھا۔ ٹائیگر نے وہاں کار روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ آفس کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے آفس کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو اسے ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا دکھائی دیا جس کی بڑی بڑی سفید رنگ کی مونچھیں تھیں۔ کمرے میں سائیڈ پر

ایک اور میز تھی جس کے پیچھے ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ نوجوان اٹھ کھڑا ہوا۔ ٹائیگر سے پہلے اس نے ٹائیگر کو سلام کیا۔

”آیئے جناب۔ میرے پاس تشریف لایئے۔ میرا نام احمد خان ہے۔ یہ میرے والد ہیں ہاشم خان“...... نوجوان نے کہاتو ٹائیگر مسکرا دیا اور پھر ہاشم خان کو سلام کر کے وہ احمد خان کی طرف بڑھ گیا۔ اسے احمد خان کا رویہ بے حد اچھا لگا۔ موجودہ دور میں نوجوان اس قدر باوقار اخلاقی رویہ بہت کم رکھتے ہیں۔

”میرا نام ٹائیگر ہے“...... ٹائیگر نے کہا اور نوجوان کے سامنے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ٹائیگر۔ یہ کیسا نام ہے۔ بہرحال فرمایئے۔ ہم کیا خدمت کر سکتے ہیں“...... نوجوان نے اس بار قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ٹائیگر کا نام سن کر وہ نوجوان پریشان سا دکھائی دینے لگا تھا لیکن ٹائیگر بظاہر کوئی بدمعاش یا غنڈہ نظر نہ آتا تھا۔ وہ شکل و صورت سے پڑھا لکھا، باوقار اور شریف آدمی دکھائی دیتا تھا۔ اس لئے شاید وہ نوجوان اس کے نام کی وجہ سے پریشان ہو رہا تھا۔

”میں ایک نمبر بتاتا ہوں۔ یہ ایک کار کا نمبر ہے اور یہ کار آپ کے والد کے نام رجسٹرڈ ہے مجھے اس کار کی تلاش ہے۔ کیا آپ بتا سکیں گے کہ وہ کہاں ہے“...... ٹائیگر نے کہا اور نمبر بتا دیا۔

”آپ کا تعلق پولیس سے ہے“...... اس بار نوجوان نے چونک

کر کہا۔

”جی نہیں بلکہ اینٹی لفٹنگ اسکوارڈ سے“...... ٹائیگر نے جواب دیا تو نوجوان نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک ڈائری نکال کر اسے کھولا اور اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔

”ہاں۔ یہ کار ہم نے خریدی تھی۔ میرے والد اور مجھے زیرو میٹر کاریں خریدنے اور چلانے کا بے حد شوق ہے۔ ہم ہر چھ ماہ بعد زیرو میٹر کار خرید لیتے ہیں اور پہلے والی دونوں کاریں فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ کار جس کے بارے میں آپ معلومات حاصل کرنے آئے ہیں۔ یہ کار ہم نے دو سال پہلے ایک خاتون کو فروخت کی تھی۔

اس خاتون کا نام تھا روزی راسکل۔ معاف کرنا۔ یہی نام یہاں لکھا ہوا ہے۔ وہ عورت واقعی اپنے انداز سے راسکل ہی لگ رہی تھی۔ ذرا سی بات پر وہ اس طرح مارنے مرنے پر تل جاتی کہ ہمیں اس پر بے حد حیرت ہوئی تھی“...... احمد خان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا لیکن اس نے ٹائیگر کی طرف غور سے دیکھا ہی نہ تھا جو روزی راسکل کا نام سن کر اس طرح اچھلا تھا کہ جیسے کرسی کی سیٹ سے اچانک کیل ابھر آئے ہوں۔ وہ شاید یہ نام سننے کا سوچ بھی نہ سکتا تھا اس کے ذہن میں بگولے سے ناچنے لگے تھے کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ عمران پر حملہ کرنے والی روزی راسکل تھی لیکن

پھر اچانک اسے خیال آیا کہ سلیمان روزی راسکل کو بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ اس لئے اگر عمران پر حملہ کر کے سیڑھیاں اترتی ہوئی روزی راسکل اسے نظر آ جاتی تو وہ لازماً اسے پہچان جاتا۔

''آپ کیا سوچ رہے ہیں آپ اس طرح غور سے مجھے کیوں دیکھ رہے ہیں''...... احمد خان نے آخر کار یہ دیکھتے ہوئے کہ ٹائیگر کسی سوچ میں گم ہے، پوچھ ہی لیا۔

''آپ نے روزی راسکل کا نام لیا ہے۔ کیا آپ اسے کنفرم کر سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

''ہمارے پاس مکمل ریکارڈ موجود ہے۔ ہم ریکارڈ کو مکمل کرنے کے عادی ہے اس طرح ہمیں بہت سے غیر ضروری مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ میں فائل لے آتا ہوں''...... احمد خان نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔ اس میں سے ایک فائل نکالی اور واپس آ کر دوبارہ میز کے پیچھے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے فائل کھول کر اس کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں اور اس نے چند لمحے اس صفحے کو غور سے دیکھنے کے بعد فائل کو موڑ کر سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

''اس میں کار کے کاغذات کی تفصیل، اس کا رجسٹریشن نمبر اور روزی راسکل کا ایڈریس، فون نمبر اور ساتھ ہی روزی راسکل کی طرف سے کار کی وصولی کی رسید بھی موجود ہے''......احمد خان نے

کہا تو ٹائیگر کافی دیر تک غور سے کاغذات دیکھتا رہا۔ پھر اس نے فائل بند کر کے واپس احمد خان کی طرف کھسکا دی۔

''شکریہ احمد خان صاحب۔ تعاون کا بے حد شکریہ''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر چند رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ اسے روزی راسکل سے ملے ہوئے تقریباً چھ ماہ ہو گئے تھے کیونکہ وہ انڈر ورلڈ سے معلومات کی وصولی کے سلسلے میں ایکریمیا گیا تھا اور پھر اس کی واپسی چھ ماہ بعد ہوئی تھی۔ اس لئے اسے معلوم نہ تھا کہ روزی راسکل کے پاس ان دنوں کون سی کار ہے کیونکہ روزی راسکل بھی جلدی جلدی کاریں تبدیل کرنے کی عادی تھی۔ ٹائیگر یہی باتیں سوچتا ہوا آفس سے باہر موجود اپنی کار میں بیٹھا اور اس نے اسے سٹارٹ کیا ہی تھا کہ اس کی نظریں ایک طرف موجود پبلک فون بوتھ پر پڑیں۔ ٹائیگر نے ایک خیال کے تحت کار بند کی اور کار سے باہر نکل کر فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔

اسے خیال آ گیا تھا کہ پہلے تو وہ یہ معلوم کرے کہ روزی راسکل اپنے کلب میں موجود بھی ہے یا نہیں۔ دوسرا یہ کہ کیوں نہ وہ فون پر ہی اس کی کار کے متعلق معلومات حاصل کر لے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ روزی راسکل نے جس طرح گفتگو کرنی ہے اس پر اسے غصہ آ جانا ہے جس کے بعد روزی راسکل نے بھی کم نہیں کرنی۔ اس لئے اس سے فون پر بات کر لینا ہی بہتر ہے چنانچہ

فون بوتھ میں داخل ہو کر اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک کارڈ نکال کر اسے فون سیٹ کے نیچے موجود خانے میں ڈال دیا اور پھر جیسے ہی اس نے ایک بٹن دبایا تو فون سیٹ پر سبز رنگ کا چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اب فون کیا جا سکتا ہے۔ ٹائیگر نے روزی راسکل کے کلب جس کا نام ٹڈ نائٹ کلب تھا، کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ٹڈ نائٹ کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ میڈم آفس میں موجود ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''لیس سر۔ موجود ہیں۔ آپ کی بات کراؤں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہاں کراؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہالو۔ کون بات کر رہا ہے''...... چند لمحوں بعد روزی راسکل کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''خالی خولی ٹائیگر مت کہا کرو۔ نانسنس ٹائیگر کہا کرو۔ چھ ماہ سے غائب ہو۔ تمہارا رہائشی کمرہ بھی بند تھا۔ میں نے تو سوچا تھا کہ جہاں نظر آؤ گے وہیں گولی مار دوں گی۔ نانسنس۔ کہاں غائب تھے''...... روزی راسکل نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں بات کرتے

ہوئے کہا۔

''تمہارے پاس ان دنوں کس رنگ کی اور کس ماڈل کی کار ہے''...... ٹائیگر نے اس کی ساری باتیں نظر انداز کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اس کی فطرت کو سمجھتا تھا کہ اگر اس نے کوئی سخت جواب دیا تو روزی راسکل نے اور زیادہ چیخنا چلانا شروع کر دینا ہے۔

''کیوں۔ کیا مطلب۔ یہ میری کار کہاں سے درمیان میں آ گئی''...... دوسری طرف سے روزی راسکل کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''اس لئے کہ عمران صاحب پر ایک عورت نے ان کے فلیٹ پر قاتلانہ حملہ کیا ہے اور وہ ہسپتال میں ہیں۔ اس عورت کو حملے کے بعد جس کار میں جاتے دیکھا گیا ہے وہ کار ایک آدمی ہاشم خان کے نام رجسٹرڈ تھی۔ ہاشم خان کے ریکارڈ کے مطابق اس نے وہ کار تمہیں فروخت کی ہے۔ اس لئے میں مہذب انداز میں پوچھ رہا ہوں۔ ورنہ مجھے ٹیڑھی لکڑی کو سیدھا کرنا بھی آتا ہے''...... ٹائیگر سے نہ رہا گیا تو اس نے غصے کا اظہار کر دیا۔

''تمہارا استاد کام ہی ایسے کرتا ہے ورنہ لڑکیاں اس پر قاتلانہ حملہ کیوں کرتیں۔ بہرحال میری کار پارکنگ میں موجود ہے۔ آ کر دیکھ لو''...... روزی راسکل نے کہا اور رسیور رکھ دیا تو ٹائیگر کا چہرہ غصے کی شدت کی وجہ سے قندھاری انار کی طرح سرخ ہو گیا۔

''اس نے میرے استاد پر الزام لگایا ہے۔ اب اس کا وقت ختم

ہو گیا ہے۔ نانسنس''...... ٹائیگر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور فون سیٹ سے اپنا کارڈ نکال کر وہ فون بوتھ سے باہر آ کر اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ اب اس کی کار کا رخ مڈ نائٹ کلب کی طرف تھا۔ چہرے پر ابھی تک غصے کے تاثرات موجود تھے۔ مڈ نائٹ کلب پہنچ کر اس نے کار کو پارکنگ میں روکا اور نیچے اترا ہی تھا کہ پارکنگ بوائے دوڑتا ہوا اس کی طرف آیا۔ اس نے ٹائیگر کو کارڈ دیا اور دوسرا کارڈ کار کی سائیڈ سے لگا کر وہ واپس مڑا ہی تھا کہ ٹائیگر نے اسے رکنے کے لئے کہا۔

''یس سر''...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

''میڈم روزی کی کار کون سی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ جناب سفید رنگ کی کار ہے''...... پارکنگ بوائے نے کچھ دور موجود سفید رنگ کی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تم کب سے یہاں کام کر رہے ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''چار سال ہو گئے ہیں جناب''...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا تو ٹائیگر نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور ایک بڑا نوٹ اس لڑکے کی جیب میں ڈال دیا۔

''اوہ۔ اس کی کیا ضرورت تھی جناب۔ میں تو آپ کا خادم ہوں''...... لڑکے نے اس بار دانت نکالتے ہوئے کہا لیکن فوراً اس نے نوٹ جیب کے اندر کر لیا۔

''ان چار سالوں میں تم نے میڈم کو سرخ رنگ کی کار چلاتے

دیکھا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یس سر۔ جب میڈم شروع میں یہاں آئی تھیں تو ان کے پاس نیلے رنگ کی جیگوار کار تھی۔ پھر انہوں نے سرخ رنگ کی سورڈ کار خرید لی۔ دو سال بعد سے ان کے پاس یہ موجودہ کار ہے''۔ پارکنگ بوائے نے کہا۔ پارکنگ میں کام کرنے والے وہاں آنے جانے والی کاروں کے انسائیکلوپیڈیا ہوتے ہیں۔ اس لئے پارکنگ بوائے نے بڑے اعتماد بھرے انداز میں تفصیل بتا دی۔

''اوکے شکریہ''...... ٹائیگر نے کہا تو لڑکے نے سلام کیا اور مڑ کر نئی آنے والی کاروں کی طرف بھاگ پڑا جبکہ ٹائیگر پارکنگ سے نکل کر کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ پھر کاؤنٹر پر جب اس نے اپنا نام بتا کر روزی راسکل کے آفس جانے کی بات کی تو کاؤنٹر پر موجود لڑکی مسکرا دی۔

''جناب آپ کو کون روک سکتا ہے۔ ویسے میڈم نے فون کر کے کہا تھا کہ اگر آپ آئیں تو آپ کو فوراً ان کے آفس بھجوا دیا جائے''...... لڑکی نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا دوسری منزل پر روزی راسکل کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ آفس میں داخل ہوا تو سامنے بیٹھی روزی راسکل کو روتا دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''آؤ آؤ۔ عمران کے شاگرد آؤ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی''...... روزی راسکل نے ٹشو پیپرز سے اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا۔

"تم رو رہی ہو۔ تم جو اپنے آپ کو راسکل کہلواتی ہو"...... ٹائیگر نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں شک ہے اس بات پر کہ میں روزی راسکل ہوں"۔ روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جو روتی ہیں وہ راسکل کیسے ہو سکتی ہیں"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے ہی بارے میں سوچ رہی تھی۔ پھر مجھے خیال آ گیا کہ تمہارے اپنے استاد کے لئے کیا جذبات ہوں گے اور آنسو خودبخود نکل آئے ہو۔ اس بات کا مجھے یقین ہے کہ تمہارے جذبات بھی یہی ہوں گے۔ تم بھی روتے رہے ہو گے اور یہ بات سامنے آنے پر میری آنکھوں سے بھی آنسو نکل پڑے"...... روزی راسکل نے باقاعدہ فلسفیانہ انداز میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"وہ زندہ ہیں اور انشاء اللہ طویل عرصے تک زندہ رہیں گے۔ بہرحال تم نے سرخ رنگ کی سورڈ کار ہاشم خان پراپرٹی ڈیلر سے خریدی تھی۔ وہ تم نے دو سال قبل فروخت کر دی۔ کسے فروخت کی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ وجہ بتاؤ وجہ۔ اگر وجہ معقول ہوئی تو بتا دوں گی ورنہ نہیں۔ بولو"...... روزی راسکل نے اپنے مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"وجہ یہ ہے کہ اس کار میں سوار ایک لڑکی نے عمران صاحب پر

قاتلانہ حملہ کیا ہے اور میں نے اس حملہ آور تک پہنچنا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ یہ بات ہے تو ٹھیک ہے اس لئے بتا دیتی ہوں۔ تمہارے استاد پر حملہ ہوا ہے ورنہ مجھے ایسی انکوائری سے شدید نفرت ہے"...... روزی راسکل نے کہا تو ٹائیگر نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف ہونٹ بھینچ لئے۔ روزی راسکل نے سائیڈ پر موجود پرس اٹھا کر اپنے سامنے میز پر رکھا اور پھر اسے کھول کر اس سے ایک چھوٹی لیکن ضخیم ڈائری نکال کر اسے کھولا اور پھر تیزی سے صفحات پلٹنے شروع کر دیئے۔

"ہاں۔ یہ کار میں نے ہاشم خان پراپرٹی ڈیلر سے خرید کی تھی اور پھر ایک سال بعد میں نے یہ کار کازک کلب کے مالک کازک کو فروخت کر دی تھی"...... روزی راسکل نے کہا اور پھر ڈائری بند کر کے واپس پرس میں ڈال کر اس نے پرس بند کر کے اسے سائیڈ پر رکھ دیا۔

"کیا پیؤ گے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ شکریہ"...... ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار کازک کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی خرید و فروخت کا سلسلہ آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا اور پھر چونکہ پلیٹ پر موجود نمبرز ہی کار کی پہچان ہوا کرتے ہیں۔

اس لئے صرف مالک بدل جاتے تھے لیکن کار کا نمبر وہی رہتا تھا ورنہ اگر قانون کے مطابق کاغذات میں ملکیت بھی تبدیل کرا لی جائے تو بہت آسانی ہو جاتی۔

کازک کلب میں وہ آتا جاتا رہتا تھا لیکن بہت کم کیونکہ یہاں کا ماحول بے حد غلیظ تھا۔ یہاں ہر وہ کام کھلے عام کیا جاتا تھا جس کے سوچنے پر بھی قانون حرکت میں آ جاتا تھا لیکن یہاں کا رخ پولیس کرتی ہی نہ تھی کیونکہ کلب کے مالکان ہائی آفیسرز کو باقاعدہ منتھلی بھجوا دیا کرتے تھے۔ یہاں کا ایک سپروائزر ایڈورڈ اس کا خاصا گہرا دوست تھا۔ وہ چاہتا تو کازک سے بھی مل سکتا تھا۔ وہ بھی اس سے واقف تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ سپروائزر ایڈورڈ ہی کلب کے سب معاملات چلاتا تھا اس لئے اس سے زیادہ حتمی معلومات مل سکتی ہیں۔ کازک کلب پہنچ کر اس نے کار پارکنگ میں روکی اور باہر نکل کر اس نے جب پارکنگ کا جائزہ لیا تو اسے وہاں اپنی مطلوبہ کار نظر نہ آئی۔

''اس کا مطلب ہے کہ کازک نے بھی اسے فروخت کر دیا ہے''...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سپروائزر ایڈورڈ کے آفس میں موجود تھا۔ ایڈورڈ نے اس کا بڑے کھلے دل سے استقبال کیا۔

''بڑے دنوں بعد ملاقات ہو رہی ہے جناب''...... ایڈورڈ نے انٹرکام پر کسی کو ٹائیگر کے لئے ایپل جوس لانے کا کہہ کر رسیور

رکھتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہیں معلوم تو ہے کہ کس قدر کام ہوتے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو ایڈورڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یس سر۔ اب تو زندگی واقعی بہت تیز رفتار ہو گئی ہے۔ حکم فرمایئے۔ کیسے آنا ہوا ہے۔ میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں''۔ ایڈورڈ نے کہا۔

''تمہارے باس کازک نے روزی راسکل سے سورڈ کار جس کا رنگ سرخ تھا، خریدی تھی''...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی کار کا رنگ اور ماڈل بھی بتا دیا۔

''ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ میں نے ہی میڈم روزی راسکل سے لے کر انہیں دی تھی۔ انہیں وہ کار بے حد پسند تھی لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... ایڈورڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا، آفس کا دروازہ کھلا اور ایک ویٹر ٹرے میں ایپل جوس کا گلاس رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے یہ گلاس ٹائیگر کے سامنے رکھا اور واپس مڑ کر چلا گیا۔

''شکریہ''...... ٹائیگر نے کہا اور گلاس اٹھا کر اس میں موجود سٹرا سے اس نے جوس کا ایک گھونٹ لیا اور میز پر موجود ٹشو پیپرز کے ڈبے سے ایک ٹشو نکال کر اس سے منہ صاف کیا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ یہ کار اب بھی کازک کے پاس ہے یا اس نے اسے فروخت کر دیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہے جناب۔ لیکن اس میں کچھ خرابی ہو گئی تھی۔ اس لئے اسے ورکشاپ بھجوا دیا گیا ہے''...... ایڈورڈ نے جواب دیا تو ٹائیگر نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک چھوٹی سی گڈی نکال کر ایڈورڈ کی طرف بڑھا دی۔

''یہ پیشگی ہے۔ اتنے ہی مزید ملیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو سامنے بیٹھے ایڈورڈ کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ اس نے جلدی سے نوٹ اٹھا کر جیب میں ڈال لئے۔

''تم میرے استاد علی عمران کے بارے تو جانتے ہو۔ ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے اور حملہ آور ایک نوجوان لڑکی تھی جو اس کار میں سوار ہو کر فرار ہو گئی۔ یہ کار ہاشم خان پراپرٹی ڈیلر نے خریدی۔ پھر اس نے اسے روزی راسکل کو فروخت کر دیا اور روزی راسکل سے کازک نے خرید لی اور چونکہ کار اس وقت کازک کی ملکیت ہے اس لئے لامحالہ کازک کسی نہ کسی انداز میں اس واردات میں ملوث ہے۔ تم نے مجھے بتانا ہے کہ یہ لڑکی کون تھی اور کار چلانے والا کون تھا''...... ٹائیگر نے کہا تو ایڈورڈ نے بے اختیار طویل سانس لیا۔

''جناب۔ آپ اپنی دی ہوئی رقم واپس لے لیں کیونکہ یہ ہاتھیوں کی لڑائی ہے اور میری حیثیت تو ان کے مقابلے میں مینڈک سے بھی کم تر ہے''...... ایڈورڈ نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی جیب میں ڈالے ہوئے نوٹ باہر نکالنے لگا۔

''تمہیں میرے بارے میں معلوم ہے کہ میں جو کہتا ہوں وہی

کرتا ہوں۔ تمہارا نام کسی طرح بھی سامنے نہیں آئے گا''...... ٹائیگر نے کہا تو ایڈورڈ نے ایک بار پھر طویل سانس لیا لیکن اس بار اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے نوٹ واپس جیب ڈال لئے۔

''او کے۔ تو پھر سنیں۔ کافرستان کی ایک ایجنسی جس کا نام بلیک راڈ ہے کی چیف ایک لڑکی ہے جس کا نام نوما ہے۔ نوما کا تعلق بیک وقت کافرستان سے بھی ہے اور یہودیوں کی کسی ایجنسی سے بھی ہے جس کا انچارج یا ایجنٹ کرنل جیمز ہے۔ کرنل جیمز یہاں آیا۔ اس نے یہاں کے مقامی لوگوں کے ذریعے لیبارٹری سے کوئی فارمولا نکالا اور پھر لیبارٹری کو تباہ کر کے واپس کافرستان چلے گئے۔ نوما اور دیگر کافرستانی اس کے لئے یہاں کام کرتے ہیں۔ کرنل جیمز، کازک کا بھی گہرا دوست ہے لیکن باس کازک کا لیبارٹری یا فارمولے سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن پھر کرنل جیمز کا فون آیا۔

اس نے باس کازک سے کہا کہ وہ عمران کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں نوما یہاں آئے گی اس سے مکمل تعاون کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بہت بھاری رقم بھی بھجوا دی اور مزید دینے کا وعدہ کیا جس پر باس کازک نے حامی بھر لی۔ پھر نوما یہاں آئی اور نوما اور باس کازک کی ون ٹو ون علیحدگی میں ملاقات ہوئی اور دوسرے دن باس کازک اور نوما دونوں اس کار میں بیٹھ کر عمران

کے فلیٹ پر پہنچے ۔ وہاں باس کازک کے آدمی پہلے سے نگرانی کر رہے تھے۔ انہیں اطلاع مل چکی تھی کہ اس وقت عمران فلیٹ پر اکیلا ہے اس کا باورچی سلیمان مارکیٹ گیا ہوا ہے وہ دیر سے واپس آئے گا۔ اس کے بعد کیا ہوا ۔ یہ آپ کو معلوم ہو گا ورنہ میں اندازے سے بتا سکتا ہوں''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''تم بتاؤ۔ تمہارا اندازہ زیادہ درست ہوگا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ان کی نگرانی کرنے والوں نے مجھے بتایا ہے کہ باس کی کار عمران کے فلیٹ کی سائیڈ میں رکی۔ نوما کار سے اتری اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلی گئی۔ اس کے پاس جدید ترین میزائل پسٹل تھا۔ یہ پسٹل بھی باس کازک نے اسے دیا تھا۔ میزائل انسانی جسم کو مکمل طور پر ختم کر دیتا ہے اور اس کا شکار کسی صورت بچ ہی نہیں سکتا۔ اگر وہ موقع پر ہلاک نہ بھی ہو، تب بھی اس کی ہلاکت یقینی ہوتی ہے کیونکہ اس میزائل میں جو کیمیکل ہوتا ہے وہ انتہائی زہر آلود ہوتا ہے۔ یہ کیمیکل خون میں شامل ہو کر پورے جسم کے خون کو زہریلا کر دیتا ہے اور اس طرح شکار کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اس زہر کا کوئی علاج نہیں ہے''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''تم ویسے یہاں سپروائزر ہو لیکن جو کچھ تم نے بتایا ہے اس سے تو لگتا ہے کہ تمہارا تعلق اسلحہ سے بھی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو ایڈورڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

''جناب ٹائیگر صاحب۔ میں چار سالوں تک اسلحہ کی اسمگلنگ

کے سلسلے میں ایکریمیا میں رہا ہوں۔ وہاں اسلحہ کے بارے میں پارٹیوں کو نئے ہتھیاروں کے بارے میں تفصیل بتانی پڑتی تھی۔ اب یہ میزائل جو عمران صاحب پر استعمال کیا گیا ہے یہ میں نے باس کے حکم پر منگوایا تھا اور ساتھ ہی اس کی خصوصیات کی معلومات بھی حاصل کی گئی تھیں''...... ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جو کچھ تم نے بتایا ہے اسے کنفرم کراؤ تو مزید رقم ابھی دے دوں گا ورنہ کنفرمیشن کے بعد ملے گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آپ نے وعدہ کیا ہے کہ میرا نام سامنے نہیں آئے گا''۔ ایڈورڈ نے کہا۔

''ہاں۔ اس بارے میں قطعی بے فکر رہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم جوس پیو۔ میں ابھی آ رہا ہوں''...... ایڈورڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نظر آ رہے تھے کیونکہ ایک لحاظ سے سارا منظر سامنے آ گیا تھا۔ فارمولا، لیبارٹری کی تباہی، عمران پر ہونے والا حملہ اور اس میں حصہ لینے والے سب لوگ سامنے آ گئے تھے۔ جہاں تک کیمیکلز زہر کا تعلق تھا اس سے عمران کو اللہ تعالیٰ نے جوزف کے ذریعے نجات دلا دی تھی۔ ابھی ٹائیگر یہی باتیں سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور ایڈورڈ اندر داخل ہوا۔ اس نے دروازہ بند کر کے سائیڈ دیوار پر موجود ایک بٹن پریس کیا اور پھر مڑ کر ایک الماری کھولی اور اس میں سے فون ریکارڈر نکال کر اس نے میز پر

رکھا اور پھر جیب سے ایک مائیکرو ٹیپ نکال کر اس نے اسے ریکارڈ میں ایڈجسٹ کر کے ریکارڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک آواز ابھری۔

''ہیلو۔ کازک بول رہا ہوں''...... ٹائیگر یہ آواز سن کر چونک پڑا۔ وہ کئی بار کازک سے مل چکا تھا۔ اس لئے وہ اس کی آواز پہچانتا تھا۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں''...... ایک اور مردانہ آواز سنائی دی اور پر ان دونوں کے درمیان بات چیت ہونے لگی۔ کازک اور کرنل جیمز کے درمیان ہونے والی گفتگو ٹائیگر سن رہا تھا اور اس گفتگو سے بات کنفرم ہو رہی تھی کہ وہ واردات کازک اور نوما نے مل کر کی ہے۔

''بہت شکریہ ایڈورڈ۔ اب یہ مائیکرو ٹیپ مجھے دے دو اور مجھے اجازت دو۔ تم نے میری بے حد مدد کی ہے۔ اس لئے تمہیں ڈبل معاوضہ دے رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور جیب سے ایک چیک بک نکال کر اس نے ایک چیک پر اندراجات کر کے چیک کو بک سے علیحدہ کر کے ایڈورڈ کی طرف بڑھا دیا جس نے مائیکرو ٹیپ پہلے ہی ریکارڈر سے نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دی تھی اور پھر چیک لے کر جب اس نے دیکھا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''دس لاکھ روپے۔ اس قدر بھاری رقم''...... ایڈورڈ کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا۔

''دوستوں کے لئے جان بھی حاضر ہے''...... ٹائیگر نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

''میری بھی آپ کے لئے جان حاضر رہے گی''...... ایڈورڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے دیوار پر نصب بٹن پریس کیا اور پھر دروازہ کھول دیا۔

''او کے''...... ٹائیگر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جولیا کے فلیٹ میں اس وقت سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز موجود تھے۔ جولیا نے سب کو کال کیا تھا کہ اس کے فلیٹ میں آ جائیں تاکہ عمران پر حملہ کرنے والوں کو ٹریس کیا جائے اور اگر یہ کوئی مشن ہے تو پھر اس مشن پر کام کیا جا سکے۔

''مس جولیا۔ کیا آپ نے چیف سے اجازت لے لی ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''کس بات کی اجازت''...... جولیا نے چائے پیتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

''یہی کہ سیکرٹ سروس مشن مکمل کرے''...... صفدر نے کہا۔

''عمران شدید زخمی ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہے کہ اس نے جوزف کے ذریعے عمران کو نئی زندگی عنایت کی ہے ورنہ ڈاکٹر صدیقی جیسے ڈاکٹر جو کبھی مایوس دکھائی نہیں دیتے۔ وہ بھی منہ لٹکانے پر مجبور ہو گئے تھے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس پاکیشیا کی

سلامتی کے خلاف ہونے والی سازش کو بیٹھی دیکھتی ہی رہے گی۔ ہمیں بہرحال کام کرنا ہے''...... جولیا نے جواب دیا۔

''لیکن مشن کیا ہے اور اس کا ابتدائی سراغ کیسے مل سکتا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ پہلے ہم عمران پر قاتلانہ حملہ کرنے والے کا سراغ لگائیں تو مجھے یقین ہے کہ مشن بھی سامنے آ جائے گا''...... جولیا نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کا شاگرد ٹائیگر اس پر کام کر رہا ہے اور عمران صاحب نے نجانے اس کی کیسی ٹریننگ کی ہے کہ وہ بعض اوقات عمران صاحب سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ اگر اس سے رابطہ کیا جائے تو ہمیں اندھیرے میں روشنی نہیں تو روشنی کے ننھے نکتے نظر آنے شروع ہو جائیں گے''...... اس بار خاموش بیٹھے کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ ٹھہرو۔ میں اس سے رابطہ کرتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے آپریٹ کرنے لگا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ کیونکہ صفدر نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا تھا۔

''صفدر بول رہا ہوں ٹائیگر۔ کہاں ہو تم اس وقت''...... صفدر نے کہا۔

"خیریت تو ہے جناب"...... ٹائیگر کی آواز اور لہجے میں اس قدر تڑپ تھی کہ جیسے کسی نے اس کے دل میں خنجر گھونپ دیا ہو۔

"ہاں خیریت ہے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے"۔ صفدر نے اس کی کیفیت سمجھتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔ میں تو گھبرا گیا تھا۔ میں اس وقت کار چلا رہا ہوں اور جوہر روڈ پر ہوں۔ فرمایئے"...... ٹائیگر نے کہا۔ وہ عمران کے ساتھیوں کو بھی عمران جیسا ہی سمجھتا تھا۔

"تم عمران کے ہونہار شاگرد ہو اور مجھے یقین ہے کہ تم عمران پر حملے والے معاملے پر ضرور کام کر رہے ہو گے اور زیادہ نہیں تو کچھ نہ کچھ معلومات تو حاصل کر چکے ہو گے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے جناب۔ آپ کی مہربانی کہ آپ مجھے ایسا سمجھتے ہیں البتہ آپ کی بات درست ہے۔ میں نے تقریباً معاملہ حل کر لیا ہے۔ آپ کہاں موجود ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو ہال کمرے میں موجود تمام افراد بے اختیار چونک پڑے۔

"ہم سب اس وقت مس جولیا کے فلیٹ پر موجود ہیں۔ جوہر روڈ تو یہاں سے قریب ہے۔ آ جاؤ یہاں تاکہ اطمینان سے بات چیت ہو سکے"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے صفدر صاحب۔ میں آ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو صفدر نے مزید کچھ کہے بغیر رابطہ آف کر کے سیل فون کو جیب میں ڈال لیا۔

"کمال ہے۔ ٹائیگر کہہ رہا ہے کہ اس نے معاملہ حل کر لیا ہے اور ہم یہاں بیٹھے صرف میٹنگ ہی کر رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"وہ انڈر ورلڈ میں رہتا ہے اور اس کی دوستیاں اسے آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہیں۔ پھر وہ عمران کی طرح پھرتیلا بھی ہے اور جہاں بھی جاتا ہے وہاں جبر اور دولت چلتی ہو تو وہ دولت لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتا"...... صفدر نے جواب دیا۔ پھر نصف گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو صفدر دروازہ کھولنے کے لئے اٹھا تو چوہان اسے بیٹھے رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر اور وہ دونوں اکٹھے واپس آئے اور ٹائیگر نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سب کو سلام کیا اور صفدر کے ساتھ خالی پڑی ہوئی کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"میں تمہارے لئے چائے لاتی ہوں"...... صالحہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو۔ میں چائے نہیں پیا کرتا۔ اگر آپ نے لازماً کچھ پلانا ہے تو جوس دے دیں"...... ٹائیگر نے کہا تو صالحہ اثبات میں سر ہلاتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی جہاں موجود ریفریجریٹر میں جوس کے پیکٹ موجود تھے۔

"تمہارا استاد تو بہت زیادہ چائے پیتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"استاد جیسی قوت برداشت مجھ میں نہیں ہے میڈم"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے صالحہ واپس آئی۔ اس کے ہاتھ میں جوس کا ایک بڑا پیکٹ بھی موجود تھا جس میں سٹرا موجود تھا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا معلومات ملی ہیں اور تم کہہ رہے تھے کہ معاملہ حل ہو گیا ہے"...... صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے حملہ آوروں کی کار ٹریس کرنے سے لے کر کازک کلب کے سپروائزر ایڈورڈ تک پہنچنے اور پھر ایڈورڈ نے جو کچھ بتایا تھا وہ اس نے تقریباً لفظ بہ لفظ دوہرا دیا۔

"گڈ۔ ویری گڈ ٹائیگر۔ تم واقعی عمران کے شاگرد ہو۔ تم نے واقعی معاملہ حل کر دیا ہے لیکن اسے کنفرم کیسے کیا جائے گا"۔ صفدر نے کہا۔

"میں نے کنفرم کر لیا ہے۔ میرے پاس کازک اور کرنل جیمز کے درمیان ہونے والی گفتگو کا مائیکرو ٹیپ موجود ہے جس میں کازک نے حملہ کی پوری تفصیل بتائی ہے۔ یہ میں نے سپروائزر ایڈورڈ سے حاصل کی ہے۔ اس کلب میں کالیں ریکارڈ کی جاتی ہیں۔ ان میں سے جو ان کے کام کی ہوتی ہیں وہ علیحدہ کر کے محفوظ کر لی جاتی ہیں اور پھر باقی ٹیپوں کو واش کر دیا جاتا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"صالحہ۔ سامنے الماری میں مائیکرو ٹیپ ریکارڈر پڑا ہے۔ وہ

نکال کر دو ٹائیگر کو"...... جولیا نے کہا تو صالحہ سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور اس نے الماری کھول کر اس میں موجود مائیکرو ٹیپ ریکارڈر نکالا اور الماری بند کر کے وہ مڑی اور اس نے مائیکرو ٹیپ ریکارڈر ٹائیگر کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ ٹائیگر نے جیب سے مائیکرو ٹیپ نکالی اور اسے مائیکرو ٹیپ ریکارڈر کے مخصوص خانے میں ایڈجسٹ کر کے بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دو افراد کے درمیان گفتگو شروع ہو گئی۔ ان میں سے ایک آدمی نے ابتدا میں اپنا تعارف کازک کے نام سے کرایا تھا جبکہ دوسرے نے کرنل جیمز کے طور پر۔ کازک عمران پر کئے جانے والے حملے کی مکمل تفصیل بتا رہا تھا۔ عمران کے ساتھی خاموش بیٹھے یہ گفتگو سن رہے تھے۔ پھر گفتگو ختم ہوئی تو ٹائیگر نے مائیکرو ٹیپ ریکارڈر کو آف کر کے اس کے مخصوص خانے میں سے مائیکرو ٹیپ نکال لی۔

"یہ ٹیپ مجھے دو۔ میں اسے چیف کو بھجواؤں گی"...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر نے مائیکرو ٹیپ جولیا کی طرف بڑھا دی۔

"اب تم بتاؤ کہ تم نے کازک کو کیوں زندہ چھوڑا ہے"...... جولیا نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ میں ایسا عمران صاحب کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی ذات پر ہونے والے حملے کا انتقام نہیں لیا کرتے۔ اگر میں کازک کو گولی مار دوں تو عمران صاحب مجھ سے ناراض بھی ہو سکتے ہیں اور کازک کہیں بھاگا نہیں جا رہا۔ عمران

صاحب اجازت دے دیں تو اس کا انجام عبرت ناک ہو گا''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اسے ہلاک نہ بھی کرو۔ تب بھی اس سے پوچھنا تو ضروری تھا کہ کرنل جیمز اس وقت کہاں ہے اور اس کی وہاں کیا حیثیت ہے''...... صفدر نے کہا۔

''معافی چاہتا ہوں صفدر صاحب۔ اگر میں کازک سے یہ سب کچھ پوچھتا اور پھر اسے زندہ چھوڑ دیتا تو وہ کرنل جیمز کو فون پر اطلاع کر دیتا اور وہ جہاں اس وقت موجود ہے وہاں تو ایک طرف کسی بھی جگہ دستیاب نہیں ہو گا جبکہ اب وہ وہاں مطمئن ہو گا اور ہم اسے آسانی سے چھاپ لیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم واقعی عمران کے شاگرد ہو۔ بالکل اسی طرح گہرائی میں ڈوب کر سوچتے ہو''...... صفدر نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

''مسٹر ٹائیگر۔ نوما کے بارے میں اب تک آپ نے کیا کیا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''ارے ہاں۔ نوما کو بھی سزا ملنی ضروری ہے''...... جولیا نے کہا۔

''نوما کے بارے میں ابھی تک تو یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ کافرستان کی رہنے والی ہے اور وہ کافرستان سے آ کر کازک سے ملی۔ باقی اس کے متعلق کازک نے کرنل جیمز کو تفصیل بتائی

ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اصل کردار یہ نوما ہے جو اسرائیلی ایجنٹ کرنل جیمز سے ملی ہوئی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''نوما کافرستان کی کسی ایجنسی کی ہیڈ ہے یا ٹاپ ایجنٹ۔ اس لئے چیف سے اجازت لینا ضروری ہے''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں چیف سے بات کرتی ہوں۔ ہمیں فوری کام کرنا ہے''۔ جولیا نے کہا اور سامنے موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں۔ سیکرٹ سروس کے تمام اراکین بھی یہاں موجود ہیں اور ٹائیگر بھی۔ ہمارا خیال تھا کہ عمران پر حملہ کرنے والوں کو ٹریس کریں اور اگر کوئی مشن ہے تو اس پر بھی کام کر سکیں لیکن پھر کیپٹن شکیل نے کہا کہ عمران کا شاگرد ٹائیگر شاید یہ کام کر رہا ہو گا۔ اس سے رابطہ ہوا تو اس نے آ کر پوری تفصیل بتا دی''...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیپ میں کازک اور کرنل جیمز کے درمیان ہونے والی تفصیلی گفتگو کا حوالہ دے کر ٹیپ سنوانے کی اجازت طلب کی تو چیف نے اجازت

دے دی اور جولیا نے ٹیپ مائیکرو ٹیپ ریکارڈر میں ایڈجسٹ کر کے اس کا بٹن آن کر دیا جبکہ رسیور اس نے ٹیپ ریکارڈر کے ساتھ ہی میز پر رکھ دیا۔ ایک بار پھر وہ سب ٹیپ ریکارڈر سے برآمد ہونے والی گفتگو سننے لگے۔ جب گفتگو ختم ہوئی تو جولیا نے ریکارڈر آف کر کے رسیور اٹھا لیا۔

''یس چیف۔ آپ نے گفتگو سن لی۔ یہ سب ٹائیگر کی کاوش ہے۔ اب آپ حکم دیں کہ عمران پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے اور اگر کوئی مشن ہو تو اسے بھی پورا کیا جائے۔ ہم سب کام کرنے کے لئے تیار ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''کرنل جیمز نامی یہودی ایجنٹ کافرستان کی ایجنٹ نوما کے ساتھ مل کر فارمولا لے گیا ہے بلکہ لیبارٹری بھی انہوں نے تباہ کر دی ہے جس سے نہ صرف لیبارٹری کی انتہائی قیمتی مشینری تباہ ہو گئی ہے بلکہ ہمارے انتہائی قابل سائنسدان بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس لئے نہ صرف ہم نے فارمولا واپس لانا ہے بلکہ اس ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کا بھی تم نے خاتمہ کرنا ہے لیکن اس بار ٹیم کی سربراہی عمران کی بجائے تمہیں کرنا ہو گی۔ یہ چونکہ انتہائی تیز رفتار مشن ثابت ہو گا اس لئے میرے طرف سے اجازت ہے کہ تم سب مل کر اپنے میں سے کسی کو سربراہ چن لو۔ حتمی فیصلہ جولیا کا ہو گا۔ اگر سربراہ چاہے تو ٹائیگر کو بھی ساتھ لے جا سکتا ہے لیکن ٹائیگر چونکہ اپنے طور پر علیحدہ خاصی تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی ہے اس

لئے وہ علیحدہ کام کرے گا البتہ وہ جواب دہ تمہیں ہو گا''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ لیکن ہمیں معلومات تو حاصل کرنا پڑیں گی۔ پھر ہی ہم حرکت میں آ سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ٹائیگر، عمران کا شاگرد ہونے کی وجہ سے عمران کے انداز میں کام کرتا ہے اس لئے وہ معلومات کے حصول میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ جو معاملہ طے ہو تم نے مجھے رپورٹ کرنی ہے''۔ دوسری طرف سے چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے رسیور رکھ دیا۔

''لیڈر کون ہو گا۔ طے کر لو۔ پھر آگے بات ہو گی''...... جولیا نے کہا۔

''تم ڈپٹی چیف ہو۔ ظاہر ہے تم ہی لیڈر بن سکتی ہو''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو چیف مجھے لیڈر منتخب کر دیتا۔ اس مشن کی نوعیت ایسی ہے کہ اسے تیز رفتاری سے کام کرنے والی ٹیم اور لیڈر چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر تنویر کا انتخاب کر لو۔ تمام معاملات تیز ہو جائیں گے''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ میں خود نہیں بننا چاہتا لیڈر۔ کیونکہ میری بات کسی نے ماننی ہی نہیں کیونکہ میں انتقام لینے کا پہلے قائل ہوں اور مشن

مکمل کرنے کا بعد میں۔ عمران پر حملہ یہودی ایجنٹوں نے کیا ہے اس لئے پہلے میں اسرائیل کو تباہ کر کے عمران پر حملے کا انتقام لوں گا۔ پھر مشن کو دیکھوں گا اور چونکہ تم نے میری بات نہیں مانی اس لئے بہتر ہے کہ مجھے نامزد نہ کرو''...... تنویر نے بڑی وضاحت سے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

''اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں بات کروں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں بولو''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں صفدر صاحب بہترین انتخاب ہے''۔ ٹائیگر نے کہا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ارے نہیں۔ کیپٹن شکیل ہم سب سے سینئر ہے''...... صفدر نے کہا۔

''میرا ووٹ بھی صفدر کی طرف ہے''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو ایک ایک کر کے سب نے صفدر کی سربراہی کے حق میں ووٹ دے دیا۔

''اب تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ اگر تم سب ایسا چاہتے ہو تو مجھے تمہاری بات تسلیم ہے''...... صفدر نے کہا۔

''میں چیف کو اطلاع دے دوں''...... جولیا نے کہا اور رسیور اٹھا

کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں باس۔ پوری ٹیم نے متفقہ طور پر صفدر کو لیڈر منتخب کر لیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ لیکن مشن عمران پر حملے کا انتقام لینا نہیں بلکہ ایس ایس میزائل فارمولے کی واپسی اور پاکیشیائی لیبارٹری کی تباہی اور سائنسدانوں کو ہلاک کرنے والے یہودی اور کافرستانی ایجنٹوں کا خاتمہ ہے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... جولیا نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''اب پھر مرحلہ معلومات کا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''آپ کو کس قسم کی معلومات چاہئیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہی کہ لیبارٹری تباہ کرنے والے کہاں ہیں۔ کس نام سے ہیں اور فارمولا کہاں ہے۔ پھر ہی ہم آگے بڑھ سکتے ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''یہ معلومات کافرستانی ایجنٹ نوما سے مل سکیں گی''...... ٹائیگر نے کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ باقی سارے ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

''ہم تو واقعی نوما کو نظر انداز کئے ہوئے تھے لیکن نوما کا تعلق وہاں کی کسی ایجنسی سے ہے اس لئے وہاں جا کر ہم اگر اس ایجنسی

کے چکر میں پھنس گئے تو اصل مشن کی طرف نہ بڑھ سکیں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''کافرستان میں چیف کا فارن ایجنٹ ناٹران کافی مؤثر آدمی ہے۔ اس سے رابطہ کرو شاید اسے معلوم ہو''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

''پہلے چیف سے اجازت لے لو''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''صفدر بول رہا ہوں جناب۔ ہمیں مشن کی تکمیل کے لئے معلومات چاہئیں اور یہ معلومات نوما سے مل سکتی ہیں۔ اس سلسلے میں سیکرٹ سروس کا کافرستانی فارن ایجنٹ ناٹران معلومات حاصل کرسکتا ہے اس لئے اس سے بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں''...... صفدر نے کہا۔

''نوما کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے احکامات اسے دے دیئے گئے تھے لیکن ابھی تک اس کی رپورٹ نہیں آئی۔ میں اسے حکم دے دیتا ہوں کہ وہ جولیا کے فلیٹ کے فون نمبر پر تمہیں رپورٹ دے''...... چیف نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو صفدر نے رسیور رکھ دیا۔

''چیف واقعی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں۔ ہم سب نوما کے

بارے میں سوچ رہے تھے جبکہ چیف اس کے بارے میں ناٹران کو پہلے ہی حکم دے چکے ہیں''...... صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ نمبر چونکہ جولیا کا تھا اس لئے کال وہی سنتی تھی۔

''یس۔ جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''میں کافرستان سے ناٹران بول رہا ہوں۔ جناب صفدر صاحب یہاں موجود ہوں گے''...... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ بات کرو''...... جولیا نے کہا اور رسیور صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

''یس۔ صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر نے رسیور جولیا سے لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا جبکہ جولیا نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ناٹران بول رہا ہوں صفدر صاحب۔ مجھے چیف نے حکم دیا ہے کہ میں مس جولیا کے نمبر پر آپ سے رابطہ کروں۔ عمران صاحب زخمی ہو گئے ہیں اس لئے اب آپ ان کی جگہ ٹیم کے لیڈر ہیں''...... ناٹران نے کہا۔

''اس تمہید کو رہنے دو۔ ہمیں بتاؤ کہ نوما کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا جو حکم تمہیں چیف نے دیا تھا اس بارے

میں کیا رپورٹ ہے''...... صفدر نے کہا۔

''سر۔ نوما کافرستان کی ایک نئی ایجنسی بلیک راڈ کی سپر ایجنٹ بھی تھی اور نمبر ٹو بھی تھی۔ بلیک راڈ کا چیف کرنل وشان تھا۔ پھر کرنل وشان اور نوما ایک اسرائیلی ایجنٹ کرنل جیمز کے ساتھ مل کر خفیہ پہاڑی راستوں سے پاکیشیا سے ملحقہ علاقے میں گئے اور وہاں انہوں نے ایک خفیہ لیبارٹری سے فارمولا حاصل کیا اور لیبارٹری کو تباہ کر دیا۔ بہرطور یہ سارا کام پاکیشیا کے ایک سائنسدان ڈاکٹر اکرم کی غداری کی وجہ سے ہوا۔ بہرحال مشن مکمل کرنے کے بعد یہ لوگ اسی خفیہ راستوں سے واپس کافرستان آئے البتہ راستے میں ڈاکٹر اکرم بھی ہلاک ہو گیا یا کر دیا گیا اور کرنل وشان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔ کرنل وشان کی موت کے بعد اسرائیل کے اعلیٰ حکام کی سفارش پر نوما جس کا پورا نام پورنیما ہے، کو بلیک راڈ کی چیف بنا دیا گیا اور ایجنسی کا نام بھی تبدیل کر کے بلیک ایجنسی رکھ دیا گیا ہے۔ پاکیشیا میں کام کر کے یہ گروپ واپس کافرستان پہنچا اور پھر اسرائیلی ایجنٹ کرنل جیمز فوری طور پر واپس چلا گیا''...... ناٹران نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''بلیک ایجنسی کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''کافرستان کے دارالحکومت کے نواحی علاقے کٹار میں ہے''۔ ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں پوری تفصیل معلوم ہے یا نہیں''...... صفدر نے کہا۔

''سر۔ کٹار خاصا بڑا ٹاؤن ہے۔ اس میں ایک رہائشی کالونی ہے جس کا نام بلیو سکائی کالونی ہے۔ اس کالونی کی کوٹھی نمبر الیون اے بلیک ایجنسی کا ہیڈکوارٹر ہے۔ اس کی حفاظت کا انتظام بہت اعلیٰ پیمانے پر کیا گیا ہے۔ نوما یورپ اور ایکریمیا میں طویل عرصے تک رہی ہے اس لئے اس ہیڈکوارٹر میں انتہائی جدید سائنسی آلات نصب کئے گئے ہیں''...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کی رہائش گاہ کہاں ہے اور یہ کون سے کلب میں زیادہ اٹھتی بیٹھتی ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''پہلے یہ علیحدہ رہتی تھی لیکن جب سے چیف بنی ہے یہ ہیڈکوارٹر کے اندر ہی رہائش پذیر ہو گئی ہے۔ کلب کے بارے میں معلومات حاصل کرنی پڑیں گی''...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہم خود معلوم کر لیں گے۔ تھینک یو''...... صفدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس نوما سے کرنل جیمز اور اس کی ایجنسی کے بارے میں معلومات مل جائیں گی''...... صفدر نے کہا۔

''میری گزارش سن لیں۔ اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں یہ کام بہت آسانی سے کر سکتا ہوں۔ وہاں کٹار میں میرے کافی دوست ہیں انڈر ورلڈ میں کام کرنے کی وجہ سے''...... ٹائیگر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم عمران کے شاگرد ہو اس لئے تم بھی خود ہی سارے کام کر لیتے ہو۔ ہم ویسے ہی بیٹھے رہیں جیسے عمران کی وجہ سے بیٹھے رہتے تھے''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نوما عام عورت نہیں۔ ایک ایجنسی کی چیف ہے اور ناٹران کے بقول اس کا ہیڈکوارٹر بے حد سیف ہے۔ پھر ہم نے اس سے معلومات حاصل کرنی ہیں اس لئے یہ ایک دو آدمیوں کا کام نہیں ہے۔ ہم سب کو وہاں جانا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''صرف معلومات حاصل کرنے کے لئے پوری ٹیم کا حرکت میں آنا درست نہیں ہے اس لئے ان معلومات کے لئے ٹائیگر، جولیا اور تنویر تین افراد جائیں گے اور اس ٹیم کی انچارج جولیا ہو گی''۔ صفدر نے کہا۔

''پھر میرا نام کاٹ دو یا پھر مجھے انچارج بنا دو۔ ورنہ میں آہستہ آہستہ کام کرنے والوں کے ساتھ نہیں چل سکتا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ مشن نہیں ہے۔ صرف معلومات حاصل کرنی ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہو گا لیکن میں اپنے انداز میں کام کر سکتا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''او کے۔ پھر ٹائیگر اور جولیا دونوں کافی ہیں۔ جولیا انچارج ہو گی''...... صفدر نے کہا اور اس پر کوئی نہ بولا تو صفدر نے ہاتھ اوپر

اٹھا کر اسے فائنل کر دیا۔

''میڈم۔ ہم نے کب یہاں سے روانہ ہونا ہے''...... ٹائیگر نے جولیا سے پوچھا۔

''آج رات کو ہماری روانگی ہو گی۔ تم نے وہاں ایک رہائش گاہ ارینج کرنی ہے جہاں ایک کار بھی موجود ہو۔ ہم نوما کو اٹھا کر اس رہائش گاہ پر لے جائیں گے اور پھر اس سے تمام معلومات حاصل کی جائیں گی''...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''مجھے اجازت دیں''...... اس نے صفدر سے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ٹائیگر سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

نوما اپنے آفس میں بیٹھی ایک فائل پڑھ رہی تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نوما نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... نوما نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''میڈم۔ نرائن کی کال ہے''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کراؤ بات''...... نوما نے کہا۔

''ہیلو میڈم۔ میں نرائن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے''...... نوما نے کہا۔

''میڈم۔ ایک سوئس نژاد عورت اور ایک ایشیائی مرد پاکیشیا سے کافرستان آئے ہیں اور وہ ٹیکسی سے یہاں کٹار آئے ہیں اور گرانڈ ہوٹل میں رہائش پذیر ہیں''...... نرائن نے کہا۔

''یہ کیا رپورٹ ہے۔ کیا پاکیشیا سے کسی کا آنا جرم ہے یا کٹار آنا جرم ہے''...... نوما نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میڈم۔ یہ دونوں اس لئے مشکوک ہیں کہ ٹیکسی میں سفر کے دوران انہوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام لیا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں گرانڈ ہوٹل میں ڈراپ کر کے مجھے فون کیا کیونکہ یہ ڈرائیور بلیک ایجنسی کا ایجنٹ ہے''...... نرائن نے کہا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ ٹیکسی ڈرائیور بھی ہماری ایجنسی سے متعلق ہیں۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... نوما نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میڈم۔ ہیڈکوارٹر کی حفاظت کے لئے بے شمار اقدامات چیف کرنل وشان نے کئے تھے۔ کٹار کے تمام ٹیکسی ڈرائیوروں کو بھی کرنل وشان نے اپنے ساتھ شامل کیا ہوا ہے۔ ان میں سے جو کوئی خاص اطلاع دیتا ہے اسے معقول رقم دی جاتی ہے۔ لوگ ٹیکسیوں میں سفر کرتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور کو نظر انداز کر دیتے ہیں اس لئے بعض اوقات ایسی اہم اطلاعات مل جاتی ہیں جن سے بلیک ایجنسی کو بہت فائدہ ہوتا ہے''...... نرائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ۔ واقعی یہ بے حد اچھی بات ہے''...... نوما نے کہا۔

''ان دونوں مشکوک افراد کے بارے میں کیا حکم ہے''۔ نرائن نے کہا۔

''انہوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام لیا ہے اس لئے یہ

واقعی مشکوک افراد ہیں۔ ان دونوں کو ہوٹل کے کمرے میں ہی بے
ہوش کر کے فائر ڈور سے نکال کر پوائنٹ ون پر پہنچا دو۔ پھر وہاں
انہیں راڈز میں جکڑ کر مجھے اطلاع دو۔ میں ان کے حلق سے سب
کچھ باہر نکلوا لوں گی“...... نوما نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”یس میڈم“...... نرائن نے کہا تو نوما نے رسیور رکھ دیا اور ایک
بار پھر وہ فائل پر جھک گئی۔ ایک فائل کے بعد دوسری اور دوسری
کے بعد تیسری فائل دیکھنے کے بعد اس نے انہیں واپس دراز میں
رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ شام ہونے والی تھی اور وہ کام کرتے
ہوئے خاصی تھک گئی تھی اس لئے اب وہ کلب جا کر کچھ آرام کرنا
چاہتی تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتی،
فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نوما نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... نوما نے کہا۔

”نرائن کی کال ہے میڈم“...... دوسری طرف سے اس کی فون
سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”اوہ اچھا۔ کراؤ بات“...... نوما نے چونک کر کہا اور واپس کرسی
پر بیٹھ گئی۔

”ہیلو میڈم۔ میں نرائن بول رہا ہوں“...... چند لمحوں کی خاموشی
کے بعد نرائن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا۔ تم نے بہت دیر لگا دی“...... نوما نے کہا۔

”میڈم۔ آپ کے آرڈر کے بعد ہم نے گرانڈ ہوٹل میں جب

کام شروع کیا تو وہ دونوں کمرے سے نکل کر باہر آ گئے تھے۔ ہم
نے ان کی مشینی نگرانی کی کیونکہ وہ عام افراد کی طرح گھوم پھر نہ
رہے تھے بلکہ بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر گھوم رہے تھے لیکن
مشینی نگرانی کو وہ چیک نہ کر سکے اور پھر وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر کامنی
کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں پہنچے اور اندر چلے گئے۔ ہم ان
کی واپسی کا انتظار کرتے رہے کیونکہ کوٹھی میں بے ہوش کرنے والی
گیس کٹ ہمارے پاس نہ تھی اور ہم یہی سمجھتے رہے کہ وہ یہاں
کسی سے ملنے آئے ہوں گے لیکن تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ دونوں
ایک کار میں سوار ہو کر باہر آئے۔ کوٹھی کو باہر سے لاک لگا دیا گیا۔
اس کا مطلب تھا کہ وہ یہاں کسی سے ملنے نہیں بلکہ رہنے آئے
ہیں۔ہم ان کی نگرانی کرتے رہے۔ وہ وہاں سے سیدھے کنگ
کلب پہنچے اور اب بھی وہاں موجود ہیں“...... نرائن نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان دونوں کا تعلق پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے ہے اور دونوں مجھے گھیرنے کے لئے آئے ہیں۔
کنگ کلب جانے کا ان کا مطلب ہے کہ انہیں معلوم ہے کہ میرا
کنگ کلب میں آنا جانا رہتا ہے۔ تمہارا فون آنے سے پہلے میں
کنگ کلب جانے کا سوچ رہی تھی۔ اب انہیں پکڑنا بے حد ضروری
ہو گیا ہے تاکہ ان سے معلوم کیا جا سکے کہ انہیں میرے بارے میں
اس قدر درست معلومات کس نے دی ہیں“...... نوما نے کہا۔

”یس میڈم۔ ہم نے اب کامنی کالونی کی کوٹھی میں عقبی طرف

سے داخل ہو کر بے ہوش کر دینے والی گیس کا بڑا یونٹ نصب کر دیا ہے۔ وہ جیسے ہی واپس آئیں گے ہم وائرلیس چارجر کی مدد سے یہ یونٹ فائر کر دیں گے اور یہ دونوں فوری بے ہوش ہو جائیں گے“۔ نرائن نے کہا۔

”وہ کلب میں نجانے کب تک رہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پچھلی رات واپس آئیں۔ کیا ہم انتظار ہی کرتے رہیں گے۔ کیا کلب میں ان پر ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا“...... نوما نے کہا۔

”میڈم۔ ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کو کیسے بے ہوش کیا جا سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ رات ہوتے ہی واپس آ جائیں گے“۔ نرائن نے کہا۔

”اوکے۔ پھر اس بات کا خیال رکھنا کہ وہ تم پر قابو نہ پا لیں۔ وہ یقیناً تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ ان کا حلیہ کیا ہے۔ میں کنگ کلب جا کر خود انہیں دیکھنا چاہتی ہوں“...... نوما نے کہا۔

”ٹھیک ہے میڈم۔ میں حلیئے بتا دیتا ہوں۔ ویسے ہم آپ کی حفاظت کے لئے بھی ہر وقت تیار ہیں۔ آپ کے ساتھ رہیں گے۔ آپ کسی بھی وقت ہمیں سیل فون پر کال کر سکتی ہیں“...... نرائن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل سے نہ صرف ان دونوں کے حلیئے بتا دیئے بلکہ جو لباس انہوں نے پہن رکھے تھے ان کی تفصیل بھی بتا دی۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن میری حفاظت کی ضرورت نہیں ۔ میں اپنی

حفاظت خود کر سکتی ہوں۔ تم ان مشکوک افراد کو چیک کرتے رہو اور انہیں بے ہوش کر کے پوائنٹ ون پر پہنچانے کا ٹاسک پورا کرو“۔ نوما نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور کرسی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اپنے مخصوص کمرے میں پہنچ کر اس نے کلب جانے کے لئے لباس تبدیل کیا اور پھر ہلکا سا میک اپ کر کے وہ اٹھی ہی تھی کہ ایک خیال کے ذہن میں آتے ہیں وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ اسے خیال آ گیا تھا کہ جس طرح مشکوک افراد کے حلیئے اس نے معلوم کر لئے ہیں اسی طرح ہو سکتا ہے کہ انہیں بھی اس کے حلیئے کا علم ہو۔ چنانچہ اس نے ماسک میک اپ کرنے کا فیصلہ کیا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ آفس سے باہر آئی تو اس کا چہرہ کافی حد تک تبدیل ہو چکا تھا۔ میک اپ میں وہ خاصی ماہر تھی اس لئے اسے غور سے دیکھنے کے باوجود یہ محسوس نہ ہوتا تھا کہ وہ میک اپ میں ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کنگ کلب کی وسیع و عریض عمارت میں داخل ہوئی اور پارکنگ میں جا کر رک گئی۔ وہ کار سے نیچے اتری تو اسے ٹوکن دے دیا گیا۔ اس نے ٹوکن اپنے پرس میں رکھا اور کار لاک کر کے وہ مڑی اور کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کہ اسے ایک آواز سنائی دی۔

”میڈم“...... اسے اپنے عقب سے ایک آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے مڑی اور پھر چونک پڑی۔ وہاں نرائن موجود تھا۔

''میڈم۔ وہ دونوں کھانا کھا کر اب لابی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ دیگر ہالوں میں نہ گھومتی پھریں''۔ نرائن نے قریب آ کر کہا۔

''لیکن تم نے مجھے پہچان کیسے لیا۔ میں نے آج نیا میک اپ کیا ہے اور یہ میک اپ پہلے میں نے کبھی نہیں کیا تھا''...... نوما نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ کی کار تو وہی ہے''...... نرائن نے مسکراتے ہوئے کہا تو نوما بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

''ٹھیک ہے۔ اوکے۔ تم خیال رکھنا یہ لوگ بھاگ نہ جائیں۔ انہیں ہر صورت میں نظروں میں رکھنا ہے''...... نوما نے کہا اور ایک بار پھر مین گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ کچھ دیر بعد وہ لابی میں داخل ہوئی تو اس نے دور ایک میز کے گرد ان دونوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔

وہ دونوں کافی پی رہے تھے۔ ان کے قریب ہی ایک میز خالی تھی۔ نوما اس پر جا کر بیٹھ گئی اور اس نے ویٹر کو شراب لانے کا کہہ دیا۔ اب وہ ان دونوں کو سرسری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے خیال کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان بے حد چست و چالاک اور ہوشیار ہوں گے لیکن یہ دونوں تو بڑے ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے اور نہ صرف ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیٹھے تھے بلکہ اس طرح خاموش بیٹھے تھے جیسے ایک دوسرے سے لڑ

کر خاموش ہوئے ہوں۔

''اب چلیں واپس''...... لڑکی نے کافی کا آخر گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں اور کیا ہو سکتا ہے''...... اس آدمی نے جواب دیا اور پھر ویٹر کو بلا کر انہوں نے بل ادا کیا اور دونوں اٹھ کر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ اسی وقت ویٹر نے شراب کا جام لا کر نوما کے سامنے رکھ دیا تو نوما نے شراب کی چسکیاں لینا شروع کر دیں۔ اس کے ذہن میں مسلسل یہ کشمکش جاری تھی کہ کیا یہ لوگ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں یا نہیں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ویسے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام لے دیا ہو کیونکہ یہ دونوں تربیت یافتہ نظر نہ آ رہے تھے۔ وہ مسلسل شراب کی چسکیاں لے رہی تھی لیکن اب تک اس کے کسی دوست نے اس کو نہ بلوایا تھا حالانکہ اس کے بہت سے دوست وہاں سے گزرے تھے لیکن اس کی وجہ وہ سمجھتی تھی کہ وہ میک اپ میں ہے۔ البتہ اب وہ بیٹھی سوچ رہی تھی کہ یہاں اکیلی بیٹھنے کی بجائے وہ واپس چلی جائے اور میک اپ واش کر کے آئے تاکہ دوستوں کے ساتھ انجوائے تو کر سکے۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے ویٹر کو بلایا۔ اسے شراب کے جام کی پیمنٹ کی اور پھر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پارکنگ میں پہنچ گئی لیکن یہاں نرائن موجود نہ تھا۔ وہ یقیناً

اپنے ساتھیوں سمیت اس جوڑے کے پیچھے گیا ہو گا۔ کارٹوکن واپس کر کے وہ کار میں بیٹھی اور چند لمحوں بعد اس کی کار واپس ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیڈکوارٹر میں موجود تھی۔ اس کی کار میں خصوصی سینسرز لگے ہوئے تھے کہ اگر کوئی گاڑی اس کی کار کا تعاقب کرتی تو ان سینسرز کی وجہ سے اسے اس کا علم ہو جاتا تھا لیکن کنگ کلب سے ہیڈکوارٹر آنے تک اسے نگرانی کی کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ اس نے سب سے پہلے اپنا میک اپ واش کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لباس بھی تبدیل کرنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ کوئی اس کے لباس کو یاد رکھ کر یہ نہ کہہ سکے کہ اس نے میک اپ کیا ہوا تھا۔

اس کے بارے میں بہت کم لوگ جانتے تھے کہ اس کا تعلق کسی ایجنسی سے ہے۔ نوما نے اپنے آپ کو ایک بین الاقوامی کمپنی کی نمائندہ ظاہر کیا ہوا تھا۔ لباس تبدیل کر کے وہ ایک بار پھر کار میں سوار ہو کر کنگ کلب کی طرف روانہ ہوئی لیکن ابھی وہ کنگ کلب نہ پہنچی تھی کہ اس کی جیکٹ کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے کار کو آہستہ کر کے ایک سائیڈ پر روکا اور جیب سے سیل فون نکال کر دیکھا تو اس کی سکرین پر نرائن کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

''نرائن بول رہا ہوں میڈم''...... دوسری طرف سے نرائن کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا۔ کوئی خاص بات''...... نوما نے کہا۔

''یس میڈم۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ دونوں کو بے ہوش کر کے پوائنٹ ون پر پہنچا دیا گیا ہے اور وہ دونوں اس وقت سپیشل روم میں راڈز میں جکڑے بیٹھے ہیں''...... نرائن نے جواب دیا۔

''کیسے یہ پکڑے گئے۔ تفصیل بتاؤ''...... نوما نے کہا۔

''یہ دونوں کنگ کلب سے اٹھ کر بلیو اسکائی کالونی کی طرف بڑھ گئے اور انہوں نے ایک بار پھر ہیڈکوارٹر کا چکر لگایا۔ پھر واپس کامنی کالونی کی اس کوٹھی میں چلے گئے جہاں ہم نے بے ہوش کر دینے والی گیس کا یونٹ نصب کیا ہوا تھا۔ ہم نے یونٹ کو فائر کر دیا اور پوری کوٹھی میں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیل گئی۔ پھر جب گیس کے اثرات ختم ہوئے تو ہم عقبی طرف سے کوٹھی کے اندر داخل ہوئے تو وہ دونوں کوٹھی کے ایک کمرے میں کرسیوں پر بیٹھے بے ہوش پڑے تھے۔ ہم نے پھاٹک کھولا اور گاڑی اندر لے آئے اور پھر انہیں گاڑی میں ڈال کر پوائنٹ ون پر پہنچ گئے اور اب میں وہیں سے بول رہا ہوں''۔ نرائن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پوائنٹ ون کا انچارج کہاں ہے۔ اس سے میری بات کراؤ''...... نوما نے کہا۔

''یس میڈم''...... نرائن نے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

’’یس میڈم۔ فریڈ بول رہا ہوں‘‘...... چند لمحوں بعد ایک اور آدمی کی آواز سنائی دی۔

’’تم خیال رکھنا۔ یہ خطرناک لوگ ہیں۔ میں پوائنٹ ون پر آ رہی ہوں‘‘...... نوما نے کہا اور پھر فون بند کر کے اسے جیب میں ڈالا اور پھر کار کا رخ پوائنٹ ون کی طرف موڑ دیا۔

’’ہمیں تیز ایکشن کرنا ہے میڈم ورنہ ہمیں یہاں مارک کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہاں غیر ملکیوں کی بہت سختی سے نگرانی کی جاتی ہے‘‘...... ٹائیگر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں ایک فلائٹ کے ذریعے کچھ دیر پہلے کافرستان پہنچے تھے اور پھر ایک ٹیکسی کے ذریعے کٹار کی کامنی کالونی کی ایک کوٹھی میں پہنچ گئے۔ یہ رہائش گاہ ٹائیگر نے انڈر ورلڈ کے ایک آدمی کے ذریعے حاصل کی تھی۔ اس کوٹھی میں سفید رنگ کی جدید ماڈل کی ایک کار بھی موجود تھی۔

’’ایکشن تو تب کریں جب ہمیں ٹارگٹ کا علم ہو۔ ایسے ہوا میں لاٹھیاں چلانے سے الٹا ہمیں نقصان ہو گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ نوما کس کلب میں کس وقت آتی ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’اوہ۔ آپ نے درست سوچا ہے۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں‘‘۔ ٹائیگر نے کہا اور میز پر موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی

سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

''انکوائری پلیز''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کٹار شوٹنگ کلب کا نمبر دیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... کچھ دیر بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''یس''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

''تھینک یو''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر کریڈل دبا دیا۔ پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

''کٹار شوٹنگ کلب''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''رابرٹ سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پاکیشیا سے۔ اوہ۔ میں بات کراتی ہوں''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''ہیلو۔ رابرٹ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔

''رابرٹ۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ بڑے عرصے بعد فون کیا ہے آپ نے۔ خیریت ہے نا''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''ابھی ایک ہفتہ پہلے تو آپ سے بات ہوئی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے رابرٹ کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''ایک ہفتہ بہت ہوتا ہے کیونکہ آپ سے ہمیں بڑی رقم مل جاتی ہے''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اس بار پھر بڑی رقم مل سکتی ہے۔ بلیک راڈ کی چیف نوما کو جانتے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اسے کون نہیں جانتا۔ کرنل وشان کی نائب تھی لیکن پھر کرنل وشان کو پراسرار طور پر ہلاک کر دیا گیا اور اب نوما چیف بن گئی ہے لیکن آپ کو اس سے کیا کام پڑ گیا ہے۔ وہ تو بے حد آزاد منش عورت ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''مجھے اس کی آزادی سے کیا مطلب ہے۔ میں ایک شپ منٹ کے لئے اس سے ملنا چاہتا ہوں اور میں اس وقت کٹار میں ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ وہ آپ کو کنگ کلب میں ہی مل سکتی ہے کیونکہ وہ بلیک ایجنسی کے ہیڈکوارٹر میں رہتی ہے اور وہاں ایجنسیوں کے مخصوص آدمیوں کے علاوہ کوئی اور آدمی اندر داخل ہی نہیں ہو سکتا۔

وہاں کرنل وشان نے ایسے آلات نصب کر رکھے ہیں کہ اجنبی آدمی تو ایک طرف مچھر اور مکھی بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اگر اس سے ملنا ہے تو کنگ کلب چلے جاؤ۔ وہ کئی کئی گھنٹے وہاں گزارتی ہے''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا حلیہ بتا دو''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے حلیہ بتا دیا گیا۔

''اب ایک اور اہم بات بھی سن لو۔ اگر وہ رات کے ابتدائی حصے میں کسی وجہ سے کلب نہ آ سکے تو پھر وہ آدھی رات کے بعد لازماً آتی ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''کتنی رقم بھیجوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''بس جاتے وقت ملاقات کرتے جانا''...... رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا گیا۔ ٹائیگر نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''اب چلیں کنگ کلب''...... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ ہمیں اس سے تفصیلی بات کرنی ہے۔ اس لئے ہم اسے اغوا کر کے یہاں لے آئیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ پہلے وہ نظر تو آئے''...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھے کنگ کلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا موجود تھی۔

''کنگ کلب میں اگر کوئی واقف کار نکل آئے تو خاصی سہولت ہو سکتی تھی''...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

''میں سمجھا نہیں آپ کی بات''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کلب خاصی وسیع جگہ میں ہوتا ہے اور ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ نوما کون سے ہال میں بیٹھتی ہے اور کس سے ملتی ہے۔ اس لئے اگر وہاں ہمارا کوئی آدمی ہوتا تو وہ ہمیں انفارمیشن دے سکتا تھا۔ اس سے خاصی سہولت ہو جاتی''...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے لیکن ایسا کوئی آدمی نہیں ہے۔ ہم خود ہی ہال چیک کر لیں گے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد کار کنگ کلب پہنچ گئی ٹائیگر نے کار پارکنگ میں روکی اور پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر اس نے جیب میں ڈالا اور کار لاک کر کے وہ جولیا سمیت کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کلب واقعی خاصا وسیع و عریض تھا۔ اس لئے ان دونوں کو تمام ہالز کو ایک ایک بار چیک کرنا پڑا لیکن نوما انہیں کہیں نظر نہ آئی تو ٹائیگر نے ایک سپروائزر کو روک لیا۔

''یس سر''...... سپروائزر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مس نوما آئی ہیں کلب یا نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نو سر۔ ابھی تک نظر نہیں آئیں۔ ویسے وہ زیادہ تر لابی میں بیٹھتی ہیں''...... سپروائزر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تھینک یو''...... ٹائیگر نے کہا تو سپروائزر بھی تھینک یو

کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

''بات ٹھیک ہے۔ ویسے تمام ہالز میں چکر لگاتے پھرنے کی بجائے لابی میں بیٹھ کر اس کا انتظار کیا جائے''...... جولیا نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں لابی میں آ کر بیٹھ گئے۔ ٹائیگر نے اپنے اور جولیا کے لئے ہاٹ کافی کا آرڈر دے دیا۔

''خیال رکھنا پاکیشیائی زبان کا کوئی لفظ منہ سے نہ نکل جائے''۔ جولیا نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

''کیوں۔ یہاں تو پوری دنیا کے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہماری مشینری نگرانی کی جا رہی ہے''۔ جولیا نے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ ہماری نگرانی کون کر سکتا ہے۔ ہم نے اب تک کیا کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کلب آتے ہوئے کار کے سائیڈ مرر پر مشینی نگرانی کرنے والے آلے کی مخصوص رنگ برنگی لہریں ایک بار پڑی تھیں''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں محتاط ہو جانا چاہئے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہم محتاط ہیں اور کیا محتاط ہوں گے''...... جولیا نے کہا اور ٹائیگر

کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ پھر دونوں نے ہاٹ کافی پی اور مزید کچھ دیر بیٹھنے کے بعد جب انہیں احساس ہو گیا کہ وہ ویسے ہی بیٹھے وقت ضائع کر رہے ہیں تو جولیا اٹھ کھڑی ہوئی۔

''کوٹھی چل کر ہیڈکوارٹر کے بارے میں فائنل کرتے ہیں۔ یوں وقت ضائع کرنے کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ اب واپس چلیں''...... جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔

''ہاں اور کیا ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر ویٹر کو بلا کر انہوں نے بل ادا کیا اور کلب سے باہر نکل آئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار واپس ان کی رہائش گاہ کی طرف بھی چلی جا رہی تھی۔

''اس طرح کام آگے نہیں بڑھے گا۔ ہمیں ان کے ہیڈکوارٹر پر حملہ کرنا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''یس میڈم۔ آپ درست کہہ رہی ہیں۔ میں تو آپ کی وجہ سے خاموش تھا ورنہ میں اب تک ہیڈکوارٹر پر حملہ کر چکا ہوتا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''میں تمہاری وجہ سے سوچ رہی تھی کہ ہم اسے باہر ہی گھیر لیں کیونکہ ہماری تو ہر معاملے کے لئے باقاعدہ ٹریننگ ہوئی ہے اور تم نے آج تک کوئی ٹریننگ نہیں لی''...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''میرے ٹرینر عمران صاحب ہیں اور ایسے ٹرینر قسمت والوں کو

ملتے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''کیا واقعی اس نے کبھی تمہیں خصوصی ٹریننگ دی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ایک بار میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ مجھے بھی سیکرٹ سروس کی ٹریننگ میں شامل کیا جائے تو انہوں نے جواب میں ایک مصرعہ پڑھا جس کا مطلب تھا کہ لاسکا پھول کا ڈیزائن اور کلر سکیم کوئی لاکھ چاہے تو نہیں بنا سکتا لیکن قدرت خود بخود اس پھول کی فن بندی کرتی ہے۔ چنانچہ تم بھی قدرت کے ہاتھوں ٹریننگ لے رہے ہو اور یہی تمہارے لئے کافی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں تو اس نے یہ بات تو تمہیں ٹالنے کے لئے کہی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ ویسے بھی تو انکار کر سکتے تھے۔ بہرحال یہ سبق انہوں نے ضرور دیا ہوا ہے کہ حق کے لئے جو تم سے ہو سکتا ہے کرو''۔ ٹائیگر نے کہا اور جولیا نے اس بار کوئی جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رہائشی کالونی کی اس کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئے جس میں وہ رہائش پذیر تھے۔

''تمہیں معلوم ہے کہ یہاں اسلحہ اور مشینری کی مارکیٹ کہاں ہے''...... جولیا نے کمرے میں پہنچ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''مشینری۔ کیسی مشینری''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

''جو مشینری ہیڈکوارٹر میں نصب ہے اسے زیرو بھی تو کوئی مشینری کر سکتی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ میں سمجھ گیا۔ ویری گڈ۔ آپ واقعی بے حد ذہین ہیں۔ عمران صاحب ایسے نہیں آپ کی تعریفیں کرتے''...... ٹائیگر نے بے ساختہ لہجے میں کہا۔

''وہ میری کیا تعریف کرے گا۔ وہ اپنے علاوہ دوسروں کو ہمیشہ حقیر سمجھتا ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ بو۔ یہ بو کیسی ہے''...... اچانک ٹائیگر نے زور زور سے ناک سکیڑتے ہوئے کہا اور جولیا بھی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کا دماغ کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومنے لگا۔ آخری احساس جو اس کے ذہن میں ابھرا وہ یہی تھا کہ انہیں ہٹ کر لیا گیا ہے لیکن پھر جیسے تیز رفتاری سے گھومتے ہوئے لٹو کی رفتار خود بخود آہستہ ہونا شروع ہو گئی۔ اسی طرح چند لمحوں بعد ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن اس کے کنٹرول میں آ گیا ہو۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو اس نے جو کچھ دیکھا۔ اس سے اس کے ذہن کو انتہائی زور دار جھٹکا لگا کیونکہ وہ اپنی رہائش گاہ کے کمرے کی بجائے کسی اجنبی کمرے میں راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے ساتھ ہی دوسری کرسی پر جولیا ڈھلکے ہوئے انداز میں موجود تھی۔ وہ ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہی تھی۔ کمرہ خالی تھا۔

”یہ ہم کہاں آ گئے“...... ٹائیگر کے ذہن میں سوال ابھرا لیکن فوراً ہی اس کے ذہن نے اس کے سوال کا جواب دے دیا کہ وہ نوما پر ہاتھ نہیں ڈال سکے لیکن نوما نے ان پر ہاتھ ڈال دیا ہے۔ اس نے اپنی کرسی کا جائزہ لیا۔ اس نے پیر پیچھے موڑ کر بٹن چیک کئے لیکن ایسا کوئی بٹن وہاں موجود نہ تھا۔ اسی لمحے اسے جولیا کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ جولیا اب سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ کھل رہی تھیں۔ ٹائیگر مسلسل راڈز سے نکلنے کے بارے میں سوچ رہا تھا لیکن راڈز اس قدر ٹائٹ تھے کہ اسے سانس لینا دوبھر ہو رہا تھا اور کوئی ایسا طریقہ بھی اسے سمجھ نہ آ رہا تھا جس سے وہ ان راڈز کو کھول سکے۔

”یہ سب کیا ہے۔ ہم کہاں ہیں“...... اچانک جولیا کی بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میرا خیال ہے کہ ہم نوما کی قید میں ہیں۔ ایسے راڈز صرف ایجنسیوں کے مراکز میں ہی ہوتے ہیں“...... ٹائیگر نے آہستہ سے کہا تو جولیا جو شاید لاشعوری انداز میں بول رہی تھی، ٹائیگر کی بات سن کر چونک پڑی۔ اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سامنے موجود بند دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ دونوں مقامی افراد تھے۔

”خیال رکھنا فریڈ۔ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ کوئی چکر چلا دیں“...... ایک آدمی نے دوسرے سے مخاطب ہو

کر کہا۔

”اگر یہ تربیت یافتہ ہیں تو ہم کوئی ناکارہ لوگ نہیں ہیں۔ ہم بھی تربیت یافتہ ہیں“...... دوسرے آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”برا منانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میڈم کا یہی خیال ہے“۔ پہلے آدمی نے کہا۔ اسی لمحے دور سے ہارن کی آواز سنائی دی۔

”میڈم آ گئی ہیں۔ آؤ“...... فریڈ نے کہا اور وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔

”یہ سب کیسے ہوا ہے۔ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعی ہماری نگرانی کر رہے تھے“...... جولیا نے کہا۔

”جو بھی ہوا بہرحال اس کا ایک فائدہ بھی ہے کہ ہماری ملاقات نوما سے ہونے والی ہے ورنہ ہم اسے تلاش کرتے رہ جاتے“۔ ٹائیگر نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”اس حالت میں بھی ایسے خوشگوار فقرے کہنا واقعی عمران کے شاگرد کا ہی کام ہے۔ بہرحال میرے راڈز کچھ کھلے ہیں اور کچھ میں نے سانس اندر کھینچ کر جسم کو سکیڑنے کی پریکٹس کی ہوئی ہے اس لئے تم اس عورت نوما کو اپنی طرف متوجہ رکھنا، میں کوشش کروں گی کہ راڈز سے نکل کر سچوئیشن تبدیل کر دوں“...... جولیا نے کہا۔

جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک نوجوان لڑکی جس نے پینٹ اور اوپر لیدر کی لیڈیز جیکٹ پہن رکھی

تھی اندر داخل ہوئی۔ اس کے سنہرے بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ رنگ بے حد صاف تھا اور چہرے کے نقوش یونانیوں جیسے تھے۔ بصورت مجموعی وہ خاصی خوبصورت تھی۔ اس کے پیچھے وہی دونوں آدمی تھے جو پہلے اندر آئے تھے اور پھر باہر چلے گئے تھے۔ جن میں سے ایک کا نام فریڈ تھا۔ فریڈ نے ہی دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی کرسیاں اٹھا کر سامنے رکھیں۔

''بیٹھو نرائن اور فریڈ۔ تم بھی بیٹھو''...... آنے والی لڑکی نے دونوں سے کہا اور خود بھی قدرے آگے کر کے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ دونوں مقامی افراد بھی اس کی دونوں سائیڈوں پر بیٹھ گئے۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... نوما نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا نام پوچھنے سے پہلے تم بتاؤ کہ یہاں آنے والے سیاحوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے۔ ہم چور ہیں، ڈاکو ہیں یا دہشت گرد ہیں کہ ہم یہاں راڈز میں جکڑے ہوئے بیٹھے ہیں''...... ٹائیگر نے قدرے روکھے سے لہجے میں کہا۔

''میں دوسری بار سوال دوہرانے کی عادی نہیں ہوں لیکن پہلی بار اپنا اصول توڑ رہی ہوں۔ اب اگر تم نے میری بات کا جواب دینے کی بجائے ایسی تقریر کی تو گولی مار دوں گی۔ بولو کیا نام ہے تمہارا۔ بولو''...... نوما نے قدرے سخت لہجے میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل بھی نکال

لیا۔

''میرا نام رضوان ہے اور میرا تعلق پاکیشیا کی کراؤن یونیورسٹی سے ہے۔ میں اس یونیورسٹی میں ماحولیات کا پروفیسر ہوں''...... اس بار ٹائیگر نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''اور تم کون ہو۔ کیا نام ہے تمہارا''...... نوما نے اس بار جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا نام جولیانا ہے اور میرا تعلق سوئٹزرلینڈ سے ہے اور میں وہاں کی نیشنل یونیورسٹی میں جغرافیہ کی پروفیسر ہوں''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو نوما بے اختیار چونک پڑی۔

''نرائن یہ تو سوئس نژاد ہے۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی رکن تو ہو ہی نہیں سکتی''...... نوما نے ساتھ بیٹھے ہوئے نرائن سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس چیف۔ لیکن اس عورت کے منہ سے عمران کا نام اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے الفاظ سنے گئے ہیں''...... نرائن نے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے نرائن کہ کوئی سیکرٹ سروس کسی غیر ملکی کو اپنا رکن بنائے۔ اب ہم بلیک ایجنسی میں کیا کسی غیر ملکی کو شامل کر سکتے ہیں۔ یقیناً تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ بہرحال اب تو یہ یہاں آ گئی ہے اس لئے اس کی موت تو یقینی ہے''...... نوما نے کہا۔

''یہ تم بار بار ایجنسی کے الفاظ ادا کر رہی ہو۔ یہ ایجنسی کیا ہوتی ہے''...... جولیا نے کہا تو نوما بے اختیار ہنس پڑی۔

''اب تم اپنے آپ کو سادہ لوح اور احمق ظاہر کرنا چاہتی ہو لیکن تمہارے ساتھ جو آدمی ہے یہ مجھے بے حد چالاک اور ہوشیار نظر آتا ہے۔ تم دونوں سچ سچ بتا دو کہ تم کون ہو اور کس ایجنسی سے تمہارا تعلق ہے اور تم یہاں کیوں آئے ہو ورنہ تمہارے حلق سے سب کچھ جبراً اگلوا لوں گی''...... نوما نے تیز لہجے میں کہا۔

''بتایا تو ہے کہ ہمارا تعلق یونیورسٹیوں سے ہے۔ تمہیں یا تمہارے آدمیوں کو کوئی غلطی فہمی ہوئی ہے۔ تم نے ہمارے کاغذات چیک کرائے ہوں گے اس کے باوجود تم یہ سب کچھ کہہ رہی ہو''۔ جولیا نے کہا۔

''تم بہت زیادہ باتیں کرتی ہو اور ویسے بھی تم ہمارے لئے بے کار ہو اس لئے تم تو چھٹی کرو۔ تمہارے ساتھی سے میں خود ہی سب کچھ اگلوا لوں گی''...... نوما نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا رخ جولیا کی طرف کر دیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت سختی اور سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن اس کی آنکھوں میں وہ چمک نہ ابھری تھی جو ایسے موقع پر لازمی ابھرتی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ صرف خوفزدہ کر رہی تھی۔ اس کا گولی چلانے کا ارادہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ٹائیگر مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ وہ کسی طرح راڈز کی جکڑ سے باہر آئے لیکن کوئی کوشش بار آور ثابت نہ ہو رہی تھی۔

''تم ہم سے چاہتی کیا ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہی کہ تم اس بات کو قبول کرو کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... نوما نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر ہم ایسا بیان دے بھی دیں تو تم ہمارے ساتھ کیا سلوک کرو گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہی سلوک جو دشمنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مطلب ہے کہ تم دونوں کو ہلاک کر دوں گی اور یہی میری کامیابی ہو گی''...... نوما نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

''رضوان۔ اس کو اصل بات بتا دینی چاہئے تاکہ ہمیں یہ راڈز کی گرفت سے نکال دے''...... اچانک جولیا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر کے جسم میں سردی کی تیز لہر سی دوڑ گئی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مس جولیا نے اسے کوڈ میں راڈز کی گرفت سے باہر آنے کا اشارہ دیا ہے لیکن راڈز اس کے جسم کے گرد بے حد ٹائٹ تھے۔

''تم اصل بات بتا دو۔ میرا وعدہ ہے کہ میں نہ صرف تمہیں راڈز سے آزاد کر دوں گی بلکہ زندہ بھی چھوڑ دوں گی''...... نوما نے کہا۔

''آ جاؤ۔ آ جاؤ۔ کیوں رک گئی ہو''...... اچانک جولیا نے سامنے بیٹھی ہوئی نوما اور اس کے دونوں ساتھیوں کے عقب میں دیکھتے ہوئے کہا تو ان تینوں نے مڑنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے وہ مڑے بغیر اپنے عقب میں نہ دیکھ سکتے تھے۔ اس لئے وہ تینوں ہی

لاشعوری طور پر اٹھ کھڑے ہوئے اور مڑ کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ اسی لمحے جولیا کا جسم آگے کی طرف جھکتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد ہی راڈز سے باہر آ گیا۔ نوما اور اس کے ساتھیوں کے اٹھ کر دروازے کی طرف مڑنے اور پھر واپس پلٹنے تک کے وقت میں جولیا راڈز سے باہر آ چکی تھی۔

”یہ کیا“...... نوما نے یکلخت چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے کرسی کے سامنے فرش پر اکڑوں بیٹھی جولیا اس طرح اچھلی جیسے سپرنگ اچانک اپنی جگہ سے اچھلتا ہے اور دوسرے لمحے کمرہ نوما کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ جولیا کا جسم ہوا میں اڑتا ہوا پوری قوت سے نوما سے ٹکرایا تھا اور نوما پشت کے بل ایک دھماکے سے فرش سے ٹکرائی۔ یہ ایسی چوٹ تھی جس نے نوما کو چیخنے پر مجبور کر دیا تھا۔ نرائن اور فریڈ دونوں نے اپنے طور پر جولیا پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن جولیا کا جسم تو اس طرح تیزی سے حرکت کر رہا تھا جیسے اس کی رگوں میں خون کی بجائے پارہ دوڑ رہا ہو کیونکہ جولیا کو معلوم تھا کہ اگر وہ ڈھیلی پڑی تو نہ صرف وہ بلکہ ٹائیگر بھی مارا جائے گا جبکہ اس نوما نے عمران پر میزائل پسٹل کا فائر کیا تھا جس کے زہر سے بچ نکلنا ناممکن تھا لیکن جوزف کے روپ میں اللہ تعالیٰ نے رحمت بھیج دی۔ جولیا کے یکلخت سائیڈ پر ہوتے ہی وہ دونوں اٹھتی ہوئی نوما سے اس قدر زور سے ٹکرائے کہ نوما ایک بار پھر پشت کے بل فرش پر جا گری اور وہ دونوں اس کے اوپر آ

گرے لیکن دوسرے لمحے وہ دونوں چیختے ہوئے ایک طرف ہٹے کیونکہ نوما نے نیچے گرتے ہی دونوں سائیڈوں پر اس انداز میں جھٹکا کہ اس پر گرنے والے دونوں افراد ضرب کھا کر سائیڈوں پر جا گرے اور پھر یکلخت کمرہ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

”نوما کو بچالیں۔ اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے“...... ٹائیگر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ ٹائیگر کی بات ختم ہوتی، نوما کسی توپ کے گولے کی طرح جولیا سے ٹکرائی اور جولیا کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر کافی فاصلے پر جا گرا جبکہ اس ٹکر سے جولیا پشت کے بل فرش پر جا گری جبکہ اس سے ٹکرانے کے بعد نوما نے الٹی قلابازی کھائی اور اڑتی ہوئی اس طرف جا کھڑی ہوئی جہاں سے مشین پسٹل قریب تھا لیکن اس سے پہلے کہ نوما چھلانگ لگا کر آگے بڑھتی اور مشین پسٹل پر قبضہ کر لیتی، جولیا نے ایک بار پھر اچھل کر اس پر حملہ کر دیا لیکن اس بار نوما، جولیا کو ڈاج دینے میں کامیاب رہی۔ وہ جولیا کے اچھلتے ہی دائیں طرف کو اس طرح جھکی جیسے دائیں طرف چھلانگ لگا رہی ہو اس لئے حملہ آور جولیا نے اپنا رخ ہوا میں ہی بدلا اور دائیں طرف کر دیا لیکن نوما بجلی کی سی تیزی سے دائیں کی بجائے بائیں طرف چلی گئی اور جولیا منہ کے بل سیدھی فرش سے جا ٹکرائی۔ اسی لمحے نوما نے پوری قوت سے جولیا کی پسلیوں میں کک ماری تو جولیا کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل

گئی۔

''اس نے عمران صاحب پر حملہ کیا ہے مس جولیا''...... راڈز میں جکڑے بیٹھے ٹائیگر نے جولیا کو فرش سے ٹکراتے اور پسلیوں پر کک کھانے کے بعد ڈھیلا پڑتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا اور اس کے اس فقرے کا جولیا پر مثبت اثر پڑا اور جولیا نے یکلخت اس طرح چیخ ماری جیسے اس کی کوئی ہڈی توڑ دی گئی ہو اور چیخ کی آواز سن کر نوما جو دوبارہ اسے زور دار کک مارنے کی تیاری کر رہی تھی چونک کر جولیا کو دیکھنے لگی۔ چیخ نے اس کے ذہن کو اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ وہ سمجھے کہ جولیا ختم ہو رہی ہے اس لئے اس کا حملہ لاشعوری طور پر رک گیا تھا اور جولیا نے یہی فائدہ اٹھانے کے لئے مخصوص انداز میں چیخ ماری تھی۔ نوما کے رکتے ہی جولیا ایک جھٹکے سے اٹھی اور پھر اس سے پہلے کہ نوما سنبھلتی جولیا ایک بار پھر اسے ٹکر مار کر نیچے گرانے میں کامیاب ہوگئی لیکن اس بار اس نے خاصی تیز رفتاری سے نوما کو پے درپے ککیں مارنا شروع کر دیں۔ نوما نے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن جولیا کی دونوں ٹانگیں جیسے کسی مشین سے منسلک ہوگئی ہوں اور آٹھویں یا نویں کک پر نوما کا جسم ایک جھٹکے سے ڈھیلا پڑ گیا تو جولیا رک گئی۔

''ویل ڈن میڈم۔ ویل ڈن''...... ٹائیگر نے جولیا کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''یہ سب تمہاری وجہ سے ہے۔ اگر تم مجھے بروقت عمران کا

حوالہ دے کر کاشن نہ دیتے تو میں لازماً ہٹ ہو جاتی''...... جولیا نے کہا۔

''اب یہ راڈز کیسے کھلیں گے۔ میں نے تو اپنی ٹریننگ کے باعث سانس کو پوری قوت سے اندر کھینچا تو میرا پیٹ اندر کی طرف دھنستا چلا گیا۔ چونکہ راڈز جو پیٹ کے گرد تھے پہلے ہی میرے جسم سے قدرے کھلے تھے اور پھر سانس اندر کھینچنے کی وجہ سے یہ گیپ بڑھ گیا اور میں اٹھ کر اور الٹی قلابازی کھا کر راڈز کی گرفت سے آزاد ہوگئی''...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ راڈز ریموٹ کنٹرولر سے کنٹرول کئے جاتے ہیں اور ریموٹ کنٹرولر یقیناً ان دونوں میں سے کسی ایک کے پاس ہو گا''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جولیا اثبات میں سر ہلاتی ہوئی نرائن اور فریڈ کی لاشوں کی طرف بڑھ گئی جنہیں اس نے مشین پسٹل سے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا اور پھر فریڈ کی جیب سے ریموٹ کنٹرولر نکل آیا جس کا رخ ٹائیگر کی طرف کر کے جولیا نے بٹن پریس کر دیا تو کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی دونوں کرسیوں کے راڈز کھل گئے اور کرسیوں کے مخصوص حصوں میں جا کر نظروں سے اوجھل ہو گئے اور ٹائیگر اٹھ کر آگے بڑھا۔

''میں باہر دیکھتا ہوں''...... ٹائیگر نے ایک طرف پڑا مشین پسٹل اٹھاتے ہوئے کہا۔

''پہلے اسے راڈز میں جکڑتے جاؤ۔ یہ خاصی تربیت یافتہ عورت

ہے اور یہ کسی بھی وقت ہوش میں آ سکتی ہے اور میں اسے بغیر معلومات حاصل کئے ہلاک نہیں کر سکتی تا کہ اس کے پیچھے جو لوگ ہیں وہ لوگ سامنے آ جائیں''...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جولیا کی مدد سے اس نے فرش پر بے ہوش پڑی نوما کو اٹھا کر اس کرسی پر ڈال دیا جس پر پہلے جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔ جولیا نے ریموٹ کنٹرولر کا رخ اس کی طرف کر کے بٹن پریس کیا تو کٹاک کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی راڈز نوما کے جسم کے گرد ظاہر ہو گئے۔ جولیا نے ایک بار پھر بٹن دبایا تو ایک بار پھر کٹاک کٹاک کی آوازیں سنائی دیں اور راڈز مزید اندر چلے گئے اب جولیا کے چہرے پر اطمینان تھا کہ اب اس کی طرح سانس اندر کھینچ کر نوما ان تنگ راڈز سے باہر نہ آ سکے گی اور ریموٹ کنٹرولر کو ایک طرف رکھ کر اس نے کرسی سیدھی کی اور اس پر بیٹھ کر لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں مسلسل دوڑ رہی تھیں۔ نوما کی ٹکر نے اس کی پسلیوں کو یا تو کریک کر دیا تھا یا ٹیڑھا کر دیا تھا اور ان میں سے ہی درد کی تیز لہریں سی مسلسل جسم میں دوڑ رہی تھیں لیکن جولیا ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے صالحہ ساتھ نہیں تھی اس لئے وہ خود ہی اس جگہ کو اپنے ہاتھ سے سہلانے میں مصروف تھی تا کہ درد کم ہو سکے۔ ٹائیگر مشین پسٹل لے کر باہر جا چکا تھا۔ جولیا کا یہی خیال تھا کہ ان دونوں نرائن اور فریڈ کے علاوہ اور کوئی آدمی یہاں موجود نہیں ہے ورنہ جب اس

نے نرائن اور فریڈ پر فائرنگ کی تھی تو باہر موجود آدمی لازماً اندر آتے۔ ویسے یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ یہی سمجھے ہوں کہ نوما نے فائرنگ کی ہے اس لئے نہ آئے ہوں کیونکہ ان کے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ مطمئن ہوں گے کہ یہ دونوں بے بس تھے۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آ گیا۔

''اس پوائنٹ پر اور کوئی نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جولیا کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''او کے۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ''...... جولیا نے نوما کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں۔ یہ کام مجھے کرنا ہے''...... جولیا نے فوراً ہی اپنا حکم تبدیل کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''آپ بیٹھیں۔ میں اسے ہوش میں لے آتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ شائستگی کے خلاف ہے کہ تم کسی عورت کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے ہوش میں لے آؤ۔ مجبوری کی اور بات ہوتی ہے''...... جولیا نے بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا اور اٹھ کر نوما کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے نوما کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی نوما کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو جولیا نے ہاتھ ہٹائے اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ ٹائیگر نے فرش پر پڑی ہوئی ایک اور کرسی سیدھی کی اور

اس پر بیٹھ گیا۔

‘‘تم یہاں بیٹھنے کی بجائے باہر رہو۔ یہ ایجنسی کا پوائنٹ ہے۔ کسی بھی وقت یہاں کوئی آ سکتا ہے۔ کسی کا فون بھی آ سکتا ہے۔ میں خود ہی اس سے تمام معلومات حاصل کر لوں گی’’...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر کوئی جواب دیئے بغیر اٹھا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ جولیا کی نظریں نوما پر جمی ہوئی تھیں۔

‘‘یہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ کیسے ہو گیا’’...... یکلخت نوما نے ہڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

‘‘کیا کیسے ہو گیا’’...... جولیا نے کہا تو جولیا کی آواز سن کر نوما کو جھٹکا سا لگا اور اس کی آنکھوں میں چھائی ہوئی دھند صاف ہو گئی۔ اب اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک تھی۔

‘‘یہ تم کیسے راڈز سے باہر آ گئیں۔ یہ کیسے ممکن ہے’’...... نوما نے سامنے بیٹھی جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا نے اسے سانس اندر کھینچنے اور راڈز میں خلا زیادہ ہونے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

‘‘لیکن میں جسمانی طور پر تم جیسی ہی ہوں۔ یہ راڈز تو میرے جسم پر بہت ٹائٹ ہیں’’...... نوما نے کہا۔

‘‘ریموٹ کنٹرولر کا یہی فائدہ ہوتا ہے کہ اس سے راڈز کی ایڈجسٹمنٹ ہو سکتی ہے اور تمہیں میں نے اپنے جیسے انداز میں آزاد ہونے سے روکنے کے لئے ریموٹ کنٹرولر سے راڈز کو مزید ٹائٹ

کر دیا ہے’’...... جولیا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

‘‘تم سوئس نژاد ہو کر کیا واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہو’’...... نوما نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

‘‘ہاں۔ میں سوئس نژاد ضرور ہوں مگر اب پاکیشیائی ہوں’’۔ جولیا جواب دیتے ہوئے کہا۔

‘‘بہرحال تم جیت گئی اور میں ہار گئی ہوں۔ اب تم جو چاہو مجھ سے سلوک کر سکتی ہو’’...... نوما نے ایسے لہجے میں کہا جیسے زندگی سے مایوس ہو چکی ہو۔

‘‘مایوسی گناہ ہے اور تمہیں ہلاک کرنے سے ہمیں ملے گا لیکن شرط صرف اتنی ہے کہ تم سب کچھ تفصیل سے بتا دو کہ پاکیشیا لیبارٹری سے ایس ایس میزائل فارمولا کس نے نکالا۔ اس کے پیچھے کون لوگ تھے۔ کرنل وشان کو کیوں ہلاک کیا گیا’’...... جولیا نے کہا۔

‘‘سوری۔ یہ سٹیٹ سیکرٹ ہے اور میں اپنے وطن سے غداری نہیں کر سکتی۔ تم مجھے مار دو یا تشدد کرو مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نے خود ہی اس پروفیشن کا انتخاب کیا ہے جس میں شکست کا مطلب موت ہی ہوتا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ میں نے وہ کورس بھی کیا ہوا ہے جس سے انسان تشدد پروف ہو جاتا ہے’’۔ نوما نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

‘‘سوچ لو۔ موت بہت بھیانک ہوتی ہے اور زندگی بے حد

رنگین''...... جولیا نے کہا۔

''کیا تم واقعی مجھے زندہ چھوڑ دو گی''...... نوما نے کہا۔

''ہاں۔ میں حلف دیتی ہوں کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گی بشرطیکہ تم سب کچھ سچ سچ بتا دو''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے تمہارے حلف پر اعتماد ہے۔ پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو''...... نوما نے سب کچھ بتانے پر آمادہ ہوتے ہوئے کہا۔

''جو کچھ جانتی ہو بتا دو''...... جولیا نے کہا۔

''ہماری ایجنسی کا نام بلیک راڈ تھا۔ اس کا انچارج کرنل وشان تھا۔ ہمارا مقصد لیبارٹروں اور سائنسی فارمولوں پر کام کرنا تھا۔ کافرستان اور اسرائیل میں دوستانہ معاہدے موجود ہیں۔ ایکریمیا میں یہودیوں کی ایک بین الاقوامی تنظیم جس کا نام لارڈز ہے کا سپر ایجنٹ کرنل جیمز یہاں آیا اور کرنل وشان سے مل کر اس نے اسے پاکیشیا کے ملحقہ علاقوں جنہیں عام طور پر آزاد علاقے کہا جاتا ہے، میں ساتھ کام کرنے کی آفر کی اور اسرائیلی حکام نے کافرستانی حکام سے بھی کرنل جیمز کے مشن میں ساتھ دینے کا حکم دیا۔ مشن یہ تھا کہ ایس ایس میزائل کی لیبارٹری کو تلاش کیا جائے۔ پھر وہاں سے ایس ایس فارمولا حاصل کر کے کرنل جیمز ایکریمیا واپس پہنچ جائے۔ چنانچہ کرنل وشان نے اعلیٰ حکام کی سفارش پر کرنل جیمز کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور مجھے بھی ٹاسک دے دیا گیا کہ میں کرنل جیمز اور اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہوں تو ان سے بھی ضرور

تعاون کروں۔ تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں یہ کام بے حد آسانی سے ہو گیا جو مجھے ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ کیونکہ اس لیبارٹری میں کام کرنے والا پاکیشیائی سائنسدان ڈاکٹر اکرم ہمارے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ کرنل وشان نے اسے بے پناہ دولت دینے کی آفر کی جبکہ میں نے اس ڈاکٹر اکرم پر اپنے حسن کا جال پھینکا اور وہ ہمارے ٹریپ میں آ گیا۔ مختصر یہ کہ ڈاکٹر اکرم نے لیبارٹری سے نہ صرف فارمولا باہر نکال لیا بلکہ کمپیوٹرائزڈ چیکنگ کے باوجود اس نے انتہائی طاقتور ایک بم بھی لیبارٹری کے اندر پہنچا دیا اور خود باہر آ گیا۔ ہم نے لیبارٹری کو وائرلیس چارجر کے ذریعے اڑا دیا اور واپس کافرستان کے لئے روانہ ہو گئے۔ ہم نے سمگلروں والا راستہ اختیار کیا جب ہم نے دیکھا کہ ہم محفوظ ہو گئے ہیں تو کرنل وشان نے ڈاکٹر اکرم کو گولی مار دی۔ اب کرنل وشان ہر صورت میں ایس ایس میزائل فارمولے کی کاپی کافرستان کے لئے لینا چاہتا تھا جبکہ کرنل جیمز اس فارمولے کو کافرستان کو اس لئے نہ دینا چاہتا تھا کہ پاکیشیا والے یہاں سے فارمولا واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس نے مجھے کہا کہ اگر میں بلیک راڈ کی چیف بننا چاہتی ہوں تو اس کے ساتھ مکمل تعاون کروں۔ اس کا کہنا تھا کہ کرنل وشان کو وہ گولی مار دے گا اور پھر اسرائیل کے حکام سے کافرستانی حکام کو کہلوا کر بلیک راڈز کی چیف مجھے بنا دیا جائے گا۔ میں نے اس پر اثبات میں جواب دیا چنانچہ کرنل جیمز نے اچانک کرنل وشان کو

گولی مار کر ہلاک کر دیا اور پھر کافرستانی فوج کا ہیلی کاپٹر منگوا کر اس پر کرنل وشان کی لاش لائی گئی اور کہا گیا کہ دشمن ایجنٹ نے یہ کام کیا ہے اور سنگلاخ پہاڑوں کی وجہ سے وہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب رہا ہے اور پھر کرنل جیمز نے واپس جا کر اپنا وعدہ پورا کیا اور مجھے بلیک راڈ کی چیف بنا دیا گیا اور ایجنسی کا نام بدل کر بلیک ایجنسی رکھ دیا گیا جبکہ ایکریمیا کی سب سے طاقتور ایجنسی بھی بلیک ایجنسی ہے''...... نوما نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے عمران کے فلیٹ پر جا کر میزائل پسٹل کے ذریعے اس پر میزائل فائر کر دیا۔ کس نے کہا تھا تمہیں ایسا کرنے کے لئے''۔ جولیا نے کہا۔

''کرنل جیمز نے۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے بین الاقوامی سیکرٹ سروس کی سپر ایجنٹ بنوا دے گا چنانچہ میں پاکیشیا گئی وہاں کازک کلب کا مالک اور جنرل مینجر کازک میرا دوست ہے۔ اس نے مجھ سے پورا تعاون کیا اور میں عمران کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئی''...... نوما نے کہا۔

''کرنل جیمز کا فون نمبر کیا ہے۔ لارڈز کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''۔ جولیا نے پوچھا۔

''ہیڈ کوارٹر کا مجھے علم نہیں ہے کیونکہ میں کبھی ایکریمی ریاست لوسانو نہیں گئی''۔ نوما نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی کرنل جیمز کا فون نمبر بتا دیا تو جولیا اٹھ کھڑی ہوئی۔

''مجھے تو رہا کر دو۔ ورنہ یہاں کوئی نہیں آئے گا اور میں سسک سسک کر مر جاؤں گی''...... نوما نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''میں اپنے ساتھی کو بلانے جا رہی ہوں۔ ابھی واپس آ رہی ہوں''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ بیرونی دروازے کو کراس کر کے باہر آ گئی۔ وہاں قریب ہی برآمدے میں ٹائیگر موجود تھا۔

''ٹائیگر''...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

''یس میڈم''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے میڈم مت کہا کرو۔ یہ لفظ سن کر مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے میں بوڑھی گھوسٹ ہو گئی ہوں۔ مجھے مس جولیا کہا کرو۔ یہاں کسی جگہ کارڈلیس فون سیٹ ہو تو وہ اٹھا لاؤ۔ میں نوما سے کرنل جیمز کے بارے میں کنفرمیشن کرانا چاہتی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''یس مس۔ میں لے آتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے ایک برآمدے میں آگے بڑھتا چلا گیا جبکہ جولیا واپس کمرے میں آ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

''تم اب کیا چاہتی ہو۔ جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ میں نے بتا دیا ہے''...... نوما نے کہا۔

''تم نے کرنل جیمز کا فون نمبر بتایا ہے۔ اسے کنفرم کرانا ہو گا تمہیں۔ میں یہ نمبر ڈائل کر کے رسیور تمہارے کان سے لگا دوں گی۔ تم نے کنفرم کرانا ہے کہ یہ واقعی کرنل جیمز ہے اور وہ اس سارے معاملے میں ملوث ہے''...... جولیا نے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر

اندر داخل ہوا اور اس نے کارڈلیس فون جولیا کو دیا اور واپس مڑنے لگا۔

''بیٹھو۔ چند لمحوں کی بات ہے۔ پھر اکٹھے چلیں گے''...... جولیا نے کارڈلیس فون کا رسیور اٹھا کر اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یہ فون لو اور رسیور نوما کے کان سے لگا دو''...... جولیا نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے فون سیٹ اپنے ہاتھ میں رکھا اور رسیور نوما کے کان سے لگا دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

''یس''...... اچانک رسیور اٹھانے کی آواز کے ساتھ ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کافرستان سے بلیک ایجنسی کی چیف نوما بول رہی ہوں''۔ نوما نے کہا۔

''یس مس نوما۔ فرمائیے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کرنل جیمز سے میری بات کراؤ۔ ایک انتہائی ضروری مسئلہ ہے''...... نوما نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کرنل جیمز بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''نوما بول رہی ہوں کافرستان سے''...... نوما نے کہا۔

''اوہ تم۔ کہو کیسی جا رہی ہے تمہاری ایجنسی اور کب آ رہی ہو لوسانو''...... کرنل جیمز کا لہجہ یکلخت تبدیل ہو گیا تھا۔ وہ اب بڑے لاڈ بھرے لہجے میں بات کر رہا تھا۔

''جلد آؤں گی۔ یہاں چند مشنز ہیں وہ مکمل کر لوں۔ آپ جو فارمولا لے گئے تھے وہ کام آیا ہے یا نہیں''...... نوما نے کہا۔

''کام آیا کا کیا مطلب ہوا''...... کرنل جیمز نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ پاکیشیائی بہت ڈرامہ باز ہیں۔ یہ خواہ مخواہ اپنی چھوٹی سی چیز کو بڑا اور دوسروں کی بڑی چیز کو چھوٹا کہتے رہتے ہیں اس لئے میں پوچھ رہی تھی کہ اصل میں یہ عام سا فارمولا ہو لیکن اسے ایس ایس میزائل یعنی سپر سانک میزائل بنا دیں کہ یہ روشنی کی رفتار سے چلتا ہے اور پلک جھپکتے ہی ٹارگٹ کو ہٹ کر دیتا ہے۔ اس کی سپیڈ اتنی ہوتی ہے کہ کوئی دوسرا میزائل اسے ہٹ کر ہی نہیں سکتا''۔ نوما نے میزائل کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ فارمولا اسرائیل کی سب سے بڑی اور شاندار لیبارٹری کاسان بھجوا دیا گیا ہے''...... کرنل جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسرائیل کی لیبارٹری۔ لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ لوسانو کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ آپ خود بھی تو لوسانی ہیں۔ آپ کا ہیڈکوارٹر بھی لازماً لوسانو میں ہی ہو گا''...... نوما نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

''ہم یہودی ہیں اور اسرائیل یہودیوں کی مقدس جگہ ہے۔ میرا تعلق لارڈز سے ہے۔ اس طرح اور بھی بہت سی ایجنسیاں ہیں جو اسرائیل کو باقاعدہ فیڈ کرتی ہیں''...... کرنل جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کافرستان آنے کا تو کوئی ارادہ ہے یا نہیں''...... نوما نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی کوئی پروگرام نہیں ہے''...... کرنل جیمز نے جواب دیا۔

''میں جلد آؤں گی۔ اوکے۔ گڈ بائی''...... نوما نے کہا تو ٹائیگر نے اس کے کان سے رسیور ہٹا کر اسے فون پر رکھا اور فون واپس لا کر اسے کرسی پر رکھ دیا۔

''آؤ چلیں اور سنو۔ میں نے نوما کو حلف دیا ہے کہ میں اسے ہلاک نہیں کروں گی۔ لیکن تم نے تو حلف نہیں دیا۔ اس لئے تم جو چاہو فیصلہ کرو''...... جولیا نے کرانس زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس نے باس عمران پر خوفناک قاتلانہ حملہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے اسرائیلی ایجنٹوں سے مل کر پاکیشیا کی لیبارٹری تباہ کی اور سائنسدانوں کو ہلاک کیا۔ یہ سب کچھ کرنے والا کم از کم سزائے موت کا حقدار ہے لیکن باس اپنے اوپر کئے جانے والے حملوں کا

ذاتی طور پر انتقام نہیں لیتے اس لئے باوجود ان سب باتوں کے میں نے اگر اسے ہلاک کر دیا تو باس مجھ سے مستقل ناراض ہو جائیں گے''...... ٹائیگر نے بھی کرانس زبان میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ اس مشن میں تم نے میرے حکم کے تحت یہ کام کرنا ہے عمران کے تحت نہیں اور اس کے لئے تم عمران کو جواب دہ نہیں ہو۔ میں باہر جا رہی ہوں۔ تم آ جانا''...... جولیا نے کرانس زبان میں کہا۔

''یہ تم لوگ کس زبان میں باتیں کر رہے ہو۔ مجھے چھوڑ دو''...... نوما نے کہا لیکن جولیا نے مڑ کر نہ دیکھا اور کمرے سے باہر آ گئی۔ چند لمحوں بعد اندر سے فائرنگ اور چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

صفدر کے فلیٹ میں اس وقت کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ موجود تھے۔ وہ سب چائے پینے اور بسکٹ کھانے میں مصروف تھے۔ جولیا چونکہ ٹائیگر کے ساتھ کافرستان گئی ہوئی تھی اس لئے صفدر نے اپنے فلیٹ میں انہیں بلایا تھا اور وہ چائے پینے کے ساتھ ساتھ مشن پر بھی ڈسکس کر رہے تھے۔

''میرا خیال ہے کہ چیف نے مشن کو عمران کے مکمل تندرست ہونے تک ملتوی کر دیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میرا خیال اور ہے۔ ابھی اس مشن کے بارے میں ٹارگٹ رپورٹیں نہیں مل رہیں کہ پاکیشیا سے چرائے گئے فارمولے کو یہاں سے کون لے گیا ہے اور وہاں وہ کس کی تحویل میں ہے اور کس لیبارٹری میں ہے۔ ان سب معلومات کے بغیر ہم کامیاب نہیں ہو سکتے''...... صالحہ نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ پہلے معلومات اکٹھی کرنے کا کام

عمران صاحب کیا کرتے تھے لیکن اب ہمیں اس سلسلے میں کام کرنا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔ اسی لمحے میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صفدر نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''جولیا بول رہی ہوں صفدر''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی تو صفدر سمیت سب چونک پڑے۔

''آپ کہاں سے فون کر رہی ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''اپنے فلیٹ سے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آپ واپس آ گئی ہیں۔ کب۔ کیا ہوا آپ کے مشن کا''...... صفدر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''تفصیل سے بات ہو گی۔ یہاں ٹائیگر بھی میرے ساتھ ہے۔ اسے میں نے پابند کیا ہے کہ ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی اس سے سوال کرے۔ اگر تم چاہو تو میرے فلیٹ پر آ جاؤ ورنہ میں اور ٹائیگر وہاں آ جائیں گے لیکن باقی ساتھیوں کو بلانا پڑے گا''...... جولیا نے کہا۔

''یہاں میرے فلیٹ پر کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ موجود ہیں۔ آپ آ جائیں گی تو مجھے خوشی ہو گی''...... صفدر نے کہا۔

''میں آ رہی ہوں ٹائیگر سمیت''...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''مس جولیا کا مشن کیا تھا۔ کیا صرف معلومات حاصل کرنا مقصود تھیں۔ وہ تو یہاں سے فون پر بھی مل سکتی تھیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''صرف معلومات نہیں۔ مصدقہ معلومات اور خاص طور پر جو ایجنسی ہمارے خلاف کام کر رہی ہے اس کے بارے میں معلومات''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو صفدر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ جولیا اور ٹائیگر سمیت واپس آ گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد وہ دونوں بھی اس ہال نما کمرے میں بیٹھ گئے جس میں صفدر اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ صفدر نے اٹھ کر الماری سے جوس کے دو ٹن نکالے اور ایک ایک جولیا اور ٹائیگر کے سامنے رکھ کر وہ دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''مس جولیا۔ کب پہنچیں ہیں آپ وطن واپس''...... صفدر نے کہا۔

''کل رات پہلے پہر۔ یہاں پہنچ کر میں نے چیف کو اطلاع دی اور ٹائیگر کو بھی پابند کر دیا کہ وہ ہوٹل کے کمرے میں ہی رہے۔ جب میں کال کروں تو وہ میرے فلیٹ پر آ جائے۔ اس کے بعد میں نے مشن کی تفصیلی رپورٹ لکھ کر چیف کو بھجوا دی۔ پھر ٹائیگر کو کال کر کے اپنے فلیٹ پر بلوایا اور اب ہم دونوں یہاں موجود ہیں''...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا مشن کا''...... صفدر نے ہی پوچھا تو جولیا نے نوما کے ساتھ ہونے والے ٹکراؤ کی تفصیل کے ساتھ ساتھ کرنل جیمز اور یہودی تنظیم لارڈز کے بارے میں بھی تفصیل سے بتا دیا۔

''ہمارا فارمولا اب کہاں ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اسرائیل کی سب سے اہم اور ناقابل تسخیر لیبارٹری کاسان میں بتایا گیا ہے''...... جولیا نے جواب دیا۔

''اسرائیل کے اندر یا نواح میں کوئی کاسان نامی شہر تو میری یادداشت میں نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ یہ لیبارٹری کا نام ہو''...... جولیا نے کہا۔

''میں بتاتا ہوں۔ کاسان اسرائیل میں نہیں بلکہ یونان کے قریب بحیرہ روم میں ایک خاصا بڑا جزیرہ ہے۔ اس جزیرے کا نام کاسان ہے۔ اس پر قبضہ یہودیوں کا ہے اور وہاں یہودیوں کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوسکتا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہیں کیسے معلوم ہے۔ کیا تم وہاں گئے ہو''...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں خود تو وہاں نہیں گیا البتہ ایک بار میں یونان گیا تھا۔ وہاں ایک آدمی نے مجھے اس بارے میں بتایا تھا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب یہ کیسے فیصلہ ہو گا کہ کاسان لیبارٹری وہیں ہے جس کا محل وقوع ٹائیگر نے بتایا ہے یا کوئی اور ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہم نے پہلے کرنا کیا ہے۔ کیا لارڈز اور کرنل جیمز سمیت سب کا خاتمہ کرنا ہے یا پہلے کاسان سے فارمولا واپس حاصل کرنا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کرنل جیمز پاکیشیا کی لیبارٹری تباہ کرا کر اہم فارمولا لے گیا ہے۔ فارمولا تو کسی بھی وقت حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن اس تنظیم کا خاتمہ ضروری ہے کیونکہ انہوں نے عمران صاحب پر حملہ کرایا ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''لیکن باس اپنے اوپر ہونے والے حملوں کا انتقام نہیں لیا کرتے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''عمران صاحب خود بدلہ نہ لیں۔ ہم پر تو کوئی پابندی نہیں ہے''...... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''صالحہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ نوما کو بھی اس لئے ہلاک کیا گیا ہے کہ اس نے کرنل جیمز کے کہنے پر عمران پر حملہ کیا''...... اس بار جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہمیشہ سے یہ روایت رہی ہے کہ سروس اردگرد الجھنے کی بجائے ٹارگٹ تک پہنچتی ہے اور ہمارا ٹارگٹ فارمولا حاصل کرنا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ایسا ہے کہ دو گروپ بنا دیئے جائیں۔ ایک گروپ لارڈز کے خلاف کام کرے اور دوسرا لیبارٹری سے فارمولا واپس لائے گا کیونکہ لارڈز کا ہیڈکوارٹر لوسانو میں ہے جبکہ فارمولا یونان کے

قریب لیبارٹری ہے''...... صفدر نے کہا۔

''صدیقی اور اس کے ساتھی بھی تو موجود ہیں۔ کیوں نہ ایک گروپ ان کا اور دوسرا گروپ ہمارا بنا دیا جائے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ فیصلہ کرنا چیف کا کام ہے۔ چیف سے اجازت لینی ضروری ہے مس جولیا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ میں بات کرتی ہوں''...... جولیا نے کہا اور سامنے موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں باس صفدر کے فلیٹ سے۔ یہاں صفدر کے ساتھ کیپٹن شکیل، تنویر، صالحہ اور ٹائیگر ہیں۔ مشن پر ڈسکس ہوئی ہے۔ ہمارے سامنے بیک وقت دو مشن ہیں۔ ایک فارمولا واپس لانا اور لیبارٹری تباہ کرنا۔ میں نے جو رپورٹ آپ کو بھجوائی ہے اس میں درج ہے کہ فارمولا اسرائیل کی کاسان نامی لیبارٹری میں ہے۔ ٹائیگر نے بتایا ہے کہ یہ کاسان یونان کے قریب بحیرہ روم میں واقع ایک بڑا جزیرہ ہے البتہ اس پر تسلط یہودیوں کا ہے اور یہاں سے فارمولا لے جانے والا اور لیبارٹری تباہ کرنے والا کرنل جیمز ہے جو یہودیوں کی تنظیم لارڈز کا سپر ایجنٹ ہے۔ اس کرنل جیمز کو ہلاک

اور تنظیم لارڈز کے ہیڈکوارٹر کو تباہ کرنا ہمارا دوسرا مشن ہے ورنہ وہ فارمولا واپس لانے پر یہاں کسی قسم کی شورش بھی برپا کر سکتے ہیں۔ اس لئے ان کا خاتمہ ضروری ہے جس پر یہ تجویز دی گئی ہے کہ سیکرٹ سروس کے دو گروپس بنائے جائیں اور دونوں علیحدہ علیحدہ مشن پر جائیں۔ صدیقی اور اس کے ساتھی ایک گروپ ہو سکتا ہے جبکہ ہمارا دوسرا گروپ لیکن فیصلہ تو آپ نے کرنا ہے اس لئے فون کیا ہے''...... جولیا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی یہاں موجودگی ضروری ہے۔ کسی بھی وقت کوئی بھی پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی کر سکتا ہے۔ جہاں تک دونوں علیحدہ علیحدہ مشنز کا تعلق ہے تو فارمولے کی واپسی اور لیبارٹری کی تباہی انتہائی ضروری ہے۔ فارمولا واپس بھجوا کر آپ لارڈز کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں''...... چیف نے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ پھر ہم مشن کے لئے روانہ ہو جائیں''۔ جولیا نے کہا۔

''ٹائیگر سے میری بات کراؤ''...... چیف نے کہا تو خاموش بیٹھا ٹائیگر اور باقی ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔ ٹائیگر اپنی کرسی سے اٹھ کر جولیا کے قریب خالی کرسی پر بیٹھ گیا تو جولیا نے رسیور ٹائیگر کے ہاتھ میں دے دیا۔

''یس چیف۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جس جزیرے کا تم نے نام لیا ہے وہ کاسان نہیں بلکہ اس کا نام کورسانو ہے جب کہ کاسان جزیرہ بھی بحیرہ روم میں ہی ہے لیکن کاسان اس کا نیا نام ہے جو یہودیوں نے اسے دیا ہے ورنہ اس کا اصل نام کریٹ ہے۔ لیبارٹری کورسانو میں نہیں بلکہ کریٹ میں ہے۔ کریٹ چھوٹا سا جزیرہ ہے اور وہاں اسرائیلی بحریہ کا کنٹرول ہے''...... چیف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میں نے تو سنا تھا لیکن مجھے تفصیل کا علم نہیں تھا''۔ ٹائیگر نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

''تمہارا نالج اچھا ہے لیکن اسے اپ ٹو ڈیٹ رکھنے کی کوشش کیا کرو''...... چیف نے نرم لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ ایک درخواست بھی ہے کہ مجھے ٹیم کے ساتھ جانے اور کام کرنے کی اجازت دی جائے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سوری۔ ایسا ممکن نہیں ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کا چہرہ ایکسٹو کے جواب پر بجھ سا گیا تھا۔

''چیف بے حد اصول پسند ہے اس لئے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم یہاں رہ کر عمران صاحب کا خیال رکھو۔ یہ کام مشن سے بھی زیادہ اہم ہے کیونکہ یہودی کسی بھی وقت دوبارہ ہسپتال میں بھی حملہ کر سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''وہاں جوزف اور جوانا موجود ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جس قدر تم حملہ آوروں کے بارے میں سمجھ سکتے ہو، جوزف اور جوانا نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے تمہاری وہاں موجودگی بے حد ضروری ہے''...... صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

''اب مجھے اجازت دیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ تھینکس''...... جولیا سمیت سب نے ہی کہا تو ٹائیگر سلام کر کے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''تمہارے پاس دنیا کا تفصیلی نقشہ ہے''...... جولیا نے صفدر سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں لے آتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک رول موجود تھا۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر نقشہ کھولا اور اسے جولیا کی طرف کھسکا دیا۔ جولیا اس پر جھک گئی اور پھر اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک پوائنٹر نکال کر اسے ڈی کیپ کیا اور پھر ایک جگہ دائرے کا نشان لگا دیا۔

''یہ کورسانو جزیرہ ہے اور یہ ہے کاسان یا کریٹ جزیرہ۔ دونوں یونان سے قریب ہیں''...... جولیا نے دوسرا نشان لگاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں یہاں سے یونان جانا

ہو گا اور وہاں سے جزیرہ کریٹ''...... صفدر نے کہا۔

''چیف نے بتایا ہے کہ کریٹ چھوٹا سا جزیرہ ہے اور اس پر اسرائیلی بحریہ کا قبضہ ہے اس لئے ہمارا وہاں داخلہ کیسے ممکن ہو گا''...... صالحہ نے کہا۔

''ہمیں یونان پہنچ کر کسی ایسے آدمی کو تلاش کرنا ہو گا جو اس جزیرے پر آتا جاتا رہا ہو''...... صفدر نے کہا تو اس بار صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب یہاں بیٹھے بیٹھے سب معلومات حاصل کر لیا کرتے تھے۔ ہمیں بھی ایسے رابطے رکھنے چاہئیں''...... صالحہ نے کہا۔

''یہی تو اس کی جادوگری کی بنیاد ہے۔ پوری دنیا میں اس کے رابطے موجود ہیں بہرحال ٹائیگر کے یقیناً وہاں کی انڈر ورلڈ سے تعلقات ہوں گے۔ اس سے پوچھ لیتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور جیب سے اس نے سیل فون نکال لیا۔

''ٹائیگر یہاں سے بڑا مایوس ہو کر گیا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''ایسا وقتی طور پر ہوتا ہے ورنہ وہ بڑے کھلے دل کا مالک ہے''۔ جولیا نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''آپ لوگ مسکرا کیوں رہے ہیں۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر عمران کا شاگرد ہے اس لئے آپ اس کی تعریف ہی کر

رہی ہیں''...... صفدر نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ صفدر نے سیل فون آن کر کے اس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر بعد سکرین پر ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہونے لگ گیا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں جناب''...... ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''صفدر بول رہا ہوں ٹائیگر۔ تمہارے پاس یونان کی بین الاقوامی بندر گاہ ایلسان میں کوئی ٹپ موجود ہے۔ ہمیں وہاں ایسے آدمی کی تلاش ہو گی جو جزیرہ کریٹ میں آتا جاتا رہا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ خصوصی پاور بوٹ اور اسلحہ بھی ہم نے وہیں سے لینا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''یس سر۔ وہاں ایک کلب ہے جس کا نام ہارش کلب ہے۔ اس کا مالک اور جنرل مینجر کلارک ہے۔ اس کا وہاں ہولڈ ہے۔ وہ بذریعہ سمندر اسلحہ اور ڈرگ کے منظم سمگلنگ گروپ کا چیف ہے۔ وہاں سے آپ کو سب کچھ مل جائے گا۔ میں اسے فون کر دوں گا۔ آپ اس سے مل کر میرا حوالہ دیں گے تو آپ کا کام ہو جائے گا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا وہ اس حد تک کیسے واقف ہے یا دوست ہے''۔ صفدر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کے اسلحے کی ایک شپمنٹ یہاں اس کے دشمنوں کے ہاتھ لگ گئی تھی جس سے اس کا کروڑوں کا نقصان ہونا تھا۔ اس کو

یہاں کے کسی آدمی نے میرے بارے میں بتایا تو اس نے مجھ سے رابطہ کیا اور میں نے اس کی شپمنٹ اسے واپس دلا دی اور کوئی معاضہ بھی نہیں لیا۔ اس پر وہ خود پاکیشیا آ کر مجھ سے ملا اور اس نے میرا شکریہ ادا کیا۔ اس سے اکثر فون پر بات ہوتی رہتی ہے''۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ تم واقعی عمران صاحب کے شاگرد ہو۔ وہ بھی اسی طرح لوگوں کے بے لوث کام کر کے انہیں اپنا بنا لیتا ہے''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''واقعی یہ گر مجھے عمران صاحب نے ہی بتایا تھا''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اللہ حافظ''...... صفدر نے کہا اور سیل فون آف کر کے اسے واپس اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صفدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''مسٹر صفدر۔ میرا نام آفتاب ہے میں ٹائیگر کا دوست ہوں۔ ٹائیگر نے مجھے آپ کا نمبر دیا تھا کہ وہ یہاں موجود ہو گا۔ اگر وہ یہاں ہے تو میری فون پر اس سے بات کرا دیجئے۔ اٹ از ایمر جنسی''...... ایک مردانہ آواز میں کہا گیا۔

''ٹائیگر یہاں آیا ضرور تھا لیکن اسے پندرہ بیس منٹ ہو گئے

ہیں یہاں سے واپس گئے ہوئے‘‘...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’او کے۔ تھینک یو‘‘...... آفتاب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے رسیور رکھ دیا۔

’’مجھے تو یہ مشکوک کال لگتی ہے‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’ٹائیگر انڈر ورلڈ میں گھومتا رہتا ہے۔ ہو گا کوئی اس کا دوست‘‘...... صفدر نے جواب دیا۔

’’آپ چیف سے کاغذات منگوا لیں۔ میں فلائٹ میں بکنگ کرا دوں‘‘...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک بیرونی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس دھماکے سے سب بری طرح اچھل پڑے۔ دوسرے لمحے دو مقامی آدمی ہاتھوں میں مشین پسٹلز پکڑے اندر داخل ہوئے۔

’’فائر‘‘...... ایک نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے تیز فائرنگ اور انسانی چیخوں سے فلیٹ گونج اٹھا۔

کرنل جیمز اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل جیمز نے رسیور اٹھا لیا۔

’’یس‘‘...... کرنل جیمز نے کہا۔

’’کافرستان سے آپ کے لئے کال ہے‘‘...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

’’کس کی ہے‘‘...... کرنل جیمز نے چونک کر پوچھا۔

’’کوئی کرشن داس ہے‘‘...... فون سیکرٹری نے جواب دیا۔

’’کرشن داس۔ یہ کون ہے۔ کراؤ بات‘‘...... کرنل جیمز نے کہا۔

’’ہیلو۔ میں کافرستان سے کرشن داس بول رہا ہوں‘‘...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی البتہ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

’’کرنل جیمز بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں اور کیوں فون کر

رہے ہیں''...... کرنل جیمز نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''میں کافرستان کی بلیک ایجنسی کا چیف ہوں جس ایجنسی کا پہلے کرنل وشان چیف تھا پھر میڈم نوما چیف بنی اور اب میں چیف ہوں۔ میں پہلے کرنل وشان کو اسسٹ کرتا تھا۔ اس کے بعد میڈم نوما کا پرسنل سیکرٹری رہا ہوں۔ مجھے تمام معاملات کا علم ہے''۔ کرشن داس نے کہا۔

''نوما کہاں ہے۔ اسے کیوں ایجنسی سے علیحدہ کیا گیا ہے''۔ کرنل جیمز کے لہجے میں حیرت تھی۔

''میڈم نوما کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... کرشن داس نے کہا تو کرنل جیمز بے اختیار اچھل پڑا۔

''ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کس نے۔ کیوں''...... کرنل جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سے ایک مرد اور ایک عورت کافرستان آئے جنہیں مشکوک قرار دے دیا گیا اور پھر میڈم نوما کے حکم پر انہیں ان کی رہائش گاہ پر بے ہوش کر کے شہر سے دور ایک فارم ہاؤس میں بنے ہوئے ایجنسی کے پوائنٹ ون پر پہنچا دیا گیا۔ یہ سارا کام میڈم نوما کے اسسٹنٹ نرائن کا تھا۔ وہاں انہیں ریموٹ کنٹرول راڈز میں جکڑ دیا گیا۔ اس پوائنٹ کا انچارج فریڈ وہاں رہتا تھا۔ میڈم نوما اس جوڑے سے پوچھ گچھ کے لئے خود پوائنٹ ون پر گئیں لیکن پھر جب کافی دیر ہو جانے کے باوجود وہ واپس نہ آئیں اور نہ ہی وہاں

فون اٹنڈ کیا جا رہا تھا تو میں خود کار میں وہاں گیا تو وہاں قتل عام ہوا پڑا تھا اور وہ جوڑا غائب تھا۔ ٹارچنگ روم میں میڈم نوما کی لاش راڈز میں جکڑی ہوئی تھی۔ اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا جبکہ فرش پر نرائن اور فریڈ دونوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہاں کا ماحول ایسا تھا جیسے وہاں کافی دیر تک فائٹ ہوتی رہی ہو''...... کرشن داس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ یہ لوگ کون تھے۔ کیا ان کے بارے میں کوئی معلومات ملی ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''جی ہاں۔ ان میں جو مرد تھا اس کا نام ٹائیگر تھا اور وہ پاکیشیا انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے معروف ایجنٹ عمران کا شاگرد ہے جبکہ اس کے ساتھ عورت سوئس نژاد تھی اور یقیناً اس کا تعلق بھی سیکرٹ سروس سے ہی ہو گا''...... کرشن داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''میں نے اس لئے آپ کو فون کیا ہے کہ آپ میڈم نوما کی طرح میرے سر پر ہاتھ رکھیں گے۔ کافرستان میں کسی ٹائپ کا کوئی کام ہو تو میں اور میری ایجنسی آپ کی خدمت کرنا اپنے لئے اعزاز سمجھے گی''...... کرشن داس نے اس بار خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''بالکل رکھوں گا۔ بے فکر رہو۔ ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں کافرستان کے لئے لارڈز کا نمائندہ بنوا دوں''...... کرنل جیمز نے

کہا۔

''بہت بہت شکریہ جناب۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیمز نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھنے کی بجائے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا میں کازک کلب ہے اس کے مالک اور جنرل مینجر کازک سے میری بات کراؤ''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ادھر کا رخ نہیں کیا لیکن وہاں کافرستان میں کارروائیاں کرتی پھر رہی ہے''...... کرنل جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جناب کازک کی بجائے کارس سے بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیوں۔ وجہ۔ کازک کیوں بات نہیں کر رہا''...... کرنل جیمز نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں نے پوچھا ہے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ وہ یہ سب کچھ کرنل جیمز کو بتائیں گے''...... فون سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کراؤ بات''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''پاکیشیا سے کارس بول رہا ہوں جناب''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میں نے کازک سے بات کرنی تھی۔ وہ کہاں ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''انہیں کلب کے آفس میں ہی گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں ان کا برادر اِن لاء ہوں۔ اب ان کی جگہ میں نے سنبھال لی ہے۔ اگر کوئی حکم ہو تو اس کی سو فیصد تعمیل ہو گی''۔ کارس نے کہا۔

''کس نے ہلاک کیا ہے اور کیوں۔ کیا کوئی دشمن تھا یا کوئی جھگڑا ہوا تھا''...... کرنل جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دشمنیاں اور جھگڑے تو کلبوں میں چلتے رہتے ہیں لیکن انہیں ایک پیشہ ور قاتل کے ذریعے ہلاک کرایا گیا ہے اور میں نے جو انکوائری کی ہے اس سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس قاتل کو ٹائیگر نے ہائر کیا تھا۔ ٹائیگر جو انڈر ورلڈ کا سرکردہ آدمی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کا شاگرد ہے''۔ کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تم نے اس ٹائیگر کے خلاف کیا کارروائی کی ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ہم کیا کر سکتے ہیں۔ وہ انڈر ورلڈ کا بدنام ترین آدمی ہے۔ اس نے ہمارا کلب ہی بموں اور میزائلوں سے تباہ کر دینا ہے۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے جناب۔ البتہ ہم موقع کی تاک میں ہیں۔ جیسے ہی موقع ملا اس کا خاتمہ کر دیا جائے گا''...... کارس نے کہا۔

''اوکے''...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس ٹائیگر کا خاتمہ کرنا پڑے گا۔ عمران تو ویسے ہی ختم ہو گیا۔ اب یہ اس کا شاگرد ٹائیگر سامنے آیا ہے۔ اس کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ یہ لوگ چن چن کر ان لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں جنہوں نے عمران پر حملہ کیا تھا اور میرے ساتھ کام کیا تھا۔ میڈم نوما کو ہلاک کرنے والا ٹائیگر، کازش کو ہلاک کرنے والے کے پیچھے ٹائیگر۔ اس کا کچھ کرنا ہی پڑے گا''...... کرنل جیمز نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''پاکیشیا میں ایک کلب ہے ریڈ سٹار کلب ہے۔ اس کا جنرل مینجر پاسٹر ہے۔ اس سے میری بات کراؤ''...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''جناب پاسٹر سے بات کریں''...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو پاسٹر۔ میں کرنل جیمز بول رہا ہوں لوسانو سے''...... کرنل جیمز نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا کیونکہ پاسٹر پہلے لوسانو میں ہی رہتا تھا اور اس سے اس کے اچھے خاصے تعلقات تھے۔ پاسٹر مختلف ممالک سے ہوتا ہوا اب گزشتہ کئی سالوں سے پاکیشیا میں تھا جہاں اس نے کلب خرید کر کام شروع کیا تھا لیکن پاسٹر نے اسلحہ یا ڈرگ کے کام میں پڑنے کی بجائے ایک نئی راہ نکالی تھی۔ اس نے پیشہ ور قاتلوں کے دو گروپس بنا رکھے تھے جو ہر طرح کی ٹارگٹ کلنگ کرتے تھے اور وہ اس کے لئے انتہائی بھاری معاوضہ لیتے تھے۔

''کرنل جیمز آپ کیسے ہیں۔ دو سال پہلے ایکریمیا میں ملاقات ہوئی تھی''...... پاسٹر نے کہا۔

''ہاں۔ کام کی مصروفیت کی وجہ سے اب واقعی وقت نہیں ملتا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''آج کال کرنے کا شکریہ۔ کوئی حکم میرے لائق''...... پاسٹر نے کہا۔

''پاکیشیا کی انڈر ورلڈ میں ایک آدمی کام کرتا ہے جس کا نام ٹائیگر ہے۔ کیا تم اسے جانتے ہو''...... کرنل جیمز نے کہا۔

"بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیا ہوا ہے کہ آپ اس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں"...... پاسٹر نے کہا۔

"یہ آدمی ہماری تنظیم کے کاموں میں سخت رکاوٹ بن رہا ہے۔ اس لئے میں اسے فوری طور پر فنش کرانا چاہتا ہوں"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"کیا ایک آدمی کی ہلاکت سے آپ کا کام ہو جائے گا۔ اس کے بعد کوئی دوسرا آ جائے گا"...... پاسٹر نے کہا۔

"اس کا استاد عمران ہے اسے ہم نے فنش کرا دیا ہے۔ کازک کلب کے کازک اور کافرستان کی بلیک ایجنسی کی چیف نوما کے ذریعے لیکن اس ٹائیگر نے نوما کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور کازک کو بھی۔ ہمارا اصل ٹارگٹ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے لیکن وہ سامنے نہیں آئی اور کوئی انہیں اس حیثیت سے جانتا ہی نہیں ہے"۔ کرنل جیمز نے کہا۔

"ان میں سے ایک عورت کو میں جانتا ہوں۔ اس کی اگر مشینی نگرانی کرائی جائے تو اس کے ساتھیوں کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ کون سا کام ہے جو نہیں ہو سکتا"...... پاسٹر نے کہا۔

"تو تم تیار ہو ان کا خاتمہ کرنے کے لئے"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"ہم تو ہر وہ کام کرتے ہیں جس کا معقول معاوضہ ملے"۔ پاسٹر نے کہا تو کرنل جیمز بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو ٹائیگر کو فنش کرنے کا کیا معاوضہ لو گے"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"سوری کرنل۔ یہ ٹائیگر انڈر ورلڈ کا سب سے خطرناک، ہوشیار اور تیز طرار آدمی ہے۔ اس لئے اگر کوئی حملہ مس ہو گیا تو ہم سب کو وہ جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔ اس لئے اس کی حد تک سوچنا پڑے گا۔ باقی جسے کہو اسے ہلاک کرنے کے لئے میں تیار ہوں"۔ پاسٹر نے کہا تو کرنل جیمز نے منہ بنا لیا۔

"باقی صرف عمران تھا وہ پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔ سیکرٹ سروٹ کو کوئی جانتا نہیں۔ تم کہہ رہے ہو کہ ایک کو جانتے ہو لیکن اس کے ذریعے تم پوری سیکرٹ سروس کو ٹریس نہیں کر سکتے"۔ کرنل جیمز نے کہا۔

"یہ میرا کام ہے تمہارا نہیں اور میں تم پر کوئی دباؤ بھی نہیں ڈال رہا۔ میرے پاس فنشنگ کا کافی کام ہے۔ میں تو اس لئے کہہ رہا تھا کہ اگر واقعی تم کچھ کرانا چاہتے ہو تو بھڑ کو مارنے کی بجائے بھڑ کی ماں کو مارو تا کہ وہ مزید بچے نہ دے سکے"...... پاسٹر نے کہا۔

"اس عورت کا کیا نام ہے جسے تم سیکرٹ سروس کی رکن بتا رہے ہو"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"اس عورت کا نام جولیا ہے۔ وہ سوئس نژاد ہے"...... پاسٹر نے کہا تو کرنل جیمز ایک بار پھر اچھل پڑا کیونکہ نوما کے قتل کی جو رپورٹ ملی تھی اس میں ٹائیگر کے ساتھ جو عورت تھی وہ سوئس نژاد

تھی۔

"یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی ملک کی سیکرٹ سروس میں کسی غیر ملکی عورت یا مرد کو رکھا جائے"...... کرنل جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا ایسا ملک ہے جہاں ہر ناممکن کو ممکن بنایا جا سکتا ہے"۔ پاسٹر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں کیسے علم ہوا کہ اس عورت کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... کرنل جیمز نے کہا۔ اسے واقعی یقین نہ آ رہا تھا کہ سوئس نژاد عورت پاکیشیا کی سیکرٹ سروس میں کام کر سکتی ہے۔

"ہمارا کام ہی ایسا ہے کہ ہمیں اپنا نیٹ ورک بنانا پڑتا ہے۔ بہرحال یہ تصدیق شدہ بات ہے"...... پاسٹر نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ چلو کم از کم اس سوئس نژاد عورت کا خاتمہ ہی کر دو۔ اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہوئی تو اس کی ہلاکت کے بعد باقی سب بھی کسی نہ کسی صورت سامنے آ جائیں گے۔ کتنا معاوضہ لو گے"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"اگر تم ایک ٹارگٹ دیتے ہو تو اس کا معاوضہ تیس لاکھ ڈالرز ہو گا اور اگر تم ایک سے زیادہ ٹارگٹ دیتے ہو تو پھر فی ٹارگٹ بیس لاکھ ڈالرز"...... پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹارگٹ تو ٹائیگر ہے"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"اگر اس کا معاوضہ پچاس لاکھ ڈالرز تم ادا کر سکتے تو ہم اس کا

بھی خاتمہ کر دیں گے پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... پاسٹر نے کہا۔

"دونوں کے لئے کتنا وقت لو گے"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"صرف ایک ہفتہ"...... پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اپنا بینک اور اکاؤنٹ نمبر بتا دو تاکہ معاوضہ آج ہی تمہارے اکاؤنٹ میں منتقل کرا دیا جائے"...... کرنل جیمز نے کہا تو دوسری طرف سے بینک اور اکاؤنٹ کے بارے میں تفصیل بتا دی گئی۔

"او کے۔ گڈ بائی"...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ٹائیگر ٹیکسی کی عقبی نشست پر بیٹھا اس ہوٹل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جہاں اس کی رہائش تھی کیونکہ اس کی کار وہیں موجود تھی۔ وہ ٹیکسی پر ایئر پورٹ گیا تھا۔ اس کے ذہن میں بار بار چیف ایکسٹو کا جواب گونج رہا تھا۔ چیف نے جس طرح دو ٹوک انداز میں اسے جواب دیا تھا اس سے اسے واقعی دکھ پہنچا تھا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عمران صاحب بھی چیف سے سخت سست سن کر بھی بھیگی بلی بنے رہتے ہیں تو اس کی چیف کے سامنے کیا حیثیت ہے لیکن دل سے وہ چاہتا یہی تھا کہ عمران کی عدم موجودگی میں وہ مشن پر جائے اور سیکرٹ سروس پر ثابت کر دے کہ وہ واقعی عمران کا شاگرد ہے لیکن ظاہر ہے چیف کو تو وہ نہ منوا سکتا تھا۔ یہی باتیں سوچتا ہوا وہ اپنے ہوٹل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ ہسپتال جا کر عمران صاحب سے ملاقات کرے اور ان سے ٹیم کے ساتھ جانے کی اجازت لے لے۔ اس کے

خیال کے مطابق عمران کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے چیف خاموش ہو جائیں گے۔ پھر اپنے کمرے میں پہنچنے پر ہوٹل کی روم سروس کو بلیک کافی کا آرڈر دے کر خود وہ واش روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ویٹر نے بلیک کافی کی پیالی لا کر میز پر رکھ دی اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر باہر آیا تو وہ لباس بھی تبدیل کر چکا تھا۔

اس نے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ کر کافی پی اور پھر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا ارادہ سپیشل ہسپتال جانے کا تھا تاکہ عمران کو کافرستان میں ہونے والی کارروائی سے بھی آگاہ کر سکے اور اس سے سیکرٹ سروس کے ساتھ مشن پر جانے کی اجازت بھی لے۔ عمران اب اس قابل ہو گیا تھا کہ وہ آہستہ آہستہ بات کر سکتا تھا۔ اس کی کار مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی تھوڑی دیر بعد سپیشل ہسپتال پہنچ گئی۔ ٹائیگر نے کار پارکنگ میں روکی اور پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ ہسپتال کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے اس نے جوزف کو مین گیٹ سے باہر آتے دیکھا۔ اسے معلوم تھا کہ جب سے عمران یہاں ہے جوزف اور جوانا دونوں مستقل طور پر یہیں رہتے ہیں تاکہ عمران کی چوبیس گھنٹے سیکورٹی کی جائے لیکن جوزف کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے کہ ٹائیگر چونک کر اس کی طرف بڑھا۔

”کیا ہوا جوزف۔ کہاں جا رہے ہو۔ عمران صاحب کا کیا حال

ہے“...... ٹائیگر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”باس تو ٹھیک ہے لیکن باس کے ساتھی خاص طور پر مس جولیا کی حالت بے حد خراب ہے۔ میں رانا ہاؤس جا رہا ہوں۔ پھر واپس آؤں گا“...... جوزف نے آہستہ سے کہا اور پھر اس طرف کو بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔

”ساتھی مس جولیا کی حالت خراب ہے۔ اس کا کیا مطلب“۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن جوزف کو شاید جلدی تھی اس لئے وہ نہ صرف اپنی کار میں بیٹھ چکا تھا بلکہ اس نے کار اسٹارٹ بھی کر لی تھی۔ ٹائیگر تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا گیٹ سے اندر داخل ہوا تو اسے سامنے صدیقی اور اس کے ساتھی کھڑے نظر آئے تو اس کے دل میں ایک بار پھر وسوسے پیدا ہونے لگے۔

”کیا ہوا صدیقی صاحب۔ کیا ہوا ہے“......ٹائیگر نے اسے سلام کرتے ہوئے کہا۔

”ٹیم پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے اس میں صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، صالحہ اور مس جولیا سب زخمی ہوئے ہیں لیکن مس جولیا کی حالت نازک ہے“...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ حملہ کب ہوا۔ میں تو صفدر صاحب کے فلیٹ سے نکل کر واپس اپنے ہوٹل گیا اور وہاں سے سیدھا یہاں آ رہا ہوں“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”مجھے معلوم نہیں۔ تم صفدر سے معلوم کرو۔ صفدر سب سے کم

زخمی ہے اور اس نے دونوں حملہ آوروں سے مقابلہ کرنے کی بھی کوشش کی تھی لیکن وہ فرار ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے ایمبولینس کو کال کی ورنہ سب بے ہوش ہو جاتے تو کسی کو علم تک نہ ہوتا“...... صدیقی نے جواب دیا۔

”آپ کو کس نے اطلاع دی ہے“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”صفدر نے یہاں ہسپتال پہنچ کر مجھے سیل فون پر اطلاع دی تو میں نے باقی ساتھیوں کو کال کر لیا“...... صدیقی نے آہستہ سے جواب دیا۔

”صفدر صاحب کہاں ہیں“...... ٹائیگر نے بے چینی سے پوچھا۔

”آؤ میں تمہیں اس کے کمرے تک چھوڑ آؤں“...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کو لے کر مختلف برآمدوں سے گزر کر سب سے آخر میں موجود ایک وارڈ میں داخل ہوا اور پھر دونوں ایک کمرے میں داخل ہوئے تو صفدر بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ایک بازو پر پٹی تھی۔ ٹائیگر نے اسے سلام کیا۔

”تم باتیں کرو۔ میں آپریشن روم کی طرف جا رہا ہوں۔ جولیا کا پانچواں آپریشن کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر کرے گا“۔ صدیقی نے کہا۔

”عمران صاحب کو تو نہیں بتایا جولیا کے بارے میں“...... صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ ڈاکٹر نے سب کو منع کیا ہے۔ عمران صاحب کی

حالت بھی یہ خبر سن کر بگڑ سکتی ہے''...... صدیقی نے جواب دیا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ صفدر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے کی رنگت پھیکی پڑ گئی تھی۔

''صفدر صاحب۔ کیا ہوا ہے۔ آپ مجھے تفصیل بتائیں تا کہ میں ان حملہ آوروں اور ان کے سرپرستوں کا کھوج نکال سکوں''۔ ٹائیگر نے قریب ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے صفدر سے کہا۔

''تم واپس گئے ہو تو تھوڑی دیر بعد کسی آفتاب نامی آدمی کا فون آیا۔ اس نے کہا کہ مجھے ٹائیگر نے یہ فون نمبر دیا تھا۔ میں نے کہا کہ ٹائیگر جا چکا ہے۔ تمہارے جانے کے بعد ہم نے اٹھ کر دروازہ اندر سے لاک نہ کیا تھا۔ ابھی ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ یکلخت بیرونی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور مشین پسٹلز سے مسلح دو آدمی تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پھر گیلری میں ہی رک کر ان دونوں نے مشین پسٹلز سے گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ ان کا انداز دیکھ کر مجھے اب احساس ہو رہا ہے کہ ان کا اصل ٹارگٹ مس جولیا تھی۔ بہرحال پہلے راؤنڈ میں ہم سب زخمی ہو گئے لیکن پھر میں نے اور کیپٹن شکیل ہم دونوں نے زخمی ہونے کے باوجود اچھل کر ان کو ٹکریں ماریں اور وہ دونوں ٹکریں کھا کر دیوار سے ٹکرائے لیکن ہم زخمی ہو چکے تھے اس لئے دوبارہ ان پر فوری حملہ نہ کر سکے۔ البتہ مشین پسٹلز ان دونوں کے ہاتھوں سے گر گئے تھے اور وہ یکلخت پلٹ کر بجلی کی سی تیزی سے فلیٹ سے باہر بھاگ

گئے۔ اس کے بعد میں نے ایمبولینس کو فون کیا اور پھر چیف کو۔ اس کے بعد ہم ہسپتال پہنچ گئے۔ جولیا کو چار پانچ گولیاں ماری گئی تھیں۔ اس کا خون تیزی سے نکل رہا تھا اور وہ شدید زخمی تھی۔ باقی ساتھی جولیا کی نسبت کم زخمی تھے''...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا حلیہ تھا ان دونوں کا''...... ٹائیگر نے پوچھا تو صفدر نے حلیہ بتا دیا اور ٹائیگر حلیہ سنتے ہی چونک پڑا۔

''ایک آدمی کے چہرے پر زخم کا نشان تھا۔ ایسا نشان جیسے بچھو کی دم ہوتی ہے۔ یہی بتایا ہے نا آپ نے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں۔ کیا تم اسے جانتے ہو''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اس کا نام روبر ہے اور اس کا تعلق ریڈ سٹار کلب کے پیشہ ور قاتلوں کے گروپ سے ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیا ہوا''...... صفدر نے اس کے اچانک اٹھنے پر چونک کر کہا۔

''یہ پیشہ ور قاتل ہیں لیکن بکنگ کسی اور نے کرائی ہے۔ میں اس تک پہنچنا چاہتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار بجلی کی سی تیزی سے ریڈ سٹار کلب کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کلب کا مالک پاسٹر ہے جو یورپی نژاد ہے اور اس نے پیشہ ور قاتلوں کا گروپ بنایا ہوا ہے اور روبر اس کا خاص پیشہ ور قاتل تھا۔

اس کی مخصوص نشانی وہ زخم کا نشان تھا جو بچھو کی دم جیسا تھا۔ اس کا قدوقامت بھی وہی تھا جو صفدر نے بتایا تھا۔ واردات سے پہلے ٹائیگر کے بارے میں فون کر کے پوچھا گیا تھا لیکن نہ وہ کسی آفتاب کو جانتا تھا اور نہ ہی اس نے کسی کو جولیا کا فون نمبر دیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی بڑا کام ہوا ہے جو وہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ریڈ سٹار کلب پہنچ گیا۔ وہ اکثر یہاں آتا جاتا رہتا تھا اور پاسٹر سے بھی اس کے خاصے تعلقات تھے۔ اسے یقین تھا کہ پاسٹر سے وہ ویسے ہی اصل حقیقت معلوم کر لے گا کہ اس نے کس سے معاوضہ لے کر جولیا کے فلیٹ پر حملہ کرایا ہے لیکن کاؤنٹر پر پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ پاسٹر دو روز پہلے یورپی ملک کارش گیا ہے اور اس کی واپسی دو روز بعد ہو گی تو وہ مڑا اور پھر اسسٹنٹ مینجر کلارک کے آفس میں پہنچ گیا۔ کلارک بھی اس کا دوست تھا۔

''اوہ۔ تم اور اچانک۔ کوئی خاص بات''...... کلارک نے رسمی فقرے بولتے ہوئے کہا۔

''پاسٹر سے ملنے آیا تھا لیکن وہ کارش گیا ہوا ہے اس لئے تمہاری طرف آ گیا''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ۔ ہاں ہاں واقعی۔ مگر کیوں ملنا چاہتے تھے تم چیف پاسٹر سے''...... کلارک نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو ٹائیگر اس کی یہ حالت دیکھ کر چونک پڑا۔

''کیا ہوا تمہیں''...... ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

''مجھے۔ مجھے کیا ہو سکتا ہے۔ تم مجھ پر کیوں غرا رہے ہو۔ چیف کا غصہ مجھ پر کیوں نکال رہے ہو''...... کلارک نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''ایزی رہو۔ میں تمہیں پریشان کرنے کے لئے نہیں آیا۔ میں تو بس ویسے ہی تم سے ملنے آیا تھا۔ تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو کلارک کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور اس نے بے اختیار ایک لمبا سانس لیا۔

''اب بولو اصل بات کیا ہے۔ تم مجھے جانتے ہو۔ میں جو کہتا ہوں وہی کرتا ہوں اس لئے تمہارا نام کسی صورت سامنے نہیں آئے گا اس لئے اصل بات بتا دو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم اب جان نہیں چھوڑو گے اس لئے بتانا ہی پڑے گا۔ سنو۔ منہ سے بھاپ بھی نہ نکالنا ورنہ میں تو کیا میرا پورا خاندان ختم کر دیا جائے گا۔ چیف پاسٹر نے تمہارے اور سوئس نژاد عورت جولیا کے قتل کی بکنگ کی اور وہ پہلے تمہیں نہ چھیڑنا چاہتے تھے لیکن تمہاری نگرانی کی جانے لگی لیکن اس سوئس نژاد جولیا کو تمہارے ساتھ دیکھا گیا اور تم جس طرح اس کا ادب کرتے تھے اس سے چیف سمجھ گئے کہ اس سوئس نژاد جولیا کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ تم جولیا کے ساتھ ایک رہائشی فلیٹ پر گئے اور پھر تم واپس نہ آئے تو وہاں فون کر کے تمہارے بارے میں معلوم کیا گیا تو پتہ چلا کہ تم جا چکے

ہو۔ چنانچہ یہی سمجھا گیا کہ تم کسی وجہ سے فرنٹ کی بجائے عقب سے نکل گئے ہو۔ بہرحال جولیا وہیں فلیٹ میں تھی۔ تم اکیلے نکل گئے تھے اس لئے وہاں حملہ کیا گیا اور حملہ آور حملہ کر کے واپس آ گئے۔ چونکہ تم اس معاملے میں ملوث تھے اس لئے چیف دانستہ ملک سے باہر چلے گئے تا کہ تم اسے اس معاملے میں ملوث نہ سمجھو۔ تم میرے پاس آئے تو میں اس لئے گھبرا گیا کہ کہیں تم سمجھو کہ میں اس معاملے میں ملوث ہوں''...... کلارک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہارے چیف نے روبر کو بھیج کر حماقت کی ہے۔ روبر اپنے مخصوص زخم کے نشان کی وجہ سے سینکڑوں میں پہچانا جاتا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا تم تو وہاں نہیں تھے اور جو وہاں تھے وہ سب مارے گئے''...... کلارک نے کہا۔

''اللہ کا فضل ہو گیا ہے سب بچ گئے ہیں۔ زخمی ضرور ہوئے ہیں لیکن زندہ ہیں البتہ جولیا کی حالت نازک ہے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ سے پوری امید ہے کہ وہ اپنی رحمت کرے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ چیف کو غلط رپورٹ دی گئی ہے''...... کلارک نے کہا۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرے آفس سے روبر نے کال کر چیف کو تفصیلی رپورٹ دی ہے''...... کلارک نے کہا۔

''روبر کہاں ہو گا اس وقت''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گا''...... کلارک نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ میرا وعدہ قائم ہے لیکن اگر تم نے انکار کیا تو پھر یہاں سے تمہاری ہی لاش باہر جائے گی''...... ٹائیگر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''وہ کارروائی کے بعد ہمیشہ الزبتھ کے ساتھ اس کے فلیٹ میں وقت گزارتا ہے''...... کلارک نے منہ نیچے کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ میں صرف کنفرم کرنا چاہتا تھا۔ پاسٹر کی کب واپسی ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''دو روز بعد''...... کلارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب سن لو۔ تم نے یہاں سے روبر یا پاسٹر کو فون کر کے میرے بارے میں بتایا تو پھر وعدہ ختم۔ اس کے بعد کیا ہو گا اس کا تمہیں اچھی طرح علم ہے دوسری صورت میں تمہارا نام کبھی سامنے نہیں آئے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ تم فکر مت کرو۔ تم تو بس گپ شپ کے لئے میرے پاس آئے تھے''...... کلارک نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ٹائیگر او کے کہہ کر مڑا اور آفس کے دروازے سے باہر آ

گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا رخ اپنی کار کی طرف تھا۔ اس نے دانستہ کلارک سے پارٹی کے بارے میں نہ پوچھا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس معاملے میں پاسٹر اپنے سائے کو بھی کچھ نہیں بتاتا البتہ اس نے روبر کو فوری سزا دینے کا ارادہ ختم کر دیا کیونکہ روبر کی موت کی اطلاع پاسٹر تک پہنچ گئی تو وہ سمجھ جائے گا کہ ٹائیگر نے ایسا کیا ہو گا اس لئے ٹائیگر نے اپنی کار کا رخ دوبارہ سپیشل ہسپتال کی طرف موڑ دیا لیکن جیسے ہی وہ اگلے موڑ پر پہنچ کر مڑا، شٹک کی آواز کے ساتھ ہی کار کی دائیں سائیڈ والی کھڑکی کا شیشہ کرچیوں کی صورت میں نیچے گر گیا جبکہ ٹائیگر ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ اس پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے اور گولی کھڑکی کے شیشے پر لگی ہے۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے کار کو سڑک کے بائیں طرف ٹرن دیا تو شٹک شٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں اس کی کار میں لگیں۔ تیزی سے آتی ہوئی ٹریفک بھی ٹائیگر کی کار کے اچانک غلط ہاتھ پر مڑنے سے درہم برہم ہو گئی اور کئی کاریں آپس میں اور کئی ٹائیگر کی کار سے ٹکراتے ٹکراتے بچیں لیکن ٹائیگر کار نکال لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ واپس جانے کی بجائے سامنے کے رخ پر جانے والی ایک سڑک پر آگے بڑھتا چلا گیا۔ کافی دور جانے کے بعد اس نے کار ایک ہوٹل کی پارکنگ میں روکی۔

''کیا ہوا صاحب۔ کار پر فائرنگ ہوئی ہے''...... پارکنگ بوائے نے اسے پارکنگ کارڈ دیتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو پارکنگ بوائے تیزی سے مڑا اور دوسری آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے اچھی طرح جائزہ لیا۔ ایک شیشہ ٹوٹا تھا باقی گولیاں کھڑکی کے آخری حصے سے تھوڑا سا نیچے لگی تھیں۔ ان کے سوراخ نظر آ رہے تھے۔ ٹائیگر گولیوں کے سوراخ دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ اس پر دور مار آٹو رائفل سے فائرنگ کی گئی ہے۔ اس میں سے مشین پسٹل کی طرح مسلسل اور بغیر کسی وقفے کے گولیاں نکلتی ہیں اور کافی فاصلے سے بھی ٹارگٹ کا نشانہ لیا جا سکتا ہے لیکن اس کے ذہن میں باوجود کوشش کے کوئی ایسا آدمی نہ آ رہا تھا جو آٹو رائفل سے نشانہ لینے کا ماہر ہو کیونکہ انڈر ورلڈ میں ابھی اس رائفل کا استعمال بہت کم تھا اور ٹائیگر اس ہوٹل میں اس لئے آیا تھا کہ ہوٹل کے مینجر راسن کی انڈر ورلڈ میں بڑی گہری جڑیں تھیں اور وہ چاہے تو اس حملے کے بارے میں تمام تفصیل معلوم ہو سکتی تھی۔ وہ اس کا دوست بھی تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ راسن کے آفس میں داخل ہوا تو بھاری جسم کا مالک راسن اٹھ کھڑا ہوا۔

''آج اچانک کیسے ٹپک پڑے''...... رسمی فقرات کے بعد راسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''قبر سے نکل کر آیا ہوں''...... ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو راسن بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ قبر میں جانے کے بعد کوئی باہر

آ سکتا ہے کیا‘‘...... راسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر مسکرا دیا۔

’’مطلب ہے کہ دشمنوں نے مجھے قبر میں اتارنے کا پورا بندوبست کر رکھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے میں قبر میں جانے کی بجائے بچ کر تمہارے پاس پہنچ گیا ہوں‘‘...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں کافی کی دو پیالیاں موجود تھیں۔ آنے والے نے ایک پیالی ٹائیگر کے سامنے رکھی اور دوسری راسن کے سامنے رکھ کر وہ واپس چلا گیا۔

’’ڈرامائی باتیں مت کرو۔ کھل کر بتاؤ کیا ہوا ہے‘‘...... راسن نے کافی کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے کار پر ہونے والے حملے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

’’پھر تو مبارک ہو تمہیں۔ نئی زندگی ملی ہے‘‘...... راسن نے کہا۔

’’ہاں۔ لیکن میں نے معلوم کرنا ہے کہ یہ نشانے باز کون تھا۔ اسے کس نے بھیجا ہے اور یہ تم نے ابھی معلوم کر کے بتانا ہے‘‘۔ ٹائیگر نے میز پر آہستہ سے مکا مارتے ہوئے کہا۔

’’تم انتقام لینا چاہتے ہو حالانکہ تمہارے استاد عمران صاحب تو انتقام لینے کے قائل ہی نہیں ہیں‘‘...... راسن نے کافی سپ کرتے ہوئے کہا۔

’’میں انتقام نہیں لے رہا۔ اپنے خلاف ہونے والی سازش کا

پتہ لگانا چاہتا ہوں ورنہ تو مجھے کسی بھی وقت کسی لمحے کسی موڑ پر دوبارہ نشانہ بنایا جا سکتا ہے‘‘...... ٹائیگر نے انتہائی سنجیدگی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

’’تمہاری بات درست ہے۔ میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں‘‘۔ راسن نے کہا۔

’’مجھے معلوم ہے۔ اسی لئے تو تمہارے پاس آیا ہوں‘‘۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو راسن نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی دبایا تو دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

’’یس۔ جیکب بول رہا ہوں‘‘...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

’’راسن بول رہا ہوں سکس سٹار ہوٹل سے‘‘...... راسن نے کہا۔

’’اوہ تم۔ بڑے عرصے بعد میری یاد آئی ہے تمہیں۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے‘‘...... جیکب نے شکوہ بھرے لیکن بے تکلفانہ انداز میں کہا۔

’’اور تم مجھے فون کر کر کے اور میرے ہوٹل کے چکر کاٹ کاٹ کر ہلکان ہو چکے ہو‘‘...... راسن نے جواب دیا تو دوسری طرف سے جیکب بے اختیار ہنس پڑا۔

’’مصروفیت میں بات کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا‘‘...... جیکب

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ بہرحال مجھے معلوم کرنا ہے کہ تمہارا دوست باٹلے اس وقت کہاں ہو گا''...... راسن نے کہا۔

''کیوں۔ کیا کسی کو فنش کرانا ہے''...... جیکب نے چونک کر کہا۔

''ارے نہیں۔ اس کام کے لئے تو میرے پاس بھی کئی آدمی موجود ہیں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آج کل باٹلے آٹو میٹک رائفل استعمال کر رہا ہے اور اس جدید ترین رائفل سے نشانہ لگانے میں اسے بے حد مہارت حاصل ہے۔ میں اس آٹو رائفل کے بارے میں اس سے تفصیلی بات چیت کرنا چاہتا ہوں''...... راسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ زیادہ تر بلیک اینڈ ریڈ کلب میں وقت گزارتا ہے۔ اگر وہ وہاں ہو گا تو بھی مل جائے گا اور اگر نہیں ہو گا تو وہاں سے تمہیں مزید معلومات مل جائیں گی''...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس اس کلب کا نمبر نہیں ہے۔ تم معلومات کر کے مجھے کال کرو۔ میں تمہاری کال کا انتظار کروں گا''...... راسن نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور راسن نے رسیور رکھ دیا۔

''تمہیں یقین ہے کہ یہ کام باٹلے نے ہی کیا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ آج کل یہ آٹو رائفل وہی استعمال کر رہا ہے اور اس نے اس سے نشانہ لگانے کی کافی مشق کی ہے کیونکہ آٹو رائفل سے دوڑتی ہوئی چیز کا درست نشانہ لینا کافی مہارت کا کام ہے۔ جب تمہاری کار پر فائرنگ ہوئی تو وہ اس وقت تیزی سے چل رہی تھی اس لئے کار کی رفتار، گولی کی رفتار اور فاصلے کو مدنظر رکھ کر اس انداز میں درست نشانہ لگانا کسی ماہر کا کام ہی ہو سکتا ہے''...... راسن نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ ہی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راسن نے رسیور اٹھا لیا۔ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا۔

''یس۔ راسن بول رہا ہوں''...... راسن نے کہا۔

''جیکب بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے جیکب کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کیا معلوم ہوا ہے۔ کہاں ہے وہ''...... راسن نے کہا۔

''وہ روپوش ہے۔ اس نے آج کسی کو فنش کرنے کے لئے فائرنگ کی لیکن اس کا ٹارگٹ بچ گیا ہے اور تمہیں معلوم ہو گا کہ باٹلے کی یہ نفسیات ہے کہ جب تک وہ ٹارگٹ کو ہٹ نہیں کر لے گا تب تک کسی کے سامنے نہیں آئے گا۔ روپوش رہے گا''۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ایسے اوقات میں وہ کہاں روپوش رہتا ہے''...... راسن نے کہا۔

''نہیں۔ معلوم ہوتا تو کم از کم تم سے نہ چھپاتا۔ ویسے وہ تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی ہے۔ اس لئے ایک دو روز میں وہ اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کر کے سامنے آ جائے گا''...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ۔ گڈ بائی''...... راسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب بولو۔ مزید میں کیا کر سکتا ہوں''...... راسن نے کہا۔

''ایک فون کرنے کی اجازت دے دو''...... ٹائیگر نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون سیٹ اٹھا کر ٹائیگر کے سامنے رکھ دیا۔ ٹائیگر نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''لیس۔ اسمتھ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ لاؤڈر کا بٹن پریسڈ ہونے کی وجہ سے دوسری طرف سے آنے والی آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں اسمتھ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آپ۔ فرمایئے''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''تمہارے دوست باٹلے کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ وہ روپوش ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ کہاں روپوش ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آپ کو اس سے کیا کام پڑ گیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں''۔ اسمتھ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کام پڑا ہے تو تم سے پوچھ رہا ہوں۔ تمہیں تمہارا حصہ پہنچ جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ اگر روپوش ہے تو پھر وہ لازماً گرین مارکیٹ سے ملحقہ رہائشی پلازہ ''ایڈن'' میں ہو گا۔ وہاں اس نے ایک فلیٹ خریدا ہوا ہے اور یہ فلیٹ اس نے اپنی دوست روزمیری کو دیا ہوا ہے۔ وہ روپوش ہو کر وہیں رہتا ہے کیونکہ اس بارے میں صرف چند افراد کو علم ہے اسمتھ نے کہا۔

''کیا نمبر ہے اس کے فلیٹ کا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''چار سو دس نمبر ہے۔ یہ مجھے اس لئے یاد ہے کہ میں اکثر اس سے مذاق کرتا رہتا ہوں کہ اس کے فلیٹ کا نمبر چار سو بیس ہونا چاہئے۔ چار سو دس کیوں ہے''...... اسمتھ نے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ''...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اوکے راسن۔ اب مجھے اجازت دو۔ شکریہ''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تم اب وہیں جاؤ گے''...... راسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ دوسری بار ناکام نہ رہے۔ اس لئے دوسری باری آنی ہی نہیں چاہئے''۔ ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی

دیر بعد اس کی کار ایڈن رہائشی پلازہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ اس پارٹی کے بارے میں جاننا چاہتا تھا جس نے باٹلے کو اس کا ٹارگٹ دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پلازہ کی پارکنگ میں داخل ہوا اور اس نے کار ایک سائیڈ پر پارک کی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور اس طرف بڑھ گیا جدھر سے وہ لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچ سکے۔ لفٹیں پلازہ کی پارکنگ سے اوپر جاتی اور نیچے آتی تھیں۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچ گیا۔ فلیٹ نمبر دس کا دروازہ بند تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... ڈور فون سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''سپیشل کوریئر سروس۔ آپ کا لیٹر ہے''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرے نام لیٹر۔ کس کا لیٹر۔ مجھے کس نے بھیجنا ہے لیٹر''۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''آپ دیکھ لیں۔ پھر اگر آپ وصول کرتی ہیں تو ٹھیک ورنہ اسے واپس کر دیا جائے گا''...... ٹائیگر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا تا کہ روزمیری پر تاثر یہی ہو کہ بولنے والا کسی کوریئر سروس کا ہی آدمی ہے۔

''اوکے''...... اس بار دوسری طرف سے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیا گیا اور کٹک کی آواز کے ساتھ ہی ڈور فون بند ہو گیا

تو ٹائیگر ایک قدم آگے بڑھ کر دروازے کے قریب ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ روزمیری کے ساتھ باٹلے بھی موجود ہو گا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانی عمر کی عورت دروازے پر نظر آئی تو ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر اسے ایک دھاکے سے اندر کی طرف گرا دیا اور روزمیری کے منہ سے چیخ نکلی ہی تھی کہ ٹائیگر اسے پھلانگتا ہوا اندرونی کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ گیا۔

''کیا ہوا۔ کیا ہوا''...... اسی کمرے سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے باہر آیا ہی تھا کہ ٹائیگر کا ہاتھ اس کی گردن پر پڑا اور دوسرے لمحے وہ آدمی بھی چیختا ہوا فضا میں قلابازی کھا کر ایک دھاکے سے نیچے فرش پر گرا اور اس نے ایک جھٹکا کھا کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر نے اس بار جھک کر ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا اس کے کاندھے پر رکھ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کے چہرے کا رنگ تیزی سے بحال ہونا شروع ہو گیا۔ اس کی گردن میں آ جانے والے بل کی وجہ سے اس کا سانس رک گیا تھا۔ اس لئے اگر مزید چند منٹ ٹائیگر مخصوص انداز میں اس کی گردن کا بل نہ نکالتا تو وہ یقینی موت کا شکار ہو جاتا۔ اب وہ بچ تو گیا تھا لیکن بے ہوش پڑا تھا۔ ٹائیگر مڑ کر فرش پر بے ہوش پڑی روزمیری کی طرف بڑھا۔ روزمیری کو اس نے صرف گردن پر دباؤ ڈال کر پیچھے کی طرف دھکا

دیا تھا۔ فرش سے اس کے سر کے ٹکراؤ اور شہ رگ پر زور آجانے کی
وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی تھی اور اس کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ
جلد ہوش میں نہ آئے گی“...... ٹائیگر نے عقبی کھڑکی سے پردہ
اتارا۔ اسے رسی کی طرح اکٹھا کر کے اس نے اسے رسی کی طرح بنا
کر روزمیری کے دونوں ہاتھ باندھ کر ایک بل اس کی گردن کے
گرد دے کر مخصوص انداز میں باندھ دیا۔ اب ہوش میں آ کر وہ
جیسے ہی اٹھنے کی کوشش کرتی، اس کی گردن پر شدید دباؤ پڑتا اور وہ
کسی صورت اٹھ نہ سکتی تھی۔ اس کے بعد ٹائیگر نے روزمیری کو
اٹھایا اور اندرونی کمرے کی ایک کرسی پر ڈال دیا۔ پھر اس نے
کھڑکی کا دوسرا پردہ اتارا اور اس کی رسی بنا کر اس نے باٹلے کو اٹھا
کر کرسی پر ڈالا اور اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کرسی کے
ساتھ اس طرح باندھ دیئے کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکے۔ ویسے اسے
معلوم تھا کہ پیشہ ور قاتل فیلڈ میں کام کرنے والے لوگ نہیں
ہوتے۔ اس لئے باٹلے اسے کسی صورت کھول نہ سکے گا۔ پھر واپس
جا کر اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا تاکہ کوئی مداخلت نہ
ہو سکے اور پھر واپس آ کر اس نے باٹلے کا منہ اور ناک دونوں
ہاتھوں سے بند کر دیا۔

چند لمحوں بعد جب باٹلے کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار
ہونے شروع ہوئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر ایک
کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد باٹلے نے آنکھیں کھولیں اور پھر

جیسے ہی اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھری اس نے ایک جھٹکے
سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے وہ بندھا ہوا تھا اس لئے صرف
کسمسا کر ہی رہ گیا۔

”تم۔ تم یہاں۔ کیا مطلب“...... اس نے سامنے بیٹھے ہوئے
ٹائیگر کو دیکھ کر جھٹکا کھاتے ہوئے کہا۔

”تم نے مجھ پر آٹو رائفل سے حملہ کیا۔ میری کار مکمل طور پر تباہ
ہو گئی ہے۔ میں اس کا معاوضہ لینے کے لئے آیا ہوں“...... ٹائیگر نے
بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں نے تو کوئی حملہ نہیں کیا۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی
ہے“...... باٹلے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”دیکھو باٹلے۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ میں تمہارے لئے
اجنبی نہیں ہوں۔ تم اور میں دونوں ہی انڈر ورلڈ میں کام کرتے ہیں
اور اس کا یہ نتیجہ ہے میں یہاں موجود ہوں ورنہ تم اپنی طرف سے
روپوش ہو چکے ہو اور کوئی نہیں جانتا کہ تم کہاں ہو۔ میں نے تم
سے اپنے پر حملہ کرنے کا کوئی شکوہ نہیں کیا ہے اور نہ یہ کروں گا
کیونکہ تمہارا پیشہ یہی ہے۔ تم نے یقیناً بھاری معاوضے پر یہ کام پکڑا
ہو گا۔ مجھے تم صرف یہ بتا دو کہ تمہیں اس کام کے لئے ہائر کس نے
کیا ہے۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ کر واپس چلا جاؤں گا۔ یہ میرا وعدہ
ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے یا میرے خلاف کسی نے تمہیں بھڑکایا ہے۔ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا اور نہ ہی مجھے کسی نے ہائر کیا ہے"...... باٹلے نے کہا۔

"میں صرف دس تک گنوں گا۔ دس تک پہنچنے سے پہلے تم نے بتا دیا تو میرا وعدہ قائم۔ دس کی گنتی پوری ہو گئی اور تم اپنی بات پر اڑے رہے تو پھر وعدہ ختم۔ اس کے بعد تمہارے ساتھ جو ہوگا وہ تم آسانی سے سمجھ سکتے ہو۔ بتانا تو تمہیں پڑے گا۔ چاہے شعوری طور پر بتاؤ یا لاشعوری طور پر۔ میں گنتی شروع کرتا ہوں۔ ایک، دو، تین"...... ٹائیگر نے گنتی شروع کر دی اور جب وہ چھ پر پہنچا تو باٹلے بے اختیار چیخ پڑا۔

"رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"...... باٹلے نے چیختے ہوئے کہا۔

"بتاؤ۔ ورنہ گنتی جاری رہے گی۔ بولو"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے پاسٹر نے ہائر کیا تھا۔ پاسٹر ریڈ سٹار کلب والا"...... باٹلے نے قدرے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب تمہیں کنفرم بھی کرانا ہو گا۔ میں فون پر اس کا نمبر ملا کر تمہیں دیتا ہوں۔ تم اس سے بات کرو۔ اس طرح کہ میں کنفرم ہو جاؤں کہ تم نے جو بتایا ہے درست بتایا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کراؤ بات"...... باٹلے نے کہا تو ٹائیگر نے اٹھ کر ایک سائیڈ

پر پڑے ہوئے کارڈلیس فون کو اٹھایا اور اسے آن کر کے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے انڈر ورلڈ میں کام کرنے والے چیدہ چیدہ افراد کے نمبر یاد تھے۔ اس لئے اس نے انکوائری سے معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور پھر فون کرسی پر بیٹھے ہوئے باٹلے کے کان سے لگا دیا۔

"ریڈ سٹار کلب"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"باٹلے بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کراؤ"...... باٹلے نے کہا۔

"ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ پاسٹر بول رہا ہوں"...... پاسٹر کی آواز خاصی بھاری تھی تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ پاسٹر کارش نہیں گیا ہوا بلکہ آفس میں ہی موجود ہے اور اس سے جھوٹ بولا گیا تھا۔

"چیف۔ میں باٹلے بول رہا ہوں"...... باٹلے نے کہا۔

"کیا ہوا۔ تم نے ٹارگٹ مکمل کر لیا ہے یا نہیں"...... پاسٹر نے چونک کر کہا۔

"ایک حملہ کیا ہے لیکن اس کی کار فائر پروف تھی اس لئے وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے لیکن میں اس کے پیچھے ہوں۔ ایک دو

روز میں وہ فنش ہو جائے گا''...... باٹلے نے کہا۔

''پھر فون کیوں کیا ہے۔ اپنی ناکامی کے بارے میں بتانے کے لئے''...... پاسٹر کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

''نہیں چیف۔ اس لئے فون کیا ہے کہ آپ کو رپورٹ دے سکوں''...... باٹلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس نے تمہیں پہچان تو نہیں لیا۔ وہ بے حد تیز طرار آدمی ہے''...... پاسٹر نے کہا۔

''نہیں چیف۔ اسی لئے میں نے آٹو رائفل استعمال کی ہے تاکہ فاصلے سے اسے کور کیا جا سکے''...... باٹلے نے کہا۔

''جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس کا خاتمہ کرو۔ سنا تم نے۔ میں تمہیں زیادہ وقت نہیں دے سکتا ورنہ مجھے تمہاری جگہ کسی اور کو دینی ہو گی اور تمہیں قبر میں اتار دیا جائے گا۔ ٹارگٹ کو فنش کرو۔ پھر فون کرنا''...... پاسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے فون باٹلے کے کان سے ہٹا کر اسے آف کیا اور پھر واپس آ کر اس نے اسے میز پر رکھ دیا۔

''اب بولو۔ اگر تم نے مجھے فنش نہ کیا تو تمہارا چیف تمہیں فنش کر دے گا یا پھر تمہیں ہر صورت میں مجھے فنش کرنا ہو گا۔ اس لئے اس تکون میں تمہارا کیا انجام کیا جائے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے چھوڑ دو۔ میں ایکریمیا نکل جاؤں گا''...... باٹلے نے کہا تو ٹائیگر ہنس پڑا۔

''پاسٹر کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ اس کا نیٹ ورک بھی بے حد وسیع ہے۔ وہ تمہیں ایئرپورٹ تک زندہ نہ پہنچنے دے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ تمہارا خاتمہ یہیں کر دیا جائے۔ باقی رہا پاسٹر تو اس سے میں خود نمٹ لوں گا''...... ٹائیگر نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

''تم نے وعدہ کیا تھا''...... باٹلے نے کہا۔

''ہاں۔ اب بھی میں اپنے وعدہ پر قائم ہوں اور میں اپنے اوپر ہونے والے حملے کا انتقام نہیں لے رہا۔ ان ٹارگٹس کا انتقام لے رہا ہوں جو تمہارے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے باٹلے کی کنپٹی سے مشین پسٹل کی نال لگا دی۔

''مت مارو مجھے۔ مت مارو۔ پلیز''...... باٹلے نے روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم سے بھی نجانے کتنے ٹارگٹس نے اسی طرح روتے ہوئے زندگی کی بھیک مانگی ہو گی لیکن تم نے کسی پر رحم نہیں کھایا تو اب تم پر کیوں رحم کھایا جائے''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے باٹلے کی کھوپڑی کئی حصوں میں بکھر گئی۔ اس کے جسم نے دو جھٹکے کھائے اور پھر وہ ختم ہو گیا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر دوسری کرسی پر پڑی ہوئی روزمیری کے جسم سے بندھے ہوئے پردے کی رسی کو کھول دیا اور پھر مڑ کر وہ بیرونی

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ روزمیری کو اس نے اس لئے زندہ چھوڑ دیا تھا کہ اس سے اس کا کوئی جھگڑا نہ تھا۔ رہائشی پلازہ کی پارکنگ سے اس نے اپنی کار نکالی اور پھر چند منٹ بعد اس کی کار ریڈ سٹار کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گو اسے ایک بار خیال آیا تھا کہ وہ سپیشل ہسپتال جا کر جولیا اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلوم کرے لیکن پھر اس نے اس لئے ارادہ بدل دیا کہ باٹلے کی موت کی خبر کچھ دیر بعد جنگل کی آگ کی طرح انڈر ورلڈ میں پھیل جائے گی اور پاسٹر تک جیسے ہی یہ اطلاع پہنچے گی تو وہ فوراً سمجھ جائے گا کہ یہ ٹائیگر کی جوابی کارروائی ہے اور پھر وہ کوئی بھی قدم اٹھا سکتا ہے لیکن وہ خود لازماً غائب ہو جائے گا تاکہ اس پر ہاتھ نہ ڈالا جا سکے۔ اس لئے ٹائیگر نے فوری کارروائی کا فیصلہ کیا۔
ریڈ سٹار کلب کے عقبی حصے میں ایک دروازہ تھا جس سے پاسٹر کے آفس تک راستہ جاتا تھا اور ٹائیگر نے یہی عقبی راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ کلب کے اندر سے پاسٹر کے آفس تک پہنچنے میں خاصی رکاوٹیں پیش آ سکتی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ اس عقبی راستے پر بھی مسلح افراد موجود ہوتے ہیں لیکن انہیں آسانی سے ڈاج دیا جا سکتا ہے اور چونکہ ٹائیگر اکثر یہاں آتا جاتا رہتا تھا اس لئے یہاں اسے سب پہچانتے تھے۔

ٹائیگر نے کار عقبی گلی میں اس انداز میں پارک کی کہ وہ آسانی سے اسے نکال کر لے جائے۔ کار لاک کر کے وہ عقبی دروازے کی

طرف بڑھ گیا۔ یہ بظاہر عام سا لوہے کا دروازہ تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ اس کے آفس تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی۔ بند دروازے پر پہنچ کر ٹائیگر نے مخصوص انداز میں دستک دی تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازے میں موجود ایک چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان آدمی نے باہر جھانکا۔

”میرا نام ٹائیگر ہے۔ دروازہ کھولو“...... ٹائیگر نے کہا۔

”یس سر“...... اندر سے کہا گیا۔ شاید وہ اسے پہچان گیا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا تو ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس آدمی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

”یہ تمہارا ہے۔ رکھ لو“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تھینک یو سر“...... اس آدمی نے جلدی سے نوٹ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا اور ویسے ہی ہوا جیسے اس کا خیال تھا۔ پاسٹر کے آفس تک پہنچنے تک کسی نے اسے نہ روکا تھا۔ پاسٹر کے آفس کا دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اسے اندر سے بند نہیں کیا جاتا۔ اس لئے اس نے دروازے کو دھکیلا اور دروازہ کھلتے ہی وہ اندر داخل ہو گیا۔ سامنے بڑی سی میز کے پیچھے ریوالونگ کرسی پر ادھیڑ عمر پاسٹر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر کو اس طرح بغیر اطلاع اچانک اندر آتے دیکھ کر اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ ابھر آئی اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”ہیلو پاسٹر۔ کیسے ہو“...... ٹائیگر نے بڑے نرم سے لہجے میں کہا

تو پاسٹر کے چہرے پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''میں تو ٹھیک ہوں لیکن تم نے آنے کی کوئی اطلاع ہی نہیں دی''...... پاسٹر نے کہا۔

''بس ادھر سے گزر رہا تھا کہ میں نے سوچا کہ باٹلے کو ہائر کرنے والے سے خود مل لوں۔ تم نے خوانخواہ باٹلے کو ہائر کیا۔ مجھے براہ راست فون کر دیتے۔ میں اپنے آپ کو گولی مار لیتا''...... ٹائیگر نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھنے کی بجائے سائیڈ پر پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

''یہ غلط ہے۔ میں ایسا کیوں کروں گا۔ باٹلے نے میرا نام لیا ہے تو وہ جھوٹ بول رہا ہے''...... پاسٹر نے کہا۔

''دراز کھولنے کی کوشش نہ کرنا۔ ہم ابھی مذاکرات کر رہے ہیں۔ مذاکرات سے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں لیکن اگر تم نے دراز کھول کر اسلحہ نکالنے کی کوشش کی تو اس سے پہلے پسٹل کی گولیاں تمہارے جسم میں داخل ہو چکی ہوں گی''...... ٹائیگر نے کہا۔ اس کا لہجہ ویسے ہی نرم تھا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ہوا ہے تمہیں''...... پاسٹر نے قدرے زچ ہو جانے کے انداز میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تمہاری میز کی سائیڈ پر بٹنوں کا ایک سیٹ موجود ہے اور تم بٹن پریس کر کے سامنے یا سائیڈ کی کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کو بے ہوش کر سکتے ہو۔ کسی بٹن کو پریس کرنے سے

سامنے والا آدمی ہلاک بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں سامنے نہیں بیٹھا۔ سائیڈ پر بیٹھا ہوں۔ اب تم یہ بتا دو کہ تمہیں کس نے میرے قتل کے لئے ہائر کیا ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''میں کہہ رہا ہوں کہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن تم یقین ہی نہیں کر رہے۔ کیوں''...... پاسٹر نے کہا۔

''باٹلے ہلاک ہو چکا ہے لیکن ہلاک ہونے سے پہلے اس نے تمہیں فون کیا اور پھر مجھے کنفرم کیا کہ واقعی تم نے اسے میرے خلاف ہائر کیا ہے۔ تمہاری اور باٹلے کی اس گفتگو کی ٹیپ میری جیب میں موجود ہے اور یہ بھی سن لو کہ تم اصل پارٹی کا بتا دو گے تو میں اس کی طرف مڑ جاؤں گا اور تم زندہ رہ جاؤ گے ورنہ بتانا تو تمہیں بہر حال پڑے گا لیکن تمہاری زندگی اور تمہارے اس کلب کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔ اب تم خود فیصلہ کرو''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ تم کسے دھمکیاں دے رہے ہو۔ میرا نام پاسٹر ہے اور تمہاری انڈر ورلڈ میں پاسٹر کا نام دہشت کا نشان ہے۔ خاموشی سے اٹھ کر چلے جاؤ ورنہ تمہارے ساتھ وہ کچھ بھی ہو سکتا ہے جس کا شاید تمہیں تصور تک نہ ہو''...... پاسٹر کا لہجہ یکلخت انتہائی سخت ہو گیا۔

''او کے۔ جیسے تمہاری مرضی''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا

لیکن ابھی وہ پوری طرح کھڑا بھی نہ ہوا تھا کہ کٹک کی آواز کے ساتھ ہی ٹائیگر چیختا ہوا پہلو کے بل نیچے فرش پر بچھے ہوئے قالین پر جا گرا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کوئی گرم سلاخ اس کے جسم میں اتر گئی ہو اور جیسے اس کے جسم میں آگ دوڑ رہی ہو لیکن یہ سب ایک لمحے کے لئے ہوا تھا۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

حصہ اول ختم شد

اسرار و تحیر کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی ایک یادگار کہانی

سپیشل نمبر

مکمل ناول

ڈیول پرل

مصنف مظہر کلیم ایم اے

ڈیول پرل = ایک ایسا موتی جس کے تحت لاکھوں شیطانی طاقتیں کام کرتی تھیں۔

ڈیول پرل = ایک ایسا موتی جسے شیطان نے اپنے تاج میں لگایا ہوا تھا۔

ڈیول پرل = ایک ایسا موتی جس کا مالک نائب شیطان بن جاتا تھا اور جس کے تحت پوری دُنیا کی شیطانی طاقتیں آجاتی تھیں۔

ڈیول پرل = ایک ایسا موتی جسے قدیم ترین دور میں ایک جلیل القدر بزرگ نے اس لئے چھپا دیا تھا کہ اس کے تحت شیطانی طاقتیں لوگوں کو گمراہ نہ کرسکیں۔

ڈیول پرل = جسے ٹریس کرنے کے لئے علمی مسئلہ بنا کر عمران تک پہنچا دیا گیا اور جس موتی کو شیطان بھی آج تک ٹریس نہ کر سکا تھا۔ عمران نے اسے ٹریس کر لیا۔ مگر کیسے ——؟

ڈیول پرل = جسے حاصل کر کے ہمیشہ کے لئے ضائع کرنے کا عمران نے فیصلہ کر لیا۔ اور پھر ——؟

ڈیول پرل = جسے حاصل کرنے کے لئے شیطان کے کئی بڑے نائب اور طاقتیں میدان میں اتر آئیں۔ اور پھر ——؟

ڈیول پرل = جسے حاصل کرنے اور ضائع کرنے میں قدم قدم پر شیطان اور اس کی شیطانی طاقتوں سے ٹکراؤ کا خدشہ تھا۔ لیکن عمران کا راستہ صاف ہو چلا گیا۔ کیوں ——؟

کیا عمران اس شیطانی موتی کو حاصل کرنے اور اسے ضائع کرنے میں کامیاب بھی ہو سکا۔ یا ——؟

انتہائی دلچسپ، یادگار، اسرار و تحیر کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی ایک ایسی کہانی جو اس سے پہلے صفحہ قرطاس پر کبھی ظاہر نہیں ہوئی

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Ph 061-4018666

Mob 0333-6106573

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

مکمل ناول

روزی راسکل مشن

مصنف مظہر کلیم ایم اے

ایک ایسا مشن —

جس میں عمران دلچسپی نہ لے رہا تھا۔ کیوں —؟

ایک ایسا مشن —

جس میں روزی راسکل نے کھل کر دلچسپی لی اور اس نے کارکردگی میں سیکرٹ ایجنٹوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ کیوں اور کیسے —؟

ایک ایسا مشن —

جس کا رُوحِ رواں کافرستان کی نئی ایجنسی کا چیف کرنل جگدیش تھا جو انتہائی تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ ڈھیٹ بھی تھا۔ مگر —؟

وہ لمحہ — جب ٹائیگر روزی راسکل کو ٹریس کرتا ہوا کافرستان پہنچ گیا۔ کیوں —؟

وہ لمحہ — جب روزی راسکل اور کرنل جگدیش کے درمیان ہولناک جسمانی فائٹ ہوئی۔ ایسی جسمانی فائٹ جس کا ہر لمحہ موت کا لمحہ تھا۔ نتیجہ کیا نکلا —؟

وہ لمحہ — جب ٹائیگر روزی راسکل کی جان بچانے کے لئے اپنی جان پر بھی کھیل گیا۔ کیوں اور کیسے —؟

وہ لمحہ — جب ٹائیگر نے لیبارٹری سے فارمولا حاصل کر لیا لیکن جب یہ فارمولا عمران کو پیش کیا گیا تو ٹائیگر شرمندگی کی وجہ سے پتھرا سا گیا۔ کیوں۔ کیا فارمولا نقلی تھا۔ یا —؟

وہ لمحہ — جب روزی راسکل نے اصل فارمولا عمران کے حوالے کر دیا۔ انتہائی حیرت انگیز سچویشن۔

وہ لمحہ — جب عمران جبراً ٹائیگر کی شادی روزی راسکل سے کرنے پر تل گیا۔ کیوں اور نتیجہ کیا نکلا —؟

روزی راسکل اور ٹائیگر کی خوفناک جسمانی فائٹس سے بھرپور ایکشن فل ناول

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Ph 061-4018666
Mob 0333-6106573

عمران سیریز میں تیز ایکشن کے متوالوں کے لئے ایک یادگار ناول

مکمل ناول

ہارڈ سیکشن

مصنف
ظہیر احمد

ہارڈ سیکشن — ایک ایسا سیکشن۔ جس کے بارے میں سوائے ایک شخص کے کوئی نہیں جانتا تھا۔ وہ شخص کون تھا ——؟

ہارڈ سیکشن — جو کافرستان یا اسرائیل میں ہو سکتا تھا۔ مگر اس کے بارے میں عمران کچھ نہیں جانتا تھا۔

ہارڈ سیکشن — جسے تباہ کرنے کے لئے عمران اپنی ٹیم لے کر کافرستان پہنچ گیا۔

ہارڈ سیکشن — جہاں پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے ایک انتہائی طاقتور بلاسٹر گن بنائی جا رہی تھی لیکن عمران یہ نہیں جانتا تھا کہ بلاسٹر گن کافرستان میں بنائی جا رہی ہے یا اسرائیل میں۔

عمران — جس نے اپنے طور پر ٹیم کے ساتھ کافرستان میں رسکی مشن پورا کرنے کی کوشش کی تھی۔ کیا اس کی کوشش درست تھی یا وہ واقعی کافرستان آ کر رسک لے رہا تھا۔

شاگل — جسے چیف سیکرٹری کے سامنے بے حد ذلت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

پاور گرل — کافرستانی ملٹری انٹیلی جنس کی لیڈی چیف۔ جو شاگل سے انتہائی نفرت کرتی تھی۔ کیوں ——؟

وہ لمحہ — جب شاگل نے پاور گرل سے بدلہ لینے کے لئے ایک کلب میں اس کے لئے موت کا جال پھیلا دیا۔

وہ لمحہ — جب پاور گرل نے شاگل کے موت کے جال کو کاٹ دیا اور اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئی۔

عمران اور اس کے ساتھی — جو ہارڈ سیکشن کی تلاش کے لئے کافرستان پہنچ تو گئے لیکن انہیں قدم قدم پر شاگل کی فورس کا سامنا کرنا پڑا اور آخر کار شاگل کی فورس نے عمران کے ساتھ آنے والے اس کے تمام ساتھیوں کو یقینی طور پر ہلاک کرنے کا دعویٰ کر دیا۔ کیا واقعی عمران کے ساتھی شاگل کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے تھے۔ یا ——؟

وہ لمحہ — جب جولیا اپنے ساتھیوں کو لے کر پہاڑیوں میں موجود ایک عمارت کو تباہ کرنے پہنچ گئی۔ مگر ——؟

وہ لمحہ — جب جولیا اور اس کے ساتھیوں کو علم ہوا کہ انہوں نے انتہائی جدوجہد کے باوجود ایک نقلی عمارت تباہ کی ہے تو ان پر کیا بیتی ——؟

پاور گرل — جو موت بن کر اچانک جولیا اور صالحہ کے سامنے آ گئی۔

کیا — عمران اصلی ہارڈ سیکشن تک پہنچ سکا جہاں پاکیشیا کی تباہی کے لئے بلاسٹر گن بنائی جا رہی تھی ——؟ کیا عمران کا یہ مشن واقعی رسکی مشن تھا۔ یا ——؟

ایک انتہائی تیز رفتار اور نان سٹاپ ایکشن سے مزین اس سال کا بہترین ناول۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

سیکرٹ سنٹر

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

سیکرٹ سنٹر ۞ تابات کی دشوار گزار پہاڑیوں میں واقع ایک ایسا سنٹر جس کی حفاظت بدھ بھکشو کرتے تھے۔کیوں ——؟

سیکرٹ سنٹر ۞ جس کے تحت بدھ بھکشوؤں کے روحانی رہنما دلائی لامہ کو ٹارگٹ بنا لیا گیا۔مگر کیوں ——؟

سیکرٹ سنٹر ۞ ایک ایسا سنٹر جو روسیاہ، شوگران اور پاکیشیا تینوں کے خلاف تھا لیکن صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے لئے آگے بڑھی۔کیوں ——؟

سیکرٹ سنٹر ۞ جہاں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں کوئی ایجنسی یا ایجنٹ باقی نہ رہا لیکن اس کے باوجود عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یہ سیکرٹ سنٹر ٹریس نہ کر سکتے تھے۔کیوں ——؟

سیکرٹ سنٹر ۞ ایک ایسا سنٹر جسے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کی مدد سے ٹریس کر لیا جبکہ یہ سنٹر ایکریمیا کا ہی تھا۔ یہ سب کیسے ہوا؟

وہ لمحہ ۞ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت ناکام واپس لوٹ آیا۔لیکن پھر اچانک یہ مشن مکمل کر دیا گیا۔کیسے؟ انتہائی حیرت انگیز سچوئیشن۔

ناشران
خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

خاص
نمبر
عمران سیریز
لارڈز
مظہر کلیم ایم اے

بلیک زیرو دانش منزل کے آپریشن روم میں اس انداز میں ٹہل رہا تھا جیسے کسی گہری الجھن میں گرفتار آدمی ٹہلتا ہے۔ وہ واقعی پریشان تھا کیونکہ سرسلطان نے عمران کے زخمی ہونے کے بعد باقی سروس کے لئے اس قدر مایوسانہ انداز میں بات کی تھی جیسے عمران کے بغیر پاکیشیا سیکرٹ سروس صرف بھیڑوں کا ریوڑ ہو۔ پہلے عمران زخمی ہوا اور ابھی دو ماہ تک اسے ڈسچارج نہیں کیا جا سکتا تھا اور اب جولیا انتہائی شدید زخمی حالت میں ہسپتال میں موجود تھی۔ گو اب وہ خطرے کے دائرے سے نکل آئی تھی لیکن نجانے کتنا عرصہ اسے مکمل طور پر صحت یاب ہونے میں لگ جائے گا۔ عمران کے بعد جولیا یہ منصب سنبھال سکتی تھی لیکن وہ بھی زخمی ہو گئی۔ صالحہ، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کسی کو بھی لیڈر بنانے پر اس کا ذہن مطمئن نہیں ہو پا رہا تھا کیونکہ صفدر کے لئے عمران کی رہنمائی ضروری ہے۔ کیپٹن شکیل سوچتا زیادہ اور کام کم کرتا ہے۔ تنویر کا ایکشن

ٹریک ہی دنیا سے نرالا تھا۔ اس لئے اسے بھی عمران کی جگہ لیڈر بنا کر بھیجا نہ جا سکتا تھا۔ صدیقی اور اس کے گروپ میں سے کسی کو اس لئے نہ لیا جا سکتا تھا کہ دوسرا گروپ ان سے ذہنی طور پر سیٹ نہ تھا۔

ایک بار تو اس نے سوچا کہ وہ میک اپ کر کے خود اس مشن پر سیکرٹ سروس کو لیڈ کرے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کہ اس طرح اچانک کسی کے آ کر لیڈ کرنے سے وہ سب مشکوک ہو جائیں گے اور کیپٹن شکیل جیسا سوچنے والا لامحالہ اس نتیجے پر پہنچ جائے گا کہ یہی ایکسٹو ہے جو عمران کی بجائے خود سیکرٹ سروس کی ٹیم کو لیڈ کر رہا ہے۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ آ کر کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں طاہر''...... دوسری طرف سے سر سلطان کی بھاری آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ حکم سر''...... اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز اور لہجے میں جواب دیا۔

''سرداور کا فون آیا ہے۔ وہ فارمولا واپس حاصل کرنے کے لئے زور دے رہے ہیں کیونکہ اس فارمولے کی تکمیل سے پاکیشیا کی دفاعی طاقت کافی حد تک بڑھ جائے گی۔ ان کی شوگران سے ایسی مشینری ملنے کی بات ہو گئی ہے جس مشینری کے ذریعے اس

ڈبل ایس میزائل کو جلد از جلد مکمل کیا جا سکتا ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ وہ عمران کی مکمل صحت یابی تک رک جائیں لیکن انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ انتہائی فائدہ مند فارمولا ہے۔ اسے فوری واپس حاصل کریں جس پر میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے اور اسی لئے تمہیں فون کیا ہے''...... سر سلطان نے اپنے مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''سرداور کی بات درست ہے۔ وہ اپنے انداز میں ملک وقوم کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس لئے ان کی خواہش ہے کہ فارمولا جلد از جلد واپس مل جائے لیکن مسئلہ یہ ہے سر سلطان کہ عمران فوری اس مشن پر جا نہیں سکتا۔ میں گزشتہ ایک گھنٹے سے اس پر سوچ بچار کر رہا ہوں لیکن ابھی تک کسی قابل عمل نتیجے پر نہیں پہنچ سکا''۔ بلیک زیرو نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر یہ کیسی سروس چلا رہے ہو تم کہ ایک آدمی کسی وجہ سے ہٹ جائے تو پوری سروس مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے''...... سر سلطان کے لہجے میں غصہ نمایاں تھا۔

''عمران صاحب کی کارکردگی ایسی ہے کہ ان کی موجودگی میں کسی اور کا چراغ جل ہی نہیں سکتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن ملک وقوم کے مفاد کے لئے بہرحال کام تو ہوتا رہے گا۔ عمران کو ابھی ہسپتال میں کچھ عرصہ گزارنا ہو گا تو کیا تب تک تم سب ہاتھ باندھے بیٹھے رہو گے''...... سر سلطان کے

لہجے میں مزید غصہ ابھر آیا۔

''میں یہی تو سوچ رہا ہوں سر۔ بہرحال ٹھیک ہے میں سروس کو مشن پر بھجوا دیتا ہوں۔ آپ سرداور کو کہہ دیں کہ کام شروع کر دیا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے''...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ وہ چند منٹ تک ساکت بیٹھا رہا۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آیا۔ ایک بار عمران نے بتایا تھا کہ سلیمان ہر معاملے میں مشورہ دے کر اب باقاعدہ پیش گوئی کر دیتا ہے ایک بار تو اپنی سوچ پر بلیک زیرو کو اپنے آپ پر بے اختیار ہنسی آ گئی کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہو کر ایک باورچی سے مشورہ لینے جا رہا ہے لیکن پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''سلیمان۔ میں طاہر بول رہا ہوں دانش منزل سے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے آپ کی آواز پہچان لی ہے۔ فرمایئے کیا حکم ہے''...... سلیمان نے نرم لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب تمہارے مشوروں کی بڑی تعریف کرتے رہتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ میں بھی مستفید ہو جاؤں''...... بلیک زیرو

نے کہا۔

''صاحب تو میرے بارے میں نجانے کیا کچھ کہتے رہتے ہیں۔ آپ فرمائیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں''...... سلیمان نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے مشن پر سیکرٹ سروس کو بھجوانے کی بات کر دی۔

''تو اب مسئلہ کیا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''عمران اور جولیا کی عدم موجودگی میں سروس کا لیڈر کسے بنایا جائے جو مشن بھی مکمل کر سکے اور ساتھیوں کو بھی سنبھال سکے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ تو بڑا معمولی سا مسئلہ ہے۔ میں سمجھا تھا کہ آپ شاید مجھ سے مسئلہ فیثا غورث پوچھیں گے جو آج تک کسی سے حل نہیں ہو سکا''...... سلیمان نے جواب دیا تو بلیک زیرو اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم نے مسئلہ فیثا غورث کہاں سے سن لیا۔ میں نے تو اسے نویں دسویں کلاس میں پڑھا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مسجد کے مولوی صاحب ایک بار اس مسئلے کے بارے میں بتا رہے تھے تو میں نے ان سے اس کی وضاحت پوچھ لی''۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا اب مذاق چھوڑو اور مشورہ دو کہ کسے لیڈر بنایا جائے۔ عمران صاحب تمہارے مشوروں کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ تعریف بھی کرتے رہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ تو واقعی کھلے دل کے مالک ہیں کہ میرے بارے میں ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ مشن کی تفصیل تو بتائیں''...... سلیمان نے کہا تو بلیک زیرو نے بجائے لمبی چوڑی تفصیل بتانے کے مختصر طور پر بتا دیا کہ غیر ملکی ایجنٹ کسی طرح فارمولا نکال کر لے گئے۔ اب سرداور اور سرسلطان دونوں چاہتے ہیں کہ مشن مکمل کر کے فارمولا واپس لایا جائے لیکن میں پھنسا ہوا ہوں کہ سیکرٹ سروس کو کس لیڈر کے تحت مشن پر بھیجوں جو مشن بھی مکمل کر سکے اور ٹیم کو بھی ہر طرح سے سنبھال سکے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے مشورہ کر لوں''۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کہاں اور میں کہاں''۔ سلیمان نے انکسارانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''میں مذاق نہیں کر رہا۔ سنجیدگی سے بات کر رہا ہوں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ آپ بزرگوں کا قول پورا کر رہے ہیں کہ مشورہ ضرور کرنا چاہئے۔ چاہے دیوار سے ہی کیوں نہ کیا جائے''...... سلیمان نے کہا تو اس بار بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں فون بند کر رہا ہوں۔ جب تم سنجیدہ ہو جاؤ گے تو پھر فون کروں گا''...... بلیک زیرو نے جان بوجھ کر سخت لہجے میں کہا۔

''آپ مجھے لیڈر بنا دیں۔ عمران صاحب سے بھی دو ہاتھ آگے

رہوں گا''...... سلیمان نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب تمہاری شکایت سرعبدالرحمٰن سے کرنا پڑے گی''۔ بلیک زیرو نے زچ ہو کر اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''بس یہی میری کمزوری ہے کہ میں بڑے صاحب اور بڑی بیگم صاحبہ کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ ٹھیک ہے اب آپ میرا مشورہ غور سے سن لیں۔ آپ عمران صاحب کے شاگرد ٹائیگر کو لیڈر بنا دیں۔ وہ عمران صاحب کی کمی آسانی سے پوری کر سکتا ہے''۔ سلیمان نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ سیکرٹ سروس میں شامل نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب بھی تو سیکرٹ سروس کے رکن نہیں ہیں''۔ سلیمان نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب تم سے تو بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ عمران صاحب کی اصل حقیقت کا تمہیں بھی علم ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آپ خوامخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔ میرٹ پر عمل کریں اور موسٹ سینئر ممبر صفدر صاحب کو لیڈر بنا دیں''...... سلیمان نے کہا۔

''میں نے بھی یہی سوچا تھا لیکن صفدر، عمران صاحب کی رہنمائی کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اسی لئے تو میں الجھ گیا ہوں ورنہ تو صفدر کو اب تک لیڈر بنا دیا جاتا''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے صفدر کو سمجھا ہی نہیں۔ وہ سپر ایجنٹ ہے۔ وہ عمران صاحب کی جگہ بخوبی لے سکتا ہے''......سلیمان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہارے مشورے نے میری الجھن دور کر دی ہے۔ شکریہ''......بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اٹھ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ لائبریری میں پہنچ کر اس نے جیب سے ایک بڑے سائز کا کاغذ نکالا اور اسے اپنے سامنے میز پر رکھ کر اس نے اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ وہ معلومات تھیں جو عمران نے اپنے زخمی ہونے سے پہلے لکھ کر دی تھیں۔ عمران مشن سے متعلق تمام معلومات فوری طور پر بلیک زیرو کو بھجوایا کرتا تھا تاکہ وہ ہر معاملے سے پوری طرح باخبر رہے ورنہ کسی بھی وقت اس کے منہ سے ایسی بات نکل سکتی تھی جس پر بعد میں پچھتانا پڑے اور سروس پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے۔ ان معلومات میں دو باتیں اہم تھیں۔

ایک تو یہ کہ فارمولا اسرائیل کی بڑی لیبارٹری کاسان پہنچا دیا گیا ہے۔ دوسرا اہم پوائنٹ ان معلومات کا یہ تھا کہ پاکیشیا سے فارمولا لے جانے اور لیبارٹری کو تباہ اور پاکیشیائی سائنسدانوں کو ہلاک کرنے کا سارا کام اسرائیل کے سپر ایجنٹ کرنل جیمز نے کیا ہے جس کا تعلق لارڈز سے ہے۔ لارڈز کا چیف رابرٹ ہے اور رابرٹ کا چیف لارڈ ہاٹ مین ہے۔ لارڈز کا ہیڈکوارٹر اسرائیل کے نواحی شہر روگر میں ہے جس کا چیف رابرٹ ہے۔ ایکریمیا میں

لارڈز کا ہیڈکوارٹر ایکریمی ریاست لوسانو میں تھا جس کا چیف لارڈ ہاٹ مین ہے۔ ایکریمی ریاست آمانو میں یہودیوں کی ایک اور تنظیم گرے ہاؤنڈز بھی تھی۔ اس کا چیف جیفرڈ تھا جو ہلاک کر دیا گیا تو اس کا چیف چارلس کو بنا دیا گیا لیکن چارلس چیف کے طور نہ چل سکا اور لارڈز نے بھی اس کی مخالفت کی تو لارڈز کے چیئرمین لارڈ ہاٹ کو سپر چیف بنا دیا گیا۔ اس رپورٹ میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ کاسان ایک بڑا اور آباد جزیرہ ہے جہاں کا موسم سارا سال انتہائی خوشگوار رہتا ہے اور وہاں چونکہ ایسی پابندیاں نہیں ہیں، جیسی باقی دنیا میں ہوتی ہیں۔ اس لئے تمام دنیا کے سیاح یہاں چکر ضرور لگاتے تھے اور یہ ان سیاحوں سے ملنے والی رقم تھی جس نے جزیرے کو انتہائی خوشحال بنا دیا تھا۔ اس لئے یہاں کی مقامی انتظامیہ نے کاسان کی سڑکیں، پارک اور کالونیاں بنانے پر پوری توجہ دی تھی۔ اس لئے یہ جزیرہ اپنی مثال آپ تھا آنان کی بین الاقوامی بندرگاہ جس کا نام ایلسان ہے سے کاسان جزیرہ تقریباً پچاس بحری میل کے فاصلے پر واقع تھا۔

ایلسان سے جزیرے تک آنے جانے کے لئے ہر قسم کی بحری ٹرانسپورٹ موجود تھی جس میں فیری سروس اور لانچ بھی شامل تھی۔ کاسان جزیرے پر اسلحہ لے جانا یا اپنے پاس رکھنا سخت ممنوع تھا۔ اس لئے جزیرے پر نہ صرف گھاٹ پر بلکہ عقبی طرف اور دونوں سائیڈوں پر بھی ایسے آلات نصب تھے جو اسلحے کی چیکنگ کرتے

تھے اور جس کے پاس معمولی سا بھی اسلحہ نکل آتا تھا اسے نہ صرف فوری واپس بھجوا دیا جاتا تھا بلکہ اس کی جزیرے میں آئندہ داخل ہونے پر پابندی لگا دی جاتی تھی۔ کاغذ پر یہ ساری معلومات درج تھیں البتہ ایک بات عمران نے اسے زبانی بتائی تھی کہ ٹائیگر کی اطلاع کے مطابق ایلسان میں ہارش نامی کلب ہے جس کا مالک اور جنرل مینجر کلارک ہے جو کہ اسلحے کی بین الاقوامی سمگلنگ کا ایک بڑا نام تھا وہ ٹائیگر کا کسی وجہ سے ممنون تھا۔ اس لئے ٹائیگر کے مطابق جب اسے ٹائیگر کا حوالہ دیا جائے گا تو وہ ٹیم کے لئے بے حد مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ یہ تمام معلومات چیک کر کے بلیک زیرو کاغذ اٹھائے واپس آپریشن روم میں آ گیا اور اپنی کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ سامنے میز پر وہ کاغذ موجود تھا جس پر معلومات درج تھیں۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ آواز اور لہجہ صفدر کا تھا۔

"ایکسٹو"...... بلیک زیرو نے مخصوص آواز اور لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں صفدر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ٹیم مشن پر بھیجی جا رہی ہے۔ تم، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ کو اپنے فلیٹ پر کال کرلو۔ میں تمہیں مشن کے سلسلے میں بریف کر دیتا ہوں جب سب آ جائیں تو تم انہیں بریف کر دینا۔ اس ٹیم کا لیڈر

عمران کے زخمی ہونے کی وجہ سے میں نے تمہیں بنا دیا ہے۔ اس لئے مشن کی تکمیل اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کی ذمہ داری تم پر ہو گی"...... بلیک زیرو نے مخصوص انداز میں کہا اور پھر اس نے تفصیل سے اسے مشن کے بارے میں بریف کر دیا۔

"یس سر۔ میں آپ کے اعتماد پر انشاء اللہ پورا اتروں گا"۔ صفدر نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

جس طرح گھپ اندھیرے میں روشنی کی لہر سی نظر آتی ہے۔ اس طرح ٹائیگر کے اندھیرے میں ڈوبے ہوئے ذہن پر بجلی کی لہر چمکی اور پھر یہ لہر پھیلتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کو ہوش آنا شروع ہو گیا۔ جب اسے پوری طرح ہوش آیا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اس کا پورا جسم گندے پانی کے اندر ڈوبا ہوا ہے جبکہ پانی سے باہر ایک قدرے اونچا پلیٹ فارم جیسا بنا ہوا تھا جس پر ٹائیگر کا سر اور گردن ٹکی ہوئی تھی اسے اپنے جسم میں شدید درد محسوس ہونا شروع ہو گیا اور پھر یہ درد لہروں کی صورت میں پورے جسم میں گھومنے لگ گیا۔

ٹائیگر نے وہیں پڑے پڑے اس جگہ کا جائزہ لیا تو اسے محسوس ہوا کہ وہ اس وقت کسی گٹڑ میں پڑا ہوا ہے۔ اس کا گردن سے نیچے کا جسم گندے پانی کے اندر ڈوبا ہوا ہے اور سر اور گردن باہر ہیں اور پھر وہ فوراً ہی سمجھ گیا کہ یہ ایک بڑا گٹڑ ہے جس میں گندہ پانی

بہہ رہا ہے لیکن اس کی سطح اتنی بلند نہ تھی کہ وہ ٹائیگر کے جسم کو دھکیل کر کسی بڑے گٹڑ تک نہ پہنچا سکتا تھا۔ ٹائیگر کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے تمام مناظر ایک لمحے میں گھوم گئے۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ پاسٹر کے کلب میں عقبی دروازے سے داخل ہوا اور پھر اچانک اس کے آفس میں داخل ہو گیا تھا۔ پھر وہ پاسٹر کے مقابل میں کرسی پر نہ بیٹھا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ میز کے کناروں پر موجود بٹنوں کے ذریعے آفس میں نصب شدہ گنیں اور بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول مقابل کو شکار کر سکتے ہیں اس لئے ٹائیگر سامنے بیٹھنے کی بجائے سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس کے بعد اس نے پاسٹر سے کہا کہ جس پارٹی نے اسے ٹائیگر کے خلاف ہائر کیا ہے اس کا نام بتائے لیکن پاسٹر نے کچھ بتانے کی بجائے نجانے کہاں موجود بٹن پریس کر دیا تھا کہ ٹائیگر کو کٹک کی آواز سنائی دی اور وہ الٹ کر کرسی سمیت فرش پر جا گرا تھا اور پھر اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا تھا اور اب اسے ہوش اس گٹڑ میں آ رہا تھا۔ گٹڑ میں موجود بو اس قدر تیز تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے پورے جسم کو اپنی طاقت سے جلا کر راکھ کر دے گی اور شاید اسی تیز بدبو نے اسے ہوش دلایا تھا۔ اس نے ہلنے جلنے کی کوشش کی تو جسم میں موجود درد کی لہریں مزید تیز ہو گئیں لیکن ٹائیگر نے ہونٹ بھینچ کر اٹھنے کی کوشش جاری رکھی اور پھر تھوڑی ہی دیر

بعد اس کا جسم پانی سے باہر آ گیا۔ اس کے پیٹ پر گولی کے جسم کے اندر جانے کا نشان زخم کی صورت میں موجود تھا لیکن اس میں سے خون نہ رس رہا تھا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اگر گولی جسم کے اندر رہی تو اس کا زہر پورے جسم میں پھیل جائے گا لیکن دوسرے لمحے اسے خیال آیا کہ آواز کٹک کی آئی تھی اور ایسی آواز اس وقت سنائی دیتی ہے جب کسی ریز پسٹل کو استعمال کیا جائے اور اس نے ایک بار پھر اس نقطہ نظر سے اپنے پیٹ پر موجود زخم کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت تھی کہ اس نے اسے یقینی موت سے بچا لیا تھا کیونکہ زخم کا مخصوص نشان بتا رہا تھا کہ یہاں ریز فائر کی گئی ہیں کیونکہ جس انداز کا زخم تھا اس انداز کا زخم ریز کے فائر سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے جسم کے اندر زہر پھیلنے کا امکان ختم ہو گیا تھا۔

ٹائیگر چونکہ ریز پر کام کرتا رہا تھا اس لئے اسے تقریباً تمام ریز اور ان کی خصوصیات کا بخوبی علم تھا۔ ٹائیگر اب سمجھ گیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ پاسٹر نے اس پر ریز فائر کیا اور وہ بے ہوش کر نیچے گر پڑا۔ ریز کے شکار کی موت یقینی ہوتی ہے کیونکہ ایک تو ریز سے ہونے والے زخم سے خون رستا رہتا ہے جب تک کہ اس کے جسم میں موجود تمام خون ختم نہ ہو جائے۔ ریز کے جسم میں داخل ہونے اور خون کے نکلنے کی وجہ سے یہ ریز پورے جسم میں

خون کے ساتھ گردش کرتی رہتی ہیں اور ریز کا زہر پورے جسم میں پھیلتا چلا جاتا ہے اس لئے ان ریز کا شکار چار پانچ گھنٹوں کے اندر لازمی موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ پاسٹر نے اس پر ریز فائر کر کے اسے یہ سمجھ کر اٹھوا کر گٹر میں پھنکوا دیا تھا کہ وہیں پڑے پڑے خودبخود ہلاک ہو جائے گا لیکن جب اسے گٹر میں پھینکا تھا تو اس کا جسم گندے پانی کے اندر جا پڑا تھا اور سر اور گردن سائیڈ پر موجود تھوڑے سے اونچے پلیٹ فارم پر ٹک گیا تھا اور ٹائیگر جانتا تھا کہ ریز کے اثرات کو گندے پانی نے جذب کر لیا تھا اور پانی میں رہنے کی وجہ سے زخم سے خون کا نکلنا یا رسنا بند ہو گیا تھا۔

اس طرح نجانے وہ کتنی دیر سے یہاں پڑا ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے رحمت کی اور وہ ایک بار پھر یقینی موت سے بچ نکلا تھا اور اب اسے بدبو بھی خوشبو لگنا شروع ہو گئی تھی کیونکہ بدبو نے اس کے جسم میں پھیلنے والے زہر کو صاف کر دیا تھا۔ اس کے جسم پر اس کا اپنا لباس موجود تھا۔ حتیٰ کہ جرابیں او جوتوں سمیت سب کچھ موجود تھا۔ اس نے جیکٹ کی اندرونی اور بیرونی جیبوں کو چیک کیا تو وہ خالی تھیں۔ اس لئے جان بچ جانے کی خوشی میں ٹائیگر نے ان کاغذات اور تھوڑا سا سرمایہ کو کسی خاطر میں نہ لانے کا فیصلہ کیا البتہ اس نے پاسٹر سے انتقام لینے کا دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کی نظریں ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔ اسے اب یہاں سے نکلنے کا

راستہ چاہئے تھا۔ گٹر میں اندھیرا ہونے کے باوجود اس کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو چکی تھیں اس لئے اسے اندھیرے کے باوجود نظر آ رہا تھا لیکن وہاں اوپر نہ کوئی دہانہ تھا اور نہ ہی اسے سیڑھی نظر آ رہی تھی۔ اس کے ذہن میں آیا کہ پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے وہ اس جگہ موجود نہ ہو جہاں اسے گٹر کے اندر پھینکا گیا ہو چنانچہ اس نے اٹھ کر دیوار کا سہارا لیا اور پانی میں گھسٹتا ہوا پیچھے کی طرف چل پڑا۔ گو اسے چلنے میں خاصی تکلیف محسوس ہو رہی تھی لیکن زندگی بچانے کا جذبہ اسے بہرحال آگے بڑھا رہا تھا۔ گٹر میں پھیلی ہوئی تیز بو کا بھی وہ عادی ہو چکا تھا اس لئے وہ اسے زیادہ محسوس نہ ہو رہی تھی اور پھر بو اس کی زندگی بچانے کا موجب بنی تھی۔ تھوڑا سا آگے بڑھتے ہی اسے گٹر کا دہانہ اور سیڑھی نظر آنے لگی تو اس کی رفتار خود بخود تیز ہو گئی۔

پھر سیڑھی پر چڑھتے ہوئے اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس کا پورا جسم اس کا ساتھ نہ دے رہا ہو لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے ہمت سے کام نہ لیا تو اس کی موت یقینی ہو جائے گی اس لئے وہ دانت بھینچے سیڑھی پر چڑھتا چلا گیا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر گٹر کے دہانے پر موجود ڈھکن کو ہٹانے کی کوشش شروع کر دی۔ لوہے کا بنا ہوا ڈھکن خاصا بھاری بھی تھا اور دہانے پر اس طرح فٹ تھا کہ اسے اٹھا کر سائیڈ پر رکھنا ٹائیگر کو اپنے بس میں نظر نہ آ رہا تھا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور مسلسل کوشش میں لگا

رہا اور پھر آخر کار وہ اسے اٹھا کر سائیڈ میں ڈالنے میں کامیاب ہو گیا۔ ڈھکن کے ہٹتے ہی روشنی کا سیلاب گٹر کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ گٹر سے باہر دن ہے رات نہیں۔ اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو وہ کسی چاردیواری کے اندر موجود تھا۔ یہ کسی عمارت کا عقبی حصہ تھا۔ وہ باہر آ گیا اور پھر کچھ دیر وہیں بیٹھا اپنا سانس بحال کرتا رہا۔ عقبی دیوار میں ایک دروازہ بھی نظر آ رہا تھا جو اندر سے بند تھا۔ ٹائیگر کا لباس اور جسم گندے پانی میں لتھڑا ہوا تھا اور جسم میں درد کی لہریں بھی بدستور دوڑ رہی تھیں لیکن اسے خوشی اس بات کی تھی کہ وہ زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ پھر وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا عقبی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس لئے اسے کھولنے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔

ٹائیگر نے دروازہ کھولا تو باہر عقبی سڑک تھی اور اس پر ٹریفک بھی چل رہا تھا لیکن ٹریفک کی تعداد بے حد کم تھی۔ چنانچہ وہ عقبی سڑک پر پہنچ گیا۔ اب اس کے لئے مسئلہ یہ تھا کہ وہ لباس تبدیل کرنے اور غسل کرنے کے لئے کہاں جائے کیونکہ اس حال میں تو اسے کوئی ٹیکسی ڈرائیور بھی ٹیکسی کے اندر نہ بٹھا سکتا تھا۔ وہ یہی سوچتا ہوا عقبی سڑک سے گزر کر جب مین روڈ پر آیا تو سامنے اسے پبلک پارکنگ نظر آ گئی جس میں کافی تعداد میں کاریں موجود تھیں اور پھر ٹائیگر پہچان گیا کہ وہ ریڈ سٹار کلب کی ایک سائیڈ پر موجود

ہے۔ ریڈ سٹار کلب جہاں وہ پاسٹر سے یہ معلوم کرنے گیا تھا کہ اسے اس کی موت کا ٹاسک کس نے دیا تھا اور پاسٹر نے اس پر ریز فائر کر دیا تھا اور پھر اسے مردہ سمجھ کر کلب کے عقبی کھلے حصے میں موجود گٹر میں ڈال دیا گیا تھا۔ چونکہ یہ مین روڈ بازار کی روڈ تھی۔ اس لئے یہاں یہ پارکنگ بنائی گئی تھی جہاں لوگ اپنی کاریں پارک کرسکیں۔ ایسی پارکنگ میں کاروں کی نگرانی کے لئے کوئی آدمی موجود نہ ہوتا تھا چنانچہ اس کا کام بن گیا تھا۔ گو اسے معلوم تھا کہ اس کی کار ریڈ سٹار کلب کی اندرونی پارکنگ میں موجود ہو گی لیکن موجودہ حالت میں وہ وہاں نہ جا سکتا تھا اس لئے اس نے جنرل پارکنگ سے کوئی کار اڑانی تھی اور پھر اپنے ہوٹل جا کر غسل بھی کرنا تھا اور لباس بھی تبدیل کرنا تھا۔ اس لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔

لوگ مڑ مڑ کر اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے لیکن وہ انہیں نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ پھر جنرل پارکنگ میں پہنچ کر اس نے وہاں موجود کاروں کے دروازے چیک کرنے شروع کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ کسی نہ کسی کار کا دروازہ کھل جائے گا کیونکہ اکثر لوگ جلدی میں کار کا دروازہ پوری طرح بند نہیں کرتے اور پھر ایک کار کا دروازہ کھل گیا۔ ٹائیگر تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے دروازہ بند کر کے اگنیشن کی تاروں کو کھینچ کر ان سے دو تاروں کو علیحدہ علیحدہ اگنیشن کی پتری کے ساتھ رگڑ رگڑ کر نہ صرف

تاروں پر موجود ربڑ کو کاٹ دیا بلکہ ایک تار کو کاٹنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر اس نے انہیں آپس میں اس طرح جوڑ دیا کہ اگنیشن خود بخود آن ہو گیا۔ پھر تاروں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دینے سے کار سٹارٹ ہو گئی اور ٹائیگر کار سمیت پارکنگ سے نکل کر باہر سڑک پر آیا اور کار اس نے آگے بڑھا دی۔ اب اسے خطرہ تھا کہ راستے میں کوئی چیکنگ نہ ہو رہی ہو لیکن وہ بغیر کسی رکاوٹ کے اپنے ہوٹل پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے کار کو ایک سائیڈ پر چھوڑا اور خود عقبی فائر ڈور کے ذریعے بغیر کسی کی نظروں میں آئے اپنے کمرے تک پہنچ گیا۔

دروازہ لاک تھا اور اس کی جیبیں خالی کر دی گئی تھیں لیکن اسے اس کی فکر نہ تھی کیونکہ ایمرجنسی چابی اس نے دروازے کے اوپر دیوار میں موجود ایک رخنے میں رکھی ہوئی تھی۔ اس نے وہ چابی نکالی اور چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ پھر غسل کرنے اور دوسرا لباس پہننے میں اسے ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا۔ اس نے ایک الماری سے ایک مشین پسٹل اور اس کا میگزین نکال کر میگزین کو پسٹل میں فٹ کیا اور الماری کے نچلے خانے میں موجود ایک خفیہ خانے سے ایک پرس نکال کر اسے کھول کر دیکھا تو پرس میں بڑی مالیت کے نوٹ موجود تھے۔ اس نے پرس جیب میں ڈالا اور پھر الماری سے ہی اس نے ماسک میک اپ کا ڈبہ نکالا کیونکہ اب وہ اپنی اصل شکل میں پاسٹر کے سامنے نہ جانا چاہتا تھا۔

ماسک اپ کرنے میں اسے زیادہ دیر نہ لگی اور میک اپ کے بعد جب اس نے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا تو وہ یکسر بدل چکا تھا۔ اب وہ شکل وصورت سے کوئی بزنس مین لگ رہا تھا۔ باہر نکل کر اس نے کمرہ لاک کیا اور پھر ایمرجنسی چابی واپس اس کی مخصوص جگہ رکھ کر وہ پلٹا اور تھوڑی دیر بعد وہ اسی کار میں بیٹھ کر واپس ریڈ سٹار کلب جا رہا تھا۔

کرنل جیمز اپنے آفس میں بیٹھا آفس کے مختلف کاموں میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز نے رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''یس''...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''پاکیشیا سے ریڈ سٹار کلب کے پاسٹر صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''پاسٹر۔ کراؤ بات''...... کرنل جیمز نے چونک کر کہا۔

''ہیلو کرنل صاحب۔ میں پاکیشیا سے پاسٹر بول رہا ہوں''۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پاسٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا ہوا کام کا۔ تم نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''ٹائیگر کو فنش کر دیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو

کرنل جیمز کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی۔

''کیا واقعی''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس سر۔ میں اس لئے کنفرم ہوں کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے اسے فنش کیا ہے''...... پاسٹر نے فاخرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اپنے ہاتھوں سے۔ کیا مطلب۔ کیا تم بھی یہ کام کرتے ہو۔ جہاں تک میری معلومات ہیں تم نے پیشہ ور قاتلوں کا گروپ بنایا ہوا ہے''...... کرنل جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کی بات درست ہے۔ میں نے اپنے گروپ کے سب سے تجربہ کار قاتل باٹلے کو ٹائیگر کو فنشن کرنے کا ٹاسک دیا۔ باٹلے نے حملہ کیا لیکن اس کا حملہ ناکام ہو گیا۔ اس نے دور مار آٹو رائفل کے ذریعے چلتی ہوئی کار میں بیٹھے ہوئے ٹائیگر پر حملہ کیا تھا۔ گولیاں کار میں لگیں لیکن نہ ہی کار الٹی اور نہ ہی ٹائیگر کو کوئی زخم آیا۔ باٹلے بھی سامنے نہ آیا تھا۔ وہ دوسرے حملے کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ مجھے اطلاع ملی کہ اسے ایک رہائشی پلازہ کے فلیٹ کے ایک کمرے میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ کام ٹائیگر کا ہی ہو سکتا ہے حالانکہ باٹلے اس کے سامنے نہ آیا تھا لیکن اس نے بہرحال معلومات حاصل کر لیں۔ باٹلے سے اس نے یقیناً معلوم کر لیا ہو گا کہ میں نے اسے ٹاسک دیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی عادت کے مطابق میرے کلب پہنچ گیا۔ اس نے مجھ تک پہنچنے کے لئے عقبی

راستہ استعمال کیا اور اچانک بغیر کسی اطلاع کے وہ میرے آفس میں داخل ہو گیا۔ میں اسے اس انداز میں آتا دیکھ کر حیران رہ گیا لیکن دراصل اس کی موت اسے یہاں کھینچ لائی تھی۔ اس لئے جیسے ہی وہ رسمی کلمات کی ادائیگی کے بعد کرسی پر بیٹھا۔ میں نے اس پر ریڈ ریز فائر کر دیں اور وہ ریڈ ریز کا شکار ہو کر کرسی سمیت فرش پر گرا اور ختم ہو گیا۔ میں نے اس کی موت کو کنفرم کیا اور پھر اپنے خاص آدمیوں کو کال کر کے اس کی لاش کو بڑے گٹڑ میں پھینکوا دیا تاکہ اس کی لاش کسی کو نہ مل سکے ورنہ اس کی لاش بہرحال دستیاب ہو جاتی تو اس کے ساتھی حرکت میں آ جاتے۔ اب کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہ میرے کلب میں آیا بھی تھا یا نہیں اور لاش نہ ملنے پر وہ یہی سمجھیں گے کہ وہ کہیں چلا گیا ہے۔ بہرحال وہ سو فیصد فنش ہو چکا ہے''...... پاسٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور یہ تفصیل سن کر کرنل جیمز کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''گڈ۔ تمہاری کارکردگی کو ہمیشہ یاد رکھوں گا اور لارڈز کی طرف سے تمہیں اب مسلسل اور بڑے معاوضے والا کام ملتا رہے گا''۔ کرنل جیمز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تھینک یو سر''...... پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... کرنل جیمز نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل کو پریس کر دیا تو اس کا رابطہ فون سیکرٹری سے ہو گیا۔

”یس باس“...... فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”چیف رابرٹ سے میری بات کراؤ“...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”چیف رابرٹ صاحب سے بات کیجئے“...... فون سیکرٹری نے کہا۔

”ہیلو سر۔ میں کرنل جیمز بول رہا ہوں“...... کرنل جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یس۔ رابرٹ بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات“...... دوسری طرف سے چیف رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

”یس سر۔ ایک خوشخبری دینا تھی“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”خوشخبری۔ کون سی“...... رابرٹ نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہم نے پہلے عمران کو فنش کرایا تھا اور اب کا خطرناک شاگرد ٹائیگر بھی فنش ہو گیا ہے“...... کرنل جیمز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ وہ کیسے۔ تفصیل بتاؤ“...... رابرٹ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل جیمز نے وہ ساری تفصیل دوہرا دی جو پاسٹر نے اسے بتائی تھی۔

”گڈ۔ یہ اچھا ہوا ہے۔ یہ دونوں انتہائی خطرناک سمجھے جاتے تھے لیکن ابھی سیکرٹ سروس تو باقی ہے۔ وہ بھی انتہائی خطرناک سمجھی جاتی ہے“...... رابرٹ نے کہا۔

”یس سر۔ کہا ایسا ہی جاتا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس کا اصل کردار عمران ہی تھا۔ یہ سب اس کی رہنمائی میں کام کرتے تھے۔ اب اس کے خاتمے کے بعد سیکرٹ سروس کی حالت ایسی ہو گی جیسے سانپ کے منہ سے زہر نکال دیا جائے تو وہ حقیر کیڑا رہ جاتا ہے۔ وہ لوگ اگر ہمارے پیچھے آئے تو ہم آسانی سے ان کا خاتمہ کر دیں گے“...... کرنل جیمز نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر بھی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے اور ہاں۔ وہ فارمولا جو تم پاکیشیا سے لے آئے تھے وہ اسرائیلی لیبارٹری کاسان بھجوا دیا گیا ہے لیکن اگر ان لوگوں کو اس کا علم ہو گیا تو وہ براہ راست وہاں بھی پہنچ سکتے ہیں کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خصوصیت یہی بتائی جاتی ہے کہ وہ سب کچھ نظر انداز کر کے پہلے اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کرتی ہے اور ان کا اصل ٹارگٹ فارمولا ہی ہو سکتا ہے“...... رابرٹ نے کہا۔

”لیکن سر۔ کاسان لیبارٹری تو اس قدر محفوظ ہے کہ اگر انہیں معلوم بھی ہو گیا تب بھی وہاں کامیاب نہیں ہو سکتے“...... کرنل جیمز نے کہا۔

''بظاہر تمہاری بات درست ہے لیکن اگر اس لیبارٹری کی مزید حفاظت کے لئے تم چند بااعتماد اور فعال ٹاپ ایجنٹس بھجوا دو تو مجھے اطمینان رہے گا''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ میں گارڈ سیکشن کو وہاں بھجوا دیتا ہوں۔ گارڈ اور اس کا سیکشن ان کاموں میں ماہر ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اوکے۔ انہیں اچھی طرح بریف کر دینا۔ گڈ بائی''...... رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیمز نے ایک بار پھر کریڈل دبا کر چھوڑا تو دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''لیس سر''......فون سیکرٹری نے کہا۔

''گارڈ جہاں بھی ہو اسے کہو کہ فوراً میرے آفس پہنچ جائے''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''لیس باس''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد آفس کے بند دروازے پر مخصوص انداز میں دستک کی آواز سنائی دی۔

''لیس کم اِن''...... کرنل جیمز نے فائل سے سر اٹھا کر اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری لیکن ورزشی جسم کا مالک لانگ کوٹ پہنے اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ بڑا اور خاصا رعب دار تھا۔

''لیس باس''...... آنے والے نے اندر داخل ہو کر مؤدبانہ لہجے

میں کہا۔

''بیٹھ جاؤ گارڈ''...... کرنل جیمز نے کہا تو گارڈ میز کی دوسری طرف موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''پاکیشیا کبھی گئے ہو''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''نہیں باس۔ صرف نام سنا ہوا ہے۔ ایشیا کا کوئی پسماندہ ملک ہے''...... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پسماندہ ملک نہیں ہے البتہ تم اسے ترقی پذیر ملک کہہ سکتے ہو بلکہ اب تو وہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ خصوصاً اسلحہ سازی کے میدان میں نئے سے نئے میزائل اور دیگر اسلحہ سازی پر وہ مسلسل کام کر رہے ہیں۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا ایک لیبارٹری میں ڈبل ایس نامی میزائل پر کام کر رہا ہے جسے مستقبل کا میزائل کہا جاتا ہے۔ ہماری حکومت نے اس میزائل کا فارمولا حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ ڈیوٹی لارڈز کے ذمے لگائی گئی تاکہ وہاں کی سیکرٹ سروس کو یہ اطلاع نہ مل سکے کہ یہ کام اسرائیل کے صدر کی ہدایت پر ہوا ہے ورنہ وہ لوگ اسرائیل کو خاصا بڑا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے چیف کے حکم پر کارروائی کی اور میں اکیلا وہاں گیا۔ میں نے پاکیشیا کے ہمسایہ اور مخالف ملک کافرستان کی ایک ایجنسی کو استعمال کیا اور نہ صرف وہ فارمولا حاصل کر لیا بلکہ اس لیبارٹری کو بھی تباہ کر دیا۔ اب یہ فارمولا اسرائیل کی سب سے بڑی لیبارٹری جو کاسان میں ہے، پہنچا دیا گیا ہے جہاں اس پر کام ہو رہا

ہے''...... کرنل جیمز نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... گارڈ نے اس کے رکتے ہی کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس پوری دنیا میں انتہائی خطرناک سمجھی جاتی ہے لیکن جو لوگ اس سروس کو قریب سے جانتے ہیں ان کے مطابق اصل آدمی ایک جوکر اور مسخرہ سا آدمی ہے جسے عمران کہا جاتا ہے۔ وہ واقعی بھیڑ کی کھال میں چھپا ہوا بھیڑیا ہے۔ دوسرا اس کا شاگرد ہے جس کا نام ٹائیگر ہے۔ یہ ٹائیگر انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے۔ بہرحال یہ دونوں انتہائی خطرناک، تیز، ہوشیار اور فعال آدمی تھے۔ ہم نے ان دونوں کو فنش کرا دیا ہے۔ اس طرح ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا زہر نکال ہے۔ اب جو لوگ موجود ہیں یہ اتنے خطرناک نہیں ہیں جتنے یہ دونوں خطرناک تھے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''گڈ باس۔ آپ واقعی کام کرنا جانتے ہیں''...... گارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو۔ اب اصل بات سن لو جس کے لئے تمہیں یہاں کال کیا گیا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا تو گارڈ چونک کر سیدھا ہو گیا۔

''یس باس''...... گارڈ نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف بھی کام کرے گی اور اپنا فارمولا واپس لے جانے کے لئے کاسان لیبارٹری پر بھی کام کرے

گی بشرطیکہ انہیں معلومات مل گئیں تو جو بظاہر تو نظر نہیں آتا مگر ان کے بارے میں مشہور یہی ہے کہ جو کچھ ان سے چھپایا جائے وہ اسے جلد تلاش کر لیتے ہیں بہرحال وہ میرے پیچھے آئے تو میں انہیں یہاں آسانی سے سنبھال لوں گا لیکن کاسان لیبارٹری کی بیرونی حفاظت ضروری ہے۔ گو اس کی سائنسی حفاظت اس انداز میں کی گئی ہے کہ وہ ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہے۔ چاہے وہاں پوری فوج کیوں نہ چڑھائی کر دے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ایسی صورت میں باس۔ وہاں ہماری تعیناتی کی کیا ضرورت ہے''...... گارڈ نے کہا۔

''میرا بھی یہی خیال تھا لیکن چیف رابرٹ نے حکم دیا ہے کہ وہاں کی بیرونی حفاظت کی جائے اور ان کے حکم کی تعمیل چونکہ بہت ضروری ہے اس لئے میں نے تمہارے سیکشن کا انتخاب کیا ہے کیونکہ تم ایسے کاموں کے ماہر ہو''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''لیکن باس۔ ہم وہاں کیا کریں گے۔ لیبارٹری میں ہم جا نہیں سکیں گے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہم پہچانتے نہیں۔ کاسان کافی بڑا جزیرہ ہے۔ لیبارٹری بھی یقیناً زیر زمین اور خفیہ ہو گی''...... گارڈ نے کہا۔

''ہاں ایسا ہی ہے۔ میں نے لیبارٹری دیکھی تو نہیں لیکن اس کے بارے میں تفصیل سنی ہوئی ہے۔ سیکرٹ سروس کا گروپ یقیناً وہاں سیاحوں کے روپ میں آئے گا اور یقیناً میک اپ میں بھی ہو

گا۔ وہاں داخل ہونے کے دو طریقے ہیں بذریعہ لانچ یا بذریعہ ہوائی جہاز۔ تم نے ان دونوں ذرائع سے آنے والوں کی نگرانی کرانی ہے۔ میک اپ چیک کرنے والے کیمرے بھی تم استعمال کرو گے اور شک پڑنے پر انہیں گولیوں سے اڑا دینا۔ سپیشل کارڈز تمہیں مل جائیں گے تاکہ وہاں کی پولیس اور دیگر ادارے تمہارے ساتھ تعاون کریں اور تمہارے راستے میں رکاوٹ نہ بن سکیں''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ کل تم نے روانہ ہو جانا ہے لیکن مجھ سے بہرحال رابطے میں رہنا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس باس''...... گارڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ گارڈ کے باہر جاتے ہی کرنل جیمز نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

''یس باس۔ کاسپر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

''میرے آفس آ جاؤ''...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کاسپر اس کے ایک مخصوص سیکشن کا چیف تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور ورزشی جسم کا مالک اندر داخل ہوا۔

اس نے کرنل جیمز کو سلام کیا۔

''بیٹھو''...... کرنل جیمز نے کہا تو آنے والا ایک کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

''کاسپر۔ آج کے بعد تم نے لوسانو آنے والے افراد میں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کرنا ہے۔ اپنے پورے سیکشن کو ایسی جگہوں پر تعینات کر دو جہاں سے بھی لوگ لوسانو میں داخل ہوتے ہیں۔ وہاں میک اپ ٹریس کرنے والے خصوصی کیمرے نصب کرا دو''...... کرنل جیمز نے کاسپر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''کتنے افراد پر مشتمل یہ گروپ ہو گا باس''...... کاسپر نے کہا۔

''کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال تم نے انہیں ٹریس کرنا ہے۔ جب وہ ٹریس ہو جائیں تو ان پر فوری حملہ نہیں کرنا بلکہ مجھے اطلاع دینی ہے میں خود انہیں چیک کروں گا اور ضرورت پڑنے پر انہیں سپیشل پوائنٹ پر لے جا کر پوچھ گچھ بھی ہو سکتی ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''باس۔ ٹریس ہوتے ہی میں انہیں سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دوں گا۔ یہ زیادہ آسان رہے گا ورنہ وہ تربیت یافتہ لوگ ہوں گے اس لئے نگرانی کو وہ چیک کر سکتے ہیں''...... کاسپر نے کہا۔

''چلو ایسا کر لو۔ بہرحال تم نے بے حد ہوشیار رہنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ الٹا تم ان کے قابو میں آ جاؤ''...... کرنل جیمز نے کہا۔

'یس سر۔ ہم ہوشیار بھی رہیں گے اور محتاط بھی''...... کاسپر نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ جاؤ اور اپنا کام شروع کرا دو''...... کرنل جیمز نے کہا تو کاسپر نے اٹھ کر سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔

''اب اگر یہ لوگ یہاں آئے تو کاسپر سے بچ نہ سکیں گے''۔ کرنل جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی فائل اٹھا کر سامنے رکھ لی۔

صفدر اپنے رہائشی فلیٹ کے ہال نما کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل موجود تھی جس پر ہاتھ سے کچھ لکھا گیا تھا۔ صفدر نے ایکسٹو کے حکم پر کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ کو اپنے فلیٹ میں کال کر لیا تھا اور اب وہ بیٹھا ان تینوں کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ ایکسٹو نے انہیں بریف کر دیا تھا اور یہ بریفنگ اس نے کاغذ پر لکھ کر فائل میں کاغذ لگا دیا تھا تاکہ سب ساتھیوں کو نہ صرف بتا سکے بلکہ اس پر سیر حاصل گفتگو بھی ہو جائے۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی تو صفدر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر لاکڈ دروازہ کھول دیا۔

''اوہ۔ آؤ سب''...... صفدر نے ایک سائیڈ پر ہوتے ہوئے کہا کیونکہ آنے والے تین افراد تھے۔ کیپٹن شکیل، صالحہ اور تنویر۔

''کیا تم تینوں پہلے کہیں اکٹھے ہوئے ہو جو اکٹھے آئے ہو''۔ رسمی سلام دعا کے بعد صفدر نے پوچھا۔

''بس اتفاق ہے کہ ہم تینوں کی کاریں ایک دوسرے کے پیچھے پارکنگ میں داخل ہوئیں''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر نے ریفریجریٹر سے جوس کے ڈبے نکالے ہی تھے کہ ساتھ بیٹھی صالحہ اٹھ کر آگے بڑھی اور اس نے ڈبے اٹھا اٹھا کر ساتھیوں کے سامنے رکھنے شروع کر دیئے۔ پھر صفدر نے اپنا اور صالحہ نے اپنا ڈبہ اٹھایا اور کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''چیف نے کیا احکامات دیئے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے چیف کی طرف سے دی ہوئی بریفنگ جو کاغذ پر لکھی ہوئی تھی پڑھ کر سنا دی۔

''پہلے تو مشن لیڈر بننے پر مبارک باد قبول کرو''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ اور تنویر نے بھی اسے مبارک باد دی۔

''آپ کے جذبات اپنی جگہ۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اس مشن کو اس انداز میں کامیاب کرنا ہے کہ چیف کو اطمینان ہو جائے کہ صرف عمران یا مس جولیا ہی کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں۔ انسان ناگزیر نہیں ہوتا بلکہ انسان فانی ہوتے ہیں اس لئے ملک و قوم کی سلامتی کے لئے کام کرنے والوں میں ہر ایک کا کامیاب ہونا ضروری ہے''...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''چیف نے آپ پر اعتماد کیا ہے تو اس کی وجوہات بھی ہوں گی۔ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں''...... صالحہ نے کہا اور پھر کیپٹن شکیل نے بھی ایسے ہی کلمات ادا کئے تو سب تنویر کی طرف دیکھنے

لگے جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''میری طرف کیا دیکھ رہے ہو۔ میں صفدر کی دل سے عزت کرتا ہوں لیکن مجھے معلوم ہے کہ نہ عمران میری بات مانتا تھا اور نہ ہی اب صفدر مانے گا ورنہ یہ کوئی ایسا مشن نہیں ہے کہ دباؤ محسوس کیا جائے۔ زیادہ سوچنے کی بجائے زیادہ حرکت کرنا فائدہ مند ہوتا ہے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ سب کا شکریہ۔ تنویر کی ایکشن تھیوری کی بھی میں قدر کرتا ہوں لیکن ہر جگہ پر اس تھیوری پر منطبق نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں ایکشن اور سوچ بچار دونوں کو سامنے رکھنا ہو گا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب مشن ہے کیا۔ فارمولا واپس حاصل کرنا ہے یا لارڈز نامی تنظیم کا خاتمہ کرنا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''دونوں کام کرنے ہیں لیکن پہلے ہم نے لیبارٹری سے فارمولا واپس حاصل کرنا ہے۔ یہ ہمارا مین ٹارگٹ ہے اور عمران صاحب نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے کہ وہ کسی اور چکر میں الجھے بغیر سیدھے ٹارگٹ کی طرف بڑھتے ہیں۔ باقی کام بعد میں دیکھ لیا جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ چیف نے بتایا ہے کہ لیبارٹری کہاں ہے''...... صالحہ نے کہا

''ہاں۔ آتان کی بندرگاہ سے پچاس ناٹ دور ایک بڑا جزیرہ

ہے۔ اس کا نام کاسان ہے لیبارٹری اس کاسان جزیرے پر ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس لیبارٹری کے لئے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ ان انتظامات کے باوجود لیبارٹری سے فارمولا حاصل کرنا ہوگا۔ اس کے لئے باقاعدہ لائحہ عمل بنانا ہوگا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کسی لائحہ عمل کی ضرورت نہیں۔ بموں اور میزائلوں کی بارش برسا دو۔ سب انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور ہم کامیاب واپس لوٹیں گے''...... تنویر نے اپنے مزاج کے مطابق بات کرتے ہوئے کہا۔

''اور یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چیک کرنے کے لئے کاسان میں لارڈز کی طرف سے خصوصی انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ خاص طور پر میک اپ چیک کرنے والے کیمرے لازماً نصب ہوں گے۔ انتہائی ایڈوانس مشینری ہماری چیکنگ اور نگرانی کے لئے استعمال کی جا رہی ہو گی۔ اس بارے میں بھی ہمیں سوچنا ہو گا''...... صالحہ نے کہا۔

''تم لوگ جس طرح کی باتیں کر رہے ہو۔ لگتا ہے کہ ہم زندگی میں پہلی بار کسی مشن پر جا رہے ہیں۔ یہ ہو گا، یہ نہیں ہو گا۔ میں کہتا ہوں جو کچھ بھی ہے وہ سب فنش کر دو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہمیں پہلے وہاں کسی سے معلومات حاصل کرنی چاہئیں لیکن کس سے پوچھا جائے۔ عمران صاحب تو دنیا کے ہر ملک میں کوئی نہ کوئی ایسا آدمی منتخب کر لیتے تھے لیکن ہم نے تو آج تک نہ آنان دیکھا ہے اور نہ ہی کاسان''...... صفدر نے کہا۔

''وہاں جا کر کام شروع کرتے ہیں۔ آگے بڑھنے سے راستے خودبخود بن جاتے ہیں۔ پہلے سے راستے بنانے کا کام عمران کرتا ہے۔ ہم سے نہیں ہو گا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے ٹائیگر سے بات کی جائے۔ وہ انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے۔ اس کے یقیناً وہاں رابطے ہوں گے''...... صفدر نے کہا اور پھر جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اسے آن کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر سکرین پر ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہونا شروع ہو گیا لیکن کافی دیر تک ڈسپلے ہونے کے بعد کال ختم ہو گئی جس کا مطلب تھا کہ ٹائیگر کال اٹنڈ نہیں کر رہا۔

''ٹائیگر کو کیا ہوا۔ وہ کال ہی اٹنڈ نہیں کر رہا۔ حالانکہ اس کے سیل فون پر میرا نام ڈسپلے ہو رہا ہو گا''...... صفدر نے سیل فون آف کرتے ہوئے کہا۔

''میرا ایک رابطہ ہے۔ کہو تو بات کروں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''کس سے رابطہ ہے''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''ڈارک نائٹ کلب کے چیف سپر وائزر مائیکل سے جو آنان کا

رہنے والا ہے اور وہاں اس نے دس پندرہ سال آنان کی انڈر ورلڈ میں بھر پور انداز میں کام کیا ہے۔ وہ میرا دوست ہے کیونکہ میں اس سے اکثر آنان کی بات کرتا رہتا ہوں اور وہ اپنے آبائی وطن کی باتیں سن کر اور میری دلچسپی دیکھ کر میرا دوست بن گیا ہے۔ میں نے اس لئے اس سے دوستی بنا لی ہے کہ بعض باتیں اس نے ایسی بتائی ہیں جن کا نیوی میں رہتے ہوئے مجھے علم نہ تھا''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔

''وہ آنانی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آنان کے بارے میں غلط بتائے اور وہاں آنان میں الٹا ہماری مخبری کر دے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ میں اس کی فطرت سمجھتا ہوں۔ اگر وہ بتانا چاہے گا تو بتائے گا ورنہ صاف انکار کر دے گا۔ دوسری بات یہ کہ وہ معاوضہ لازماً طلب کرے گا کیونکہ وہ ان گیمز کو اندر سے جانتا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کرو بات''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے میز پر موجود فون سیٹ کو اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ لاؤڈر کا بٹن پریس ہوتے ہی دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی۔

''یس انکوائری پلیز''...... انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''ڈارک نائٹ کلب کا نمبر دیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور کیپٹن شکیل نے کریڈل دبایا اور اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

''ڈارک نائٹ کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیف سپر دائزر مائیکل سے بات کرا دیں۔ میں ان کا دوست کیپٹن شکیل بول رہا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ مائیکل بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیپٹن شکیل بول رہا ہوں مائیکل۔ مجھے اور میرے دوست کو تم سے کچھ وقت چاہئے۔ آنان کے بارے میں کچھ معلومات چاہئیں۔ معاوضہ بھی دیا جائے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کس قسم کی معلومات''...... مائیکل کے لہجے میں حیرت کا عنصر غالب تھا۔

''انڈر ورلڈ کے سلسلے میں کچھ معلومات چاہئیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے آ جائیں۔ میری ڈیوٹی نصف گھنٹے بعد ختم ہو جائے

گی۔ پھر آزاد ہوں گا اور جہاں آپ کہیں گے وہیں بیٹھ جائیں گے''...... مائیکل نے کہا۔

''اوکے''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کون کون جائے گا''...... صالحہ نے کہا۔

''صرف میں کیپٹن شکیل کے ساتھ جاؤں گا۔ آپ دونوں یہاں تشریف رکھیں۔ واپس آ کر ان معلومات کی روشنی میں یا اگر کام کی معلومات نہ مل سکیں تب بھی عملی اقدامات کا آغاز کر دیں گے''۔ صفدر نے کہا تو تنویر اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ڈارک نائٹ کلب پہنچ گئے۔ چھریرے بدن کا مائیکل ان کی آمد کا منتظر تھا۔ کیپٹن شکیل نے مائیکل اور صفدر کا باہمی تعارف کرایا۔

''آپ اگر پسند کریں تو کلب میں ایک سپیشل روم موجود ہے۔ وہاں بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ ہر لحاظ سے مکمل طور پر محفوظ ہے''۔ مائیکل نے کہا تو کیپٹن شکیل نے رضامندی ظاہر کر دی اور پھر کلب کے آخری حصے میں موجود سپیشل روم میں وہ تینوں پہنچ گئے۔ مائیکل نے دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک کر دیا اور پھر سائیڈ دیوار میں نصب سوئچ پینل پر موجود چار بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے تو دروازے کے اوپر اندرونی طرف ایک سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

''ایسا بلب باہر بھی روشن ہو گا۔ اس لئے یہاں ہمیں کوئی

ڈسٹرب نہیں کرے گا اور نہ ہی یہاں ہونے والی بات چیت سنی یا ٹیپ کی جا سکے گی''...... مائیکل نے کہا اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم تو ایسے حفاظتی اقدامات کر رہے ہو جیسے کوئی خوفناک منصوبہ بندی یہاں تیار کی جانی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''مجھے تو ایسے ہی محسوس ہوا ہے۔ بہرحال بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں''...... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مسٹر مائیکل۔ آنان سے پچاس ناٹ کے فاصلے پر ایک کافی بڑا جزیرہ کاسان ہے۔ کیا آپ نے دیکھا ہے اسے''...... صفدر نے کہا۔

''دیکھا، میری تو پیدائش ہی کاسان کی ہے۔ بچپن میرا وہیں گزرا ہے۔ پھر میرے ماں باپ کاسان سے ایلسان شفٹ ہو گئے۔ پھر باقی زندگی وہاں گزری۔ البتہ دس سال پہلے وہاں سے کافرستان شفٹ ہو گیا کیونکہ وہاں میرے خلاف حالات ہی ایسے بن گئے تھے کہ مجھے جان بچا کر وہاں سے آنا پڑا۔ کافرستان میں دو سال رہا۔ پھر یہاں پاکیشیا آ گیا۔ اب آٹھ سال سے یہاں کام کر رہا ہوں اور خوش ہوں کہ یہاں مجھے سکون ملا ہے''...... مائیکل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''کاسان میں کوئی ٹپ آپ دے سکتے ہیں جو ہمیں وہاں معاوضہ لے کر رہائش گاہ مع کار دے سکے۔ بے شک کیش رقم

ضمانت کے طور پر رکھ لے۔ ویسے تو وہاں بے شمار پارٹیاں ہوں گی جو یہ بزنس کرتی ہوں گی لیکن ہمیں ایسی پارٹی چاہئے جو اس بات کو خفیہ رکھے''...... صفدر نے کہا تو مائیکل بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

''خفیہ رکھے۔ کیوں اور کس سے''...... مائیکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار مسکرا دیئے۔

''مسٹر مائیکل۔ ہم وہاں پکنک منانے نہیں جا رہے۔ میرا اسلحہ اور ڈرگ بزنس ہے جس کی ایک بڑی کھیپ کاسان میں ڈمپ ہے۔ اس کھیپ کو کاسان کی پارٹی وہاں سے نکالے گی۔ ہم نے وہاں صرف ان کی نگرانی کرنی ہے تاکہ ہیڈ آفس کو رپورٹ دی جا سکے۔ اس کے لئے ہمیں سپلائی کرنے والوں کی نظروں سے خفیہ رہنا ہے''...... صفدر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا تو یہ بات ہے۔ ہاں وہاں ایک ایسی پارٹی ہے جو آپ کی بھرپور مدد بھی کرے گی لیکن معاوضہ اپنی مرضی کا لے گی''۔ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم آپ کو بھی معاوضہ دینا چاہتے ہیں''...... صفدر نے کہا تو مائیکل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''آپ مجھے دس ہزار ڈالرز دیں گے ٹپ کے لئے''...... مائیکل نے کہا۔

''سوچ لیں۔ اگر ٹپ غلط ثابت ہوئی تو جو دے سکتے ہیں وہ بہت کچھ واپس بھی لے سکتے ہیں''...... صفدر نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ سو فیصد درست ٹپ ہو گی۔ آپ کہیں تو میں یہاں بیٹھے بیٹھے آپ کی بات بھی ان سے کرا دیتا ہوں''۔ مائیکل نے کہا۔

''نہیں۔ پاکیشیا سے کال نہیں کرنی۔ حکومت اسلحہ اور ڈرگ کے خلاف کام کر رہی ہے اور پاکیشیا کا نام سامنے آتے ہی حکومت کے کارندے ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ ہاں وہاں جا کر اپنا تعارف کرا دیں گے''......صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیپٹن شکیل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''لیکن میں انہیں فون کال پاکیشیا سے ہی کروں گا''...... مائیکل نے کہا۔

''ہماری آوازیں حکومت کے پاس موجود ہیں اور سپر وائس کمپیوٹر میں فیڈ کر دی گئی ہیں۔ اس لئے ہمیں تو فوراً پہچان لیا جائے گا لیکن آپ کی آواز تو فیڈ نہیں ہو گی''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور مائیکل کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات ابھر آئے۔ صفدر نے جیب سے بھاری مالیت کے کرنسی نوٹ نکال کر انہیں گنا اور پھر ہاتھ آگے بڑھا کر مائیکل کے سامنے رکھ دیئے۔ باقی کرنسی نوٹ اس نے واپس اپنی جیب میں ڈال لئے۔ مائیکل

نے جلدی سے نوٹ اٹھائے اور پھر انہیں گنے بغیر ہی تیزی سے جیب میں رکھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ صفدر نوٹ واپس کھینچ لے گا۔

''گن لیں''...... صفدر نے کہا۔

''کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے آپ پر اعتماد ہے''...... مائیکل نے کہا۔

''اب آپ پارٹی کے بارے میں بتا دیں''...... صفدر نے کہا۔

''کاسان میں سلکی کلب ہے جس کا مالک اور جنرل مینجر ولیم ہے۔ ولیم میرا بہترین دوست ہے۔ آپ اس پر مکمل اعتماد کر سکتے ہیں''...... مائیکل نے کہا۔

''بس لیکج نہیں ہونی چاہئے''...... صفدر نے کہا تو مائیکل نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر سامنے میز پر پڑے فون سیٹ کا رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مائیکل بول رہا ہوں۔ آنان کے قریب ایک جزیرہ ہے کاسان۔ وہاں ایک کلب ہے سلکی کلب۔ اس کے جنرل مینجر سے میری بات کراؤ۔ کمپیوٹر سے رابطہ نمبرز معلوم کر لو''...... مائیکل نے کہا۔

''او کے۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... کچھ دیر بعد وہی نسوانی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

''یس''...... مائیکل نے کہا۔

''بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ پاکیشیا سے مائیکل بول رہا ہوں ولیم''...... مائیکل نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''ولیم بول رہا ہوں۔ کیا ہوا تمہیں کہ پاکیشیا سے کال کر رہے ہو۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''میرے چند دوست کاسان پہنچ رہے ہیں۔ ان کا تعلق اسلحہ اور ڈرگ بزنس سے ہے انہیں وہاں رہائش گاہ مع کار چاہئے۔ معاوضہ تم اپنی مرضی کا لے سکتے ہو لیکن ان کا بزنس ایسا ہے کہ وہ لیکج نہیں چاہتے۔ میں نے انہیں اطمینان دلایا ہے کہ ولیم مر تو سکتا ہے لیکن لیکج نہیں کر سکتا''...... مائیکل نے کہا۔

''تم نے درست کہا ہے۔ انہیں پوری طرح تسلی کرا دو۔ وہ یہاں میرے کلب آ کر تمہارا نام لیں گے تو انہیں مجھ تک پہنچا دیا جائے گا اور ان کا کام ہو جائے گا۔ معاوضہ پیشگی ہو گا۔ کار اور کوٹھی کی سیکورٹی بھی کیش ہو گی''...... ولیم نے کہا۔

''او کے۔ تھینک یو''...... مائیکل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اور کچھ''...... مائیکل نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر مائیکل نے پہلے سوئچ پینل پر بٹن پریس کئے اور پھر دروازہ کھول دیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے اس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

''اب یہ کام تو ہو گیا۔ اب ہمیں چلنے کی تیاری کرنی ہے تا کہ جلد از جلد مشن پر کام ہو سکے''...... صفدر نے کہا۔

''میں پوچھنے تو لگا تھا مائیکل سے کہ کاسان میں کسی لیبارٹری کا بھی علم ہے یا نہیں لیکن پھر میں اس لئے خاموش ہو گیا کہ لیبارٹری کا سن کر وہ بدک جائے گا کیونکہ ہم نے اسے اپنا بزنس اسلحہ اور ڈرگ بتایا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''فکر مت کرو۔ وہاں پہنچ کر کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا''۔ صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا۔

ٹائیگر نے وہ کار راستے میں ہی ایک جنرل پارکنگ میں روک کر چھوڑ دی جو وہ پاسٹر کے کلب کے نزدیک ایک پارکنگ سے اڑا لایا تھا اور اس کار پر اپنے ہوٹل گیا تھا اور وہاں سے فریش ہو کر اور لباس تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ نیا میک اپ کر کے وہ اپنے ہوٹل سے باہر آیا تھا لیکن اسے چونکہ اس ساری کارروائی میں کافی وقت لگ گیا تھا اس لئے اسے خطرہ تھا کہ کار کے مالک نے اگر پولیس کو کار چوری کی رپورٹ درج کرا دی تو پولیس پورے شہر میں ناکہ بندی کر لے گی اور اگر وہ کار سمیت اس ناکہ بندی پر چیک ہو گیا تو پولیس سے جان چھڑانے میں خواہ مخواہ وقت ضائع ہو گا۔ اس نے کار چھوڑی اور پھر ٹیکسی لے کر وہ ریڈ سٹار کلب کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی اپنی کار بھی وہیں موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے اسے ریڈ سٹار کلب کے سامنے ڈراپ کر دیا۔ ٹائیگر کلب میں داخل ہوا اور بجائے کلب کے مین گیٹ کی طرف جانے کے وہ

پارکنگ میں مڑ گیا تاکہ کنفرم کر سکے کہ وہاں اس کی کار موجود بھی ہے یا نہیں اور پھر اپنی کار کو وہاں موجود دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ یہ ٹھیک تھا کہ اس کے پاس چابی نہیں تھی کیونکہ اس کی بے ہوشی کے دوران اس کی جیبیں خالی کر دی گئی تھیں لیکن یہ اس کی اپنی کار تھی جس میں خصوصی طور پر ایمرجنسی کے لئے ہر قسم کے انتظامات تھے۔ ٹائیگر نے کار کے عقبی حصے میں بنے ہوئے ایک خصوصی خانے کو کھول کر اس میں موجود چابی نکالی اور خانہ بند کر کے اس نے چابی کو جیب میں ڈالا اور مڑ کر کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ کلب میں اس وقت بہت کم لوگ تھے کیونکہ کلب لائف کو انجوائے کرنے والے لوگ رات گئے آتے ہیں۔ ایک طرف موجود کاؤنٹر پر دو لڑکیاں موجود تھیں جن میں سے ایک فون سامنے رکھے بیٹھی ہوئی تھی جبکہ دوسری لڑکی ویٹرز کو ٹوکن دینے اور آرڈر سرونگ کی تفصیل سامنے موجود رجسٹر پر درج کر رہی تھی۔

''یس سر''...... فون والی لڑکی نے ٹائیگر کے کاؤنٹر پر پہنچنے پر اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرا نام جیکسن ہے اور میرا تعلق پامیر سے ہے اور میں ایک اہم معاملے میں جنرل مینجر پاسٹر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ انہیں فون کر کے میرے بارے میں بتا دیں''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ چیف صاحب ابھی اپنی رہائش گاہ پر ہیں۔ وہ رات گئے کلب آئیں گے''......لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ میں پھر رات کو آؤں گا''...... ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کلب سے نکل کر ایک رہائشی کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ پاسٹر کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ وہ پہلے ایک دو بار وہاں جا کر پاسٹر سے مل چکا تھا۔ اسے یہ بات سن کر بے حد اطمینان ہوا تھا کہ پاسٹر اپنی رہائش گاہ پر تھا کیونکہ اس نے پاسٹر سے اس بار معلومات جبراً حاصل کرنی تھیں۔ رہائشی کالونی میں داخل ہو کر اس نے کار کو ایک پبلک پارکنگ میں روکا اور اسے لاک کر کے وہ پیدل ہی اس کوٹھی کی طرف چل پڑا جہاں پاسٹر رہتا تھا لیکن وہ اس کے مین گیٹ کی طرف جانے کی بجائے سائیڈ روڈ پر چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ کوٹھی کے اختتام پر عقبی طرف ایک چھوٹی سی گلی تھی جس میں کوڑا کرکٹ کے تین بڑے بڑے ڈرم رکھے ہوئے تھے۔ دیوار پر کوئی باڑ بھی نہیں تھی۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ پہلے ڈرم پر چڑھا اور پھر اس نے دیوار پر چڑھ کر اندر جمپ لگا دیا۔ عمارت کی عقبی طرف باغ تھا۔ ٹائیگر تیزی سے ایک اونچی باڑ کے پیچھے ہو گیا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ دھماکے کی آواز فرنٹ کی طرف سنی گئی ہے تو سیکورٹی گارڈز بھی ادھر آ سکتے ہیں لیکن کچھ دیر تک رکنے کے بعد وہ باڑ کی اوٹ سے نکلا اور عمارت کی سائیڈ پر آ

گیا جہاں ایک راہداری تھی۔ وہ اس راہداری میں سے دبے پاؤں
گزرنے کے بعد آخر میں پہنچ کر رک گیا۔ اس نے دیوار کے ساتھ
چمٹ کر اپنے سر کو باہر نکالا اور فرنٹ کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن
وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر کچھ دیر تک وہاں رکا رہا پھر
آہٹ سننے کے لئے کان لگا دیئے لیکن جب کافی دیر تک کوئی
آہٹ محسوس نہ ہوئی تو وہ آگے بڑھا اور پھر برآمدے میں پہنچ گیا۔
وہاں واقعی کوئی موجود نہ تھا۔ پھاٹک کے ساتھ ایک کمرہ بنا ہوا تھا
جو شاید سیکورٹی گارڈ کا کمرہ تھا لیکن وہاں بھی باہر کوئی آدمی موجود نہ
تھا اور نہ ہی فرنٹ پر کوئی گارڈ یا آدمی موجود تھا۔ وہ آہستگی اور
احتیاط سے آگے بڑھتا رہا۔ برآمدے کے درمیان میں ایک راہداری
تھی جس میں کمروں کے دروازے تھے۔ راہداری کے آخر میں
سائیڈوں پر راہداریاں جا رہی تھیں جبکہ درمیان میں سیڑھیاں تھیں
جو نیچے کسی تہہ خانے میں جا رہی تھیں۔ کوٹھی پر خاموشی طاری تھی۔
یوں لگ رہا تھا جیسے کوٹھی غیر آباد ہو۔ اس نے ہر کمرے کو چیک
کرنے کا پروگرام بنایا اور راہداری میں داخل ہو کر آگے بڑھنے لگا۔
اپنی طرف سے وہ بے حد محتاط تھا۔ راہداری کی چھت اور سائیڈوں
کو بھی اس نے نظروں ہی نظروں میں اچھی طرح چیک کر لیا تھا۔
راہداری کی چھت اور سائیڈیں ہر طرح سے کلیئر تھیں اس لئے ٹائیگر
اطمینان سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پہلے دروازے پر بلب موجود
تھا جو اس وقت بجھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے دروازے کے ہینڈل پر

ہاتھ رکھ کر اسے دبا کر کھولا تو چٹک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ
کھلتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے اندر جھانک کر جائزہ لیا تو یہ کمرہ کسی
سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ میز پر فون سیٹ بھی موجود تھا
اور دیواروں کے ساتھ الماریاں موجود تھیں جن کے پٹ بند تھے۔
ٹائیگر نے ایک نظر میں اندر کے ماحول کو چیک کیا اور پھر دروازہ
بند کر دیا۔ چٹک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ دوبارہ لاک ہو گیا۔
ٹائیگر ایک بار پھر آگے بڑھا۔ اس بار دوسری سائیڈ پر موجود
دروازے کی طرف بڑھا جو بند تھا اور اوپر بلب موجود تھا جو بجھا ہوا
تھا۔ ٹائیگر نے اس دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور اسے دبا کر
دھکیلا تو یہ دروازہ بھی چٹک کی آواز کے ساتھ کھل گیا۔ ٹائیگر نے
اندر جھانکا تو یہ کمرہ بیڈ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ سائیڈ پر واش
روم تھا جس کا دروازہ بند تھا البتہ واش روم کے دروازے کے اوپر
موجود شیشہ اس طرح روشن تھا جیسے کوئی آدمی اس واش روم میں
موجود ہو۔ ٹائیگر محتاط انداز میں چلتا ہوا واش روم کی طرف بڑھا۔
اس نے واش روم کے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور پھر
اسے دبا کر کھولنے کی کوشش کی کہ یکلخت دروازہ ایک زور دار جھٹکے
سے اندر کو کھلا اور یہ جھٹکا اس قدر زور دار تھا کہ ٹائیگر کو سنبھلنے کا
موقع ہی نہ ملا اور وہ اچھل کر واش روم میں فرش پر منہ کے بل گرا
اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے پورے
جسم میں درد کی انتہائی تیز لہر دوڑتی چلی گئی۔ اس نے اٹھنے کی

کوشش کی لیکن اسی لمحے اس کے ذہن میں دوسرا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا اور وہ گھپ اندھیرے میں مکمل طور پر ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جیسے گھپ اندھیری رات میں جگنو چمکتے ہیں اس طرح اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی میں روشنی کے نقطے جلنے بجھنے لگے اور لمحہ بہ لمحہ ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی لیکن اس کے ساتھ ہی درد کی تیز لہریں اس کے جسم میں دوڑنے لگیں جن میں آہستہ آہستہ شدت آتی چلی گئی تھی اور درد کی شدت جیسے جیسے بڑھتی چلی جا رہی تھی ویسے ہی اس کا تاریک ذہن بھی روشن ہونے لگ گیا۔ کچھ دیر بعد جب اس کا ذہن پوری طرح بیدار ہوا تو اس کے منہ سے بے اختیار کراہیں نکلنے لگیں لیکن پھر اس کے ذہن میں خیال آیا کہ کراہیں کمزوری کی نشانی ہیں تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے لیکن اب اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور اب وہ نہ صرف واضح طور پر ماحول کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کمرے کے واش روم کی بجائے ایک تہہ خانے نما کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اسے رسی کی بجائے فولادی تاروں سے کرسی کے ساتھ اس طرح باندھا گیا ہے کہ معمولی سی حرکت سے درد میں اس قدر شدت آ جاتی تھی کہ نہ چاہنے کے باوجود بے اختیار اس کے منہ سے کراہیں نکل جاتیں۔ کمرہ خالی تھا۔ وہاں ایک سائیڈ پر ایک الماری موجود تھی جس کے پٹ بند تھے۔ ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ کمرے کی چھت پر موجود دو بڑے

بلب جل رہے تھے جن کی وجہ سے کمرے میں تیز روشنی ہو رہی تھی۔ ٹائیگر کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر فلم کے مناظر کی طرح گھوم گئے۔ وہ بیڈ روم کے واش روم میں گیا تھا اور دروازہ کھلتے ہی اس کو اندر کی طرف زور دار جھٹکا لگا اور وہ منہ کے بل واش روم کے فرش پر گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے تھے۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اس کے سر پر لٹھ مار دی ہو اور اب اسے یہاں اس حالت میں ہوش آیا تھا۔ وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ یہ سب کس طرح ہوا کیونکہ بے ہوش ہونے سے پہلے نہ اسے کوئی آدمی نظر آیا تھا اور نہ ہی کسی کی آہٹ محسوس ہوئی تھی تو پھر سر میں دھماکے اور جسم میں درد کی تیز لہریں کیسے دوڑنے لگی تھیں لیکن کوئی بات اس کے ذہن میں نہ آئی تو اس نے اس ٹاپک پر سوچنے کی بجائے موجودہ حالت سے چھٹکارے کے لئے سوچنا شروع کر دیا کیونکہ کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا تھا۔ لیکن فولادی تاریں واقعی اس انداز میں باندھی گئی تھیں کہ معمولی سی حرکت سے درد کی اس قدر تیز لہریں جسم میں دوڑتیں جو قابل برداشت نہ تھی لیکن بہرحال اسے آزاد ہونا تھا۔ ورنہ اسے ہلاک بھی کیا جاسکتا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ کو جکڑی ہوئی تار کا سرا باہر کو نکلا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے اسے غور سے دیکھا تو اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اسے ان تاروں سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ سمجھ میں آ گیا

تھا۔ اس فولادی رسی میں چار فولادی تاریں تھیں اور اس کو موڑ کر
اس کے دونوں ہاتھ کرسی کے بازوؤں سے باندھے گئے تھے اور
اس کے دونوں پیروں کو بھی ایسی ہی فولادی تار سے کرسی کے
پایوں کے ساتھ باندھا گیا تھا اور ان تاروں کو اس قدر کھینچ کر رکھا
گیا تھا کہ جیسے تاریں اس کی کلائی کے گوشت میں دھنسی ہوئی تھیں
لیکن ٹائیگر کو معلوم تھا کہ فولادی تار میں قدرتی طور پر کھچاؤ موجود
ہوتا ہے جبکہ رسی میں کھچاؤ نہ ہونے کی وجہ سے صرف گانٹھ کھلنے
سے ہی اس کی گرفت سے آزادی ملتی ہے جبکہ تاروں میں موجود
کھچاؤ کی وجہ سے انہیں کھولا جاسکتا تھا۔ چنانچہ اس نے دائیں بازو
کو مخصوص انداز میں حرکت دینا شروع کر دی۔ اس سے درد اس
قدر تیز ہو گیا کہ ٹائیگر کی پیشانی پر پسینے کی بوندیں ٹپکنے لگیں۔ اس
نے ایسا کرنے کا سوچ تو لیا تھا لیکن جب اس نے اس پر عمل
شروع کیا تو جسم میں موجود درد کی شدت اور بڑھ گئی اور ٹائیگر کو
یوں محسوس ہونے لگا کہ جیسے اس کا جسم درد کی شدت سے کسی بم کی
طرح پھٹ جائے گا لیکن چونکہ یہ سب زندگی بچانے کی کوشش تھی
اس لئے وہ ہونٹ بھینچے اپنی کلائی کو مخصوص انداز میں حرکت دیتا
رہا۔ کچھ دیر بعد درد کی شدت میں نمایاں کمی محسوس ہونے لگی اور
اس کی کلائی زیادہ آسانی سے حرکت کر رہی تھی۔ کلائی کی حرکت
سے تاروں میں پڑنے والے کھنچاؤ کی وجہ سے تاریں کھلنے لگ گئی
تھیں۔ گو ٹائیگر کو معلوم تھا کہ جس قدر بھی کھنچاؤ موجود ہو، تاریں

مکمل طور پر نہیں کھل سکتیں لیکن اسے معلوم تھا کہ تھوڑا سا اور کھلنے
کے بعد وہ اپنی انگلیاں اور انگوٹھے کو اکٹھا کر کے اپنا ہاتھ اس کھلی
جگہ سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو جائے گا اور ایک ہاتھ آزاد
ہوتے ہی وہ آسانی سے اپنی کلائیاں اور پیروں کو کھول سکتا تھا لیکن
ابھی اس حالت تک پہنچنے میں کافی وقت لگ سکتا تھا۔ اس لئے وہ
مسلسل کلائی کو مخصوص انداز یں گھما رہا تھا اور آہستہ آہستہ اس کی
کلائی سے تاروں کا فاصلہ بڑھ رہا تھا لیکن پھر اسے دروازہ کھلنے کی
آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور
ساتھ ہی اس کی کلائی نے حرکت کرنا بند کر دی۔ دوسرے لمحے
دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ٹائیگر، پاسٹر کو اندر آتے دیکھ کر
چونک پڑا۔ پاسٹر کے پیچھے ایک لمبے قد اور سانڈ جیسے جسم کا مالک
آدمی جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا اندر داخل ہو رہا تھا۔

”یہ کون ہوسکتا ہے الفریڈ۔ کیا اس کی جیب سے کوئی کاغذات
ملے ہیں“...... پاسٹر نے ٹائیگر سے کچھ فاصلے پر موجود کرسی پر بیٹھتے
ہوئے کہا۔

”جی نہیں۔ صرف کار کی چابیاں جیب میں تھیں اور یہ مشین
پسٹل جو میرے ہاتھ میں ہے“...... الفریڈ نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”تم کون ہو اور کیوں اندر داخل ہوئے۔ اگر سچ بتا دو گے تو
معافی مل جائے گی ورنہ تمہاری لاش بھی کسی کو نہ ملے گی“...... پاسٹر

نے اس بار براہ راست ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کا نام پاسٹر ہے اور آپ ریڈ سٹار کلب کے جنرل مینجر ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ مگر تم تو ہمیں پہلی بار نظر آ رہے ہو۔ کیسے جانتے ہو مجھے"...... پاسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام جیکسن ہے اور میرا تعلق پامیر سے ہے۔ مجھے پامیر گروپ کے کنگ جیکب نے تمہارے پاس ایک بہت بڑی اسلحہ ڈیل کے لئے بھیجا تھا۔ میں تمہارے کلب گیا وہاں کاؤنٹر پر اپنا تعارف کرایا اور تم سے ملنے کی بات کی تو کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی خاتون نے بتایا کہ تم ابھی اپنی رہائش گاہ پر ہو اور رات گئے تمہاری واپسی ہو گی۔ میں نے آگے تارکی جانا ہے۔ اس لئے میں تم سے ملنے یہاں آ گیا۔ میں چونکہ تمہارے لئے اجنبی تھا اس لئے مجھے گیٹ سے ہی واپس بھجوا دیا جاتا۔ اس لئے میں عقبی طرف سے دیوار کود کر اندر داخل ہوا۔ پھر ایک کمرے میں گیا تو وہاں واش روم کی روشنی دیکھ کر میں نے اس کا دروازہ کھولا تو میرے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور میں واش روم کے فرش پر منہ کے بل جا گرا۔ پھر میرے دماغ میں دھماکے ہوئے اور اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں اس طرح بندھا بیٹھا ہوں۔ تم یقیناً پامیر کو بھی جانتے ہو گے اور کنگ کو بھی۔ اسے فون کرو اور میرے بارے میں معلومات حاصل کر لو۔ اگر تم نے کسی غلط فہمی میں میرے ساتھ زیادتی کی تو

تمہارا اور تمہارے کلب کا نام و نشان بھی ختم کر دیا جائے گا"۔ ٹائیگر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"الفریڈ"...... پاسٹر نے اپنے ساتھ کھڑے سانڈ جیسا جسم رکھنے والے اپنے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... الفریڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس کا خیال رکھنا۔ اگر یہ کوئی شرارت کرنے لگے تو بے شک گولیوں سے اڑا دینا۔ میں کلب سے بھی اس کے بارے میں تصدیق کر لوں اور کنگ جیکب سے بھی"...... پاسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ الفریڈ کے سامنے یہ ایک چھوٹی سی مکھی ہے۔ ابھی تو میں نے اس کی ہڈیاں نہیں توڑیں۔ صرف اس کے سر پر ککیں لگائی ہیں ورنہ اسے باندھنے کی بھی ضرورت نہ پڑتی"...... الفریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم تھے واش روم میں۔ لیکن تم سامنے تو نہیں آئے"۔ ٹائیگر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں دروازے کے پیچھے تھا اور میں نے تمہاری آہٹ سن لی تھی۔ اس لئے میں نے دروازے کو جھٹکا دے کر تمہیں فرش پر گرایا اور پھر تمہارے سر پر ککیں لگا کر تمہیں بے ہوش کر کے یہاں باندھ دیا اور پھر باس کو اس وقت اطلاع دی جب باس نیند سے

بیدار ہوئے''...... الفریڈ نے اس طرح جواب دیا جیسے کسی کو رپورٹ دی جاتی ہے۔

''خیال رکھنا۔ میں آ رہا ہوں''...... پاسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے دروازے کے باہر جاتے ہی الفریڈ آگے بڑھ کر اس کرسی پر بیٹھ گیا جس پر چند لمحے پہلے پاسٹر بیٹھا ہوا تھا۔

''کیا تم مجھے ایک گلاس پانی پلا سکتے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ جب تک تمہارا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ تمہیں کچھ نہیں دیا جا سکتا''...... الفریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ابھی جب پاسٹر فون کرے گا تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ اس وقت تمہیں جواب پر پچھتانا پڑے گا ورنہ تمہیں دس ہزار ڈالرز ویسے ہی مل سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ بات ہے۔ باس نے بھی تمہاری اس بات سے انکار نہیں کیا۔ اس لئے ٹھیک ہے۔ میں لے آتا ہوں پانی''...... الفریڈ نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن پھر آگے بڑھنے کی بجائے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیا ہوا''...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

''سوری۔ میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا''...... الفریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ فولادی تاریں باندھنے کے باوجود ڈر رہے ہو''۔

ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو الفریڈ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔

''میں تم سے ڈروں گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آج تک خوف الفریڈ کے قریب سے بھی نہیں گزرا۔ میں تو اصول کی بات کر رہا تھا''...... الفریڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ایسا ہی ہوتا ہے۔ کبھی خوف کو اصول کے پردے میں چھپایا جاتا ہے اور کبھی قانون کے پردے میں''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں لے آتا ہوں پانی۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں توڑ دی جائیں گی''...... ٹائیگر کی توقع کے مطابق الفریڈ نے شدید غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے کیا ضرورت ہے گڑبڑ کرنے کی۔ ابھی دیکھنا پاسٹر واپس آ کر کیا کرتا ہے۔ وہ مجھ سے معافی مانگے گا۔ تم نہیں جانتے کنگ جیکب گروپ کو لیکن پاسٹر جانتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو الفریڈ مڑ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے ہاتھ کو اس انداز میں اکٹھا کیا جس انداز میں چوڑیاں پہنانے اور اتارنے کے لئے ہاتھ کو اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر چند لمحوں کی کوشش کے بعد اس کا دایاں ہاتھ فولادی تاروں کی گرفت سے باہر آ گیا۔ گو اس کی جلد چھل گئی تھی لیکن اس آزادی میں اس کی بقا کا انحصار تھا کیونکہ

اسے معلوم تھا کہ کنگ جیکب نے جیکسن کے بارے میں انکار کر دینا ہے۔ وہ ٹائیگر کو تو اچھی طرح جانتا تھا لیکن ظاہر ہے اسے یہ تو معلوم نہیں ہے کہ جیکسن اصل میں ٹائیگر ہے۔ اس لئے ٹائیگر جلد از جلد اپنے آپ کو آزاد کرانا چاہتا تھا۔ دایاں ہاتھ آزاد ہوتے ہی ٹائیگر نے بائیں ہاتھ کے گرد موجود فولادی تاروں کی گانٹھ کو ایک جھٹکا دے کر کھول دیا اور پھر وہ اپنے پیروں پر جھک گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ تیزی سے حرکت کر رہے تھے اور چند لمحوں بعد ہی وہ اپنے دونوں پیروں کو بھی فولادی تاروں کی گرفت سے آزاد کرا چکا تھا لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا، اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ ساکت ہو گیا۔ دروازہ کھلتے ہی الفریڈ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں پانی کی بھری ہوئی ایک بوتل تھی۔

''پوری بوتل لے آیا ہوں۔ جتنا چاہے پی لو۔ ویسے بھی بکری کو ذبح کرنے سے پہلے پانی پلایا جاتا ہے''...... الفریڈ نے طنز کرتے ہوئے کہا۔

''کبھی کبھی قصائی کو بھی پانی پینا پڑ جاتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو الفریڈ ہنس پڑا۔ اب وہ ٹائیگر کے قریب پہنچ چکا تھا کہ اس کی نظریں فولادی تاروں پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھلا ہی تھا کہ ٹائیگر کسی کھلے ہوئے سپرنگ کی طرح کرسی سے اچھلا اور دوسرے لمحے الفریڈ چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ ٹائیگر نے اس کے سینے پر اپنے سر سے زوردار ضرب لگائی تھی۔ الفریڈ کے

ہاتھ سے پانی کی بوتل نکل کر دور جا گری تھی لیکن نیچے گرتے ہی الفریڈ بجلی کی سی تیزی سے کسی لپٹتے ہوئے قالین کی طرح سائیڈ پر ہو گیا اور ٹائیگر جس نے اس کے نیچے گرتے ہی اچھل کر اسے کک مارنے کی کوشش کی تھی ایسا کرنے میں ناکام ہو گیا اور کوشش کے باوجود اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور پہلو کے بل نیچے فرش پر جا گرا۔ اسی لمحے الفریڈ ایک بار پھر اس طرح ٹائیگر کی طرف بڑھا جیسے لپٹا ہوا قالین رول کی صورت میں کھولا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کا بھرپور مکا گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ٹائیگر کے سینے میں پڑا تو ایک لمحے کے لئے ٹائیگر کا سانس رک گیا اور اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا سا پھیلتا چلا گیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ الفریڈ دوسرا مکا مارتا، ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے گھومیں اور دوبارہ مکا مارنے کی کوشش کرتے ہوئے الفریڈ کے پہلو پر اس قدر زوردار ضرب لگی کہ سانڈ جیسا مضبوط جسم رکھنے کے باوجود الفریڈ کے منہ سے چیخ نکلی اور اس کا جسم اس طرح تڑنے مڑنے لگا جیسے سانپ اپنے جسم کو لپیٹتا اور کھولتا ہے۔ ٹائیگر ضرب لگانے کے بعد اچھل کر کھڑا ہوا لیکن لڑکھڑا کر چند قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا جبکہ اس موقع کو الفریڈ نے غنیمت سمجھا اور اس کا جسم تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے وہ نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا بلکہ تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس طرح ٹائیگر اور الفریڈ دونوں اب نہ صرف اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے بلکہ ایک

دوسرے کے مدمقابل بھی تھے۔

''تم نے مجھے دھوکہ دیا۔ اب تم بھگتو''...... الفریڈ نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ شاید وہ جیب سے مشین پسٹل نکالنا چاہتا تھا لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کی لات حرکت میں آئی اور اس کے سامنے پڑی کرسی اس کی لات کی حرکت سے اچھل کر عقب میں کھڑے ہوئے الفریڈ کی طرف بڑھی لیکن الفریڈ نے ہاتھ مار کر کرسی کو سائیڈ دیوار پر دے مارا لیکن شاید ٹائیگر کو بھی وقفہ چاہئے تھا۔ چنانچہ اس نے اس وقفے سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اس کا جسم اڑتے ہوئے سانپ کی طرح فضا میں ایک لمحے کے لئے نظر آیا اور پلک جھپکنے کے عرصے میں الفریڈ تک پہنچ گیا۔ کرسی پر ہاتھ مار کر کرسی کو سائیڈ دیوار پر مارتے ہوئے الفریڈ کا چہرہ قدرتی طور پر اسی طرف مڑا اور وہ ادھر ہی متوجہ ہو گیا تھا۔ اس لئے جب تک وہ واپس ٹائیگر کی طرف متوجہ ہوتا، ٹائیگر کا سر ایک بار پھر بھرپور قوت سے الفریڈ کے سینے سے ٹکرایا اور ٹائیگر کا جسم الفریڈ کو پوری قوت سے دھکیلتے ہوئے لے گیا اور الفریڈ سنبھل ہی نہ سکا اور اچھل کر پشت کے بل ایک دھماکے سے فرش پر گرا ہی تھا کہ ٹائیگر تیزی سے گھوما اور اس کی ٹانگ پوری قوت سے نیچے گرتے ہوئے الفریڈ کی گردن پر پڑی اور پھر ٹائیگر نے اس ٹانگ پر اپنے پورے جسم کا وزن ڈال دیا اور الفریڈ جو مضبوط جسم کا مالک تھا اس طرح پھڑکنے لگا جیسے ذبح ہوتی ہوئی بکری پھڑکتی ہے۔

ٹائیگر نے ایک بار پھر اپنے جسم کو اس انداز میں گھمایا کہ الفریڈ کی شہ رگ اگرچہ مکمل طور پر کچلی نہ گئی تھی لیکن اس قدر دباؤ کی وجہ سے اس کا سانس بہرحال رک گیا تھا۔ ٹائیگر نے اس کے جسم کو زور دار جھٹکا کھا کر یکلخت ڈھیلے پڑتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ الفریڈ بے ہوش ہو گیا ہے۔ اس نے پیر اس کی گردن سے ہٹایا اور جھک کر اس کی جیب سے آدھا باہر نکلا ہوا مشین پسٹل کھینچ لیا۔ اسی لمحے دروازے کی طرف سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا لیکن اس نے ایسا کرتے ہوئے پورے پیر زمین پر نہ رکھے تھے بلکہ پنجوں کے بل دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا تھا تاکہ اس کی طرف سے کوئی آواز باہر نہ جا سکے اور عین اسی لمحے جس لمحے وہ وہاں پہنچا، دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ٹائیگر بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کھلتے ہوئے دروازے سے ٹکرانے سے بچا سکا۔ وہ تیزی سے سائیڈ پر ہوا تھا۔

''ارے یہ کیا''...... اندر داخل ہوتے ہوئے پاسٹر کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ ٹائیگر نے اچھل کر اس کی گردن پر ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے پاسٹر چیختا ہوا فضا میں اڑا اور پھر گھوم کر ایک دھماکے سے نیچے فرش پر گرا۔ اس کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا۔ پھر وہ یکلخت ساکت ہو گیا تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اس نے ایک ہاتھ پاسٹر کے سر پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ کر اس نے دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو پاسٹر کا جسم

ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہوگیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا زرد ہوتا ہوا چہرہ تیزی سے نارمل ہونے لگ گیا۔ اس کی گردن میں گھما کر جھٹکنے سے جو بل آ گیا تھا وہ بل نکال دیا گیا تھا۔ اس لئے اس کا رکا ہوا سانس بحال ہوگیا تھا۔ ٹائیگر نے اسے اٹھایا اور لاکر کرسی پر ڈال دیا جس پر اسے بٹھا کر فولادی تاروں سے باندھا گیا تھا۔ فولادی تاریں ابھی تک اس کرسی کے ساتھ لٹکی ہوئی تھیں۔ اس نے ان تاروں کی مدد سے پاسٹر کو اس کرسی سے باندھ دیا اور پھر مشین پسٹل جیب سے نکال کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اسے ایک خیال آیا تو وہ تیزی سے مڑا اور واپس فرش پر بے ہوش پڑے الفریڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ الفریڈ کے دل کی دھڑکن بتا رہی تھی کہ اسے جلد ہوش نہیں آئے گا اور ٹائیگر اس وقت فائر نہ کھولنا چاہتا تھا جب تک وہ باہر موجود افراد کو چیک نہ کر لے۔ اطمینان کر لینے کے بعد وہ مڑا اور ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر پوری کوٹھی گھومنے کے بعد جب وہ واپس اسی تہہ خانے نما کمرے میں آیا تو کوٹھی میں موجود ایک سیکورٹی گارڈ جو پھاٹک کے ساتھ بنے ہوئے کمرے میں موجود تھا اور دو ملازم افراد جو ایک کمرے میں بیٹھے چائے پینے میں مصروف تھے کو بے ہوش کر آیا تھا۔ اس نے انہیں اس انداز میں بے ہوش کیا تھا کہ وہ افراد

دو تین گھنٹوں سے پہلے خود بخود ہوش میں نہ آ سکیں۔ وہ چاہتا تو ان سب کی گردنیں توڑ کر انہیں ہلاک بھی کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا اس لئے نہ کیا کہ وہ غریب ملازم تھے۔ واپس تہہ خانے میں پہنچ کر اس نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے پاسٹر کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب پاسٹر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور فرش پر گری ہوئی کرسی اٹھا کر اس نے سیدھی کی اور اس پر بیٹھ گیا لیکن پھر اسے خیال آیا تو وہ تیزی سے اٹھا اور واپس مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ وہ ایک آفس نما کمرے میں موجود کارڈلیس فون سیٹ اٹھا کر نہیں لایا۔ اگر یہاں سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو کوئی بھی یہاں مداخلت کر سکتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں کارڈلیس فون سیٹ موجود تھا۔ اس نے فون سائیڈ میز پر رکھا اور ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ پاسٹر کی آنکھوں کی مخصوص حرکت بتا رہی تھی کہ وہ کسی بھی لمحے ہوش میں آنے والا ہے۔ اس نے مشین پسٹل جیب سے نکال کر اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا۔ پھر چند لمحوں بعد ہی پاسٹر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"تم۔ تم جیکسن۔ تم نے یہ کیا کر دیا۔ الفریڈ کو ہلاک کر دیا۔ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ تو دس افراد پر بھی بھاری رہتا تھا"۔

پاسٹر نے ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی ہلاک نہیں ہوا۔ بے ہوش پڑا ہے۔ وہ اچھا فائٹر ضرور ہے لیکن صرف وہی اکیلا اچھا فائٹر نہیں ہے۔ دوسرے بھی ہو سکتے ہیں۔ بہرحال تم ابھی جس پوزیشن میں ہو، اس کے دو نتیجے نکل سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تمہیں آزاد کر دیا جائے اور دوسرا یہ کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے۔ اس کمرے سے باہر تمہاری کوٹھی میں موجود سیکورٹی گارڈ اور دو ملازموں کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم ہو کون۔ کنگ جیکب تو ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ اس سے رابطہ کرنے میں مجھے دیر لگ گئی۔ اس نے تو تمہیں اوکے نہیں کیا''...... پاسٹر نے کہا۔

''میرا نام ٹائیگر ہے۔ وہی ٹائیگر جسے تم نے ریڈ ریز فائر کر کے اپنے کلب کی مین گٹر لائن میں پھینکوا دیا تھا۔ تمہارے خیال کے مطابق ریڈ ریز کا شکار کسی صورت بچ ہی نہیں سکتا لیکن تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ میری زندگی مقصود تھی اس لئے تم نے جلدی کی اور میرے جسم کو گٹر میں پھینکوا دیا۔ تمہیں جلدی اس لئے ہو گئی کہ میرا کوئی ساتھی نہ آ جائے لیکن میرا جسم پانی میں ڈوبا رہا اور میرا سر اور گردن اونچی جگہ پر رہی۔ اس طرح میں پانی میں ڈوب کر بھی نہیں مرا اور پانی میں رہنے کی وجہ سے زخم سے خون

بھی باہر نہ آ سکا اور گٹر کی تیز بو نے ریڈ ریز کا سارا زہر چوس لیا۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ تیز بدبو زہر کو جذب کر لیتی ہے۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندہ بچ گیا اور گٹر کے دہانے سے باہر آ گیا۔ پھر میں اپنی رہائشی گاہ پر گیا۔ غسل کر کے لباس تبدیل کیا اور پھر میک اپ کر کے تمہارے کلب گیا۔ وہاں سے یہاں آیا''...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ماسک میک اپ اتار کر میز پر رکھ دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو تم ریڈ ریز کے فائر کے باوجود زندہ بچ گئے لیکن آج تک تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔ میں نے بے شمار لوگوں کو اس طرح ریڈ ریز کا شکار بنا کر گٹر میں پھینکوا دیا تھا اور آج تک کوئی زندہ نہیں رہا۔ تم جادوگر ہو''...... پاسٹر کی حیرت عروج پر تھی۔ وہ اس طرح ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ بچانے والا جب بچانے پر آ جائے تو ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ بہرحال یہ سب کچھ میں نے تمہیں اس لئے بتایا ہے کہ تمہاری حیرت دور ہو کہ تم نے میرے قتل کے لئے پیشہ ور قاتل کو ٹاسک دیا اور پھر اپنے آفس میں مجھ پر ریڈ ریز فائر کر کے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اس لحاظ سے تو تمہیں معاف بھی کر سکتا ہوں اگر تم سچ سچ بتا دو کہ تمہیں میری ہلاکت کا ٹاسک کس نے دیا ہے اور پھر یہ سن لو کہ تم نے اپنی بات کنفرم بھی کرانی ہے اور میں صرف دس تک گنوں گا۔ اگر تم نے بتا

دیا تو ٹھیک ہے ورنہ میں تمہیں اور الفریڈ کو ہلاک کر کے یہاں سے نکل جاؤں گا۔ میرے پاس اور ذرائع بھی ہیں جن سے میں معلومات حاصل کر لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی کا آغاز کر دیا۔

''رک جاؤ۔ میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے پھر بھی مجھے زندہ نہیں چھوڑنا لیکن اب میں مزید کیا کر سکتا ہوں۔ موجودہ حالات میں تم نے مجھے پھنسا کر بالکل ہی بے بس کر دیا ہے۔ یہ کام میں نے لارڈز کے سپر ایجنٹ کرنل جیمز کے کہنے پر کیا ہے۔ پہلے عمران پر بھی حملہ اسی کے کہنے پر ہوا تھا۔ پھر تم پر حملہ بھی اسی نے کرایا ہے''...... پاسٹر نے کہا۔

''کیوں۔ اس کی وجہ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کرنل جیمز کافرستانی ایجنٹوں کو ساتھ شامل کر کے پاکیشیا سے میزائل فارمولا لے گیا اور لیبارٹری تباہ کر دی گئی۔ انہیں یقین تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے پیچھے آئے گی اس لئے عمران کو ٹارگٹ کیا گیا۔ پھر تم نے کافرستانی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا تو انہوں نے تمہیں اور تمہارے ساتھ ایک سوئس نژاد عورت کو ٹارگٹ بنا لیا۔ پھر تم پر حملے کئے گئے لیکن تم پھر بھی بچ گئے حالانکہ میں نے فون پر کرنل جیمز کو اطلاع دے دی ہے کہ تم میرے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہو۔ اس وقت میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ ریڈ ریز کے فائر کے باوجود تم زندہ رہ جاؤ گے''...... پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے لارڈز کا ہیڈکوارٹر''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ایکریمی ریاست لوسانو میں''...... پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم نے چونکہ سچ بولا اور مجھے پہلے سے اس بارے میں معلومات تھیں لیکن تمہارے منہ سے سن کر اسے کنفرم کرنا چاہتا تھا مگر تمہیں زندہ چھوڑ کر نہیں جا سکتا کیونکہ تمہارے آدمیوں نے باس عمران اور مس جولیا اور پھر مجھ پر حملہ کیا ہے۔ اس لئے تمہاری کم از کم سزا موت ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا رخ کرسی پر بیٹھے پاسٹر کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ کمرہ فائر کی آواز اور پاسٹر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر پاسٹر کو تاروں کی بندش سے آزاد کر دیا۔ وہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے مشین پسٹل کا رخ فرش پر بے ہوش پڑے الفریڈ کی طرف کیا اور بار پھر کمرے فائرنگ کی آواز سے گونج اٹھا۔

کرنل جیمز اپنے آفس میں بیٹھا ایک کتاب پڑھ رہا تھا کیونکہ وہ اپنا کام مکمل کر چکا تھا اور اب کچھ دیر بعد اٹھ کر وہ اپنے مخصوص کلب جانا چاہتا تھا لیکن وہاں کلب میں ابھی رونق کم تھی۔ اس لئے اس نے کتاب اٹھا لی تا کہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ یہیں گزار لیا جائے ورنہ اسے شدید بوریت ہو گی۔ وہ کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز نے چونک کر پہلے فون کی طرف اس طرح دیکھا جیسے تسلی کر لینا چاہتا ہوں کہ گھنٹی اس فون کی ہے یا کہیں اور سے آواز آ رہی ہے۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''کافرستان سے آکاش سنگھ کی کال ہے''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''آکاش سنگھ کی۔ کراؤ بات''...... کرنل جیمز نے چونک کر کہا۔

آکاش سنگھ کافرستان میں ایک کلب کا مالک تھا اور کافرستان میں اس کا بے حد اثر و رسوخ تھا۔ اس لئے اسے کافرستان میں لارڈز کا باقاعدہ ایجنٹ بنا دیا گیا تھا تا کہ اگر لارڈز کو کسی مشن کے سلسلے میں کافرستان میں کام پڑ جائے تو آکاش سنگھ کے ذریعے وہ کام کرا لیا جائے لیکن چونکہ اس وقت کافرستان میں لارڈز کا کوئی مشن موجود نہ تھا اس لئے آکاش سنگھ کی طرف سے کال کا سن کر وہ چونک پڑا تھا۔

''ہیلو۔ آکاش سنگھ بول رہا ہوں کافرستان سے''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی البتہ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''پاکیشیا میں آپ کا ایجنٹ پاسٹر ہی تھا نا''...... دوسری طرف سے آکاش سنگھ نے کہا تو کرنل جیمز بے اختیار چونک پڑا۔

''کیوں۔ کیا ہوا ہے۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اسے اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میرا بھی وہ بہت گہرا دوست تھا اور پاکیشیا میں میرے تمام کام وہی کرتا تھا۔ میں نے ایک کام کے سلسلے میں جب اسے فون کیا تو پتہ چلا کہ اسے اپنی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے جس پر مجھے خیال آیا کہ اس نے مجھے بتایا تھا کہ آج کل وہ آپ کے دیئے ہوئے ٹاسک

میں مصروف ہے اور پاکیشیا کی انڈر ورلڈ میں کام کرنے والے خطرناک آدمی ٹائیگر کی فنشنگ کر رہا ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کو اس لئے فون کیا ہے تاکہ اگر پاکیشیا میں کوئی کام ہو تو وہاں پاسٹر سے بھی زیادہ تیز کام کرنے والا ایک اور بااعتماد آدمی موجود ہے۔ اس بارے میں آپ کو بتا دوں''...... آکاش سنگھ نے کہا۔

''وہ کام جو اس کے ذمے لگایا تھا وہ اس نے پہلے ہی مکمل کر دیا تھا۔ اب اگر کبھی مزید کام ہوا تو پھر تم سے بات کی جائے گی لیکن پاسٹر کو ہلاک کس نے کیا ہے۔ کیا یہ معلوم ہو سکا ہے''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''یہ تو معلوم نہیں ہو سکا۔ بس مجھے یہی رپورٹ ملی ہے کہ اسے اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے''...... آکاش سنگھ نے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو فار انفارمیشن''...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پاسٹر سے اس کی اکثر ملاقات کسی نہ کسی جگہ ہوتی رہتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ پاکیشیا میں پاسٹر کافی خطرناک آدمی سمجھا جاتا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ اسے اس طرح اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا جائے گا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ معلوم کرے کہ کیا پاسٹر کی ہلاکت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تو دخل نہیں ہے۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز

سنائی دی۔

''پاکیشیا میں ریڈ سٹار کلب کے جنرل مینجر پاسٹر سے میری بات کراؤ اور اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کے کسی اسسٹنٹ سے بات کراؤ''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے جان بوجھ کر پاسٹر کا نام لیا تھا کیونکہ ایک خدشہ اس کے ذہن میں یہ بھی تھا کہ کہیں آکاش نے پاکیشیا میں اپنے کسی دوست کو کام دلوانے کے لئے یہ خبر نہ سنائی ہو۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''باس۔ پاسٹر ہلاک ہو چکا ہے۔ اس کے اسسٹنٹ سے بات کریں''...... فون سیکرٹری نے کہا۔

''ہیلو سر۔ میں پاسٹر کا اسسٹنٹ انتھونی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''پاسٹر کو کیا ہوا ہے۔ کس نے ہلاک کیا ہے اسے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''سر۔ اسے ہلاک کرنے والا انڈر ورلڈ میں کام کرنے والا خطرناک آدمی ٹائیگر ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیمز بے اختیار اچھل پڑا۔

''لیکن مجھے تو پاسٹر نے خود رپورٹ دی تھی کہ اس نے ٹائیگر کو

ریڈ ریز فائر کر کے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی لاش گٹر میں پھینکوا
دی ہے۔ پھر یہ ٹائیگر کہاں سے زندہ ہو کر آ گیا اور پاسٹر کو بھی اس
نے ہلاک کر دیا''...... کرنل جیمز نے قدرے چیختے ہوئے لہجے میں
کہا۔

''یہ بات درست ہے کہ ٹائیگر پر انہوں نے اپنے آفس میں
ریڈ ریز فائر کی اور پھر ہمیں حکم دیا کہ اس کی لاش کلب کے نیچے
سے گزرنے والے گٹر میں ڈال دی جائے چنانچہ ان کے حکم کی
تعمیل کر دی گئی۔ آج جب باس پاسٹر مقررہ وقت سے بھی کافی دیر
تک کلب نہ آئے تو میں نے ان کی رہائش گاہ پر فون کیا لیکن فون
کسی نے اٹنڈ نہ کیا تو پھر میں خود وہاں گیا۔ کیونکہ باس پاسٹر
میرے علاوہ اور کسی کا رہائش گاہ پر آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ
میں وہاں گیا تو پھاٹک اندر سے بند تھا۔ میں نے عقبی طرف موجود
خفیہ دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ وہاں تمام ملازمین بے ہوش
پڑے ہوئے تھے۔ تہہ خانے میں کوٹھی کے سپر وائزر الفریڈ کی لاش
فرش پر پڑی ہوئی تھی جبکہ باس پاسٹر کی لاش کرسی پر بندھی ہوئی
تھی۔ پاسٹر نے اس تہہ خانے میں خفیہ کیمرے اور آوازیں ریکارڈ
کرنے کا سسٹم لگوایا ہوا تھا تاکہ یہاں لانے والوں کی فلمیں بھی
بن جائیں اور آوازیں بھی ریکارڈ ہو جائیں جو بعد میں کام آتی
تھیں۔ یہ سسٹم میں نے ہی نصب کرایا تھا۔ چنانچہ میں نے اس
سسٹم کو چیک کیا تو وہاں فلم بھی موجود تھی اور ریکارڈنگ بھی۔ اس

فلم اور ریکارڈنگ سے معلوم ہوا کہ ٹائیگر کو جب گٹر میں ڈالا گیا تو
وہ زندہ تھا اور گٹر کا پانی اس کے جسم کے اوپر سے گزرتا رہا اور گٹر
میں موجود تیز بو نے اس کے جسم میں موجود زہر کو جذب کر لیا اور
وہ زندہ سلامت گٹر سے باہر آ گیا۔ اس کے بعد اس نے ماسک
میک اپ کیا اور رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ وہاں الفریڈ سے اس کی
لڑائی ہوئی اور الفریڈ کو بے ہوش کر دیا گیا۔ پھر اس نے باس پاسٹر
پر حملہ کیا اور انہیں بھی بے ہوش کر کے کرسی سے باندھ دیا گیا۔ پھر
ان سے اس نے آپ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور
الفریڈ اور پاسٹر کو ہلاک کر کے وہ نکل گیا۔ وہ عقبی دیوار پھلانگ کر
اندر آیا تھا اور اسی انداز میں واپس چلا گیا''...... انتھونی نے پوری
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ کیوں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''میرے پاس آپ کا نمبر نہیں تھا اور نہ ہی باس پاسٹر کی کوئی
ڈائری ملی تھی۔ اب آپ کا فون آیا ہے تو مین بتا رہا ہوں''......
انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر کے خلاف تم نے کیا کارروائی کی ہے''...... کرنل جیمز
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر انتہائی خطرناک آدمی ہے جناب۔ اس لئے ہم اس
وقت تک خاموش رہیں گے جب تک وہ کسی جگہ بے بس نہیں ہو
جاتا اور بے بسی کے دوران اس سے بھرپور انتقام لیا جائے گا ورنہ

نہ ہم رہیں گے اور نہ ہی کلب۔ پہلے بھی ایک کلب کے چیف سے اس کا جھگڑا ہوا تھا تو اس نے ایک طاقتور گروپ کے ذریعے اس کلب کو ہی میزائلوں سے اڑا دیا تھا''...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل جیمز نے غصے میں کوئی جواب دینے کی بجائے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''ایک آدمی کو ہلاک نہیں کر سکتے۔ یہ ہے ان کی حالت۔ نانسنس''...... کرنل جیمز نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''اب کیا ہوا''...... کرنل جیمز نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا موڈ ٹائیگر کے بچ جانے کی خبر سُن کر آف ہو گیا تھا۔ دوبارہ گھنٹی بجنے پر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیمز نے سخت لہجے میں کہا۔

''چیف رابرٹ سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ حکم چیف''...... کرنل جیمز نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''کرنل جیمز۔ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمارے خلاف کام کرنے سے روکنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں''...... چیف رابرٹ نے بھاری آواز میں بات کرتے ہوئے کہا تو کرنل جیمز چونک پڑا۔

''سر۔ میں نے پہلے ہی رپورٹ آپ کو دے دی تھی''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''وہ رپورٹ میرے سامنے پڑی ہے لیکن تم مجھے خود بتاؤ کیونکہ لارڈ صاحب نے جو مدت ہمیں دی ہوئی ہے وہ تیزی سے گزرتی جا رہی ہے اور تم جانتے ہو کہ لارڈز صاحب نے پورا سیٹ اپ ہی فنا کر دینا ہے اور ہمیں تمہاری رپورٹیں بھی مل رہی ہیں جن میں کامیابی کی بات دور دور تک نہیں ہے''...... چیف رابرٹ کے لہجے میں تلخی نمایاں تھی۔

''وہ لوگ ابھی پاکیشیا میں ہی ہیں البتہ یہاں میں نے کاسپر اور اس کے سیکشن کو پورے لوسانو میں جدید ترین میک اپ چیک کرنے والے کیمروں اور دیگر نگرانی کے جدید آلات کے ساتھ لوسانو میں آنے والوں کی مکمل چیکنگ کا حکم دے دیا ہے لیکن ابھی تک اس کی طرف سے کوئی رپورٹ ہی نہیں ملی اور کاسان میں اپنے دوسرے سیکشن جس کا انچارج کرنل گارڈ ہے کو بھجوا دیا ہے کیونکہ پاکیشیا سے لایا جانے والا فارمولا وہاں موجود ہے۔ ابھی تک اس کی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہیں آئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ابھی تک پاکیشیا میں ہی ہے۔ جہاں تک لارڈز صاحب کی دی ہوئی مہلت ہے تو انہوں نے عمران کے خاتمے کا حکم دیا تھا اور اسے ختم کیا جا چکا ہے''...... کرنل جیمز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے عمران کی موت کی کنفرمیشن کرنی ہے اور ہمارے پاس نہ اس کی لاش ہے اور نہ ہی کوئی ایسی دستاویز جس سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ واقعی فنش ہو چکا ہے“...... چیف رابرٹ نے کہا۔

”وہ ہلاک تو پاکیشیا میں ہوا ہے۔ کنفرم کیسے کیا جائے“۔ کرنل جیمز نے کہا۔

”وہاں کے اخبارات میں اس کی موت کی خبر شائع ہوئی ہو گی۔ اس کا باورچی سلیمان نامی ہے۔ اس کے والد سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ ان سے اصل بات سامنے آ سکتی ہے اور کنفرمیشن بھی“...... چیف رابرٹ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں پاکیشیا میں معلومات کراتا ہوں۔ کوئی نہ کوئی کنفرمیشن رپورٹ مل ہی جائے گی“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”وہاں ایک سپیشل ہسپتال ہے۔ عمران اگر زخمی ہوا ہو گا تو وہیں اس کا علاج کیا گیا ہو گا۔ یہ ہسپتال خفیہ ہے۔ وہاں صرف ٹاپ سرکاری ملازمین کا علاج ہوتا ہے۔ اس ہسپتال کے بارے میں صرف اتنا علم کہ یہ پاکیشیائی دارالحکومت کے گرین روڈ پر واقع ہے اور سپیشل ہسپتال کہلاتا ہے“...... چیف رابرٹ نے کہا۔

”او کے جناب۔ میں معلوم کراتا ہوں“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”جس قدر جلد ممکن ہو سکے کنفرم کراؤ اور رپورٹ دو تا کہ لارڈ صاحب کو رپورٹ دی جا سکے“...... چیف رابرٹ نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ وہ خود وہاں جا کر معلومات حاصل کرے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کہ معلومات حاصل کرنا اتنا بڑا ٹاسک نہیں ہے کہ وہ خود وہاں جا کر بیٹھ جائے۔ چنانچہ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا میں کراس کلب ہے۔ اس کے مینجر ہنری سے میری بات کراؤ“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ ہنری سے وہ واقف تھا لیکن وہ اسے اس لئے ٹاسک نہیں دیا کرتا تھا کہ وہ معاوضہ بہت طلب کرتا تھا لیکن اب چونکہ اس کی اور اس کے پورے سیکشن کی بقا کا مسئلہ تھا اس لئے اس نے ہنری کو کال کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”ہنری سے بات کیجئے۔ وہ لائن پر ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ کرنل جیمز بول رہا ہوں لوسانو سے“...... کرنل جیمز نے

کہا۔

''ہنری بول رہا ہوں۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ نے رابطہ کیا ہے۔فرمایئے''...... ہنری نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''چند معلومات چاہئیں کنفرمیشن سمیت''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''مل جائیں گی۔ ہمارا تو کام ہی یہی ہے۔ بتائیں کون سی معلومات چاہئیں اور کس نوعیت کی''...... ہنری نے کاروباری انداز میں کہا۔

''ایک آدمی ہے عمران۔ جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اس کی موت کے بارے میں کنفرمیشن چاہئے۔ کسی اخبار میں یا اس طرح کا کوئی کنفرم ثبوت''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''وہ عمران، جو ٹائیگر کا استاد ہے۔ میں جانتا ہوں اسے۔ وہ کب ہلاک ہوا ہے''...... ہنری نے کہا۔

''تقریباً ایک ماہ پہلے''...... کرنل جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بس یہی معلومات ہیں یا کچھ اور بھی ہے''...... ہنری نے کہا۔

''یہی ہیں لیکن تم نے معاوضہ نہیں بتایا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''معاوضہ اس لئے نہیں بتایا کہ میں آپ سے غلط بات نہیں کرنا چاہتا اور آپ سے ہی کیا سب کے ساتھ میرا یہی رویہ ہے۔ میں کسی کو دھوکہ نہیں دیا کرتا''...... ہنری نے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات''...... کرنل جیمز نے

کہا۔

''عمران زندہ ہے اور سپیشل ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ گو اس کے بچ جانے کو نئی زندگی بتایا جا رہا ہے۔ اب اگر میں چاہتا تو آپ سے معاوضہ لے کر پھر آپ کو یہ بتاتا تو آپ مجھ سے رقم تو واپس نہ لے سکتے تھے''...... دوسری طرف سے ہنری نے کہا اور کرنل جیمز بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ کس طرح تمہیں معلوم ہوا''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''اس ہسپتال مین ایک ڈاکٹر میرے معلوماتی نیٹ ورک کا حصہ ہے۔ میرا سیٹ اپ ایسا ہے کہ ہر آدمی دو روز بعد کچھ نہ کچھ رپورٹ دینے کا پابند ہے لیکن اس ڈاکٹر کی طرف سے دو روز گزر جانے کے باوجود کوئی رپورٹ نہ آئی تو ہم نے اسے فون کیا۔ اس نے بتایا کہ ان دنوں ہسپتال میں ایمرجنسی نافذ ہے۔ عمران وہاں زیر علاج ہے اور اس کی وہاں ڈیوٹی ہے۔ اس لئے وہ فون نہیں کر سکتا۔ میں چونکہ عمران کو جانتا ہوں اس لئے میں خاموش ہو گیا''...... ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا اس عمران کا خاتمہ تمہارے آدمی کر سکتے ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''نہیں سوری۔ وہاں ہسپتال میں ایسے انتظامات ہیں کہ وہاں کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی۔ میں اور میرے آدمی یہ کام نہیں

کرتے۔ ہم صرف معلومات مہیا کرتے ہیں‘‘...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اوکے۔ شکریہ‘‘...... کرنل جیمز نے ڈھیلے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

’’یہ آخر کیا ہو رہا ہے۔ کیا یہ پاکیشیا کے لوگ مافوق الفطرت ہیں کہ مرتے ہی نہیں۔ عمران کو ہلاک شدہ کہا گیا۔ وہ اب زندہ نکل آیا۔ ٹائیگر کو مردہ کہا گیا وہ بھی زندہ نکل آیا۔ آخر یہ لوگ مریں گے کیسے‘‘...... کرنل جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ چیف رابرٹ کو کیا رپورٹ دے لیکن آخرکار اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’یس پی اے ٹو چیف‘‘...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

’’کرنل جیمز بول رہا ہوں لوسانو سے۔ چیف سے بات کراؤ‘‘...... کرنل جیمز نے کہا۔

’’اوکے ۔ ہولڈ کریں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی طاری ہوگئی۔

’’چیف رابرٹ بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات ہوگئی ہے۔ ابھی تو بات ہوئی ہے‘‘...... دوسری طرف سے چیف رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

’’یس چیف۔ عمران جسے ہم سب ہلاک شدہ سمجھ رہے تھے وہ زندہ ہے اور اسی سپیشل ہسپتال میں ہے البتہ وہ شدید زخمی ہے‘‘۔ کرنل جیمز نے کہا۔

’’کیسے اتنی جلدی معلوم ہوگیا۔ تفصیل بتاؤ‘‘...... چیف رابرٹ نے کہا تو کرنل جیمز نے ہنری سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

’’اگر عمران ہسپتال میں ہے تو اس ہسپتال کو میزائلوں سے اڑا دو۔ اس کی نئی زندگی ہماری موت ہے‘‘...... چیف رابرٹ نے کہا۔

’’آپ کا مطلب ہے کہ میں خود وہاں جا کر یہ کام کروں‘‘۔ کرنل جیمز نے کہا۔

’’نہیں۔ تمہارا یہ کام نہیں ہے اور نہ ہی تمہیں وہاں جا کر یہ کام کرنا چاہئے۔ وہاں بھی ایسے گروپ موجود ہوں گے انہیں استعمال کرو۔ اگر تم ایسے کسی گروپ کو نہیں جانتے تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں‘‘...... چیف رابرٹ نے کہا۔

’’آپ ٹپ دے دیں۔ ہو سکتا ہے کہ اسے استعمال کرنا پڑے‘‘...... کرنل جیمز نے کہا۔

’’پاکیشیا دارالحکومت میں نیشنل شوٹنگ انسٹی ٹیوٹ ہے جو بظاہر لوگوں کو شوٹنگ سکھاتا ہے لیکن درحقیقت وہ لوگ ہر جائز و ناجائز کام کرتے ہیں۔ اس کا مالک اور جنرل مینجر کنگ ایڈورڈ ہے عام طور پر کنگ ہی کہا جاتا ہے۔ اس سے بات کرو وہ یہ کام کر دے

گا''...... چیف رابرٹ نے کہا۔

''یس چیف''...... کرنل جیمز نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا تو کرنل جیمز نے کریڈل دبایا اور پھر یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا میں ایک شوٹنگ انسٹی ٹیوٹ ہے جس کا نام نیشنل شوٹنگ انسٹی ٹیوٹ ہے۔ اس کا فون نمبر وہاں کی انکوائری سے معلوم کر کے وہاں فون کرو اور اس کے مالک اور جنرل مینجر کنگ ایڈورڈ سے میری بات کراؤ''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''کنگ سے بات کریں''...... فون سیکرٹری نے کہا۔

''ہیلو۔ کرنل جیمز بول رہا ہوں لوسانو سے۔ آپ کو چیف رابرٹ نے فون کیا ہو گا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس سر۔ آپ فرمائیں کیا چاہتے ہیں آپ''...... دوسری طرف سے کنگ نے کہا۔

''پاکیشیا میں ایک سپیشل ہسپتال ہے جس میں ٹاپ سرکاری افراد کا علاج ہوتا ہے اور یہ گرین روڈ پر واقع ہے۔ کیا تم نے اسے

دیکھا ہوا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''نہیں۔ بہرحال اسے ڈھونڈ لیا جائے گا۔ ہسپتال ہے کوئی رائی کا دانہ تو نہیں ہے۔ کیا کرنا ہے اس کا''...... کنگ نے کہا۔

''اسے میزائلوں سے اڑا دو۔ اس طرح کہ وہاں کوئی آدمی زندہ نہ بچ سکے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''آپ کسی ایک آدمی کی وجہ سے یہ سب کر رہے ہیں۔ اس آدمی کے بارے میں بتا دیں۔ اسے ویسے ہی ختم کر دیا جائے گا''...... کنگ نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا عمران وہاں ایڈمٹ ہے اور اس کی حفاظت اس انداز میں کی جا رہی ہے کہ اس تک پہنچنا بھی مشکل ہے۔ اس لئے ہم اس پورے ہسپتال کو اس انداز میں تباہ کرانا چاہتے ہیں کہ عمران کسی صورت نہ بچ سکے''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ کو عمران کی موت چاہئے۔ چاہے جس طرح بھی ہو''...... کنگ نے کہا۔

''آپ اسے عام آدمی نہ سمجھیں۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس لئے ہسپتال کو اڑانے کی بات ہو رہی ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''میں اسے بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کا شاگرد ٹائیگر میرا دوست ہے۔ چیف رابرٹ کا میں احسان مند ہوں اس لئے

میں نے یہ کام کرنے کی حامی بھر لی ہے ورنہ میں انکار کر دیتا اور جب میں کام ہاتھ میں لے لوں تو پھر اسے ہر قیمت پر پورا کرتا ہوں۔ چاہے یہ کام مجھے اپنے باپ کو ہلاک کرنے کا ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ آپ کا کام ہر صورت میں ہو گا''...... کنگ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ معاوضہ بتا دو''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ایک کروڑ ڈالرز اور وہ بھی پیشگی۔ آٹھ گھنٹوں کے اندر اندر آپ کا کام ہو جائے گا''...... کنگ نے کہا۔

''اپنا بینک اکاؤنٹ اور بینک کا نام بتا دو۔ میں معاوضہ ابھی بھجوا دیتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر''...... کرنل جیمز نے کہا تو کنگ نے اپنا بینک اکاؤنٹ اور بینک کے بارے میں تفصیل بتا دی جسے کرنل جیمز نے سامنے پڑے ہوئے پیڈ پر لکھ لیا۔

''اوکے۔ میں بھجوا دیتا ہو رقم''...... کرنل جیمز نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔ کرنل جیمز نے کریڈل دبایا اور پھر دوبارہ ٹون آنے پر اس نے اپنے آفس کے اکاؤنٹنٹ سے رابطہ کیا اور اسے کنگ کو معاوضہ بھجوانے کی ہدایات دینی شروع کر دیں۔

''میرا خیال ہے کہ مشن پر روانہ ہونے سے پہلے عمران صاحب سے مل لیا جائے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ یہ اچھی تجویز ہے۔ ہماری روانگی تو رات کو ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''کیا ضرورت ہے۔ اس نے تمہیں بھی سوچنے پر لگا دینا ہے''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ سب ایک بار پھر صفدر کے فلیٹ پر اکٹھے ہوئے تھے تاکہ روانگی سے پہلے تمام معاملات آپس میں بیٹھ کر طے کر لئے جائیں۔

''چلو اٹھو۔ ابھی چلتے ہیں''...... صفدر نے کہا تو سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ چاروں کار میں بیٹھے سپیشل ہسپتال کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر اور سائیڈ سیٹ پر صالحہ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل اور تنویر براجمان تھے۔ پھر تقریباً پینتالیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ

ہسپتال پہنچ گئے۔ کار کو پارکنگ میں روک کر وہ ہسپتال میں داخل ہوئے۔ وہاں انہیں پہلے ڈاکٹر صدیقی سے ملنا پڑا کیونکہ عمران کو سپیشل ہسپتال کے سپیشل وارڈ میں رکھا گیا تھا جس کی باقاعدہ سائنسی آلات کے ساتھ حفاظت کا اہتمام کیا گیا ہے اور وہاں باقاعدہ گارڈز موجود ہیں جو بغیر ڈاکٹر صدیقی کے دیئے ہوئے پاس کے کسی کو اندر نہیں جانے دیتے۔ ڈاکٹر صدیقی سے پہلے تو انہوں نے عمران اور مس جولیا کے بارے میں پوچھا تو ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے انہیں بتایا کہ دونوں تیزی سے صحت یاب ہو رہے ہیں لیکن انہیں ڈسچارج ہونے کے لئے کم از کم پندرہ دن مزید انتظار کرنا پڑے گا۔ پھر انہوں نے عمران اور مس جولیا سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا تو ڈاکٹر صدیقی نے انہیں سپیشل کارڈ جاری کر دیئے اور اپنے آدمی کو بلا کر ان کے ساتھ کر دیا۔ سپیشل وارڈ میں داخل ہو کر وہ مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے وہ اس جگہ پہنچے جہاں عمران اور جولیا دونوں علیحدہ علیحدہ کمروں میں موجود تھے وہاں عمران کے کمرے کے سامنے جوزف اور جوانا دونوں موجود تھے جو صفدر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر احتراماً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''کیا حال ہے عمران صاحب کا''...... صفدر نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ماسٹر تیزی سے صحت یاب ہو رہے ہیں لیکن آج صبح سے جوزف نے میرا سر کھا رکھا ہے کہ عمران صاحب کے گرد کاپانی جھیل

کے سیاہ سرکنڈوں سے نکلنے والا زرد رنگ کا دھواں چھا رہا ہے۔ یہ دھواں انسان کو دھوئیں میں تبدیل کر کے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتا ہے''...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں جوزف۔ کیا واقعی ایسا ہو رہا ہے''...... صفدر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔

''میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ میں اپنی آنکھوں سے اس دھوئیں کو دیکھ رہا ہوں''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو اس کا علاج کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''چھوڑو صفدر۔ یہ تو ایسی باتیں کرنے کا عادی ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ عمران صاحب اس کی باتوں پر بہت توجہ دیتے ہیں اور تم نے دیکھا نہیں کہ اس نے عمران صاحب کی زندگی بچانے کے لئے جو کام کیا ہے وہ درست ثابت ہوا ہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا علاج یہی ہے کہ باس کو یہاں سے باہر نکال لیا جائے۔ یہ جگہ دھوئیں کی پیداوار کی جگہ ہے لیکن کوئی میری بات سنتا ہی نہیں''...... جوزف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جوزف کا کہنا ہے کہ عمران صاحب کو یہاں سے زبردستی اٹھا کر رانا ہاؤس لے جایا جائے۔ وہاں یہ دھواں نہیں پہنچ سکتا''۔ جوانا نے کہا۔

''تم بتاؤ جوزف۔ اس کے علاوہ بھی کوئی حل ہے یا صرف یہی حل ہے''...... صفدر نے کہا۔

''حل تو ہے لیکن فوری طور پر ممکن نہیں ہے''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا حل ہے بتاؤ۔ شاید ہم مل کر اس پر عمل کر لیں''...... صفدر نے کہا۔

''ساچو مور کے دو پروں کی ضرورت ہے۔ ساچو مور کے دو پَر زرد دھوئیں کو فوری کھا جاتے ہیں لیکن ساچو مور وہ ہوتا ہے جس کے تمام پَر جھڑ گئے ہوں اور وہ اتنا بوڑھا ہو گیا ہو کہ دوبارہ صرف دو پَر نکال سکے۔ ساچو مور افریقہ کے جنگلوں میں تو مل جاتا ہے یہاں نہیں''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اس کا کیا حل نکالا جائے''...... صفدر نے کہا۔

''چھوڑو صفدر۔ تم کس چکر میں پڑ گئے ہو۔ اندر چلو اور عمران سے بات چیت کرو''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا تو جوزف نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''حل یہی ہے کہ باس کو یہاں سے کہیں اور بھیج دیا جائے تاکہ زرد دھواں باس کا کچھ نہ بگاڑ سکے''...... جوزف نے کہا۔

''اس ہسپتال میں کسی اور جگہ یا ہسپتال سے باہر''...... صفدر نے کہا۔

''اس ہسپتال سے باہر ورنہ مجھے باس کی زندگی بچانے کے لئے

اپنی جان دینا پڑے گی''...... جوزف نے جواب دیا۔

''کیا مطلب۔ تمہاری جان کیسے جائے گی''...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

''میں باس پر لیٹ جاؤں گا اور زرد دھواں اپنے اندر جذب کر لوں گا''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ عمران صاحب سے بات کی جائے۔ وہ اس کا کوئی حل نکال سکتے ہیں''...... صفدر نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

''میں نے باس سے درخواست کی ہے لیکن باس کے گرد اٹھنے والے دھوئیں نے باس کو کور کر لیا ہے''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب خطرہ محسوس نہیں کر رہے۔ او کے۔ میں بات کرتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ کر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے تو بیڈ پر لیٹے ہوئے عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ وہ تھوڑا سا اٹھا اور بیڈ کی ریلنگ سے پشت لگا کر بیٹھ گیا۔

''بیٹھو''...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھی وہاں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''میں تمہاری جوزف سے بات چیت سن رہا تھا''۔ عمران نے

کہا

''باہر کی آواز یہاں پہنچتی ہے''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ روشندان کھلا ہوا ہے اس لئے باہر کی آواز یہاں صاف سنائی دیتی ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''ہم یہاں آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ چیف ایکسٹو نے ہمیں ایس ایس میزائل کا فارمولا واپس لانے کے لئے مشن دیا ہے۔ مجھے لیڈر بنایا ہے اور ہم آج رات روانہ ہو رہے ہیں۔ ہم آپ سے ہدایات چاہتے تھے لیکن یہاں جوزف نے ہمیں ڈرا دیا ہے۔ جوزف نے آج تک جو کہا وہ سچ ثابت ہوا ہے۔ اس لئے جوزف کی موجودہ بات کو کیسے غلط سمجھا جائے''...... صفدر نے کہا۔

''لیڈر بننے کی مبارک ہو۔ اب یہاں ہسپتال میں مٹھائی کہاں سے منگوائی جائے''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اصل لیڈر تو آپ ہیں۔ میں تو قائم مقام ہوں۔ اسی لئے تو آپ سے ہدایات لینے آیا ہوں''۔ صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا

''کہاں جانا ہے اور کیا معلومات ہیں تمہارے پاس''...... عمران نے کہا تو صفدر نے وہ سب کچھ بتا دیا جو ایکسٹو نے انہیں بتایا تھا اور پھر وہ بھی جو انہوں نے ڈارک نائٹ کلب کے چیف سپر وائزر مائیکل سے بات چیت کی تھی اور جو ٹپ اس نے بتائی تھی سب کی تفصیل بتا دی۔

''تمہاری وہاں آمد کا یقیناً انتظار کیا جا رہا ہو گا۔ میک اپ کرنے والے کیمرے بھی یقیناً وہاں نصب ہوں گے اور جدید مشینری سے تمہاری نگرانی بھی کی جائے گی اس لئے تمہیں ان سے بچ کر آگے بڑھنا ہے۔ تم اپنے میک اپ میں سیسے کے ساتھ ساتھ زنگ بھی ڈال لینا۔ اس سے جتنے بھی جدید کیمرے ہوں میک اپ چیک نہ کر سکیں گے اور لیبارٹری کے تحفظ کے لئے یقیناً سائنسی آلات بھی نصب کئے گئے ہوں گے ان کا بھی خیال رکھنا ہے۔ باقی موقع محل دیکھ کر فیصلہ کرنا۔ تم یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب واپس آؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہی بہت قیمتی مشورے ہیں''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس سے زیادہ قیمتی مشورے بھی ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر سمیت سب چونک پڑے۔

''کون سے''...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

''وہی دادی اماں والے کہ بیٹا سفر میں کسی سے کوئی چیز لے کر نہ کھانا۔ اپنی جیب کا خیال رکھنا بلکہ جو دادیاں زیادہ وہمی ہوتی تھیں وہ جیب کا منہ سوئی دھاگے سے سی دیا کرتی تھیں کہ کوئی جیب سے رقم نہ نکال سکے۔ اپنا بازو کھڑکی سے باہر نہ نکالنا۔ چلتی ہوئی گاڑی میں سوار نہ ہونا۔ چلتی ہوئی گاڑی سے نیچے نہ اترنا وغیرہ وغیرہ''۔ عمران نے کہا تو ساتھیوں کے قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

''یہ واقعی انتہائی قیمتی مشورے ہیں''...... صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے ڈاکٹر صدیقی اندر داخل ہوئے۔

''پلیز اب مزید وقت نہ لیں۔ کافی بات چیت ہو گئی ہے''۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''عمران صاحب سے تو ابھی ملاقات شروع ہوئی ہے۔ باقی وقت تو ہماری جوزف سے بات چیت ہوتی رہی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''جوزف نے مجھے بھی کہا ہے کہ عمران صاحب کو ہسپتال سے ہٹ کر کسی اور جگہ منتقل کر دیا جائے لیکن یہ انتہائی محفوظ جگہ ہے۔ یہاں خطرہ سب سے کم ہے۔ اس لئے میں نے انکار کر دیا ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''جوزف غلط بات نہیں کرتا۔ اسے یہاں خطرہ محسوس ہو رہا ہے تو واقعی ایسا ہو گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا خطرہ ہو سکتا ہے عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''جس نے مجھ پر حملہ کرایا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں بھی حملہ کرے''...... عمران نے کہا۔

''وہ یہاں ناکام ہو جائے گا عمران صاحب۔ آپ بے فکر رہیں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور ایک بار پھر انہوں نے صفدر اور اس کے ساتھیوں کو کمرے سے باہر جانے کے لئے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر عمران کو سلام کر کے کمرے

سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار واپس صفدر کے فلیٹ کی طرف جا رہے تھے تاکہ وہاں پہنچ کر عمران کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق میک اپ وغیرہ مکمل کر لیں۔ پھر وہ سب صفدر کے فلیٹ پہنچ گئے۔

''صفدر صاحب۔ چائے کا موڈ ہو رہا ہے۔ کیوں نہ کسی ریستوران میں چائے پی لیں۔ پھر آگے کام کیا جائے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں بنا لاتی ہوں چائے''...... صالحہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں۔ آپ بیٹھیں۔ میں نے یہاں چائے بنانے کا سارا سامان رکھا ہوا ہے۔ میں بنا لاتا ہوں چائے''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''آپ بیٹھیں۔ میں بنا لوں گی''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر سائیڈ میں موجود کچن کی طرف بڑھ گئی۔

''سیسہ اور زنگ بازار سے لینا ہو گا۔ باقی مستقل میک اپ کا سامان تو میں لے آیا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''چائے پی لوں۔ پھر میں جا کر لے آتا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد صالحہ ٹرالی دھکیلتی ہوئی واپس آئی اور اس نے چائے کی پیالیاں سب کے سامنے رکھیں اور ساتھ ہی بسکٹوں کی دو پلیٹیں بھی موجود تھیں اور پھر وہ سب چائے پینے میں مصروف ہو گئے۔ ابھی چائے ختم بھی نہ

ہوئی تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صفدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''جوانا بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے جوانا کی وحشت بھری آواز سنائی دی تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ کیونکہ جوانا کے لہجے میں جو وحشت تھی وہ بتا رہی تھی کہ کوئی اہم بات ہوئی ہے۔

''کیا ہوا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''آپ کے جانے کے کچھ دیر بعد ہسپتال کے اس حصے پر جہاں ماسٹر عمران اور مس جولیا کے کمرے ہیں، خوفناک میزائلوں کی بارش کر دی گئی اور اس حصے کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے''۔ جوانا نے تیز تیز لہجے میں کہا تو صفدر سمیت وہاں موجود تمام افراد کے چہرے بگڑ سے گئے۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ عمران صاحب اور مس جولیا کا کیا ہوا''۔ صفدر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میزائلوں کے حملے سے چند منٹ پہلے جوزف زبردستی عمران کے کمرے میں داخل ہوا اور ان کے بیڈ کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ عمران صاحب نے اس سے پوچھا کہ وہ کیوں کھڑا ہے لیکن اس کے جواب دینے سے پہلے ہی حملہ ہو گیا تو جوزف اچھل کر عمران صاحب کے اوپر لیٹ گیا۔ عمران صاحب تو بچ گئے لیکن

جوزف شدید زخمی ہو گیا ہے۔ اس نے چھت سے آنے والی اینٹوں اور سیمنٹ کے بلاکس کو اپنی پشت پر روکا ہے''...... جوانا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تو وہ سچ کہہ رہا تھا۔ جولیا کا کیا حال ہے''...... صفدر نے ویسے ہی چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ بھی زخمی ہوئی ہیں لیکن اتنی نہیں جتنا جوزف۔ کیونکہ حملے کا ٹارگٹ ماسٹر کا کمرہ تھا۔ اگر جوزف ان پر گر کر ڈھال نہ بنتا تو نجانے کیا ہوتا۔ ماسٹر نے کہا ہے کہ میں آپ کو فون کر کے اطلاع دے دوں۔ اس لئے میں نے فون کیا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''اب عمران صاحب اور مس جولیا کہاں ہیں۔ حملہ کرنے والوں کا کچھ پتہ چلا''...... صفدر نے کہا۔

''ماسٹر اور مس جولیا کو دوسرے وارڈ میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ حملہ آوروں کے بارے میں ابھی تک کچھ نہیں معلوم ہوا۔ ابھی تو پولیس بھی نہیں پہنچی''...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ہم آ رہے ہیں''...... صفدر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب کے چہرے بگڑے ہوئے تھے۔

''اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو گئی ہے۔ جوزف واقعی عمران صاحب کے لئے جان دے سکتا ہے۔ اس جیسا خلوص شاید کسی اور میں نہیں ہو سکتا''...... صالحہ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات

ہوتی، فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو صفدر نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف''...... صفدر نے کہا۔

''عمران اور جولیا کے بارے میں تمہیں رپورٹ ملی ہے یا نہیں''...... چیف نے کہا۔

''یس سر۔ ابھی چند لمحے پہلے جوانا نے تفصیل بتائی ہے اور ساتھ ہی کہا ہے کہ عمران صاحب ہم سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ کال کر رہا ہے۔ ہم وہاں جانے والے تھے کہ آپ کی کال آ گئی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''عمران سے ملاقات کر لو لیکن تم نے مشن ملتوی نہیں کرنا۔ بس میں نے یہی کہنا تھا''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے رسیور رکھ دیا۔

''چیف کا رویہ بعض اوقات بے حد سفاکانہ ہو جاتا ہے''۔ صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''چیف سفاک نہیں ہے البتہ انتہائی حد تک اصول پسند ہے۔ ملک اور قوم کی سلامتی کے سامنے وہ کسی کو کوئی اہمیت نہیں دیتا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بار پھر سپیشل ہسپتال کی طرف جا رہے تھے۔

ٹائیگر کار میں سوار سپیشل ہسپتال کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ ب تک ہونے والی اپنی کارروائی کی رپورٹ دے کر عمران سے زید کام کرنے کی اجازت حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ چیف نے سے مشن پر بھیجنے سے صاف انکار کر دیا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ لر عمران نے اسے اجازت دے دی کہ وہ اپنے طور پر مشن پر کام کر سکتا ہے تو یہ اجازت اس کے لئے کافی ہو گی اور وہ سیکرٹ سروس سے ہٹ کر خود کام کر سکتا ہے۔ پاسٹر سے اسے تمام معاملات کا علم ہو گیا تھا اور وہ ان تمام معاملات کی رپورٹ بھی عمران کو دینا چاہتا تھا لیکن جیسے ہی وہ گرین روڈ کی طرف مڑا جہاں آگے جا کر سپیشل ہسپتال واقع ہے اس کے کانوں میں میزائلوں کے دھماکوں کی آوازیں پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ پھر جب وہ اس موڑ پر پہنچا جہاں سے مڑ کر وہ سپیشل ہسپتال جاتا تھا تو یہ دھماکے واضح ہو گئے۔ یہ واقعی میزائلوں کے دھماکے تھے۔ پھر جیسے ہی اس

نے کار موڑی تو یہ دھماکے ختم ہو گئے لیکن اس نے یکلخت کار کی رفتار تیز کر دی کیونکہ جہاں سپیشل ہسپتال تھا وہاں پر گرد اور دھواں جس قدر چھایا ہوا تھا اس کا واضح مطلب تھا کہ میزائلوں سے حملہ کیا گیا ہے۔ ٹائیگر کا دل یکلخت ڈوب سا گیا تھا کہ اس طرح کے حملے کے بعد وہاں کسی کا زندہ بچ جانا معجزہ ہی ہو سکتا تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ عمران اور مس جولیا بھی ہسپتال میں موجود ہیں۔ دور سے پولیس اور ایمبولینس گاڑیوں کے مخصوص ہارن سنائی دینے لگے اور چند لمحوں بعد چار پانچ گاڑیاں فائر بریگیڈ اور دو گاڑیاں ریسکیو کی اور چار ایمبولینسیں بھی وہاں پہنچ گئیں۔ اب گرد بھی بیٹھ رہی تھی۔ ہسپتال کے گرد زرد پٹی کا حصار کر دیا گیا تا کہ کوئی باہر کا آدمی اس کے اندر نہ جا سکے۔ ٹائیگر نے کار سائیڈ پر بنی ہوئی پبلک پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر وہ بے چینی کے عالم میں ہسپتال کی طرف بڑھنے لگا لیکن پولیس نے اسے روک لیا۔ ٹائیگر نے جیب سے سپیشل پولیس کا بیج نکال کر دکھایا لیکن پولیس نے معذرت کر لی اور کہا کہ جب تک مکمل گرد نہ بیٹھ جائے اور صورت حال واضح نہ ہو جائے، کسی کا بھی اندر جانا خطرناک ہو سکتا ہے۔ بات ٹائیگر کی بھی سمجھ میں آ گئی تھی۔ جو کچھ ہو چکا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔ وہ واپس پلٹا اور اپنی کار کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ گرد تیزی سے بیٹھتی جا رہی تھی اور ہسپتال کی عمارت واضح ہونا شروع ہو گئی تھی اور ٹائیگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سپیشل ہسپتال کے عقبی حصے پر میزائل فائر کئے

گئے ہیں کیونکہ جو سپیشل وارڈ بنایا گیا تھا اور جہاں عمران اور جولیا دونوں موجود تھے وہ عقبی حصے میں ہی بنایا گیا تھا اور یہ پورا وارڈ باہر سے فائر پروف اور بم پروف بنایا گیا تھا لیکن میزائل بہر حال بموں سے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔ ٹائیگر کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ادھر کو چل پڑا جہاں سے ہسپتال کے عقبی حصے کی طرف پہنچا جا سکتا تھا اور پھر وہاں پہنچ کر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہسپتال کے اس عقبی حصے کے ساتھ سڑک کی دوسری طرف ایک چار منزلہ عمارت تھی جس کی کھڑکیاں ہسپتال کی طرف کھلتی تھیں۔ ان میں سے ایک کھڑکی جو چوتھی منزل کی تھی کھلی ہوئی تھی اور باقی تمام کھڑکیاں بند تھیں۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کھلی کھڑکی سے نیچے ہسپتال کی چھت پر اور اردگرد میزائل فائر کئے گئے ہوں گے۔ عمارت کا فرنٹ دوسری طرف تھا اس لئے ٹائیگر اس طرف کو چل پڑا۔ اسے معلوم تھا کہ جب تک پولیس اور ریسکیو ٹیمیں پورے ہسپتال کو ریسکیو نہ کر لیں گی کسی کو چاہے وہ کوئی بھی ہو اندر جانے کی اجازت نہیں ملے گی۔ اس لئے اس وقت تک فارغ بیٹھنے کی بجائے وہ یہ معلوم کر لے کہ حملہ آور کون ہو سکتے ہیں۔ ہسپتال کے صرف عقبی حصے پر ہونے والی میزائل فائرنگ سے وہ سمجھ گیا تھا کہ حملہ آوروں کا ٹارگٹ عمران تھا لیکن کن لوگوں نے یہ کام کیا ہے۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ وہ بلڈنگ کے فرنٹ پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ عمارت کے نچلے حصے میں بزنس پلازہ تھا۔ وہاں زیادہ تر دفاتر

امپورٹ ایکسپورٹ کے تھے۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ ان سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا جہاں سے اوپر پہنچا جا سکتا تھا لیکن ابھی وہ سیڑھیوں کے قریب ہی پہنچا تھا کہ ایک طرف سے ایک آدمی اس کی طرف بڑھا۔ اس نے سیکورٹی گارڈ کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور ہاتھ میں گن تھی۔ اس نے ٹائیگر کو روکا۔

''آپ کون ہیں اور کیوں اوپر جا رہے ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے قریب آ کر کہا۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''کیا اوپر جانا منع ہے''...... ٹائیگر نے الٹا اس سے سوال کر دیا۔

''آپ شاید پہلی بار یہاں آئے ہیں۔ اوپر کی تینوں منزلیں گودام ہیں اور خاص لوگ ہی اوپر جا سکتے ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

''اب سے دس پندرہ منٹ پہلے تم کہاں تھے''...... ٹائیگر نے کہا تو سیکورٹی گارڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''میں۔ کیوں، آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ میں یہاں موجود تھا۔ بس تھوڑی دیر کے لئے چائے پینے چلا گیا تھا مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ اسے رقم دے کر یہاں سے باہر بھیج دیا گیا تھا۔ ٹائیگر کے سامنے دو راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ اس سے جبراً معلومات حاصل کی جائیں اور دوسری صورت یہ تھی کہ اسے بڑی رقم

دے کر پوچھا جائے۔ اس نے جیب سے بڑی مالیت کے دو نوٹ نکال کر سیکورٹی گارڈ کی طرف بڑھا دیئے۔

''یہ۔ یہ کیا ہے۔ کس بات کے پیسے۔ کیا مطلب''...... سیکورٹی گارڈ نے اچھلتے ہوئے کہا۔

''یہ لے لو۔ چند معلومات ہیں وہ دے دو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیسی معلومات۔ میں سمجھا نہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا لیکن دونوں نوٹ لے کر اس نے جلدی سے جیب کے اندر ڈال لئے۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میرا نام ہاشم ہے''...... سیکورٹی گارڈ نے جواب دیا۔

''تم اس عمارت کی انتظامیہ سے متعلق ہو یا کسی ادارے سے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ میں عمارت کے مالکان کی طرف سے یہاں ہوں''۔ ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کس نے یہاں سے باہر بھجوایا تھا۔ کھل کر تفصیل بتا دو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''دو آدمی آئے تھے۔ ان کے پاس کیمرے اور دو بڑے بڑے بیگ تھے سیاہ رنگ کے۔ وہ سیڑھیاں چڑھنے لگے تو میں نے انہیں روک لیا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ بلندی سے ایریا کی فلم بندی کرنا چاہتے ہیں اس لئے اوپر جا رہے ہیں اور انہوں نے مجھے ایک بڑا نوٹ دیا کہ میں دس پندرہ منٹ کے لئے یہاں سے چلا جاؤں

تاکہ وہ اطمینان سے فلم بندی کر لیں۔ ان کے پاس واقعی بے حد قیمتی کیمرے تھے۔ میرے مزید پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ انہیں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ صرف دس پندرہ لگیں گے۔ چنانچہ میں چائے پینے یہاں سے کچھ فاصلے پر موجود ایک ریستوران میں چلا گیا اور ابھی میں چائے پی ہی رہا تھا کہ میں نے بلڈنگ کی سمت خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنیں تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے یہ دھماکے ہماری بلڈنگ میں ہو رہے ہوں۔ میں چائے چھوڑ کر بھاگتا ہوا واپس آیا تو پتہ چلا کہ یہ دھماکے بلڈنگ کی عقبی سائیڈ سڑک کے پار ہسپتال میں ہوئے ہیں''...... ہاشم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''وہ آدمی پھر تمہیں ملے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں اوپر بھی گیا۔ اوپر صرف ایک کمرہ خالی ہے ورنہ باقی تمام کمروں گودام ہیں اور وہاں تالے لگے ہوئے ہیں''...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان دونوں کا حلیہ بتاؤ''...... ٹائیگر نے کہا تو ہاشم چونک پڑا۔

''آپ پولیس کے آدمی ہیں''...... ہاشم نے چونک کر کہا۔

''پولیس والے پیسے دے کر پوچھ گچھ نہیں کرتے۔ فکر نہ کرو۔ تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہو گی''...... ٹائیگر نے کہا تو ہاشم نے دونوں آدمیوں کے حلیئے بتا دیئے۔

''اور کوئی ایسی بات جو تمہیں عجیب لگی ہو''...... ٹائیگر نے کہا کیونکہ جو حلیئے بتائے گئے تھے ان سے کسی کو پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔

''ارے ہاں۔ ایک آدمی جو قدرے لمبے قد کا تھا اس کی میں نے عجیب سی عادت دیکھی۔ حالانکہ اس کی مونچھیں نہیں تھیں لیکن وہ ایک ہاتھ سے مسلسل اس طرح کرتا رہا جیسے مونچھوں کو تاؤ دے رہا ہو''...... ہاشم نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

''اس آدمی کی ناک پر کوئی نشان بھی تھا''...... ٹائیگر نے کہا تو ہاشم چونک پڑا۔

''ارے ہاں یاد آ گیا۔ اس آدمی کی ناک جہاں جا کر پیشانی سے لگتی ہے وہاں ایک بڑے زخم کا نشان بھی تھا''...... ہاشم نے جواب دیا تو ٹائیگر پہچان گیا کہ اس آدمی کا نام والٹ ہے اور وہ کنگ ایڈورڈ کے گینگ کا مشہور آدمی ہے۔

''کیا تم مجھے اس کمرے تک لے جا سکتے ہو جہاں سے انہوں نے فلم بنائی تھی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں یہاں سے جا نہیں سکتا کیونکہ ابھی تھوڑی دیر بعد دفاتر کی چھٹی کا وقت ہو رہا ہے۔ آپ اوپر چلے جائیں۔ ایک ہی کمرہ خالی ہے باقی سب کو تالے لگے ہوئے ہیں''...... ہاشم نے کہا تو ٹائیگر ''اوکے'' کہتا ہوا تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والی منزل پر پہنچا۔ یہاں برآمدے میں دو سیکورٹی گارڈ موجود تھے۔ ٹائیگر تیسری منزل کے لئے سیڑھیاں چڑھنے لگا تو دونوں سیکورٹی گارڈوں نے اس سے کچھ نہ کہا۔ تیسری منزل پر بھی دو سیکورٹی گارڈ موجود تھے لیکن ٹائیگر چوتھی منزل پر جانے کے لئے چڑھنے لگا تو وہ دونوں

کھڑے رہے۔ چوتھی منزل پر کوئی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر کو حیرت ہوئی کہ یہاں گارڈ کیوں نہیں رکھے لیکن کچھ دیر بعد اسے اس سوال کا جواب مل گیا کیونکہ یہاں گوداموں میں کوئی قیمتی سامان نہ تھا بلکہ کاٹھ کباڑ اکٹھا کیا گیا تھا اور اکثر کمروں کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ کونے والا ایک کمرہ خالی تھا۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس نے کھلی کھڑکی سے باہر جھانکا تو سامنے ہی اسے ہسپتال کا عقبی حصہ نظر آ رہا تھا جس کی چھت کافی حد تک ٹوٹ چکی تھی۔ ایک سائیڈ کی دیوار بھی تباہ ہو چکی تھی۔ ٹائیگر نے کھڑکی کو بغور چیک کیا اور پھر اسے وہ مخصوص نشان نظر آ گیا جو میزائل گن کی فائرنگ کے دوران جھٹکے لگنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ میزائل گن کے ذریعے اس کھڑکی سے میزائل ہسپتال پر فائر کئے گئے ہیں۔ وہ پلٹا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا تو اچانک اسے سائیڈ پر کسی چیز کی جھلک پڑی تو وہ ادھر کو مڑ گیا۔ وہاں فرش پر ایک میزائل پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے جھک کر اسے اٹھا لیا۔ چونکہ یہاں خاصا اندھیرا تھا اس لئے اس نے اسے جیب میں ڈالا اور کمرے سے باہر آ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچا تو وہاں کافی لوگ کمرے سے نکل کر باہر جا رہے تھے۔ ٹائیگر کو ہاشم نظر نہ آیا اور ٹائیگر بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ عمارت سے باہر آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس ہسپتال کے فرنٹ کی طرف آیا۔ یہاں لوگ آ جا رہے تھے۔ ریسکیو گاڑیاں، ایمبولینس وہاں

موجود نہ تھیں البتہ پولیس کی گاڑیاں موجود تھیں۔ ہسپتال میں بھاگ دوڑ اور قدرے افراتفری کا سا سماں تھا۔ ٹائیگر کو عمران کے بارے میں معلوم کرنا تھا اور پھر ایک ڈاکٹر جو ٹائیگر کا واقف بھی تھا اسے مل گیا۔

''عمران صاحب کا کیا حال ہے ڈاکٹر رفیق''...... ٹائیگر نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

''وہ بہتر ہیں البتہ جوزف کی جان خطرے میں ہے''...... ڈاکٹر رفیق نے جواب دیا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

''عمران صاحب بہتر اور جوزف کی جان خطرے میں ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا''...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے دور سے جوانا آتا دکھائی دیا تو ٹائیگر نے اسے ہاتھ ہلا کر بلایا تو جوانا اس کی طرف آ گیا۔

''کیا ہوا ہے جوانا۔ عمران صاحب کا کیا حال ہے اور ڈاکٹر رفیق کہہ رہے تھے کہ عمران صاحب تو ٹھیک ہیں لیکن جوزف کی حالت خراب ہے۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں ابھی ابھی صفدر صاحب کو فون کر کے آیا ہوں۔ وہ یہاں پہنچ جائیں تو اکٹھے ہی بتا دوں گا''...... جوزف نے کہا۔

''میں نے حملہ آوروں کے پیچھے جانا ہے۔ مجھے مختصر طور پر بتا دو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ پلیز۔ جن لوگوں نے یہ حملہ کیا ہے ان کا پتہ چل جائے تو

مجھے ضرور ساتھ لے جانا۔ میں ان کا وہ حشر کروں گا کہ دنیا قیامت تک ان کے انجام سے عبرت لیتی رہے گی''...... جوانا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے بات کرتے ہوئے دانت پیس رہا ہو۔

''لے جاؤں گا وعدہ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جوزف صبح سے پریشان تھا کہ کاپاٹی جھیل کے سیاہ سرکنڈوں سے نکلنے والے زرد دھوئیں نے عمران صاحب کے گرد پھیلنا شروع کر دیا ہے اور یہ موت کی نشانی ہے۔ اس کا علاج ساچو مور کے پَر ہیں جو یہاں کہیں نہیں مل سکتے۔ پھر جوزف جا کر ماسٹر کے بیڈ کے قریب کھڑا ہو گیا۔ میں نے اور ماسٹر نے اس سے پوچھا کہ وہ کیوں یہاں کھڑا ہے لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں ماسٹر کے ایک کام سے باہر جا رہا تھا کہ یکلخت میرے عقب میں دھماکے شروع ہو گئے۔ میں واپس بھاگا لیکن آگے مسلسل دھماکے ہو رہے تھے اور ہر طرف گرد اور پتھر اڑ رہے تھے۔ ہر طرف چیخ و پکار تھی۔ میں ایک جگہ رک گیا کیونکہ کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ پھر جب گرد کم ہوئی تو میں ماسٹر کے پاس گیا۔ وہاں ڈاکٹر اور نرسیں بھی زمین پر گری ہوئی تھیں جبکہ جوزف بیڈ پر لیٹے ہوئے ماسٹر کے اوپر ڈھال کی طرح پڑا ہوا تھا۔ وہ شدید زخمی تھا جبکہ ماسٹر بے ہوش تھے۔ پھر ڈاکٹر صدیقی دوسرے ڈاکٹروں کے ساتھ آ گئے۔ انہوں نے جوزف کو اٹھوا کر آپریشن روم بھجوایا اور ماسٹر کو بھی ایک علیحدہ وارڈ میں منتقل کر دیا گیا۔ ماسٹر کے کمرے میں موجود دو نرسیں ہلاک ہو

چکی تھیں۔ اس کمرے میں ہر طرف پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ چھت میں شدید ٹوٹ پھوٹ ہوئی تھی''...... جوانا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو باس بچ گئے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جوزف کا اب کیا حال ہے۔ اس نے واقعی باس کے لئے قربانی دی ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بہت بڑا اقدام ہے۔ زبانی دعوے کرنے اور بات ہے لیکن عملی طور پر جان کی قربانی بڑی بات ہے۔ جوزف کی ریڑھ کی ہڈی شدید مضروب ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے اس کا آپریشن کیا ہے اور اسے عمران صاحب کے ساتھ وارڈ میں پہنچا دیا ہے۔ اب اس کی حالت تو خطرے سے باہر ہے لیکن جسمانی حرکات مطلب ہے اٹھنا بیٹھنا، چلنا، بازوؤں کی حرکت اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ویسے میرا دل کہتا ہے کہ جوزف ہوش میں آ کر خود ہی اپنا علاج کر لے گا''...... جوانا نے کہا۔

''اور مس جولیا کے بارے میں تم نے کچھ نہیں بتایا''...... ٹائیگر نے ایسے انداز میں کہا جیسے اسے اچانک جولیا کے بارے میں خیال آیا ہو۔

''وہ محفوظ ہیں۔ ان پر پتھر اور گرد پڑی تھی لیکن انہیں کوئی نقصان نہیں اٹھانا پڑا''...... جوانا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اب حملہ آوروں کے پیچھے جاتا ہوں۔ واپس

آ کر باس سے ملوں گا“...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ گیا۔

”میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ میں ان حملہ آوروں کا حشر اپنے ہاتھوں سے کرنا چاہتا ہوں“...... جوانا نے کہا۔

”ابھی تو ان کا سراغ لگانا پڑے گا اور تمہارا یہاں رہنا اس لئے ضروری ہے کہ ایسا حملہ دوبارہ بھی ہو سکتا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ویسے تم نے مجھے بتانا ضرور ہے“...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جوانا مڑ کر اندر چلا گیا جبکہ ٹائیگر واپس اپنی کار میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔ اس کا ذہن مسلسل کنگ ایڈورڈ کے خاص آدمی والٹ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ سیکورٹی گارڈ ہاشم نے ایک حملہ آور کی جو پہچان بتائی تھی کہ مونچھیں نہ رکھنے کے باوجود وہ مسلسل ایک ہاتھ مونچھوں پر رکھ کر اس طرح انگلیوں کو حرکت دے رہا تھا جیسے مونچھوں کو تاؤ دے رہا ہو اور پھر سیکورٹی گارڈ ہاشم نے اس بات کی بھی تصدیق کر دی کہ اس آدمی کی ناک جہاں پیشانی سے مل رہی تھی وہاں زخم کا نشان تھا۔ یہ دونوں نشانیاں ایک خطرناک مجرم والٹ کی تھیں۔ والٹ، کنگ ایڈورڈ کے گروپ کا تھا اور کنگ ایڈورڈ کا انڈر ورلڈ میں بڑا نام تھا۔ وہ ہر بڑے جرم کے پیچھے رہتا تھا اور انڈر ورلڈ میں یہاں تک مشہور تھا کہ اس سے حکومت بھی خوفزدہ رہتی تھی۔ ٹائیگر اب یہی سوچ رہا تھا کہ اس والٹ کو پہلے ٹریس کرے یا براہ راست اس کنگ ایڈورڈ پر ہاتھ ڈال دے لیکن پھر اس نے فیصلہ کر لیا کہ اس

والٹ کو تلاش کر کے اس سے بات کی جائے اور پھر اس بات چیت کی روشنی میں کنگ ایڈورڈ سے نمٹا جائے لیکن اسے والٹ کے مخصوص اڈوں کا علم نہ تھا۔ کبھی کبھار والٹ اچانک کسی کلب یا ہوٹل میں نظر آ جاتا تھا۔ ٹائیگر اور والٹ میں ہیلو ہیلو ضرور تھی لیکن ٹائیگر نے کبھی اسے منہ نہ لگایا تھا کیونکہ وہ ایسے لوگوں کو بہت چھوٹے ذہن کا سمجھتا تھا۔ وہ کافی دیر تک یہی سوچتا رہا کہ والٹ کو کہاں ٹریس کرے کہ اچانک اسے پرنس گلاڈ کا خیال آ گیا۔ پرنس گلاڈ حساس اسلحہ انڈر ورلڈ میں فروخت کرتا تھا۔ اس کا مستقل ٹھکانہ راڈ کلب میں تھا۔ اسلحہ لینے والے اور اسلحہ اسے فروخت کرنے والے سب اس سے راڈ کلب میں ہی ملتے تھے اور چونکہ اسلحہ انڈر ورلڈ میں ناگزیر سمجھا جاتا تھا اس لئے انڈر ورلڈ کے تمام لوگ اس سے رابطے میں رہتے تھے۔ یہ درست ہے کہ انڈر ورلڈ میں اور بھی بہت اسلحہ ڈیلرز تھے لیکن پرنس گلاڈ کی ڈیلنگ ایسی تھی کہ سب اسے اپنا دوست سمجھتے تھے۔ ٹائیگر کے ساتھ بھی اس کی دوستی تھی اس لئے ٹائیگر نے اس کا خیال آتے ہی اس سے ملاقات کا فیصلہ کر لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ راڈ کلب پہنچ گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں کھڑی کی اور پھر کار لاک کر کے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ہال تقریباً خالی تھا لیکن ایک کونے میں بیٹھا ہوا پرنس گلاڈ اسے نظر آ گیا۔ وہ بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ ٹائیگر اس کی طرف بڑھا۔

”اوہ ٹائیگر تم اور یہاں“...... پرنس گلاڈ نے اسے دیکھ کر اٹھ کر

اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

''میں تمہیں تلاش کرتا ہوا آیا ہوں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر چند رسمی جملوں کے بعد دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''کیا پیو گے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم شراب نہیں پیتے''۔ پرنس گلاڈ نے ویٹر کو بلانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ایپل جوس''...... ٹائیگر نے کہا تو پرنس گلاڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ویٹر کے قریب آنے پر اس نے اسے ٹائیگر کے لئے ایپل جوس لانے کا کہہ دیا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

''کوئی خاص بات تھی جو تم مجھے تلاش کر رہے تھے''...... پرنس گلاڈ نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے والٹ سے کام تھا اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں ملتا ہے۔ مجھے یقین تھا کہ تمہیں اس بارے میں معلوم ہوگا''۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ کنگ ایڈورڈ والا والٹ یا کوئی اور ہے''...... پرنس گلاڈ نے کہا۔

''ہاں وہی''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے ایپل جوس کا گلاس لا کر ٹائیگر کے سامنے رکھ دیا۔ اس میں سٹرا بھی موجود تھا۔

''وہ تو کلر ہے۔ تمہیں اس سے کیا کام پڑ گیا''...... پرنس

نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ وہ کلر ہے لیکن میں نے اس سے کوئی کلنگ نہیں کرانی۔ چند معلومات حاصل کرنی ہیں جن کا اسے اچھا معاوضہ بھی ملے گا''...... ٹائیگر نے کہا اور سٹرا سے منہ لگا کر جوس سپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

''اس کی رہائش تو گلیکسی ٹاؤن میں ہے۔ شاید کوٹھی نمبر ایک سو بارہ ہے لیکن زیادہ تر وہ رین بو رہائشی پلازہ کے ایک فلیٹ میں گزارتا ہے جہاں اس کی دوست لڑکی میری رہتی ہے۔ اگر کہو تو میں اسے فون کر کے کنفرم کرا دوں۔ میرے پاس اس کا سیل نمبر موجود ہے''...... پرنس گلاڈ نے شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

''میرا مت بتانا ورنہ وہ ذہن بنا لے گا۔ میں اسے سرپرائز دینا چاہتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ بہانہ میرے پاس موجود ہے۔ اس نے مجھے کافی عرصے سے ریکی مشین پسٹل کا کہا ہوا ہے اس بار وہ میں نے منگوا لیا ہے''...... پرنس گلاڈ نے کہا تو ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ پرنس گلاڈ نے کوٹ کی اندرونی جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں شاید اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا کہ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر فون اٹنڈ کر لیا گیا۔

''لیس''...... ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"پرنس گلاڈ بول رہا ہوں والٹ"...... پرنس گلاڈ نے کہا۔

"اوہ تم۔ آج کیسے یاد کر لیا۔ کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ تمہاری فرمائش پوری کرنی تھی۔ ریکی مشین پسٹل تمہارے لئے میں نے خصوصی طور پر ایکریمیا سے منگوا لیا ہے۔ کہاں ہو اس وقت"...... پرنس گلاڈ نے کہا۔

"میں خود تم سے لے لوں گا۔ اس وقت میں سفر میں ہوں"۔ والٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سفر میں کہاں جا رہے ہو"...... پرنس گلاڈ نے چونک کر پوچھا۔

"جا نہیں رہا بلکہ آ رہا ہوں۔ اس وقت پریم نگر کراس کر رہا ہوں"...... والٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ جب پہنچ جاؤ تو راڈ کلب میں مجھ سے ملتے جانا۔ تمہاری امانت میں نے اپنے پاس ہی رکھی ہوئی ہے"...... پرنس گلاڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے شکریہ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پرنس گلاڈ نے فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

"او کے۔ بے حد شکریہ۔ اب مجھے اجازت۔ اب کل ہی اس سے ملاقات ہو سکے گی"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر پرنس

گلاڈ سے مصافحہ کر کے وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار رین بو رہائشی پلازہ کی طرف بڑھ رہی تھی کیونکہ اسے والٹ کی اس بات کا یقین نہ آیا تھا کہ وہ سفر میں ہے اور واپس آ رہا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ دارالحکومت سے پریم نگر کا فاصلہ چار سو کلو میٹر سے بھی زیادہ ہے اور والٹ نے ہسپتال پر کارروائی تقریباً ڈیڑھ گھنٹے پہلے کی ہے۔ اتنی دیر میں وہ پریم نگر سے بھی آگے پہنچ گیا اور اب واپس بھی آ رہا ہے۔ وہ چونکہ پیشہ ور قاتل تھا اس لئے وہ ہر وقت محتاط رہتا تھا اور ان کلرز کی نفسیات بھی وہ جانتا تھا کہ کسی انسان کو ہلاک کرنے والے قاتل کے اعصاب پر انسانی موت کا اس قدر دباؤ پڑتا ہے کہ وہ نفسیاتی طور پر پاگل پن کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ لوگ کئی روز ایسی عورتوں کے ساتھ گزارتے ہیں جنہیں وہ فرینڈ کہتے ہیں۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ والٹ اپنی دوست میری کے پاس ہی ہو گا اور اس نے پرنس گلاڈ کو خوبصورت انداز میں ٹال دیا تھا۔ چنانچہ کچھ دیر بعد اس کی کار رین بو رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں داخل ہو رہی تھی۔ کار کو پارک کر کے وہ باہر آیا اور اس نے کار کو لاک کیا ہی تھا کہ ایک نوجوان تیزی سے اس کے قریب آیا۔ اس کے ہاتھ میں ٹوکن تھا۔ اس نے ٹائیگر کو سلام کیا اور ایک کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔

"تم کب سے یہاں کام کر رہے ہو"...... ٹائیگر نے جیب سے

ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ یہاں سروس فری ہے۔ ویسے میں پانچ سال سے یہاں کام کر رہا ہوں''...... نوجوان نے کہا۔

''رکھ لو۔ میری طرف سے کوئی اچھی چیز کھا پی لینا''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ جناب''...... نوجوان نے نوٹ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''یہاں ایک صاحب آتے جاتے رہتے ہیں ان کا نام والٹ ہے۔ کیا تم اسے جانتے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یس سر۔ ان کی وہ بلیوکلر کی کار ہے''...... نوجوان نے ایک کونے میں موجود بلیو کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر ایک کار کے اندر داخل ہونے پر وہ سلام کر کے ادھر بڑھ گیا تو ٹائیگر۔ پلازہ کے آفس کی طرف بڑھ گیا کیونکہ پرنس گلاڈ نے فلیٹ کا نمبر نہیں بتایا تھا اور ٹائیگر نے دانستہ اس سے تفصیل نہ پوچھی تھی ورنہ وہ مشکوک بھی ہو سکتا تھا لیکن اسے والٹ کی فرینڈ میری کا نام معلوم تھا۔ آفس میں داخل ہو کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا جہاں ایک لڑکی سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی۔

''یس سر۔ فرمائیے''...... لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

''یہاں مس میری رہتی ہیں اور میرے دوست والٹ بھی ان

کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔ فلیٹ نمبر کیا ہے ان کا''۔ ٹائیگر نے کہا تو لڑکی نے جھک کر دراز میں سے ایک رجسٹر نکالا اور پھر اسے کاؤنٹر پر رکھ کر اس نے اسے کھولا اور پھر چند ورق پلٹنے کے بعد اس کی نظریں ایک صفحے پر رک گئیں۔

''تین سو تین نمبر ہے مس میری فلاور کے فلیٹ کا''...... لڑکی نے کہا۔

''مطلب ہے تیسری منزل کا تیسرا کمرہ''...... ٹائیگر نے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''شکریہ''...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر آفس سے باہر آ گیا۔ ایک طرف سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں تو دوسری طرف دو لفٹیں بھی مسلسل کام کر رہی تھیں۔ ٹائیگر لفٹ کی طرف بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ تیسری منزل پر پہنچ گیا۔ وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ میری کے فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ دروازے کے باہر میری فلاور کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔ جس پر صرف اس کا نام لکھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے گھنٹی کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... کٹک کی آواز کے ساتھ ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میرا نام جبران ہے۔ میں پلازہ انتظامیہ کی طرف سے حاضر ہوا ہوں۔ ایک نوٹس آپ تک پہنچانا ہے''...... ٹائیگر نے قدرے مؤدبانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

'' نوٹس۔ کس بات کا نوٹس''...... اندر سے چونک کر پوچھا گیا۔

'' سپیشل میٹنگ کا۔ جس میں فلیٹس کے کرائے بڑھانے یا نہ بڑھانے کے بارے میں بات ہو گی۔ وہاں آپ کی شرکت ضروری ہے ورنہ آپ کے فلیٹ کا کرایہ بڑھا دیا جائے گا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

'' نوٹس دروازے کے نیچے سے اندر کھسکا دو''...... اندر سے کہا گیا۔

'' سوری میڈم۔ اکنالجمنٹ پر آپ کے دستخط لینے ہیں''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

'' اچھا۔ میں آ رہی ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر دروازے کے قریب کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلا تو ایک نوجوان لڑکی دروازے پر کھڑی نظر آئی۔ وہ نا کافی لباس میں تھی۔

'' کہاں ہے نوٹس۔ دو''...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے بڑھا اور لڑکی چیختی ہوئی ہوا میں قلا بازی کھا کر ایک دھماکے سے فرش پر بچھے ہوئے قالین پر جا گری۔

'' کون ہے۔ کیا ہوا میری''...... اندرونی کمرے سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور ٹائیگر کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ وہ

آواز پہچان چکا تھا۔ یہ آواز والٹ کی ہی تھی۔ وہ پرنس گلاڈ کے فون کرنے پر والٹ کی آواز پہلے سن چکا تھا۔ ٹائیگر نے دروازہ بند کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں والٹ بستر سے نیچے اتر رہا تھا کہ ٹائیگر کو دیکھ کر وہ اس طرح اچھلا کہ بیڈ سے ٹکرا کر آدھا بیڈ پر اور آدھا بیڈ کے نیچے ہو گیا۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے گلے پر ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے میری کی طرح والٹ بھی فضا میں قلا بازی کھا کر ایک دھماکے سے بیڈ پر جا گرا اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا اس کے کاندھے پر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو والٹ کا جسم ایک بار پھر اچھلا اور پھر ساکت ہو گیا لیکن اس کے چہرے کا زرد پڑتا ہوا رنگ دوبارہ بحال ہونا شروع ہو گیا تو ٹائیگر مڑا اور واپس پہلے والے کمرے میں آ کر اس نے فرش پر پڑی میری کو دیکھا۔ وہ زندہ تو تھی لیکن اس کی حالت بے حد خراب ہو رہی تھی۔

ٹائیگر نے ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو لڑکی کا جسم ایک بار زور سے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا لیکن اس کا پھیکا پڑا ہوا چہرہ دوبارہ تیزی سے بحال ہونا شروع ہو گیا تو ٹائیگر نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور واپس اس کمرے میں آ گیا جہاں والٹ بے ہوش پڑا تھا۔ ٹائیگر نے ایک کھڑکی کا پردہ اتارا۔ اسے رسی کی طرح بنا کر

اس نے والٹ کو اٹھا کر ایک بازوؤں والی کرسی پر ڈالا اور پردے
کی بنی ہوئی رسی سے اس نے اسے کرسی کے ساتھ جکڑ دیا۔ پھر اس
نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد
جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو اس
نے ہاتھ ہٹائے اور دو قدم پیچھے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے
معلوم تھا کہ لڑکی کو کم از کم چھ سات گھنٹوں سے پہلے ہوش نہ آئے
گا اس لئے وہ اس کی طرف سے مطمئن تھا۔ پھر اس کو خیال آیا کہ
اس نے بیرونی دروازہ اندر سے لاک نہیں کیا تو وہ اٹھ کر تیز تیز
قدم اٹھاتا واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر دروازے کو
اندر سے لاک کر کے اس نے میری فلاور کو چیک کیا تو وہ اب
نارمل انداز میں سانس لے رہی تھی لیکن اس کی حالت بتا رہی تھی
کہ اسے واقعی چھ سات گھنٹوں سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا۔ وہ
واپس اندرونی کمرے میں آیا تو اس نے والٹ کو ہوش میں آنے
کے پراسیس سے گزرتے ہوئے دیکھا لیکن ٹائیگر اطمینان سے
سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ والٹ ایک کلر ہے
اور فیلڈ میں کام کرنے والا آدمی نہیں ہے اس لئے وہ ہوش میں آ
جانے کے باوجود اپنے آپ کو رسی کی بندش سے آزاد نہیں کرا سکتا
اور نہ ہی فائٹ کر سکتا ہے۔

''تم۔ تم۔ ٹائیگر تم۔ یہ سب کیا ہے''...... اسی لمحے والٹ نے
آنکھیں کھولتے ہی سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کا جسم اس طرح کسمسا رہا تھا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ اس
کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ٹائیگر چونکہ اصل چہرے میں تھا اور والٹ
اسے اچھی طرح پہچانتا تھا اس لئے وہ ٹائیگر کو سامنے بیٹھے دیکھ کر
حیران ہو رہا تھا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم کلر ہو اور کنگ ایڈورڈ گروپ میں تمہاری
خاصی اہمیت ہے اور تم نے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ سپیشل ہسپتال
کے عقبی حصے میں جہاں میرا استاد عمران صاحب زیر علاج ہیں گن
میزائل سے فائر کر کے انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے
معلوم ہے کہ تمہیں یہ ٹاسک کنگ ایڈورڈ نے دیا ہو گا لیکن میں یہ
معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تمہارا ساتھی کون تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے تو ایسا کوئی کام نہیں کیا''۔
والٹ نے کہا۔

''سپیشل ہسپتال کے عقبی طرف ایک چار منزلہ عمارت ہے جس
کی چوتھی منزل کے ایک خالی کمرے کی کھڑکی سے تم نے گن
میزائل کے ذریعے سپیشل ہسپتال پر خوفناک میزائلوں کی بارش کر دی
تھی۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ وہاں اس بات کے ثبوت موجود ہیں
اور انہی ثبوتوں کے ذریعے میں یہاں تک پہنچا ہوں اور میرے
پاس وقت نہیں ہے۔ اگر تم جلد از جلد بتا دو تو تمہارا ہی فائدہ ہو گا
ورنہ مجھے تمہارے ساتھ وہ سلوک کرنا پڑے گا جو انسان تو ایک
طرف کسی درندے کے ساتھ بھی روا نہیں رکھا جاتا لیکن پھر تمہارا

انجام بھی کلرز جیسا ہی ہونا چاہیے۔ بولو۔ تمہارا دوسرا ساتھی کون
تھا''...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔
''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا''۔
والٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے کوٹ کی اندرونی
جیب سے خنجر نکالا اور کرسی سے اٹھ کر والٹ کی طرف بڑھا۔ اس
کے ہاتھ میں خنجر چمک رہا تھا کہ اچانک اس کی ٹانگوں پر ضرب لگی
اور وہ اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا جبکہ والٹ کرسی سمیت
سائیڈ پر گرا اور دوسرے لمحے وہ کرسی کی گرفت سے باہر آ چکا تھا۔
ٹائیگر نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل کر
دور جا گرا تھا۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہی والٹ پر چھلانگ لگا دی لیکن
والٹ تیزی سے رول ہوتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا اور ٹائیگر اس جگہ
منہ کے بل گرا جہاں ایک لمحے پہلے والٹ موجود تھا لیکن ٹائیگر نے
نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھائی اور اٹھ کر کھڑا ہو
گیا اور والٹ جو کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا ہی تھا کہ
ٹائیگر کی گھومتی ٹانگ کی ضرب کھا کر چیختا ہوا واپس نیچے گرا ہی تھا
کہ ٹائیگر کی دوسری ٹانگ تیزی سے گھومی اور والٹ کی پشت پر
پوری قوت سے ضرب لگی جس کے نتیجے میں کٹک کی آواز کے
ساتھ ہی والٹ کے حلق سے مسلسل چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ اٹھنے کی
کوشش کر رہا تھا لیکن اٹھنے کی بجائے واپس گر پڑتا تھا۔ ٹائیگر نے
اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا جہاں

اب وہ اس انداز میں پڑا تھا جیسے اس کے جسم سے تمام توانائی
غائب ہو گئی۔ وہ مسلسل کراہ رہا تھا۔
''تمہاری ریڑھ کی ہڈی کا ایک ایسا مہرہ میں نے ڈس لوکیٹ کر
دیا ہے کہ اب تم اپنی مرضی سے حرکت بھی نہ کر سکو گے البتہ میرے
پاس اس کا علاج موجود ہے اور میرا وعدہ ہے کہ تم مجھے سب کچھ سچ
سچ بتا دو تو میں تمہاری ریڑھ کی ہڈی دوبارہ ایڈجسٹ کر دوں
گا''...... ٹائیگر نے کہا۔
''مجھ پر یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے ایسا کوئی کام
نہیں کیا جو تم کہہ رہے ہو''...... والٹ نے رک رک کر اور مسلسل
کراہتے ہوئے جواب دیا۔
''تم اپنی فطرت سے مجبور ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں نے خواہ مخواہ اپنا
وقت ضائع کیا''...... ٹائیگر نے کہا اور اس طرف کو بڑھ گیا جہاں
اس کا خنجر پڑا تھا۔ خنجر اٹھا کر وہ واپس پلٹا اور پھر اس نے والٹ
کے سر کے بال پکڑ کر اس کا سر اونچا کیا اور دوسرے لمحے کمرہ
والٹ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کی ناک کا
ایک نتھنا آدھے سے زیادہ کٹ گیا تھا۔ ابھی اس کی چیخ کی
بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ ٹائیگر نے دوسرا نتھنا بھی خنجر کے وار سے
آدھے سے زیادہ کاٹ دیا اور کمرہ ایک بار پھر والٹ کی چیخ سے
گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے اس بار ہاتھ موڑا اور پھر خنجر کے دستے کی
ضرب اس نے والٹ کی پیشانی میں ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر

مار دی اور والٹ کے جسم میں اس انداز میں تھرتھری سی پھیلتی چلی گئی جیسے ہزاروں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ اس کے جسم سے گزر رہا ہو۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا تھا۔ ٹائیگر نے دوسری ضرب لگا دی اور اس بار الٹ کی آنکھیں پھیل گئیں اور جسم میں تھرتھراہٹ کی بجائے جھٹکے نمایاں ہو گئے۔

’’بتاؤ کون تھا تمہارے ساتھ۔ بولو‘‘...... ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اسے معلوم تھا کہ اب والٹ لاشعور کے تحت سب کچھ بتا دے گا۔

’’تھامسن تھا میرے ساتھ۔ تھامسن۔ تھامسن‘‘...... والٹ نے رک رک کر کہا۔

’’کس نے تمہیں ایسا کرنے کے لئے کہا تھا‘‘...... ٹائیگر نے پوچھا۔

’’کنگ ایڈورڈ نے ہم دونوں کو بلا کر ہمیں یہ ٹاسک دیا تھا۔ میں نے پہلے ہسپتال اور اردگرد کا جائزہ لیا۔ پھر عقبی عمارت سے میزائل فائر کر دیئے لیکن باوجود اس قدر میزائل فائر کرنے کے نتیجہ ہمارے مطلب کا برآمد نہیں ہوا۔ سپیشل ہسپتال کا یہ پورشن بم پروف انداز میں بنایا گیا تھا اس لئے وہ مکمل طور پر تباہ نہ ہو سکا۔ ہم نے وہاں سے واپس آ کر کنگ کو تفصیلی رپورٹ دی تو اس نے حکم دیا کہ ہم دو روز بعد ایک بار پھر حملہ کریں اور دوسرے حملے میں کالاگ میزائل گن استعمال کریں جو وہ ایکریمیا سے منگوا کر دے

گا۔ کیونکہ کالاگ میزائل پہاڑوں کو ان کی جگہ سے غائب کر دیتے ہیں‘‘...... والٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تھامسن کہاں ہو گا اس وقت‘‘...... ٹائیگر نے پوچھا۔

’’وہ کراس کلب کے کمرہ نمبر ایک سو چار میں رہتا ہے۔ وہ وہیں ہو گا‘‘...... والٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اس کا فون نمبر کیا ہے‘‘...... ٹائیگر نے پوچھا تو والٹ نے بتا دیا۔ وہ اب بالکل کسی بچے کی طرح سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا۔ اس نے فون نمبر بتا دیا تو ٹائیگر نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر پوری قوت سے اس کے سینے میں اتار دیا۔ دل میں اتر جانے والے خنجر نے والٹ کو چند لمحوں سے زیادہ پھڑکنے نہ دیا اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ ٹائیگر نے خنجر واپس کھینچا اور اسے والٹ کے لباس سے اچھی طرح صاف کر کے وہ مڑا اور پہلے کمرے میں آیا۔ وہاں فرش پر بے ہوش پڑی میری فلاور کو چیک کر کے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ بے ہوش پڑی میری فلاور کو ہلاک نہ کرنا چاہتا تھا اس لئے وہ دروازہ کھول کر باہر آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

’’یہ آخر کیا ہو رہا ہے۔ اس طرح تو یہ کام ختم نہ ہو گا۔ ایک کا خاتمہ ہوتا ہے تو دوسرا سامنے آ جاتا ہے۔ کب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا‘‘...... کار میں بیٹھتے ہوئے ٹائیگر کے ذہن میں سوال ابھرا تو اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ از خود لوسانو جا کر اس

کرنل جیمز کا خاتمہ کر دے گا لیکن ظاہر ہے اس کے لئے عمران صاحب کی اجازت ضروری تھی اس لئے اس نے کار کا رخ ایک بار پھر سپیشل ہسپتال کی طرف موڑ دیا لیکن پھر اسے خیال آیا کہ تھامسن اور کنگ ایڈورڈ دونوں کا خاتمہ ضروری ہے کیونکہ والٹ نے بتایا تھا کہ کنگ نے کالاگ میزائل گن ایکریمیا سے منگوائی تھی۔ جہاں تک اس بات کا تعلق تھا کہ عمران صاحب کو وہ کیسے ٹریس کریں گے تو اسے معلوم تھا کہ ہسپتال کا کوئی ملازم ہی ہو گا جو معاوضہ کے لالچ میں انہیں سب کچھ بتا دے گا۔ اس لئے پہلے اس کنگ کا خاتمہ کیا جائے پھر تھامسن کا اور اس کے بعد لوسانو جا کر اس کرنل جیمز کا خاتمہ کیا جائے۔ چنانچہ اس نے کار کو اگلے چوک سے موڑا اور کنگ ایڈورڈ کے شوٹنگ انسٹی ٹیوٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے اب صرف کنگ کے جسم میں گولیاں اتارنا تھیں اور یہی انجام تھامسن کا بھی ہونا تھا۔ یہ ٹائیگر کا فیصلہ تھا۔

صفدر اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت لوسانو سے ملحقہ ملک کاریز کے سرحدی شہر کاسمس کے ایک ہوٹل میں موجود تھا۔ وہ سب اس وقت یورپی میک اپ میں تھے اور صفدر انہیں لیڈ کر رہا تھا اور پاکیشیا سے کاریز پہنچنے کا فیصلہ بھی صفدر کا ہی تھا۔ گو تنویر نے اس پر اعتراض کیا تھا لیکن صفدر نے اسے یہ کہہ کر خاموش کر دیا تھا کہ اب اگر اس نے دوبارہ تنقید کی تو وہ ایکسٹو کو فون کر کے شکایت کر دے گا اور تنویر جانتا تھا کہ چیف کس قدر اصول پسند ہے اس لئے وہ خاموش ہو گیا تھا۔ لوسانو کے دارالحکومت کا نام بھی لوسانو ہی تھا اور وہ یہاں سے تقریباً چھ سو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔

’’ہم یہاں رہ کر کیا کریں گے۔ تم نے بتایا نہیں صفدر‘‘۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ وہ سب صفدر کے کمرے میں اکٹھے موجود تھے۔

’’میں چاہتا ہوں کہ پہلے خود جا کر کاسان کا چکر لگا آؤں۔ وہاں کے حالات اور وہاں موجود لیبارٹری کے بارے میں فرسٹ

ہینڈ معلومات حاصل کروں کیونکہ وہاں اگر کوئی نگرانی پر مامور ہو گا تو یقیناً وہ گروپ کے انتظار میں ہو گا۔ اکیلے آدمی پر ان کی توجہ نہ جائے گی''...... صفدر نے کہا۔

''اس طرح تو تمہیں کافی وقت لگ جائے گا اور ہم یہاں فارغ بیٹھے کیا کریں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں ایک رائے دوں''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں بولو''...... صفدر نے کہا۔

''ہم دو دو کا گروپ بنا لیں۔ ایک دوسرے سے علیحدہ بھی رہیں اور ایک دوسرے کا خیال بھی رکھیں۔ ہمارے پاس سپیشل سیل فون بھی ہیں جن سے ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ دونوں گروپ ادھر ادھر وقت ضائع کرنے کی بجائے سیدھے کاسان جائیں اور لیبارٹری پر کام کریں۔ اس طرح وقت ضائع ہونے سے بچ جائے گا اور مشن بھی مکمل ہو جائے گا۔ فارمولے کے حصول کے بعد ہم لارڈز کے ہیڈکوارٹر اور اس کے چیف کا خاتمہ بھی کر سکتے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ بہتر روڈ میپ ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوکے۔ تو پھر گروپ بنا لیں۔ صالحہ تم کس کے ساتھ کام کرنا پسند کرو گی''...... صفدر نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ کے ساتھ''...... صالحہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''اوکے۔ صالحہ میرے ساتھ ہو گی اور کیپٹن شکیل اور تنویر دوسرا گروپ۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھیں کہ ہم نے مشن بھی مکمل کرنا ہے اور اپنے ساتھیوں اور اپنے آپ کو بھی تحفظ دینا ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ ایک گروپ کارکردگی میں بہت آگے بڑھ جائے اور دوسرا دھکے کھاتا پھر رہا ہو۔ کسی بھی بڑی کامیابی کو ساتھیوں سے شیئر کرنا ضروری ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہمیں بچے سمجھ کر پڑھانا نہ شروع کر دو۔ تم لیڈر بنے ہو، دادی اماں نہیں بن گئے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

''لیکن کیا گروپس کو علیحدہ علیحدہ رہائش رکھنا ہو گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نگرانی سے بچنے کے لئے چاہئے تو ایسا ہی''...... صفدر نے کہا۔

''سپیشل سیل فون کے ذریعے ایک دوسرے کو آگاہ کیا جا سکتا ہے''...... صالحہ نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کوئی بات کرتا، صفدر کے سپیشل سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو سب چونک پڑے۔ صفدر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے سیل فون نکالا اور اس کی سکرین دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ سکرین پر ایکسٹو کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کال ایکسٹو کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ اس نے رابطے کا بٹن پریس کیا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس چیف۔ مارشل بول رہا ہوں''...... صفدر نے اصل نام بتانے کی بجائے موجودہ کاغذات اور میک اپ کے ساتھ جو نام رکھا گیا تھا وہ بتاتے ہوئے کہا۔

''تم کاسمس میں کیوں رک گئے ہو۔ تمہیں براہ راست کاسان جانا ہے۔ وقت مت ضائع کرو اور کاسان میں تمہیں رہائش اور کار بھی مل جائے گی۔ بلیک پینتھر کلب کے مالک اور جنرل مینجر ایڈم سے میرے حوالے سے رابطہ کرنا''...... چیف نے اپنے مخصوص لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ہم اس لئے رک گئے تھے کہ ٹارگٹ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر لیں اور ہم نے نگرانی سے بچنے کے لئے دو گروپس بنا لئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''گروپوں سے نقصان ہوتا ہے اور آخر کار گروپ توڑنے پڑتے ہیں۔ تم تجربہ کار ہو۔ نگرانی سے بچنے کے لئے اور بہت سے دوسرے طریقے موجود ہیں''...... چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور صفدر نے فون آف کر دیا۔

''لو اور بنا لو گروپ''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''چیف کی باخبری حیران کن ہے۔ ہم یہاں رکے ہیں تو چیف کو معلوم ہے اور کاسان میں چیف نے بااعتماد آدمی بھی ڈھونڈ نکالا ہے''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف ٹیم کو بھیج کر اس سے لاتعلق نہیں ہو جاتا۔ اس کے آدمی ہر جگہ موجود ہوتے ہیں جن سے انہیں مختلف معلومات ملتی رہتی ہیں''...... صفدر نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر نے میز پر موجود فون اٹھایا۔ اسے ڈائریکٹ کر کے اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔ چونکہ اقوام متحدہ کے تحت پوری دنیا میں انکوائری کا ایک ہی نمبر تھا اس لئے انکوائری کا نمبر کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ رہی تھی۔

''انکوائری پلیز''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ایئر پورٹ پر معلومات مہیا کرنے والے کاؤنٹر کا نمبر دیں''...... صفدر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ صفدر نے کریڈل دبایا اور پھر دوبارہ ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ ایئر پورٹ انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری لرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ہمیں کاسان کے لئے فلائٹ چاہئے۔ پہلی فلائٹ جو دستیاب ہو''...... صفدر نے کہا۔

''سوری۔ کاسان میں کوئی ایئر پورٹ نہیں ہے۔ وہاں فلائٹس نہیں جاتیں البتہ وہاں جانے کے لئے آپ کو یہاں سے آنان کی

بندرگاہ ایلسان جانا ہو گا۔ وہاں سے کسی موٹر لانچ یا فیری کے ذریعے آپ کاسان پہنچ جائیں گے“...... دوسری طرف سے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا۔

”کیا آنان جانے کے لئے فلائٹ دستیاب ہے“...... صفدر نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ ایک گھنٹے بعد فلائٹ ہے جو یہاں سے آنان کے لئے روانہ ہو گی“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ ہم ائیرپورٹ پر پہنچ رہے ہیں۔ تھینکس“...... صفدر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں ہوٹل کے کاؤنٹر پر جا رہا ہوں تاکہ چیک آؤٹ ہو سکیں۔ آپ لوگ اپنے اپنے بیگ لے کر کاؤنٹر پر پہنچ جائیں“...... صفدر نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ائیرپورٹ پہنچ گئے اور پھر ایک گھنٹے کی فلائٹ کے بعد وہ آنان پہنچ گئے۔ آنان کافی بڑا شہر تھا۔ چونکہ یہاں بین الاقوامی بندرگاہ تھی اس لئے یہاں کے پورے ماحول پر سمندر کے اثرات نمایاں تھے۔ ائیرپورٹ پر سیاحوں کے لئے مناسب ہوٹل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد وہ سب گارنش ہوٹل پہنچ گئے۔ یہ درمیانے درجے کا ہوٹل تھا جو سیاحوں کے لئے اس لئے پسندیدہ تھا کہ یہاں سہولیات کے مقابلے میں اخراجات نسبتاً کم تھے اور ہر سیاح چاہے وہ کتنا ہی دولت مند کیوں نہ ہو سیاحت کے دوران کم

سے کم رقم خرچ کر کے زیادہ سے زیادہ سہولیات اور آسائشیں حاصل کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے ہوٹل روم سروس کے ذریعے ہاٹ کافی منگوا لی تھی اور اب وہ بیٹھے کافی پینے میں مصروف تھے۔

”کافی کا ذائقہ کچھ منفرد نہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہر علاقے میں انسانوں کی طرح ذائقے بھی بدل جاتے ہیں۔ یہاں کے لوگ ایسی کافی پینا پسند کرتے ہوں گے“...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہماری نگرانی تو شروع ہو چکی ہو گی“...... صالحہ نے کہا تو سب چونک پڑے۔

”کیوں۔ وجہ“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ائیرپورٹ کے پبلک لاؤنج میں میک اپ چیک کرنے والے کیمرے بھی میں نے کچھ لوگوں کے ہاتھ میں دیکھے تھے لیکن چونکہ ہمارا میک اپ خصوصی ساخت کا ہے اس لئے وہ تو ہمیں پہچان نہ سکے ہوں گے لیکن جب آپ ہوٹل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے گئے تھے تو میں نے غیر ملکی سیاحوں کے پیچھے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو نگرانی کرنے والی کیمرہ نما مشین اٹھائے ہوئے تھے البتہ میں نے کوشش کی کہ اپنی نگرانی چیک کر سکوں لیکن مجھے کوئی نظر نہیں آیا“...... صالحہ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خطرہ محسوس کرتے ہیں اس لئے پیشگی بندوبست تو کیا گیا ہو گا“...... صفدر نے کہا۔

''اب کیا پروگرام ہے''...... خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پروگرام یہی ہے کہ کل ہم یہاں سے فیری کے ذریعے کاسان شفٹ ہو جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''کل کیوں۔ آج کیوں نہیں۔ یہاں بیٹھ کر ہم نے کیا کرنا ہے''...... تنویر نے اپنی فطرت کے مطابق بولتے ہوئے کہا۔

''سیاح اتنی جلدی سفر نہیں کرتے۔ اگر ہم سیاح بنے ہوئے ہیں تو سیاحوں جیسی نفسیات بھی استعمال کرنا ہوں گی ورنہ ہمیں مشکوک قرار دے دیا جائے گا اور پھر لارڈز یہودی ایجنسی ہے۔ یہ تو صرف شبہ میں ہی ہلاک کر سکتے ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم لیڈر ہو اس لئے جو کہو وہ ٹھیک ہے''...... تنویر نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا تو صفدر بجائے غصہ کرنے کے الٹا ہنس پڑا۔

''میں تمہیں لیڈر بنا سکتا ہوں لیکن تم نے ہمیں بھگا بھگا کر مار دینا ہے''...... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ تنویر بھی مسکرانے لگا۔

''میں کچھ دیر آرام کر لوں پھر تیار ہو کر سیاحت کے لئے نکلیں گے''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ کمرہ بک تھا لیکن ابھی انہوں نے ایک

قدم ہی اٹھایا تھا کہ ان کے دماغ لٹو کی طرح گھومنے لگے۔ صفدر نے اپنے ذہن کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ وہ اور بھی زیادہ تیزی سے گھومنے لگا۔ صفدر کے ذہن میں اٹھنے والا آخری سوال یہی تھا کہ گیس کی بو تو آئی نہیں پھر یہ سب کیا ہو رہا ہے لیکن ظاہر ہے اس کا جواب کون دے سکتا تھا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں بجلی چمکتی ہے اور گھرے بادلوں میں بجلی کی لہر دوڑتی نظر آتی ہے اسی طرح صفدر کے ذہن میں بھی بجلی کی لہریں پھیلتی نظر چلی گئیں اور کچھ دیر بعد صفدر کا شعور جاگ اٹھا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا کیونکہ اب اسے سب کچھ نہ صرف نظر آ رہا تھا بلکہ وہ اسے سمجھ بھی رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر فلمی مناظر کی طرح ابھر آئے۔ وہ سب ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کر کے ایک ہوٹل میں پہنچے اور پھر انہوں نے وہاں روم سروس سے ہی ہاٹ کافی منگوا کر پی۔ پھر جب وہ اٹھ کر جانے لگا تو قدم اٹھاتے ہی اس کا ذہن تیزی سے چکرانے لگا اور پھر تاریک پڑ گیا تھا۔ صفدر نے دیکھا کہ اب وہ ہوٹل کے اس کمرے کی بجائے ایک قدرے بڑے کمرے میں تھا جس میں ایک دیوار کے ساتھ وہ سب کھڑے تھے اور ان کے دونوں بازو اوپر کر کے دیوار سے منسلک کڑوں میں ڈالے گئے تھے جس کی وجہ سے وہ بے ہوشی کے دوران ان کے جسم نیچے لٹکے رہے اور تمام زور بازوؤں پر پڑا جس

کی وجہ سے بازوؤں میں شدید درد ہو رہا تھا البتہ صفدر ہوش میں آنے کے بعد اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس لئے اس کے بازوؤں میں ہونے والا درد اب نسبتاً کم ہو گیا تھا۔ صفدر نے ادھر ادھر دیکھا۔ اس کے دونوں ساتھی کیپٹن شکیل اور تنویر اس طرح بازو اوپر اٹھائے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے البتہ ان کے جسم نیچے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے لیکن صالحہ کو اس طرح جکڑنے کی بجائے کرسی پر بٹھا کر اس کے دونوں بازو کرسی کے سائیڈ آرمز اور پیروں کو کرسی کے پایوں کے ساتھ رسی کی مدد سے باندھا گیا تھا۔ صفدر کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ یہ جو بھی لوگ ہیں بہرحال اخلاقی اقدار ان میں موجود ہیں۔ کمرے کے اکلوتے بند دروازے کی سائیڈ پر ایک لمبے قد کا سیکورٹی گارڈ موجود تھا جس نے باقاعدہ سیکورٹی گارڈز کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ وہ ہاتھ میں مشین گن اٹھائے کھڑا تھا۔ اس کے علاوہ وہاں اور کوئی آدمی نہیں تھا جبکہ ایک سائیڈ دیوار پر چار چھوٹے بڑے کوڑے اور خنجر اس طرح لٹکے ہوئے تھے جیسے ان کی باقاعدہ نمائش لگائی گئی ہو۔ اس نے دیکھا کہ اس کے کسی ساتھی کا میک اپ واش نہ ہوا تھا۔ سب میک اپ میں تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ مخصوص ساخت کا میک اپ کام دے گیا ہے کیونکہ اگر میک اپ واش ہو جاتا تو شاید انہیں بے ہوشی کے دوران ہی گولیاں مار کر ہلاک کر دیا جاتا لیکن اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ان پر انہیں شک کیوں اور کیسے پڑا۔ صفدر ساتھ ساتھ کڑوں پر بھی زور آزمائی کر رہا

تھا۔ اسے اس بٹن کی تلاش تھی جسے پریس کرنے سے کڑے کھل جاتے تھے لیکن جب کافی دیر تک کوشش کے باوجود اسے کڑوں کے بٹن نہ ملے تو اس نے انگلیوں کو اکٹھا کر کے ہاتھ کو کسی پرندے کی چونچ کی طرح کا بنا لیا۔ جیسے چوڑیاں پہننے کے لئے ہاتھ کو چونچ نما بنانا پڑتا ہے لیکن اس کی یہ ترکیب بھی کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ کڑے خاصے تنگ تھے۔ اس کے سارے ساتھی ہوش میں آنے کے پروسیس سے گزر رہے تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے سب ہوش میں آتے چلے گئے یہ دیکھ کر صفدر کو اطمینان ہو گیا کہ ہوش میں آتے ہوئے انہوں نے یورپی زبان ہی بولی تھی ورنہ اگر وہ پاکیشیائی زبان میں باتیں کرنا شروع کر دیتے تو دروازے کے ساتھ کھڑا سیکورٹی گارڈ اپنے آقاؤں کو اس بارے میں بتا دیتا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور درمیانے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک حبشی تھا۔ وہ دیو قامت اور سر سے گنجا تھا۔ اس کی مونچھیں گلہری کی دموں جیسی تھیں۔ درمیانے قد کا آدمی صفدر اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ گنجا حبشی اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور سیکورٹی گارڈ وہیں دروازے کے قریب ہی کھڑا رہا تھا۔

''تم لوگ کون ہو۔ پاکیشیائی ہو یا یورپی۔ اور ہاں۔ یہ سن لو اگر تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے تو ہم تمہارے مشن میں تمہاری مدد کریں گے کیونکہ ہماری ایجنسی بھی کاسان میں لیبارٹری کو

تباہ کرنا چاہتی ہے لیکن اگر تم واقعی یورپی ہو تو پھر تمہیں آزادی نہیں
مل سکتی۔ تمہیں گولی مار کر یہاں برقی بھٹی میں جلا کر راکھ بنا دیا
جائے گا کیونکہ یہاں آنان میں سیاحوں کے حق میں بہت زیادہ
قانون سازی کی گئی ہے۔ کسی سیاح کو نقصان پہنچانے والے یا
تنگ کرنے والے کو سزا موت دی جاتی ہے۔ اب فیصلہ تم کر لو اور
جلدی کرو۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے''...... درمیانے قد
والے نے ایسے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا جیسے کوئی بہت بڑا
دانا آدمی جاہلوں سے بات کر رہا ہو۔

''ہمارے کاغذات تمہارے پاس ہوں گے۔ تم چیکنگ کرا لو۔
ہمارا کسی سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے''...... صفدر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تم لیڈر ہو اس گروپ کے۔ عمران کے مرنے کے بعد تم
سینئر تھے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں''...... درمیانے قد کے آدمی نے
کہا۔

''کون عمران۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا مطلب ہے
تمہارا''...... صفدر نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔

''سنو۔ میرا نام کاسپر ہے اور لوسانو اور آنان میں ہم ہر سیاح
کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ہم نے میک اپ چیک کرنے والے
کیمرے بھی نصب کر رکھے ہیں۔ تم لوگ طیارے سے اترے اور
ہوٹل کے بارے میں پوچھ گچھ کی اور ہمارے آدمی نے وہاں دیکھا

کہ تم میں سے ایک آدمی نے دوسرے کو پاکیشیائی نام صفدر سے
پکارا تو انہوں نے تمہیں مشکوک قرار دے دیا چنانچہ ہمارے آدمی
نے اس ہوٹل میں ٹھہرنے کا مشورہ دیا کیونکہ اس ہوٹل کے تمام
کمروں میں فون ٹیپ کرنے اور وہاں ہونے والی گفتگو سننے اور
ٹیپ کرنے کا مکمل بندوبست ہے۔ چنانچہ ہوٹل کے کمرے میں
تمہاری گفتگو نے بتایا کہ تم نے پاکیشیائی زبان میں بات چیت کی۔
فون پر بھی گفتگو ہمارے پاس ٹیپ ہے اور تمہارے نام بھی۔ نام یہ
ہیں۔ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ۔ چونکہ تم انتہائی تجربہ کار لوگ
ہو اس لئے تمہیں بے ہوش کرنے کے لئے ایک جدید دریافت شدہ
بے ہوش کر دینے والی گیس استعمال کی گئی جو مکمل طور پر بے بو
ہوتی ہے۔ پھر تمہیں یہاں سپیشل پوائنٹ پر لایا گیا۔ تمہارے میک
اپ چیک کئے گئے لیکن باوجود شدید کوشش کے تمہارے میک اپ
واش نہ ہو سکے تو تمہیں ہوش میں لایا گیا ہے''...... اس آدمی نے
تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو صفدر کو پہلی بار احساس ہوا
کہ واقعی ان سے حماقت ہو گئی تھی۔ انہوں نے یہ سمجھ کر بات چیت
کی کہ وہ کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ان کی گفتگو نہ صرف سنی
گئی بلکہ ٹیپ بھی کر لی گئی۔ اب اس کا حل یہ تھا کہ یہاں سے کسی
نہ کسی صورت نکلا جائے۔

''تم نے جو کچھ کہا ہے وہ میں نے سن لیا ہے لیکن تم ہمارے
کاغذات کو تو چیک کراؤ۔ میری سمجھ میں تو نہیں آتا کہ تم نے جو

باتیں کی ہیں ان کا ہم سے کیا تعلق ہے۔ تمہارے آدمیوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ انہوں نے اصل آدمیوں کی بجائے ہمیں بے ہوش کر کے اٹھا لیا''...... صفدر نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب تم پر تشدد کرنا پڑے گا۔ تم آسانی سے زبان کھولنا نہیں چاہتے''...... کاسپر نے سخت لہجے میں کہا۔

''فرینک''...... کاسپر نے اپنے پیچھے کھڑے گنجے حبشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ حکم''...... گنجے فرینک نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''دیوار سے کوڑا اتارو اور اس شخص پر اتنا برساؤ کہ یہ سچ بول دے یا اس دنیا سے ہی رخصت ہو جائے''...... کاسپر نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... حبشی فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس دیوار کی طرف بڑھ گیا جہاں کوڑے اور خنجر موجود تھے جبکہ صفدر نے اپنے آپ کو آزاد کرانے کے لئے کوششیں تیز کر دیں لیکن کڑے اس قدر تنگ تھے کہ اس کے ہاتھ کسی صورت نہ نکل رہے تھے اور بٹن اسے مل نہ رہے تھے۔

''میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کڑوں سے ہاتھ نکالنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہو لیکن یہ تم سے نہیں کھل سکتے کیونکہ یہ ریموٹ سے کھلتے اور بند ہوتے ہیں''...... کاسپر نے تضحیک آمیز لہجے میں کہا تو صفدر کا دل ڈوب سا گیا کیونکہ ریموٹ کنٹرول سے حرکت کرنے والے

کڑوں کو وہ انگلیوں کی مدد سے تو نہیں کھول سکتا تھا جبکہ دیو قامت حبشی فرینک ایک بڑا کوڑا اٹھائے اسے فضا میں چٹخاتا ہوا اب صفدر کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔

''اجازت ہے باس''...... دیو قامت حبشی نے مڑ کر سامنے کرسی پر بیٹھے کاسپر سے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کاسپر کوئی جواب دیتا، صفدر یکلخت فضا میں اچھلا اور دیو قامت حبشی کی پشت پر اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے لگیں اور دیو قامت حبشی فرینک چیختا ہوا اچھل کر عین کاسپر پر جا گرا اور پھر کاسپر اور حبشی فرینک دونوں کرسی سمیت ایک دھماکے سے فرش پر گرے ہی تھے کہ اسی لمحے صفدر کے دونوں ہاتھ کک لگانے اور اچھلنے کی وجہ سے جھٹکا لگنے سے کڑوں سے باہر آ گئے۔ وہ چونکہ کافی دیر سے کوشش کر رہا تھا اور اس کی اس سرتوڑ کوشش کی وجہ سے اس کے دونوں ہاتھوں کو پسینہ آ گیا تھا اور پھر اچانک زور دار جھٹکے کی وجہ سے اس کے دونوں ہاتھ کڑوں سے باہر آ گئے تھے اور صفدر نہ صرف کڑوں کی بندش سے آزاد ہو گیا بلکہ اس نے یکلخت چھلانگ لگائی اور وہ سیکورٹی گارڈ سے جا ٹکرایا جو کاسپر اور حبشی کے گرنے کی وجہ سے دوڑ کر ان کی طرف آ رہا تھا جسے صفدر نے ٹکر مار کر نیچے گرا دیا اور اس کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹ لی۔ اسی لمحے کاسپر اور دیو قامت حبشی بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھے ہی تھے کہ صفدر نے مشین گن کا فائر کھول دیا اور دیو قامت حبشی اور کاسپر دونوں چیختے ہوئے

فرش پر گرے اور ذبح ہوتی ہوئی بکری کی طرح تڑپنے لگے جبکہ صفدر نے ہاتھ گھما کر فرش سے اٹھتے ہوئے سیکورٹی گارڈ پر بھی فائر کھول دیا۔ وہ بھی سینے پر گولیاں کھا کر چیختا ہوا فرش پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا تو صفدر، کاسپر کی طرف بڑھا جو فرش پر ساکت پڑا ہوا تھا۔ اس نے اس کی جیبوں کی تلاشی لو اس کی جیبیں خالی تھیں۔ پھر اس نے اس حبشی فرینک کی جیبوں کی تلاشی لی تو اسے اس کی ایک جیب سے ریموٹ مل گیا اور صفدر نے اس کی مدد سے کیپٹن شکیل اور تنویر دونوں کے کڑے کھول دیئے جبکہ صالحہ کے ہاتھوں پر موجود رسی کی گانٹھیں اس نے کھول دیں تو صالحہ نے جھک کر اپنے دونوں پیر کرسی کے پایوں سے آزاد کرالئے۔

''تمہارے ہاتھ کیسے آزاد ہو گئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اپنے ہاتھوں کو پسینہ آنے اور اچانک جھٹکے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''یہ عجیب واقعہ ہوا ہے۔ ورنہ یہ کاسپر اور حبشی فرینک واقعی ہمیں کوڑے مار مار کر مار دیتے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ ان کا رویہ دیکھ کر مجھے بھی یہی احساس ہوا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو گئی ہے ورنہ جھٹکا لگنے سے پہلے میں نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی تھی کہ کسی طرح ہاتھ آزاد ہو جائیں لیکن میں اپنے مقصد میں ناکام رہا اور اس کاسپر نے بھی اسی لئے مجھ پر

لنز کیا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب کیا کرنا ہے''...... تنویر نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے فوراً آنان کی بندرگاہ ایلسان پہنچنا چاہئے اور پھر اپنے اصل مشن پر کام شروع کر دیں''...... صالحہ نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''میں تو کب سے کہہ رہا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''اب مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہمیں اس میک اپ میں چیک کر لیا گیا ہے۔ یہ کاسپر لوسانو میں کام کر رہا تھا لیکن اس نے احتیاطاً یہاں بھی چیکنگ کرا رکھی تھی۔ ہمیں میک اپ بھی تبدیل کرنے ہوں گے اور کاغذات بھی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہاں کھڑے کھڑے باتیں مت کرو اور ہاں۔ اب کسی نے پاکیشائی زبان کا کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنا اور نہ ہی اصل نام لینے ہیں''...... صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ٹائیگر نے کار سپیشل ہسپتال کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ڈاکٹر صدیقی کے آفس کی طرف بڑھا جا رہا تھا کیونکہ ظاہر ہے عمران اور جولیا کو اب خصوصی وارڈ سے کسی اور جگہ شفٹ کر دیا گیا ہو گا اور بغیر اجازت کے وہاں کسی کے داخلے پر بھی پابندی ہو گی۔ ٹائیگر جب ڈاکٹر صدیقی کے آفس میں داخل ہوا تو ڈاکٹر صدیقی اپنے آفس میں موجود تھے۔ ٹائیگر نے انہیں سلام کیا تو ڈاکٹر صدیقی نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

''آؤ ٹائیگر۔ بیٹھو''...... ڈاکٹر صدیقی نے رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد کہا۔

''جوزف کا کیا حال ہے ڈاکٹر صاحب''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کی ریڑھ کی ہڈی میں شدید گڑ بڑ ہو گئی ہے۔ کچھ مہرے ڈس لوکیٹ ہو گئے ہیں اور کچھ میں ٹوٹ پھوٹ بھی ہو گئی ہے لیکن مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ اس حالت میں میڈیکل نقطہ نظر سے

اس کا مکمل جسم حرکت کرنے سے معذور ہونا چاہئے لیکن اس کے ہاتھ پیر باقاعدہ حرکت کر رہے ہیں۔ چلنے پھرنے کے بارے میں تو بعد میں پتہ لگے گا''...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اس بارے میں کیا سوچا ہے۔ کیا اس کی ریڑھ کی ہڈی کا آپریشن کریں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے تو آپریشن تجویز کیا ہے لیکن جوزف کی ضد ہے کہ اسے دو روز کی مہلت دی جائے۔ اگر وہ دو روز کے اندر خود بخود ٹھیک نہ ہو گیا تو پھر آپریشن کیا جائے۔ آج دوسرا روز ہے''۔ ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنا علاج اپنے وچ ڈاکٹر سے اپنے انداز میں کرانا چاہتا ہے۔ ایسا علاج جس کا وہ بے شمار بار مظاہرہ کر چکا ہے اور اس عجیب و غریب علاج کا نتیجہ ہمیشہ مثبت ہی نکلا ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہاں معاملہ دوسرا ہے۔ اب صرف کسی مینڈک کی چربی لگانے سے تو ڈس لوکیٹ اور ٹوٹے ہوئے مہرے درست نہیں ہو سکتے''...... ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہو سکتا ہے ڈاکٹر صدیقی صاحب کہ اس بار بھی جوزف ہمیں حیران کر دے۔ بہرحال مجھے عمران صاحب سے ملنا ہے۔ کہاں ہیں وہ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''انہیں دوسرے حملے سے تحفظ دینے کے لئے تہہ خانے میں خصوصی انتظامات کر کے رکھا گیا ہے۔ جوانا بھی وہاں موجود ہے اور جولیا کو بھی وہیں رکھا گیا ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''آپ اپنے ڈاکٹرز صاحبان پر نظر رکھیں کیونکہ عمران صاحب پر حملہ کوئی عام لوگ نہیں کر رہے۔ یہ بین الاقوامی نیٹ ورک ہے اس لئے وہ ناقابل یقین حد تک بھاری معاوضہ دے رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے خود اس بات کا خیال ہے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ عمران جلد از جلد فٹ ہو جائے تاکہ ہم دباؤ سے نکل آئیں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز کے کنارے پر موجود بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

''یس سر''...... اس نے اندر آ کر کہا۔

''مسٹر ٹائیگر کی تہہ خانے تک رہنمائی کرو۔ تم نے اندر نہیں جانا''...... ڈاکٹر صدیقی نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر''...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اٹھا۔ اس نے ڈاکٹر صدیقی سے مصافحہ کیا اور پھر اس نوجوان کے پیچھے چلتے ہوئے وہ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے کے دروازے پر پہنچ گئے۔

''اندر چلے جائیں۔ مریض اندر ہیں''...... نوجوان نے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو''...... ٹائیگر نے کہا تو وہ نوجوان سلام کر کے واپس چلا گیا تو ٹائیگر نے دروازے پر دستک دی تو دروازے کے اوپر کٹاک سے ایک کھڑکی کھلی اور اس میں جوانا کا چہرہ نظر آیا۔

''دروازہ کھولو جوانا۔ میں ٹائیگر ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو کھٹاک کی آواز سے کھڑکی بند ہو گئی اور پھر دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا جوانا ہی تھا۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا تو جوانا نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔ اندر بڑے کمرے میں تین مختلف علیحدہ بیڈز تھے جن کے ساتھ گلوکوز لگانے کے لئے خصوصی سٹینڈ تھے۔ کرسیاں اور تپائی نما میزیں بھی موجود تھیں البتہ وہاں کوئی ڈاکٹر یا نرس موجود نہ تھی۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ سیکورٹی کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ اب کم سے کم اور انتہائی بااعتماد ڈاکٹرز اور نرسوں کی ڈیوٹی لگائی گئی ہو گی جو صرف ضرورت کے وقت یہاں آتے ہوں گے۔

عمران اپنے بیڈ پر ہونے کی بجائے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرے بیڈ پر جولیا کمبل اوڑھے لیٹی ہوئی تھی بہرحال وہ جاگ رہی تھی البتہ تیسرے بیڈ پر جوزف پہلو کے بل لیٹا ہوا تھا کیونکہ اس کی پشت شدید زخمی تھی اس لئے وہ پشت کے بل لیٹ نہ سکتا تھا۔ ٹائیگر نے سب سے پہلے عمران کو سلام کیا اور پھر جولیا کی طرف بڑھ گیا۔ رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ جوزف کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف جس شدید تکلیف سے گزر رہا تھا وہ ناقابل بیان

تھی لیکن اس کے چہرے پر ایسا سکون اور اطمینان تھا کہ جیسے یہ سب کچھ اس کی بجائے کسی اور کے ساتھ ہو رہا ہو۔

”کیا حال ہے جوزف۔ کوئی میرے لائق خدمت ہو تو بتاؤ“۔ ٹائیگر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا تم واقعی میرا ایک کام کرو گے“...... جوزف نے کہا۔ وہ خاصا آہستہ بول رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے بولنے سے اس کی تکلیف میں اضافہ ہو رہا ہو۔

”بالکل کروں گا۔ میں تمہاری دل سے عزت کرتا ہوں“۔ ٹائیگر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

”شکریہ۔ دارالحکومت سے چار سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک قصبہ ہے سیتا پور۔ تم نے دیکھا ہے اسے“...... جوزف نے آہستہ آہستہ بولتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ البتہ نام سنا ہوا ہے“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہرحال اگر تم سیتا پور جاؤ تو وہاں کے بازار میں ایک افریقی کی دکان بھی ہے۔ اس افریقی کا نام ہے گولائتھ۔ اسے میرا نام لو گے تو وہ تمہارے ساتھ یہاں آ جائے گا۔ اسے کہنا کہ جوزف اپنے آقا کی جان بچانے کی کوشش میں چوپائی کی طاقت کا شکار ہو گیا ہے اس کا علاج کرنا ہے تو وہ آ جائے گا“...... جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں عمران صاحب سے بات کر کے ابھی جاتا

ہوں“...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر واپس عمران کے پاس آیا اور ساتھ والی کرسی پر بیٹھ کر اس نے والٹ، کنگ ایڈورڈ اور والٹ کے ساتھ ہونے والی تمام کارروائی کی تفصیل بتا دی۔

”لارڈز نامی ایجنسی ان کے پیچھے ہے جو یہودی ایجنسی ہے“۔ عمران نے کہا۔

”باس۔ میں نے چیف سے درخواست کی تھی کہ مجھے اس مشن پر بھجوایا جائے لیکن انہوں نے دو ٹوک جواب دے دیا۔ آپ مجھے اجازت دیں تو میں علیحدہ جا کر وہاں کام کروں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تمہیں جوزف نے کوئی کام کہا ہے“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تفصیل بتا دی۔

”تم پہلے یہ کام کرو۔ پھر اگر جوزف ٹھیک ہو گیا تو میں جوزف، جوانا اور تمہیں لارڈز کے خلاف مشن پر بھجوا دوں گا۔ خاص طور پر اس کے چیئرمین لارڈ ہاٹ مین کا خاتمہ ضروری ہے“...... عمران نے کہا۔

”کیا آپ کو یقین ہے کہ کسی افریقی کے ہاتھوں جوزف کی ریڑھ کی ہڈی ٹھیک ہو جائے گی۔ یہ آپریشن کے بغیر کیسے ہو گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”پہلے بھی اس کے علاج کے بارے میں ایسا ہی کہا جاتا رہا

ہے۔ براعظم افریقہ دنیا سے مختلف براعظم ہے۔ وہاں وہ کچھ ہو جاتا ہے جس کے بارے میں یہاں سوچا بھی نہیں جا سکتا''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے عمران کو سلام کیا پھر جولیا اور جوزف سے اجازت لے کر وہ کمرے سے باہر آیا اور پھر ہسپتال سے باہر آ گیا۔ ٹائیگر کا موڈ خاصا آف ہو رہا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چیف نے تو دوٹوک انداز میں جواب دے دیا ہے لیکن عمران صاحب نے اسے ٹال دیا ہے۔ ظاہر ہے نہ تو جوزف ٹھیک ہو سکے گا اور نہ عمران صاحب اسے بھیجیں گے۔ پھر اگر جوزف کا علاج ہو بھی جائے تب بھی اسے مشن پر کام کرنے کی حالت تک پہنچنے میں کافی دن لگ جائیں گے اور یہ بات بھی اسے معلوم ہوگئی تھی کہ صفدر کی سربراہی میں ٹیم مشن پر روانہ ہو چکی ہے اس لئے وہ جلد از جلد وہاں جانا چاہتا تھا تاکہ عمران صاحب، جولیا اور اس پر ہونے والے حملوں کا انتقام لے سکے۔ یہ سب کچھ سوچتا ہوا وہ بہرحال طویل سفر کے بعد سیتا پور پہنچ گیا۔ یہ ٹاؤن نما قصبہ تھا۔ وہاں ہر طرف ہریالی نظر آ رہی تھی۔ قصبے میں ایک ہی بازار تھا جس کی باقاعدہ چھت ڈالی گئی تھی۔ ٹائیگر نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر کر اسے لاک کر کے وہ بازار کی طرف بڑھ گیا۔ بازار میں عام سے دیہاتی ہی دکاندار تھے اور گاہک بھی دیہاتی ہی تھے۔ بازار میں ہر قسم کی دکانیں تھیں لیکن ٹائیگر کو افریقی نژاد گولائتھ کی تلاش تھی اور پھر ایک دکان پر بیٹھا اسے ایک ادھیڑ عمر افریقی نظر آ

گیا۔ اس کی دکان پر بوریوں میں مال رکھنے کی بجائے بڑے بڑے ڈبوں میں جڑی بوٹیاں بند نظر آ رہی تھیں۔

''ہیلو۔ تمہارا نام گولائتھ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ تم کون ہو۔ یہاں نئے آئے ہو یا ویسے ہی سیر کرنے آئے ہو''...... افریقی نے کہا۔

''تم کب سے یہاں ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''مجھے اٹھارہ سال کے قریب ہو گئے ہیں''...... گولائتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں خصوصی طور پر تمہارے پاس آیا ہوں۔ مجھے دارالحکومت سے جوزف نے بھیجا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو گولائتھ چونک پڑا۔

''پرنس جوزف نے بھیجا ہے۔ کیوں کیا ہوا ہے انہیں''۔ گولائتھ نے چونکتے ہوئے انداز میں کہا۔

''وہ اپنے آقا کو بچانے کی کوشش میں زخمی ہو گیا ہے۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے ڈس لوکیٹ ہو گئے ہیں اور کئی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم انہیں ٹھیک کرنے کے لئے دارالحکومت پہنچو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''انہوں نے کچھ اور بھی کہا تھا''...... گولائتھ نے پوچھا۔

''ارے ہاں۔ مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ چوپائی کی طاقت کا شکار ہو گیا ہے۔ اس چوپائی کا علاج کرنا ہے''......

ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔تم یہاں بیٹھو اور چائے پیئو۔ پھر میں دکان بند کر کے تمہارے ساتھ چل پڑوں گا''...... گولائتھ نے کہا۔

''اس دعوت کا شکریہ۔ لیکن میرا خیال ہے کہ جتنی جلدی جوزف کا علاج ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کی فکر مت کرو۔ تم نے چوپائی کا نام میرے سامنے لے لیا ہے۔ اب جب تک میں نہ چاہوں گا وہ مزید کچھ نہیں کر سکتا۔ اچھا چلو چلتے ہیں میں دکان بند کر دوں''...... گولائتھ نے اٹھ کر باہر موجود ڈبوں کو اٹھا اٹھا کر دکان کے اندر رکھنا شروع کر دیا۔

''یہ تم یہاں کیا بیچتے ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میں وچ ڈاکٹر ہوں۔ افریقی جڑی بوٹیوں کی مدد سے لوگوں کا علاج کرتا ہوں اور لوگ خوش ہو کر مجھے بڑی بڑی رقومات دے جاتے ہیں''...... گولائتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کبھی حکومت نے منع نہیں کیا کیونکہ تمہارے پاس میڈیکل کی ڈگری تو ایک طرف ڈپلومہ بھی نہ ہو گا اور تم ڈاکٹر بنے ہوئے ہو۔ ہمارے ہاں ایسے ڈاکٹروں کو اطائی ڈاکٹر کہا جاتا ہے۔ انہیں طبی پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی''...... ٹائیگر نے کہا تو گولائتھ بے اختیار ہنس پڑا۔

''ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اگر ہوتا بھی سہی تب بھی مجھ تک کوئی نہ پہنچتا''...... گولائتھ نے دکان کا سامان اندر رکھ کر شٹر کھینچ کر نیچے کیا

اور پھر تالا لگا کر وہ ٹائیگر کی طرف مڑا۔ وہ بھی جوزف کی طرح دیو ہیکل جسم کا مالک تھا۔ اس نے جینز کی پینٹ کے ساتھ سرخ رنگ کی شرٹ اور جینز کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔

''چلو۔کس پر جانا ہے۔ بس یا ویگن پر''...... گولائتھ نے پوچھا۔

''کار پر''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو گولائتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کچھ دیر بعد وہ دونوں کار پر سوار دارالحکومت کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

''چوپائی طاقت کیا ہوتی ہے مسٹر گولائتھ''...... ٹائیگر نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے گولائتھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''چوپائی افریقہ کے ساگو علاقے یعنی براعظم افریقہ کا سب سے خطرناک جنگلات سے بھرا ہوا علاقہ ہے جہاں اب بھی لوگ ہزاروں سال کی قدیم ثقافت کے تحت رہتے ہیں۔ چوپائی اس علاقے میں ایک ایسی طاقت ہے جو غصہ آنے پر ہڈیاں توڑ دیتی ہے اور خوش ہو تو ٹھیک بھی کر دیتی ہے۔ نجانے پرنس جوزف نے کیا کیا ہے کہ چوپائی کو اس پر غلبہ پانے کا موقع مل گیا ورنہ تو پرنس جوزف دس سے زائد انتہائی طاقتور وچ ڈاکٹروں کا پسندیدہ آدمی ہے اور ان سب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھے تھے''۔ گولائتھ نے کہا۔

''تم نے یہ نہیں بتایا کہ تم جوزف کا علاج کیسے کرو گے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''یہ وہاں جا کر جوزف کو دیکھ کر ہی معلوم ہو سکتا ہے''۔ گولائتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں پہلے جوزف کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا۔ کب اس سے واقفیت ہوئی''...... ٹائیگر نے اسے ٹٹولتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی حیرت ہو رہی تھی کہ آج سے پہلے کبھی بھی جوزف نے گولائتھ کا نام نہیں لیا اور نہ ہی کبھی وہ دونوں اکٹھے نظر آئے جبکہ وہ بتا رہا تھا کہ وہ اٹھارہ سالوں سے یہاں ہے اور پھر وہ دارالحکومت کی بجائے اس چھوٹے سے قصبے میں بیٹھا ہوا ہے۔

''میں نے ایک بار پرنس جوزف سے ملنے کی کوشش کی تھی کیونکہ میں پرنس جوزف کے بارے میں کئی وچ ڈاکٹروں سے سن چکا تھا اس لئے یہاں آتے ہوئے میں نے ان کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کی تھیں لیکن میری یہ کوشش اس لئے ناکام رہی کہ مجھے بتایا گیا کہ اگر تم نے جوزف سے ملاقات کی تو تمہارے سر پر جس وچ ڈاکٹر کا ہاتھ ہے اور جس کی وجہ سے مجھے وچ ڈاکٹر کی جگہ دی گئی ہے وہ واپس لے لی جائے گی چنانچہ میں خاموش ہو گیا البتہ دو سال پہلے اچانک میں خود بیمار ہو گیا۔ میں گھر میں اکیلا رہتا ہوں۔ ہمسائے میرا کام کر دیتے ہیں۔ یہ سب میرے ساتھ بے حد محبت کرتے ہیں۔ اچانک میں نے پرنس جوزف کو دیکھا جو میرے کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ میں حیران رہ گیا کہ پرنس جوزف نے مجھے بتایا کہ میری بیماری کے بارے میں

معلوم ہونے پر وہ تیمارداری کے لئے آیا ہے تو میں بے حد خوش ہوا۔ پھر پرنس جوزف نے جب میرے سر پر ہاتھ رکھا تو میری بیماری دور ہو گئی۔ تب سے میں انہیں اپنا استاد سمجھتا ہوں اور ان کی دل سے عزت کرتا ہوں''...... گولائتھ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے میرے بارے میں کچھ نہیں پوچھا اور میرے ساتھ دکان بند کر کے چل پڑے ہو۔ کیوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم نے پرنس جوزف کا نام لیا اس کے بعد مجھے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ پرنس جوزف غلط آدمی کو بھیج ہی نہیں سکتے''...... گولائتھ نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''لگتا ہے کہ تم جوزف کے شاگرد بن گئے ہو''...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اگر وہ مجھے اپنا شاگرد بنا لیں تو یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہو گی۔ وہ واقعی پرنس ہیں۔ ان کے سر پر بہت ہی طاقتور اور بڑے وچ ڈاکٹروں کے ہاتھ ہیں۔ اگر پرنس جوزف اب بھی افریقہ کے ساگو علاقے میں واپس چلے جائیں تو لوگ ان کی پوجا کریں''۔ گولائتھ نے کہا۔

''تم اب بھی وہاں جاتے رہتے ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ہاں۔ کبھی کبھار دل چاہتا ہے تو چلا جاتا ہوں''...... گولائتھ

نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب سنو۔ میرا نام ٹائیگر ہے اور جوزف کے آقا عمران صاحب کا میں شاگرد بھی ہوں۔ جوزف ایک خصوصی ہسپتال میں ہے اور ہم وہیں جا رہے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... گولائتھ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ سپیشل ہسپتال پہنچ کر ٹائیگر نے کار پارکنگ میں روکی اور گولائتھ کے باہر نکلنے پر وہ بھی کار سے باہر آیا اور کار لاک کر کے وہ گولائتھ کو ساتھ لے کر ڈاکٹر صدیقی کے آفس پہنچا تو ڈاکٹر صدیقی اپنی کرسی پر موجود تھے۔ ٹائیگر کے پیچھے جب گولائتھ اندر داخل ہوا تو ڈاکٹر صدیقی چونک پڑے۔

"یہ گولائتھ ہیں اور یہ افریقہ کے وچ ڈاکٹر ہیں لیکن اب طویل عرصہ سے یہاں سیتا پور نامی قصبے میں رہتے ہیں۔ انہیں جوزف نے بلوایا ہے اور میں سیتا پور سے انہیں ساتھ لایا ہوں"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سیکورٹی کی گارنٹی دیتے ہو تم"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں دیتا ہوں سیکورٹی کی گارنٹی"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ جوزف نے گولائتھ کو کیوں بلوایا ہے کیونکہ کئی بار وہ حیرت انگیز انداز میں علاج ہوتا دیکھ چکے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس تہہ خانے والے کمرے میں داخل ہوئے جہاں عمران، جوزف اور جولیا تینوں موجود تھے۔ عمران اب بھی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر کے ساتھ ایک اور دیو ہیکل حبشی کو دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔

"آج علاج کرنے والے کو خود علاج کرانا پڑ گیا ہے"۔ عمران نے کہا تو سب مسکرا دیئے جبکہ گولائتھ اندر داخل ہوتے ہی تیز تیز قدم اٹھاتا جوزف کے بستر کی طرف بڑھ گیا۔

"آؤ گولائتھ۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ میں اپنا علاج شوشائی طریقے سے کرانا چاہتا ہوں۔ اگر شوشائی علاج نہ کیا گیا تو پھر میں ساری زندگی حرکت نہیں کر سکوں گا۔ کیا تم تیار ہو شوشائی علاج کرنے کے لئے"...... جوزف نے کہا۔

"پرنس جوزف۔ میں آپ کی ہر خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں"...... گولائتھ نے کہا۔

"اوکے۔ پھر علاج شروع کر دو"...... جوزف نے کہا۔

"لیکن پرنس جوزف۔ یہاں آپ کے ساتھی آپ کی حالت دیکھ کر یقیناً مجھے گولی مار دیں گے"...... گولائتھ نے عمران، ٹائیگر اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جوانا کو بلاؤ"...... جوزف نے آہستہ سے کہا۔

"مسٹر جوانا"...... گولائتھ نے جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا کہ وہ بھی حبشی ہے لیکن وہ ایکریمی ہے۔

''مجھ سے مخاطب ہو تم''...... جوانا نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ پرنس جوزف آپ کو بلا رہے ہیں''...... گولائتھ نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا جوزف کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر، ڈاکٹر صدیقی اور عمران کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جوانا نے جوزف سے بات کی اور پھر مڑ کر وہ عمران کی طرف آیا۔

''ماسٹر۔ جوزف کہہ رہا ہے کہ اس نے افریقی گولائتھ نامی آدمی ٹائیگر کے ذریعے بلوایا ہے تاکہ وہ میرا علاج کر سکے۔ دوران علاج اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہو آپ نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالنی''۔ جوانا نے کہا۔

''اسے کہو کہ مطمئن رہے۔ نہ ہم کوئی مداخلت کریں گے اور نہ ہی ڈاکٹر صاحب''...... عمران نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

''میں دیکھتا ہوں کہ یہ افریقی کیا کرے گا''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر صدیقی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''میں جا رہا ہوں۔ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا یہ علاج''۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جوانا اور ٹائیگر، جوزف کے قریب ہی موجود تھے البتہ عمران کرسی پر بیٹھا رہا تھا اور جولیا بستر پر لیٹی ہوئی تھی البتہ دونوں کی نظریں جوزف پر جمی ہوئی تھیں۔ گولائتھ نے جیکٹ کی

اندرونی جیب سے ایک پلاسٹک کی بوتل نکالی۔ یہ ایسی بوتل تھی جیسی ہومیو پیتھک ادویات کے لئے ہوتی ہیں۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور پھر جوزف کا منہ دوسرے ہاتھ سے کھول کر اس نے بوتل میں موجود پانی ایک جھٹکے سے جوزف کے حلق میں اتار دیا۔ گولائتھ نے اسی طرح کی ایک اور شیشی جیب سے نکالی۔ اسے کھولا تو اس میں سفوف تھا اس نے پہلے کی طرح اس بار بھی شیشی میں موجود تمام سفوف جوزف کے حلق میں اتار دیا اور خالی شیشیاں واپس جیب میں ڈال لی تھیں۔ جوزف نے آنکھیں بند رکھیں اور پھر جوزف کا چہرہ اس طرح بگڑنے لگا جیسے اسے شدید تکلیف ہو رہی ہو۔ اس کا چہرہ نہ صرف بگڑتا جا رہا تھا بلکہ اس کا چہرہ، سر اور تقریباً پورا جسم پسینے میں ڈوب سا گیا تھا لیکن اس کی آنکھیں بند تھیں۔

''یہ کیا کر دیا ہے تم نے''...... ساتھ کھڑے ٹائیگر سے رہا نہ گیا تو وہ بول پڑا لیکن گولائتھ نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ جوزف کی حالت اب اس حد تک بگڑ چکی تھی کہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہی انسان کے جسم میں جھرجھری آ جاتی تھی کیونکہ اس کے چہرے پر انتہائی تکلیف کے اثرات نمایاں تھے لیکن حیرت انگیز طور پر نہ جوزف نے آنکھیں کھولی تھیں اور نہ ہی کوئی بات کی تھی، نہ کوئی چیخ اس کے منہ سے نکلی تھی۔ پھر جوزف کا جسم تڑپنے لگا اور پھر یہ تڑپ اس قدر تیز ہو گئی جیسے ذبح ہونے والی بکری پھڑکتی ہے۔ سب کے چہرے بگڑ گئے تھے البتہ گولائتھ اسی

طرح مطمئن کھڑا تھا۔ عمران بھی خاموش بیٹھا تھا کیونکہ اسے کسی حد تک اندازہ ہو رہا تھا کہ جوزف کیوں اس انداز میں تڑپ رہا ہے۔
کچھ دیر بعد جوزف کے جسم نے پھڑکنا بند کر دیا حتیٰ کہ تھرتھری بھی ختم ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی اس کا بگڑا ہوا چہرہ تیزی سے بحال ہوتا جا رہا تھا اور کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھول دیں تو اس کی آنکھوں میں تیز سرخی چھائی ہوئی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر اس نے ٹانگیں بیڈ سے نیچے لٹکائیں اور بیڈ سے اتر کر اس طرح چلنے لگا جیسے اسے کبھی کوئی چوٹ لگی ہی نہ ہو۔ عمران سمیت سب اسے اس طرح چلتے دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔

''یہ کیسے ممکن ہوا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کون سی چیز باس''...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ڈاکٹر صدیقی کے مطابق بغیر آپریشن علاج ہو ہی نہیں سکتا۔ ریڑھ کی ہڈی کے مہرے ٹوٹ پھوٹ گئے تھے اور کچھ مہرے اپنی پوزیشن سے ہٹ گئے تھے لیکن یہ تو بغیر آپریشن کے اس طرح چل رہا ہے جیسے اسے کبھی چوٹ ہی نہ لگی ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آقا۔ آپ کو سلامت دیکھ کر مجھے بھی نئی زندگی مل گئی ہے''...... جوزف نے عمران کے قریب آ کر سر جھکاتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میری دعا ہے کہ سبز بادلوں سے نکلنے والی سرخ بارش تم پر

برستی رہے''...... عمران نے کہا تو جوزف کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا جیسے اسے اچانک ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔

''شکریہ آقا''...... جوزف نے اس بار اور زیادہ سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''گولائتھ کو بلاؤ''...... عمران نے کہا۔

''جی میں حاضر ہوں بڑے آقا''...... گولائتھ جو جوزف کے عقب میں کھڑا تھا، نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''کیا کیا ہے تم نے جوزف کے ساتھ۔ کون سی دوا پلائی ہے اسے کہ یہ خودبخود ٹھیک ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''بڑے آقا۔ پرنس جوزف کے سر پر افریقہ کے انتہائی طاقتور وچ ڈاکٹروں نے ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ جب یہ ٹائیگر میرے پاس پہنچا اور اس نے مجھے کہا کہ پرنس جوزف بلا رہے ہیں تو میں چند سیکنڈ کے لئے وچ ڈاکٹروں کے وچ ڈاکٹر ہانی کی خدمت میں گیا تو عظیم وچ ڈاکٹر ہانی جن کا سایہ پرنس جوزف پر ہے نے مجھے بتایا کہ پرنس جوزف کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں اور چھ اپنی جگہ سے کھسک گئی ہیں۔ اس لئے اسے جھیل شاڈو کا پانی پلا کر کارفی بوٹی کا سفوف کھلاؤ۔ یہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ دونوں چیزیں میری دکان میں موجود تھیں۔ میں نے انہیں اٹھا کر جیب میں ڈال لیا اور عظیم وچ ڈاکٹر ہانی کے حکم کی تعمیل کر دی اور دیوتاؤں نے مہربانی کی۔ وچ ڈاکٹر ہانی کا علاج کامیاب رہا''...... گولائتھ نے

بڑے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ڈاکٹر صدیقی دو نرسوں کے ساتھ اندر داخل ہوئے لیکن جوزف کو اپنے بیڈ کی بجائے عمران کے سامنے صحیح سلامت کھڑے دیکھ کر وہ حیرت سے جیسے بت بن گئے۔

''یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کیسا علاج ہے''...... ڈاکٹر صدیقی کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر صاحب۔ یہ عظیم افریقہ کے اسرار ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''حیرت انگیز۔ ناممکن۔ یہ سب کیسے ہوا''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو عمران نے گولائتھ کی بتائی ہوئی باتوں کو دوہرا دیا۔

''لیکن صرف دوا یا جھیل کے پانی سے ہڈیاں کیسے جڑ سکتی ہیں۔ ڈس لوکیٹ مہرے کیسے اپنی جگہ پر ایڈجسٹ ہو گئے۔ یہ تو کوئی جادو ہے۔ لاٹھی کو سانپ بنانے والا جادو''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''ایسی جڑی بوٹی تو ہمارے ملک میں بھی پائی جاتی ہے جو ٹوٹی ہوئی ہڈی کو فوراً جوڑ دیتی ہے بلکہ اس طرح جوڑتی ہے کہ اس جگہ پر تلوار کی ضرب لگاؤ تب بھی نہ ٹوٹے گی۔ جہاں تک ڈس لوکیٹ مہروں کا تعلق ہے تو جڑی بوٹی کھانے سے جوزف کا پورا جسم جس طرح تڑپا ہے اس سے مہرے خودبخود اپنی جگہ پر ایڈجسٹ ہو گئے

ہیں''...... عمران نے اپنی طرف سے اس ساری کارروائی کی توجیہہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

''یہ طبی دنیا کا وہ باب ہے جس پر شاید کوئی یقین ہی نہ کرے۔ اگر میں جوزف کو اس طرح کھڑے نہ دیکھتا تو میں کبھی بھی اس پر یقین نہ کرتا''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

''اپنے بیڈ پر لیٹو۔ میں تمہارا فائنل چیک اپ کر لوں''...... ڈاکٹر صدیقی نے جوزف سے کہا تو جوزف مڑ کر اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

''باس۔ اب تو جوزف فٹ ہو گیا ہے۔ اب تو آپ ہمیں مشن پر جانے کی اجازت دیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اب تم واقعی جا سکتے ہو''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

کرنل جیمز اپنے آفس میں بیٹھا ایک فون سننے میں مصروف تھا کہ میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون سیٹ کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے بات ختم کر کے رسیور رکھا اور کارڈلیس اٹھا کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس سپر چیف۔ میں کرنل جیمز بول رہا ہوں''...... کرنل جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ یہ فون صرف لارڈ ہاٹ مین کی کال کے لئے مخصوص تھا۔

لارڈ ہاٹ مین لارڈز کا چیف تھا۔ اس کا آفس ایکریمین ریاست لوسانو میں تھا اور لارڈ ہاٹ مین سپر چیف تھا جبکہ رابرٹ چیف تھا اور کرنل جیمز، رابرٹ کا ماتحت تھا۔ اس لئے سپر چیف کی کال آنے پر اس نے وہ فون جس پر وہ بات کر رہا تھا رکھ دیا اور سپر چیف کی کال اٹنڈ کر لی۔

''لارڈ ہاٹ مین بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے لارڈ

ہاٹ مین کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

''یس سپر چیف۔ حکم فرمائیے''...... کرنل جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تمہارے پاس کیا رپورٹیں ہیں۔ خاص طور پر عمران کے بارے میں''...... لارڈ ہارٹ مین نے کہا۔

''عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر ایک سوئس نژاد عورت کے بارے میں معلومات ملی تھیں کہ وہ پاکیشیا دارالحکومت میں ایک سپیشل ہسپتال کے خصوصی وارڈ میں داخل ہیں اور ان کا علاج کیا جا رہا ہے جس پر میں نے پاکیشیا میں اپنے ایک خاص آدمی جسے کنگ ایڈورڈ کہا جاتا ہے، کو سپیشل ہسپتال کے اس خصوصی وارڈ کو میزائلوں سے اڑانے کا حکم دے دیا تاکہ ان کی موت یقینی ہو سکے اور مجھے رپورٹ ملی ہے کہ اس وارڈ پر میزائلوں کی بارش کر دی گئی ہے اور پورے وارڈ کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔ حملے سے پہلے وہاں ایک ڈاکٹر کو بھاری رقم دے کر اس سے حتمی معلومات حاصل کیں کہ عمران کہاں زیر علاج ہے اور اس کو مین ٹارگٹ بنایا گیا ہے اس لئے اس بار یہ لوگ حتمی طور پر ختم ہو چکے ہیں۔ البتہ مجھے ابھی رپورٹ ملی ہے کہ کاسپر سیکشن نے تین مشکوک مردوں اور ایک عورت جو یورپی میک اپ میں تھے کی نگرانی کی کیونکہ انہوں نے ایشیائی زبان میں باتیں کی تھیں چنانچہ انہیں ایک خصوصی ہوٹل میں

ٹھہرایا گیا اور وہاں پر فون ریکارڈنگ کی گئی۔ جب شک پختہ ہوگیا تو انہیں وہاں سے اٹھا کر لوسانو کے سپیشل پوائنٹ پر لایا گیا اور یہاں ان کا خاتمہ کر دیا گیا لیکن ان کے میک اپ واش نہیں ہوسکے اس لئے ابھی حتمی طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ واقعی یورپی سیاح تھے یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ۔ بہرحال اب وہ لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں''...... کرنل جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ۔ لیکن مجھے ایک رپورٹ ملی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ لوسانو میں کام کرنے والے تمہارے ایجنٹ کاسپر سے اس کے آدمیوں کا رابطہ ختم ہو گیا ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اگر ایسا ہوا ہے تو کیوں''...... لارڈ ہارٹ مین نے کہا۔

''میں چیک کرتا ہوں۔ ویسے اگر آپ کو ملنے والی رپورٹ درست ہوئی تو اب تک میرے پاس کال آ چکی ہوتی۔ کاسپر ایک بڑے سیکشن کا چیف اور انتہائی تجربہ کار ایجنٹ ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''او کے۔ مکمل رپورٹ مجھے بھجواؤ''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیمز نے فون آف کر کے اسے میز پر رکھ دیا۔

''یہ کاسپر کیوں رابطہ نہیں کر رہا''...... کرنل جیمز نے فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر یکے بعد دیگرے دو

بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کاسپر سے میری بات کراؤ''...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''ولیم سے بات کیجئے''......فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''چیف۔ میں ولیم بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد کاسپر کے اسسٹنٹ ولیم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ولیم۔ کاسپر کہاں ہے''...... کرنل جیمز نے پوچھا۔

''چند مشکوک افراد کو بے ہوش کرا کر انہیں سپیشل پوائنٹ پر پہنچایا گیا اور باس کاسپر بھی وہاں گئے ہیں اور ابھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی''...... ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہاں فون اٹنڈ نہیں کیا جا رہا تو خود وہاں جاؤ اور پھر وہاں کے فون پر میری بات کراؤ کاسپر سے''...... کرنل جیمز نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ کاسپر کیوں جواب نہیں دے رہا۔ حیرت ہے''...... کرنل

جیمز نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر سامنے موجود فائل پر جھک گیا لیکن چند لمحوں بعد اس نے اس طرح فائل کو بند کر دیا جیسے فائل میں موجود کاغذات اسے نظر آنا بند ہو گئے ہوں۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز نے اس طرح رسیور اٹھا لیا جیسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

''یس''...... کرنل جیمز نے تیز لہجے میں کہا۔

''ولیم کی کال ہے چیف''...... فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کراؤ بات''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ولیم بول رہا ہوں چیف سپیشل پوائنٹ سے۔ یہاں کاسپر اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ کاسپر اور سپیشل پوائنٹ کے انچارج فرینک اور سیکورٹی مین کی لاشیں۔ سپیشل پوائنٹ کے زیرو روم میں لاشیں پڑی ہیں۔ کاسپر کی کار بھی موجود نہیں اور لاشوں کی حالت بتا رہی ہے کہ انہیں ہلاک ہوئے چار پانچ گھنٹوں سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں''...... ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ لوگ جنہیں ہلاک کرنے کے بعد سپیشل پوائنٹ پر میک اپ واش کرنے کے لئے بھجوایا گیا تھا۔ کاسپر نے خود وہاں جانے سے پہلے مجھے رپورٹ دی تھی وہ لاشیں کہاں ہیں''...... کرنل جیمز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ان تینوں لاشوں کے علاوہ یہاں اور کوئی لاش نہیں ہے اور نہ ں کوئی زندہ آدمی ہے''...... ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کاسپر نے مجھ سے جھوٹ لا تھا کہ اس نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور صرف میک اپ اشنگ کے لئے اس نے انہیں سپیشل پوائنٹ پر بھجوایا ہے لیکن وہ ندہ تھے اور الٹا کاسپر اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے نکل گئے۔ ویری بیڈ۔ بہرحال تم اب کاسپر کی جگہ لے لو۔ ہیڈ کوارٹر سے نہارا لیٹر بھجوا دیا جائے گا البتہ اس واردات سے یہ بات طے ہو گئی ہے کہ یہ افراد ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد ہیں ورنہ ان حالات میں اور کوئی اس طرح کایا نہیں پلٹ سکتا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا کہ کرنل جیمز نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''نیشنل شوٹنگ انسٹی ٹیوٹ''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کنگ ایڈورڈ سے میری بات کراؤ۔ میں لوسانو سے کرنل جیمز بول رہا ہوں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''سوری سر۔ کنگ ایڈورڈ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اب ان کی جگہ کارس کام کر رہا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کارس سے بات کراؤ''...... کرنل جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کارس بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔

''لوسانو سے کرنل جیمز بول رہا ہوں۔ کنگ ایڈورڈ کو کس نے ہلاک کیا ہے اور کب''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے جناب کہ آپ کے لئے کام کرتے ہوئے باس کنگ ایڈورڈ نے سپیشل ہسپتال پر خصوصی میزائل فائر کرائے۔ اس ایکشن میں کنگ ایڈورڈ کے دو انتہائی تجربہ کار افراد نے حصہ لیا۔ ایک کا نام والٹ اور دوسرا تھامسن تھا۔ والٹ کو اس کی دوست لڑکی کے فلیٹ میں ہلاک کر دیا گیا۔ تھامسن کو بھی گولی مار دی گئی اور پھر کنگ ایڈورڈ کو اس کی رہائش گاہ پر گولیوں سے اڑا دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں ہم نے جو انکوائری کی ہے اس کے مطابق یہ تمام کارروائی انڈر ورلڈ میں کام کرنے والے ایک شخص ٹائیگر نے کی ہے۔ ٹائیگر ایک آدمی عمران کا شاگرد ہے اور سپیشل ہسپتال کے خصوصی وارڈ پر جو حملہ کیا گیا وہاں ٹارگٹ عمران ہی تھا''...... کارس نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر کو تو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''نہیں جناب۔ وہ مسلسل کام کر رہا ہے اور جناب۔ آپ کا

معاہدہ کنگ ایڈورڈ سے تھا۔ ہمارے ساتھ نہیں تھا اس لئے ہم اس سلسلے میں مزید کوئی کام نہیں کریں گے۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیمز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ عمران اور ٹائیگر اب تک رپورٹوں کی حد تک نجانے کتنی بار مر چکے ہیں لیکن پھر اطلاع ملتی ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ چیئرمین لارڈ کی دی ہوئی مہلت تقریباً ختم ہونے والی ہے اس لئے بہتر ہے کہ ان سے دو تین ماہ کی اور مہلت لے لی جائے ورنہ سب مارے جائیں گے۔ چنانچہ اس نے سرخ فون اٹھایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ لارڈ ہارٹ مین بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سپر چیف لارڈ ہاٹ مین کی آواز سنائی دی۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں سپر چیف''...... کرنل جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کیا رپورٹس ہیں''...... لارڈ ہارٹ مین نے کہا اور کرنل جیمز نے پوری تفصیل بتا دی۔

''ویری بیڈ۔ یہ لوگ آخر کیسے انسان ہیں کہ ہر بار یہ اس طرح بچ جاتے ہیں جیسے موت ان کے قریب آنے سے گھبراتی ہے''...... لارڈ ہارٹ مین نے کہا۔

''سپر چیف۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ ایک ماہ کی مہلت

مزید دے دیں۔ اب میں خود پاکیشیا جا کر ان کا خاتمہ کروں گا۔ میں دیکھوں گا کہ میرے حملے کے بعد یہ زندہ کیسے رہ سکتے ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ان کے خاتمے کی کوشش کرو''...... لارڈ ہارٹ مین نے کہا۔

''یس سپر چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... کرنل جیمز نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا اور کرنل جیمز نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے فون آف کر کے واپس میز پر رکھ دیا۔

''مجھے فوری وہاں جانا چاہئے لیکن اب چیف رابرٹ سے بھی تو اجازت لینی پڑے گی''...... کرنل جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ رابرٹ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے چیف رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں چیف''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''کیا ہوا۔ کوئی خاص بات''...... رابرٹ نے چونک کر کہا۔

''یس چیف''...... کرنل جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے لارڈ ہارٹ مین کے فون آنے اور پھر کاسپر اور پاکیشیا میں کنگ ایڈورڈ سمیت اس کے آدمیوں کی ہلاکت کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کے شاگرد ٹائیگر کے بارے میں بتا دیا اور کاسپر نے

جن تین افراد کو پکڑا تھا اس بارے میں بھی تفصیل بتا دی۔

''ویری بیڈ۔ لارڈز کو آج تک کوئی چیلنج نہیں کر سکا۔ اب کیا ہو رہا ہے۔ ویری بیڈ''...... رابرٹ نے کہا۔

''میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں خود پاکیشیا جا کر اس عمران اور ٹائیگر کا خاتمہ کر دیتا ہوں۔ میں نے سپر چیف لارڈ ہارٹ مین سے اجازت لے لی ہے۔ اب آپ کی اجازت کی ضرورت ہے''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''وہاں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آئی ہوئی ہے اور کاسپر ان کے ہاتھوں مارا گیا ہے تو پھر تمہارا سامنا ان سے بہت جلد ہو جائے گا۔ ان کے آگے بڑھنے کا طریقہ یہی ہے کہ وہ معلومات حاصل کرتے ہیں اور ان معلومات کی روشنی میں مطلوبہ افراد تک پہنچ جاتے ہیں جو ان کے مخالف ہوتے ہیں اور لامحالہ کاسپر سے انہوں نے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کی ہوں گی اور اب وہ تم تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ ان کا خاتمہ پہلے ضروری ہے۔ اگر انہوں نے ہیڈکوارٹر اور لیبارٹری کو تباہ کر دیا تو ہمارا کیا حشر ہو گا''...... رابرٹ نے کہا۔

''جیسے آپ کا حکم ہو''...... کرنل جیمز نے ایک طرح سے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

''ایسا ہی بہتر رہے گا''...... رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیمز نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر

اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اب وہ کاسان میں کرنل گارڈ کو فون کر رہا تھا۔ چونکہ وہاں کرنل گارڈ نے باقاعدہ آفس بنایا ہوا تھا اس لئے وہاں کا مستقل فون نمبر اس کے پاس تھا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''کرنل گارڈ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں گارڈ''...... کرنل جیمز نے مخصوص لہجے میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ حکم''...... کرنل گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا رپورٹ ہے کاسان جزیرے کی''...... کرنل جیمز نے پوچھا۔

''ہم نے پورے کاسان میں اپنے آدمی پھیلا دیئے ہیں۔ یہاں پہنچنے والے افراد کی خصوصی چیکنگ کی جا رہی ہے لیکن ابھی تک کوئی مشکوک فرد یا افراد نظر نہیں آئے''...... کرنل گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لوسانو میں چار افراد کا ایک گروپ سامنے آیا ہے۔ اس گروپ میں تین مرد اور ایک عورت شامل ہے۔ یہ یورپی میک اپ میں ہیں۔ انہوں نے کاسپر کو ہلاک کر دیا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''کاسپر ہلاک ہو گیا ہے۔ وہ کیسے چیف''...... کرنل گارڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو اور کرنل جیمز نے اسے تفصیل بتا دی۔

''ویری بیڈ۔ کاسپر میرا بہترین دوست بھی تھا اور بے حد عقل مند اور فعال ایجنٹ بھی''۔ کرنل گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب کاسپر کا انتقام تم نے لینا ہے۔ یہ گروپ لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے۔ اس بار عمران زخمی ہونے کی وجہ سے ساتھ نہیں آیا لیکن یہ بہرحال پاکیشیا سیکرٹ سروس کے یقیناً تجربہ کار اور فعال لوگ ہیں۔ ان کا خاتمہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ان پر فوری اور فائنل اٹیک کر دیا جائے۔ میک اپ چیک کرنے یا پوچھ گچھ کے چکر میں نہ پڑیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ درست کہہ رہے ہیں''...... کرنل گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور ہاں۔ یہ بھی بتا دوں کہ کاسپر اس لئے مارا گیا ہے کہ نہ ہی کیمروں نے ان کے میک اپ چیک کئے اور نہ ہی جدید میک اپ واشر سے ان کے میک اپ واش ہو سکے ہیں۔ تم بھی خیال رکھنا۔ اس چکر میں نہ پڑنا کہ انہیں بے ہوش کر کے کسی پوائنٹ پر لے جاؤ اور پھر ان کی بجائے خود مارے جاؤ''...... کرنل جیمز نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ نے مجھے الرٹ کر دیا

ہے۔ اب وہ کاسان پہنچ جائیں پھر دیکھیں ان کا کیا حشر ہوتا ہے''...... کرنل گارڈ نے باقاعدہ دعویٰ کرتے ہوئے کہا۔

''وہاں تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں۔ پورا سیکشن لے گئے ہو یا صرف سلیکٹڈ لوگ ہیں''...... کرنل جیمز نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

''میرے پاس دس سلیکٹڈ آدمی ہیں چیف اور یہ دس کے دس سپر ٹاپ کیٹگری کے افراد ہیں''...... کرنل گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری کا چکر بھی لگایا ہے تم نے یا نہیں''...... کرنل جیمز نے پوچھا۔

''نہیں چیف۔ وہاں میں سرے سے کوئی مداخلت نہیں کرنا چاہتا۔ میری تمام تر توجہ شہر پر ہے جہاں یہ لوگ پہنچیں گے''۔ کرنل گارڈ نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے تمہاری کارکردگی پر ناز ہے اور مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہمارے ہاتھوں ہی ہو گا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''آپ کا شکریہ چیف۔ ہم آپ کے اعتماد پر یقیناً پورا اتریں گے''...... کرنل گارڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ گڈ بائی''...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

صفدر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آنان کی بین الاقوامی بندرگاہ پر بنے ہوئے ایک ہوٹل میں موجود تھا۔ وہ سب یورپی میک اپ میں تھے لیکن یہ میک اپ پہلے میک اپ سے یکسر تبدیل شدہ تھا کیونکہ پہلا یورپی میک اپ کاسپر کے آدمیوں کی نظروں میں آ گیا تھا۔ گو کاسپر کا تو خاتمہ کر دیا گیا تھا لیکن اس کے آدمی پورے شہر کے ساتھ ساتھ یہاں بھی موجود ہوں گے اور کاسپر کی ہلاکت کے بعد یقیناً وہ شک پڑنے پر براہ راست گولی چلانے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ اس لئے انہوں نے کاسپر کے پوائنٹ سے واپس آ کر سب سے پہلا یہی کام کیا تھا البتہ نام وہی تھے اور نئے میک اپ کے کاغذات ان کی جیبوں میں تھے جن کے مطابق وہ ایک یورپی ملک ڈیگار کے باشندے تھے اور پورا گروپ وہاں کی ایک یونیورسٹی میں پڑھاتا تھا۔ یہ انتظامات چیف ایکسٹو کی طرف سے کئے جاتے تھے تاکہ اگر کاغذات کی توثیق کرائی جائے تو جواب یہی ملے کہ

کاغذات درست ہیں۔ ایسے انتظامات کی وجہ سے ان کی جانیں بچ
جاتی تھیں۔ وہ سب ہوٹل کے ہال میں بیٹھے ہاٹ کافی پی رہے
تھے۔ بندرگاہ سے انہوں نے نہ صرف معلومات حاصل کر لی تھیں
بلکہ دو گھنٹے بعد وہ ایلسان بندرگاہ سے روانہ ہونے والی فیری کی
ٹکٹیں بھی خرید چکے تھے۔ یہاں سے کاسان کے لئے ہر دو گھنٹے
بعد فیری سروس چلتی تھی۔ یہ تیز رفتار بحری سروس تھی جس میں افرا
سوار ہو کر ایلسان سے کاسان اور کاسان سے ایلسان آتے جاتے
تھے۔ یہاں نشستیں فیری کے وسیع عرشے پر بنی ہوئی تھیں جن کے
گرد اور اوپر والا حصہ شیشے کا بنایا جاتا تھا تاکہ مسافر سفر کرتے
ہوئے سمندر کو بھی اپنے قریب دیکھ سکیں۔ فیری کی روانگی میں چونکہ
ایک گھنٹہ دیر تھی اس لئے وہ یہاں ہوٹل میں آ کر بیٹھ گئے تھے البتہ
وہ اب پاکیشیائی زبان میں بولنے یا پاکیشیائی نام پکارنے سے مکمل
طور پر گریز کر رہے تھے اور یورپی زبان میں ہی گفتگو کر رہے تھے
اور نہ صرف ان کی زبان یورپی تھی بلکہ ان کا لہجہ بھی یورپی تھا۔ اس
سلسلے میں چیف ایکسٹو کے احکامات پر سپیچ کیمپ لگائے جاتے تھے
اور سب اراکین کو یورپ، ایکریمیا اور گریٹ لینڈ کی معروف
زبانوں اور لہجوں کی باقاعدہ پریکٹس کرائی جاتی تھی تاکہ سیکرٹ
سروس پوری دنیا میں کہیں بھی آسانی سے مشن مکمل کر سکے کیونکہ
ملکی زبانوں اور لہجوں کے بغیر وہ ان ممالک کے افراد کے میک اپ
نہ کر سکتے تھے۔ یہ اسی پریکٹس کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ اب

رف یورپی زبان میں روانی سے گفتگو کر رہے تھے بلکہ ان کے
لہجے بھی یورپی تھے۔

''مسٹر مارشل۔ آپ کا روڈ میپ کیا ہو گا کاسان پہنچ کر''۔
الحہ نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہاں جا کر سیاحت کریں گے۔ روڈ میپ تو وہاں کا نقشہ لے
کر بنایا جا سکتا ہے۔ یہاں بیٹھ کر کیسے بنا لیں۔ ہمیں تو وہاں کے
یاحتی مقامات کا علم ہی نہیں ہے''...... صفدر نے کوڈ انداز میں
واب دیتے ہوئے کہا تاکہ اگر کہیں ان کی گفتگو سنی یا ٹیپ کی جا
ہی ہو تو وہ لوگ اصل بات تک نہ پہنچ سکیں۔ یہ کوڈ ایسا تھا کہ
فدر کے سب ساتھی اسے فوراً سمجھ گئے تھے کہ صفدر کا جواب یہ
ہے کہ وہاں جا کر لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر کے
ھر وہاں سے فارمولا حاصل کرنے اور لیبارٹری کو تباہ کرنے کا پلان
نایا جا سکے گا۔

''لیکن معلومات حاصل کرنے کے لئے کوئی روڈ میپ ہو گا
پ کے ذہن میں''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ وہاں کی ایک ٹپ موجود ہے۔ اس سے مل کر معلومات
اصل کی جا سکیں گی۔ یہ ٹپ یونیورسٹی کے پرنسپل نے دی ہوئی
ہے''...... صفدر نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔
ہ سمجھ گئے تھے کہ کاسان میں کوئی ٹپ چیف ایکسٹو نے دی ہوئی
ہے تاکہ مشن کو آگے بڑھایا جا سکے۔ پھر ڈیڑھ گھنٹہ وہاں گزار کر وہ

سب اٹھ کر فیری سٹیشن کی طرف بڑھ گئے۔ فیری خاصے جدید انداز کی تھی اور اپنی ساخت کے لحاظ سے بھی نئی اور جدید دکھائی دے رہی تھی۔ وہ سب اپنے لئے مخصوص کردہ نشستوں پر بیٹھ گئے۔ فیری میں تقریباً ڈھائی تین سو نشستیں تھیں جو تقریباً سب بھر چکی تھیں۔ اکا دکا سیٹ خالی نظر آ رہی تھی۔ ہر قطار دس کرسیوں پر مشتمل تھی۔ اس لئے ان کی چار نشستوں کے بعد چھ کرسیوں پر یورپی سیاح موجود تھے۔ ان کے بعد جو پہلی سیٹ تھی اس پر ایک نوجوان یورپی عورت بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر صفدر موجود تھا۔ چونکہ ان کی سیٹیں سائیڈ پر تھیں اس لئے بیرونی شیشے کے قریب صالحہ کی سیٹ تھی جبکہ اس کے بعد تنویر پھر کیپٹن شکیل اور آخر میں صفدر بیٹھا ہوا تھا۔ یورپی لڑکی صفدر کو بار بار ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے کچھ کہنا چاہتی ہو لیکن کہہ نہ پا رہی ہو۔ فیری اب الارم دے کر بندرگاہ سے روانہ ہو چکی تھی اور کاسان جزیرے تک کا یہ سفر ڈیڑھ گھنٹے کا تھا۔

''میرا نام مارشل ہے اور میں اور میرے ساتھی سب ڈیگارڈ ہیں''...... یورپ کے رواج کے مطابق صفدر نے بات شروع کرنے سے پہلے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام جیکی ہے اور میرا تعلق شائنو سے ہے''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''آپ مجھے اس انداز میں دیکھ رہی تھیں جیسے آپ کچھ

چاہتی ہوں لیکن کہہ نہ پا رہی ہوں۔ کیا میرا اندازہ درست ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیکی بے اختیار ہنس پڑی۔

''آپ بڑی گہری نظر رکھتے ہیں۔ واقعی بات ایسی ہی تھی۔ میں آپ کی شاندار شخصیت سے بے حد متاثر ہوئی ہوں اور میں آپ کے ساتھ دوستی کے لئے بے چین ہو رہی تھی لیکن آپ کے چہرے پر اس قدر سنجیدگی تھی کہ میری بات کرنے کی ہمت نہ ہو پا رہی تھی''...... جیکی نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں اس قدر سنجیدہ نہیں ہوں جتنا چہرے سے نظر آتا ہوں۔ یہ قدرتی سنجیدگی ہے ورنہ آپ مجھے اچھا دوست پائیں گی۔ اگر آپ دوستی کریں تو''...... صفدر نے کہا تو لڑکی کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''ٹھیک ہے کر لیں دوستی''...... لڑکی نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو صفدر نے نہ صرف اس کا ہاتھ تھام لیا بلکہ اس نے یورپی عام رواج کے مطابق کچھ دیر مخصوص انداز میں ہاتھ کو دو تین جھٹکے بھی دیئے۔ یہ نشانی ہوتی تھی دوستی کے طاقتور ہونے کی۔

''مجھے آپ کے ساتھ دوستی کر کے فخر رہے گا کہ آپ جیسی خوبصورت اور کیوٹ لڑکی میری دوست ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ مسلسل کوشش کر رہا تھا کہ وہ اپنے آپ کو واقعی یورپی ثابت کر سکے۔

''اور مجھے تو اس قدر خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ میں اکیلی تھی اس لئے بور ہو رہی تھی لیکن آپ سے دوستی

کر کے میری تمام بوریت دور ہو گئی ہے۔ آپ جیسی شاندار شخصیت کے ساتھ دوستی واقعی قابل فخر ہے۔ آپ کیا کام کرتے ہیں''۔ جیکی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اور میرے ساتھی سب ڈیگار کی یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں اور ہم سب ایک ڈیڑھ ماہ کی چھٹیاں لے کر اس سارے علاقے کی سیاحت کے لئے نکلے ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ کے ساتھی مجھے اپنے گروپ میں شامل کر لیں گے''...... جیکی نے کہا۔

''سوری مس جیکی۔ ہم نے ڈیگار سے روانہ ہوتے ہوئے یہ بات حلفاً طے کی تھی کہ گروپ میں مزید کوئی فرد شامل نہ ہو سکے گا البتہ انفرادی دوستیاں گروپ کا کوئی ممبر رکھ سکتا ہے اس لئے آپ کی اور میری دوستی اپنی جگہ اور گروپ اپنی جگہ''...... صفدر نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ایک وسوسہ پیدا ہوا کہ جیکی کہیں دانستہ طور پر انہیں چیک تو نہیں کر رہی۔ ورنہ اسے معلوم تھا کہ یورپی لوگ بے حد آزاد خیال ہونے کے باوجود اس طرح جلدی جلدی دوسروں پر ریشہ ختمی نہیں ہو جاتے کہ چند منٹ کے اندر ایسے دوست بن جائیں کہ دوسرے کے گروپ اور ہر موقع پر ساتھ رہنا شروع کر دیں۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ میری دوستی آپ سے ہوئی ہے آپ کے

گروپ سے نہیں ہے اور آپ واقعی دوستی کرنے کے قابل ہیں۔ صاف گوئی بھی واقعی ایک اچھی بات ہے''...... جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

''آپ اکیلی سیاحت کے لئے کیسے نکل پڑیں''...... صفدر نے کہا۔

''میں اکیلی نہیں ہوں۔ میرے ساتھ بھی ایک گروپ ہے لیکن میں چونکہ صبح کافی دیر تک سوتی رہتی ہوں اس لئے گروپ صبح سویرے ہی کاسان چلا گیا۔ اس لئے اب میں اکیلی جا رہی ہوں''...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اچھا تو آپ کا گروپ کاسان میں آپ کا انتظار کر رہا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ آپ کاسان میں کہاں ٹھہریں گے تاکہ آپ سے وقتاً فوقتاً ملاقات کی جا سکے''...... جیکی نے کہا۔

''ہم تو پہلی بار کاسان جا رہے ہیں اس لئے وہاں جا کر ہی کسی ہوٹل کا انتخاب کریں گے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''ہم تو بے شمار بار کاسان آتے جاتے رہتے ہیں۔ ہم نے تو ہوٹل ریگارڈ میں ٹھہرنا ہے۔ آپ بھی وہیں آ جائیں۔ اچھا صاف ستھرا ہوٹل ہے اور چارجز بھی خاصے کم ہیں''...... جیکی نے کہا۔

''یہ تو گروپ کا انتخاب ہو گا۔ میں اکیلا تو انتخاب نہیں کر سکتا۔ بہرحال کاسان اتنا بڑا جزیرہ تو نہیں ہے کہ وہاں ملاقات نہ ہو

سکے۔ کہیں نہ کہیں ملاقات ہو ہی جائے گی''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آپ سے بہرحال دوستانہ ملاقاتیں ہوتی رہیں گی''...... جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اب واقعی بور ہو چکا تھا کہ اس نے یہ ساری کارروائی صرف یورپی معاشرت دکھائی دینے کے لئے کی تھی ورنہ اسے اس لڑکی سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ کچھ دیر بعد جیکی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''میں واش روم جا رہی ہوں۔ ابھی آ جاتی ہوں''...... جیکی نے صفدر سے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے قطار سے نکل کر وہ فیری کی عقبی جانب موجود واش رومز کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے اٹھ کر جانے کے بعد صفدر کو کرسی پر پڑا ہوا بیگ نظر آیا۔ یہ جیکی کا ہینڈ بیگ تھا جو وہ یہاں چھوڑ گئی تھی۔ صفدر نے ہاتھ بڑھا کر ہینڈ بیگ کا بٹن پریس کر کے بیگ کھول دیا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ہینڈ بیگ میں ایک لیڈیز مشین پسٹل موجود تھا۔ یہ چھوٹے سائز کا خصوصی پسٹل تھا جو خاص طور پر لیڈیز کے لئے بنایا گیا تھا لیکن اس کی رینج بڑے مشین پسٹل جتنی تھی۔ پسٹل کے ساتھ ہی ایک کارڈ موجود تھا۔ صفدر نے کارڈ کو بیگ کے اندر ہی سیدھا کیا تو اس پر لکھے ہوئے الفاظ اس کے سامنے آ گئے تو صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ کارڈ پر کسی شوٹنگ کلب کا نام اور پتہ لکھا گیا تھا۔ صفدر نے بیگ بند کر دیا کیونکہ جیکی کسی بھی لمحے

واپس آ سکتی تھی اور پھر چند منٹ بعد جیکی واپس آ گئی۔

''آپ بور تو نہیں ہوئے میری عدم موجودگی کی وجہ سے''۔ جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں کیونکہ آپ ہی ساتھ چھوڑ کر واش روم میں چلی گئی تھیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیکی بے اختیار ہنس پڑی۔

''آپ واقعی دوستی نبھانا جانتے ہیں''...... جیکی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر ہلکی پھلکی باتوں میں سفر کٹ گیا اور فیری کاسان بندرگاہ پر پہنچ کر رک گئی۔ صفدر اور اس کے ساتھی فیری سے اتر کر گھاٹ کے ذریعے خشکی پر پہنچ گئے۔ یہاں ہر طرف بلند و بالا عمارتیں نظر آ رہی تھیں البتہ یہاں درخت اور ہریالی کافی سے زیادہ تھی۔ صفدر اور اس کے ساتھی گھاٹ پر پہنچ کر رک گئے۔ صفدر کے عقب سے جیکی باہر آئی تھی۔

''اوکے مسٹر مارشل۔ پھر ملاقات ہو گی۔ گڈ بائی''...... جیکی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو صفدر نے پرجوش مصافحہ کیا اور جیکی ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گئی۔

''یہ کون تھی''...... صالحہ نے پوچھا تو صفدر نے پوری روئیداد سنا دی۔

''اچھی دوست ہے کہ منزل پر پہنچتے ہی گڈ بائی ہو گئی دوستی''...... صالحہ نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''سفر کی دوستیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ ہر کوئی کسی سے کہاں ملتا ہے البتہ اب ہمیں اپنی نگرانی کا خیال رکھنا ہو گا''...... صفدر نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''کیوں۔ یہ جیکی نگرانی کر رہی تھی''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اس کے بیگ اور بیگ میں موجود مشین پسٹل اور کارڈ کے بارے میں بتا دیا۔

''یورپ میں یہ عام بات ہے۔ وہاں خواتین اپنے بیگز میں پسٹل رکھتی ہیں۔ جہاں تک شوٹنگ کلب کے کارڈ کا تعلق ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں پسٹل شوٹنگ سیکھتی ہو''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہو سکتا ہے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ یورپ میں شوٹنگ کلب صرف آڑ کے لئے ہوتے ہیں۔ اصل کاروبار جرائم سے ہی منسلک ہوتا ہے''...... صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اب کیا کرنا ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر باتیں ہی کرنی ہیں یا کہیں جانا بھی ہے''...... خاموش کھڑے تنویر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کوئی ٹیکسی کریں پھر آگے بڑھیں گے''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ سب ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گئے۔ صفدر سمیت اس کے چار ساتھی تھے اس لئے وہ سب ایک ہی ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔

صفدر نے ڈرائیور کو سٹار کلب جانے کا کہہ دیا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر صالحہ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ پر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے لیکن کافی پھنس پھنسا کر بیٹھے تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں سٹار کلب پہنچا دیا تو نیچے اتر کر صفدر نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر مڑ کر سٹار کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف چل پڑا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ سٹار کلب چار منزلہ عمارت تھی۔ وہاں کافی رش تھا۔ لوگ آ جا رہے تھے اور جب وہ ہال میں پہنچے تو ہال بھی تقریباً بھرا ہوا تھا۔ کونے میں ایک میز پر بیٹھتے ہی ویٹر پہنچ گیا اور صفدر نے اسے چائے اور بسکٹوں کا آرڈر دے دیا۔

''میں ذرا کاؤنٹر سے مزید معلومات حاصل کر لوں۔ ابھی آتا ہوں''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر ہال کے کونے میں بنے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں چار لڑکیاں موجود تھیں جو فون سننے، آنے والے افراد کو اٹنڈ کرنے اور اسی طرح کے دیگر کام کرنے میں مصروف تھیں۔ صفدر کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔

''یس سر۔ فرمائیے''...... ایک لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''مینجر روتھ سے ملنا ہے۔ میں ڈیگار سے آیا ہوں۔ مارشل میرا

نام ہے''...... صفدر نے کہا۔

''آپ کی اپائنٹمنٹ تو نہیں ہے۔ میں معلوم کرتی ہوں''۔ لڑکی نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تین چار نمبر پریس کر دیئے۔

''سر۔ کاؤنٹر پر ڈیکار سے مارشل نامی صاحب موجود ہیں اور آپ سے ملاقات چاہتے ہیں''...... لڑکی نے سامنے کھڑے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ یس سر''...... دوسری طرف سے جواب سن کر لڑکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ اکیلے ملیں گے یا اور کوئی ساتھی بھی ہے آپ کا''۔ لڑکی نے میز کی دراز سے ایک کارڈ نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

''میں اکیلا ہی مل لوں گا۔ ویسے ساتھی ہال میں تو موجود ہیں لیکن چند باتیں کرنی ہیں اکیلے زیادہ اچھے انداز میں ہو جائیں گی''...... صفدر نے کہا۔

''یس سر۔ یہ لیجئے کارڈ۔ تیسری منزل پر آفس ہے۔ تیسری منزل پر موجود گارڈز کو یہ کارڈ دے دیں''...... لڑکی نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کارڈ اٹھا کر وہ مڑا اور اس طرف بڑھ گیا جدھر لفٹیں اوپر سے نیچے آ رہی تھیں اور نیچے سے اوپر جا رہی تھیں۔ لفٹ نے اسے چند منٹس میں تیسری منزل پر پہنچا دیا۔ وہاں دو مسلح گارڈز موجود تھے۔

''کارڈ لائے ہیں آپ''...... ایک گارڈ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو صفدر نے جیب سے کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

''یس سر۔ تھینک یو سر۔ آیئے''...... کارڈ ملتے ہی گارڈ کا رویہ یکسر تبدیل ہو گیا۔ پھر وہ صفدر کو ساتھ لے کر راہداری کے آخر میں ایک دروازے پر پہنچ گیا۔ وہاں مینجر کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

''تشریف لے جائیں''...... گارڈ نے دروازہ کھول کر خود پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو صفدر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے سوٹ پہن رکھا تھا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میرا نام مارشل ہے اور میں ڈیگار سے آیا ہوں''...... صفدر نے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

''میں روتھ ہوں سٹار کلب کا مینجر۔ تشریف رکھیں''...... روتھ نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ میز کے پیچھے موجود ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ صفدر سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیا پیئیں گے''...... مینجر نے کہا۔

''کچھ نہیں۔ ویسے آپ کبھی ایشیائی ملک پاکیشیا گئے ہیں''۔ صفدر نے کہا تو روتھ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے کوئی خاص بات اسے اچانک معلوم ہو گئی ہو۔

''اوہ۔ آپ۔ مگر''...... روتھ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''ایکسٹو گروپ''...... صفدر نے کہا تو روتھ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''او کے۔ اب فرمایئے کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... روتھ نے کہا۔

''فی الحال تو ایک رہائش گاہ اور ایک کار چاہئے لیکن اس رہائش گاہ اور کار کے بارے میں ہم دونوں کے علاوہ اور کسی کو علم نہیں ہونا چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی کرتا ہوں بندوبست''...... روتھ نے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں شاید اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا کہ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز صفدر کو بھی سنائی دینے لگی۔

''لیس سر''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میلکم کوٹھی نمبر ایٹ میں ہے۔ اسے واپس بلا لو اور پھر مجھے بتاؤ''...... مینجر روتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کوئی اور خدمت ہو تو آپ بلا تکلف بتائیں کیونکہ میری ہمدردیاں مکمل طور پر آپ کے ساتھ ہیں''...... روتھ نے کہا۔

''آپ یہودی تو نہیں ہیں''...... صفدر نے کہا تو روتھ بے اختیار ہنس پڑا۔

''نہیں جناب۔ میں تو یہودیوں سے انتہائی نفرت کرتا ہوں۔

میرے والد کو ایک یہودی نے راہ چلتے ہوئے اس لئے گولی مار دی تھی کہ اس نے اسے سلام نہ کیا تھا''...... روتھ نے کہا۔

''یہاں ایک لیبارٹری ہے۔ اس کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ مصدقہ معلومات۔ اگر کوئی دے سکے تو اسے بھاری معاوضہ بھی دیا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''میں تو پیدا یہیں ہوا ہوں اور بچپن سے لے کر اب تک یہیں رہ رہا ہوں۔ میں نے تو پہلے کبھی بھی نہیں سنا کہ یہاں کوئی سائنس لیبارٹری ہے اور نہ ہی مجھے کہیں نظر آئی ہے''...... روتھ نے کہا۔

''وہ یقیناً انڈر گراؤنڈ اور بے حد خفیہ رکھی گئی ہو گی۔ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ یہاں لیبارٹری ہے۔ کہاں ہے اور کس طرح کی ہے یہ معلوم کرنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''پھر ایک ہی ایسا آدمی ہے جسے اس بارے میں معلومات ہو سکتی ہیں اور وہ ہے ایڈورڈ۔ کیونکہ اس کا بزنس ہے پوری دنیا کی سائنس لیبارٹریوں کو سپلائی دینا لیکن وہ بے حد لالچی آدمی ہے اس لئے معاوضہ اسے اس کا منہ مانگا دینا پڑے گا''...... روتھ نے کہا۔

''معاوضہ بھی دے دیں گے لیکن معلومات حتمی ہونی چاہئیں''۔ صفدر نے کہا۔

''وہ لالچی ضرور ہے لیکن جو بات وہ کہہ دے اسے لازماً پورا کرتا ہے۔ پیسے کے علاوہ ہر معاملے میں وہ انتہائی قابل اعتبار ہے اور ہاں۔ جس لیبارٹری کا آپ پوچھ رہے ہیں وہ یقیناً یہودیوں کی

ہو گی اور ایڈورڈ بھی میری طرح یہودیوں سے صرف بزنس کرتا ہے اور بس۔ اس سے آگے نہیں جاتا''...... روتھ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں''...... صفدر نے کہا تو روتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو روتھ نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... روتھ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''سر۔ نمبر ایٹ سے میلکم واپس آ گیا ہے''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ اسے کہو کہ وہ آرام کرے۔ اسے جلد ہی کسی دوسری جگہ ایڈجسٹ کر دیں گے''...... روتھ نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''چابیاں اس سے لے کر میرے آفس میں بھجوا دو''...... روتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس رہائش گاہ کے بارے میں آپ کے کلب کے کتنے افراد جانتے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''جو جانتا تھا اسے میں نے واپس بلا لیا ہے۔ ویسے میں سیاحوں کو رہائش گاہیں فراہم کرنے کا باقاعدہ کاروبار کرتا ہوں اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ ہماری طرف سے کوئی لیکیج نہیں ہو گی''۔ روتھ نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر

داخل ہوا۔ اس نے روتھ کو سلام کیا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کی رِنگ روتھ کے سامنے رکھ دیا۔ پھر سلام کر کے واپس چلا گیا۔ کی رِنگ کے ساتھ پتے کی چھوٹی سی پلیٹ بھی موجود تھی۔ روتھ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر کی رِنگ صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

''ہیون کالونی۔ کوٹھی نمبر ایٹ''...... صفدر نے پلیٹ پر لکھے ہوئے الفاظ پڑھتے ہوئے دوہرائے۔

''یس سر۔ آپ کو وہاں کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ کار کی چابیاں کار کے اندر ہی رکھی جاتی ہیں۔ وہیں ہوں گی''...... روتھ نے کہا۔

''رہائش گاہ اور کار کا معاوضہ کیا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''آپ کتنے دن رکیں گے یہاں''...... روتھ نے پوچھا۔

''کوئی فکس نہیں ہے۔ زیادہ دن بھی لگ سکتے ہیں اور کم بھی۔ بہرحال ایک ہفتہ تو لازمی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ایک لاکھ ڈالرز دے دیں اور رجسٹر پر دستخط بھی کر دیں تاکہ کام قانونی ہو جائے''...... روتھ نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد صفدر فارغ ہو گیا۔

''اب ایڈورڈ کا کیا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''ایڈروڈ کو میں فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔ آپ اس کے آفس چلے جائیں۔ وہ آپ سے پورا تعاون کرے گا''...... روتھ نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ روتھ نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس

کر دیا تو دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ انٹرنیشنل سپلائی کارپوریشن''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''سٹار کلب سے روتھ بول رہا ہوں۔ ایڈورڈ سے بات کراؤ''...... روتھ نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''روتھ بول رہا ہوں سٹار کلب سے''...... روتھ نے کہا۔

''اوہ تم۔ خیریت۔ کیسے یاد کر لیا آج''...... اس بار دوسری طرف سے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تم نے پچھلی ملاقات میں کہا تھا کہ تمہارا بزنس کچھ ڈاؤن جا رہا ہے۔ اب کیا پوزیشن ہے''...... روتھ نے کہا۔

''ویسے ہی خراب حالت ہے۔ اب تو اس میں مزید انویسٹمنٹ کرنا پڑے گی۔ اس کا گراف اونچا نہیں ہوسکتا لیکن ڈوبتے ہوئے جہاز پر کون سوار ہو گا''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''اس لئے میں نے تمہارے کاروبار میں تمہاری اپنی انویسٹمنٹ ڈالنے کا بندوبست کر لیا ہے۔ ایک صاحب ہیں مسٹر مارشل۔ ان کا تعلق ڈیگار سے ہے۔ یہ تم سے مل کر کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم نے معلومات دے دیں تو تمہیں تمہاری مرضی کا معاوضہ نقد مل جائے گا جسے تم کاروبار میں انویسٹمنٹ کر لینا''

روتھ نے کہا۔

''کس قسم کی معلومات''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''وہ خود تمہیں بتائیں گے۔ میں نے انہیں یقین دلایا ہے کہ ایڈورڈ ہر لحاظ سے قابل اعتماد آدمی ہے۔ بتاؤ بھیج دوں''...... روتھ نے کہا۔

''ہاں بھیج دو۔ کاش یہ وہ معلومات طلب کریں جو مجھے معلوم ہوں تو میرا کاروبار بچ جائے گا۔ بہرحال بھیج دو انہیں''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''اوکے''...... روتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''ارے ہاں۔ وہاں موجود فون کا نمبر کیا ہے''...... صفدر نے اٹھتے اٹھتے پھر بیٹھتے ہوئے کہا تو روتھ نے فون نمبر بتا دیا۔ پھر صفدر اس سے مل کر واپس ہال میں پہنچا تو وہاں اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بے زاری نمایاں تھی۔

''کہاں رہ گئے تھے۔ ہم تو چائے اور کافی پی پی کر پاگل ہو چکے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر مسکراتے ہوئے خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ جب عمران دیر سے آتا تھا تو ہم سب اس طرح اس کے سر ہو جاتا کرتے تھے۔ بہرحال میں کام کر آیا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''تو تم اب عمران بننے کی کوشش کر رہے ہو''...... تنویر نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

''میں عمران کیسے بن سکتا ہوں۔ بہرحال میں بتا دیتا ہوں کہ میں یہاں سے جانے اور پھر وہاں سے واپس یہاں آنے تک کیا کرتا رہا ہوں''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے روتھ سے ہونے والی گفتگو اور ایڈورڈ سے ہونے والی بات چیت سب تفصیل سے بتا دی۔

''ویری گڈ صفدر۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ میرے خیال میں اب ہم حرکت میں آ جائیں۔ بہت وقت ضائع ہو گیا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اگر ایڈورڈ لیبارٹری کے بارے میں نہ جانتا ہوا تب''...... تنویر نے کہا۔

''پھر کوئی اور راستہ دیکھیں گے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کے ساتھ ساتھ ہمیں نگرانی کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ یقیناً یہاں بھی لارڈز کا سیٹ اپ ہو گا''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ چلو اب رہائش گاہ پر چلیں''...... صفدر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھے ہیون کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پھر کافی دیر تک مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد ٹیکسی ایک جدید انداز کی رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی اور جلد ہی انہیں کوٹھی نمبر آٹھ نظر آ گئی۔ صفدر نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ کے ساتھ

ساتھ کچھ ٹپ بھی دے دی اور پھر ٹیکسی کے جانے کے بعد صفدر نے جیب سے چابی نکالی اور تالا کھول کر چھوٹے گیٹ کو کھولا اور وہ سب اندر داخل ہو گئے۔ خاصے جدید اور اچھے انداز میں کوٹھی کی تعمیر کی گئی تھی۔ ایک طرف پارکنگ تھی۔ وہاں سفید رنگ اور جدید ماڈل کی کار موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھے ایڈورڈ سے ملنے جا رہے تھے۔ ایڈورڈ کے آفس کا پتہ صفدر کو بتا دیا گیا تھا۔ صفدر کار چلا رہا تھا اور صالحہ اس کے ساتھ ہی سائیڈ سیٹ پر بیٹھی تھی اور وہ بار بار صفدر کو اس طرح دیکھتی جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''کیا بات ہے صالحہ۔ تم اس انداز میں بار بار مجھے کیوں دیکھ رہی ہو''...... صفدر نے کہا تو عقبی سیٹ پر بیٹھے کیپٹن شکیل اور تنویر چونک کر صالحہ کو دیکھنے لگے۔

''اس لئے دیکھ رہی ہوں کہ کیا آپ اصل بھی ہیں یا نہیں''۔ صالحہ نے بڑے معصومانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ میک اپ تو میرے ساتھ ساتھ تم نے بھی کیا ہوا ہے۔ پھر اصل نقل کا کیا مطلب ہوا''...... صفدر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں بتاتا ہوں صالحہ شاید نہ بتا سکے''...... عقبی سیٹ پر بیٹھے کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ اور تنویر کے ساتھ ساتھ صفدر بھی چونک پڑا۔

''ایسی کون سی بات ہے کہ تم بتا سکتے ہو اور صالحہ نہیں''...... صفدر نے اور زیادہ الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے کار چلاتے ہوئے ایک بار بھی صالحہ کی طرف نہیں دیکھا۔ حالانکہ پہلے تم بار بار ایسا کرتے تھے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں بے اختیار ہنس پڑے جبکہ صالحہ نے شرم سے منہ دوسری طرف کر لیا۔

''آپ میری جگہ آ جائیں۔ میں تنویر کے ساتھ بیٹھوں گی''۔ صالحہ نے کہا۔

''پھر تو صفدر کو گردن زیادہ موڑنی پڑے گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

''آج تو تم عمران کی طرح گفتگو کر رہے ہو''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران کی گفتگو ہماری کامیابی کے بہت سے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ خوشگوار گفتگو ماحول کو خوشگوار بنائے رکھتی ہے اور مشن کے سلسلے میں ہونے والا کام ذہن پر سوار نہیں ہوتا''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب نے اس کی بات کی تائید میں اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر کچھ دیر بعد وہ اس بزنس پلازہ کی پارکنگ کی طرف مڑ رہے تھے جس پلازہ میں ایڈورڈ کمپنی کا آفس تھا جو سائنسی لیبارٹریوں کو سائنسی سامان سپلائی کرتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کمپنی کے آفس کے بند دروازے پر پہنچ

گئے۔ وہاں ایک سیکورٹی گارڈ موجود تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازے کھولا تو صفدر اور اس کے ساتھی آفس میں داخل ہو گئے۔ دروازے کی سائیڈ پر جنرل مینجر ایڈورڈ کا نام درج تھا۔ آفس ٹیبل کے پیچھے ایک عمر رسیدہ آدمی سوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''میرا نام مارشل ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں''...... صفدر نے آگے بڑھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا جبکہ کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ سائیڈ کی کرسیوں پر بیٹھ گئے کیونکہ صالحہ نے یورپی میک اپ میں ہونے کے باوجود ایڈورڈ سے مصافحہ نہ کرنا تھا اور ایسے حالات میں لوگ اکھڑ جاتے تھے۔ اس لئے نہ صرف وہ بیٹھ گئی بلکہ تنویر اور کیپٹن شکیل نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ ایڈورڈ جب مصافحہ سے فارغ ہوا تو اس نے دیکھا کہ صفدر کے ساتھی بیٹھ بھی چکے ہیں تو وہ بھی اپنی ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''سٹار کلب کے روتھ نے آپ کو فون کیا تھا کچھ معلومات کے حصول کے سلسلے میں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ آپ۔ اچھا خوش آمدید۔ پہلے بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''سوری۔ ہم ڈاکٹر کی معین خوراک کے پابند ہیں۔ آپ کا شکریہ''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب فرمائیں کہ آپ کو کیسی معلومات چاہئیں“۔ ایڈورڈ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”یہاں کاسان میں ایک خفیہ لیبارٹری ہے یہودیوں کی۔ اس بارے میں معلومات چاہئیں“...... صفدر نے کہا تو ایڈورڈ بے اختیار چونک پڑا۔

”آپ کو کس نے بتایا ہے کہ یہاں کوئی لیبارٹری ہے اس جزیرے کاسان میں“...... ایڈورڈ نے کہا۔

”اس بارے میں ہم کنفرم ہیں۔ ہم منہ مانگا معاوضہ بھی دیں گے لیکن معلومات حتمی ہونی چاہئیں۔ کوئی دھوکہ ناقابل برداشت ہو گا“...... صفدر نے کہا۔

”آئی ایم سوری مسٹر مارشل۔ میں اس بارے میں منہ نہیں کھول سکتا۔ مجھے یہاں کام کرنے کی اجازت بھی اس بنیاد پر ملی ہے کہ میں لیبارٹری کے بارے میں کسی کو کوئی اطلاع نہ دوں گا اور میرے علاوہ عام پبلک میں سے کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہاں کوئی لیبارٹری ہے۔ آئی ایم سوری“...... ایڈورڈ نے کہا۔

”اوکے۔ ہم دس لاکھ ڈالرز کسی اور کو دے دیتے ہیں۔ آپ کی طرح بہت سے لوگ جانتے ہیں۔ ہم ڈیگار سے آئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے“...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”ارے ارے بیٹھیں۔ ابھی تو بات چیت کا آغاز ہوا ہے“۔ ایڈورڈ نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ نے خود ہی کہا ہے کہ آپ نہیں بتا سکتے“...... صفدر نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ آپ کو کس طرح کی معلومات چاہئیں۔ یہی کہ لیبارٹری کے اندر کس کس فارمولے پر کام ہو رہا ہے یا کچھ اور“...... ایڈورڈ نے کہا۔

”ہمیں اس لیبارٹری کا درست محل وقوع، اس میں داخل ہونے کا خفیہ راستے اور اندرونی سیٹ اپ کے بارے میں معلومات چاہئیں“...... صفدر نے کہا تو ایڈورڈ نے ایک طویل سانس لیا۔

”میں بتا دیتا ہوں لیکن آپ کو اس کے لئے کم از کم پچاس لاکھ ڈالرز دینے ہوں گے“...... ایڈورڈ نے کہا۔

”سوری جناب۔ آپ سے ہمارا سودا نہیں ہو سکتا۔ میں آخری بات کرتا ہوں کہ آپ کو پندرہ لاکھ ڈالرز ملیں گے اور بس“۔ صفدر نے کہا۔

”چلیں بیس لاکھ ڈالرز پر ڈن کریں۔ آپ بھی خوش اور میں بھی خوش“...... ایڈورڈ نے کہا تو صفدر نے مسکراتے ہوئے ڈن کہہ دیا۔

”دیں مجھے۔ پھر آگے بات ہو گی“...... ایڈورڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر نے جیب سے چیک بک نکال لی۔

”یہ رقم کب ملے گی۔ نقد رقم ملتی تو زیادہ اچھی تھی“...... ایڈورڈ نے کہا۔

''یہ گارنٹیڈ چیک ہے''...... صفدر نے چیک پر دستخط کرتے ہوئے کہا اور ایک چیک کو چیک بک سے علیحدہ کر کے اس نے اس پر تاریخ اور رقم لکھ کر چیک ایڈورڈ کی طرف بڑھا دیا۔ ایڈورڈ نے چیک لے کر اسے غور سے دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر مسرت اور کامیابی کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوکے۔ اب میں بتاتا ہوں''......ایڈورڈ نے کہا اور چیک کو دراز میں رکھ لیا۔

''یہ لیبارٹری نہ صرف انتہائی خفیہ ہے بلکہ اسے سائنسی لحاظ سے بھی ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ یہ لیبارٹری مکمل طور پر زیر زمین بنائی گئی ہے اور جزیرے پر اس کے اوپر بلکہ یوں کہا جائے کہ پوری لیبارٹری کے اوپر ایک ہوٹل بنا ہوا ہے جس کا نام ہے روز میری ہوٹل۔ یہ ہوٹل سیاحوں کا پسندیدہ ہوٹل ہے جہاں کمرے ملنا بھی بعض اوقات مسئلہ بن جاتا ہے''...... ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب اس کے خفیہ راستے بتا دیں''...... صفدر نے کہا۔

''خفیہ راستوں کے بارے میں تو مجھے معلوم نہیں البتہ اس کا مین گیٹ جزیرے پر روز میری ہوٹل کی بائیں سائیڈ پر ایک لائیو سٹاک فارم ہے وہاں سے جاتا ہے جسے اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے۔ ویسے وہاں کمپیوٹر نصب ہے جس کی وجہ سے صرف اس آدمی

کو اندر جانے کی اجازت ملتی ہے جس کے سپیشل کوائف اس کمپیوٹر میں پہلے سے فیڈ ہوتے ہیں''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''آپ کتنی بار اس راستے سے گزرے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''چالیس پچاس بار تو گیا ہوں گا سپلائی دینے اور مزید آرڈر لینے کے لئے مجھے وہاں جا کر لیبارٹری انچارج سوبرز کے آفس میں جانا پڑتا ہے۔ پہلی بار میرے جسمانی کوائف اس کمپیوٹر میں فیڈ کئے گئے۔ پھر مجھے اندر جانے کی اجازت ملی''...... ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہر لیبارٹری کے خفیہ راستے بھی بنائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ پانی کے مسلسل حصول اور گٹر لائن بھی ضروری ہوتی ہے۔ اس طرح لیبارٹری میں تازہ ہوا کا حصول اور استعمال شدہ ہوا کے اخراج کے لئے بھی راستے بنائے جاتے ہیں اس بارے میں بتائیں''...... صفدر نے کہا۔

''کمال ہے۔ اس انداز سے تو میں نے آج تک سوچا ہی نہیں ہے۔ اس لئے مجھے تو معلوم نہیں ہے''...... ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ لیبارٹری کب بنائی گئی تھی''...... صفدر نے پوچھا۔

''بیس سال سے تو میں سپلائی دے رہا ہوں۔ پہلے کا علم نہیں ہے''......ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''روز میری ہوٹل کا مالک اور جنرل مینجر کون ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''مجھے معلوم تو نہیں لیکن میرا ایک دوست وہاں سامان سپلائی کرتا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے فون کر کے معلوم کر سکتا ہوں''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''کوئی ایسی ٹپ دو کہ ہم اس سلسلے میں مکمل معلومات حاصل کر سکیں۔ خصوصاً جن راستوں کی میں نے بات کی ہے''...... صفدر نے کہا تو ایڈورڈ کچھ دیر آنکھیں بند کر کے بیٹھا رہا۔ پھر یکلخت چونک پڑا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

''ہاں۔ وہ واقعی زندہ ہے۔ اس سے معلوم کیا جا سکتا ہے''۔ ایڈورڈ نے آنکھیں کھولتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

''کس سے''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے یاد آ گیا ہے کہ اس لیبارٹری کا نقشہ بنانے والا انجینئر ولسن ابھی زندہ ہے اور گو اس کی کافی عمر ہے لیکن وہ ذہنی طور پر ابھی طاقتور ہے۔ اس سے خفیہ راستوں کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں''...... ایڈورڈ نے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر یکلخت چمک آ گئی۔

''کہاں رہتا ہے وہ''...... صفدر نے پوچھا۔

''کلارک روڈ پر اس کی رہائش ہے''...... ایڈورڈ نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں

اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔

''یس۔ ولسن ہاؤس''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ایڈورڈ بول رہا ہوں اور ولسن سے بات کرنا چاہتا ہوں''۔ ایڈورڈ نے کہا۔

''میں ولسن بول رہا ہوں لیکن آپ کون ایڈورڈ ہیں۔ میرے واقف کاروں میں تو کوئی ایڈورڈ نامی آدمی نہیں ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''جناب میں انٹرنیشنل سپلائی کارپوریشن کا ایڈورڈ ہوں۔ مزید یہ بتا دوں کہ آپ ایک بار فورس گروپ سے قرضہ لے کر پھنس گئے تھے اور آپ کے کزن انتھونی آپ کو میرے پاس لے آئے تھے۔ میں نے فورس گروپ کو فون کر کے آپ سے ہونے والی زیادتی رکوا دی تھی اور آپ اپنے کزن انتھونی کے ساتھ میرا شکریہ ادا کرنے تشریف لائے تھے''...... ایڈورڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ میں انتہائی معذرت خواہ ہوں کہ میں آپ کہ پہچان نہ سکا۔ آپ تو میرے محسن ہیں۔ دراصل اب میں کافی بوڑھا ہو گیا ہوں۔ آئی ایم سوری۔ حکم کریں کیسے فون کیا ہے''...... ولسن نے معذرت خواہ لہجے میں کہا۔

''میں نے تو اس لئے آپ کو فون کیا ہے کہ میں اقوام متحدہ

کے تحت چاہتا ہوں کہ آپ کو بین الاقوامی شہرت ملے۔ ڈیگار میں اقوام متحدہ کے تحت لیباٹریوں کے نقشوں کی چار روزہ نمائش کی جا رہی ہے جس میں دنیا کے تمام ملکوں میں بنائی جانے والی لیبارٹریوں کے نقشوں کو سامنے لایا جائے گا اور پھر ان میں سے ایک کو ہر لحاظ سے اے ون قرار دیئے جانے پر لاکھوں ڈالرز انعام بھی دیا جائے گا اور بین الاقوامی شہرت بھی اسے ملے گی۔ آپ نے یہاں کاسان میں واقع لیبارٹری کا نقشہ تیار کیا ہے۔ میں وہاں سپلائی کے لئے جاتا رہتا ہوں۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ آپ کا تیار کردہ نقشہ لازماً پہلے نمبر پر آئے گا۔ اس طرح انعام اور شہرت دونوں آپ کے پاس ہوں گی''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''اچھا واقعی۔ میں نے تو نہ کہیں پڑھا ہے اور نہ ہی سنا ہے''...... انجینئر ولسن نے کہا۔

''ڈیگار حکومت کی طرف سے ایک وفد یہاں پہنچا ہے وہ لوگ میرے پاس آئے ہیں کیونکہ وہ آپ کا پتہ نہیں جانتے تھے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس وفد کو آپ کے پاس بھجوا دوں۔ چار افراد کا وفد ہے''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''اچھا۔ پھر تو واقعی ایسا ہو رہا ہو گا۔ انہیں میرے پاس بھجوا دیں''...... انجینئر ولسن نے کہا۔

''او کے۔ شکریہ''...... ایڈورڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''بہت خوب۔ آپ واقعی ذہین آدمی ہیں۔ گڈ شو''...... صفدر نے

اس کی تحسین کرتے ہوئے کہا تو ایڈورڈ کا چہرہ کھل اٹھا۔

''آپ اپنے چیف کے سامنے میرے بارے میں کوئی اچھی بات ضرور کر دینا۔ یہ میرے لئے سب سے بڑا تحفہ ہو گا''۔ ایڈورڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر صفدر نے اس سے الوداعی مصافحہ کیا جبکہ باقی ساتھی ویسے ہی باہر کی طرف بڑھ گئے جیسے آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار کلارک روڈ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

''ایڈورڈ سے ملاقات بے حد فائدہ مند ثابت ہوئی ہے۔ اگر ولسن سے لیباٹری کا نقشہ مل گیا تو پھر ہمارے لئے بے حد سہولت رہے گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ سب دولت کمانے کے لئے ہمارے ساتھ کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ کیونکہ تمیں پینتیس سال پرانا نقشہ کون سنبھال کر رکھتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''نقشے بنانے والوں میں سے اکثریت اپنے بنائے ہوئے نقشوں کی کاپیاں اپنے پاس رکھتی ہیں کیونکہ ان کے خیال کے مطابق ان سے بہتر نقشہ کوئی نہیں بنا سکتا اس لئے اپنے شاہکاروں کو وہ محفوظ رکھتے ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دیکھو کیا ہوتا ہے''...... تنویر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کلارک روڈ پر مطلوبہ کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے کوٹھی کے گیٹ کے ساتھ دیوار پر انجینئر ولسن کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ نام کے

نیچے ڈگریوں کی ایک لمبی لائن موجود تھی۔ صفدر نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ وہ اپنے انداز اور لباس سے ملازم دکھائی دے رہا تھا۔

''انجینئر صاحب سے کہو کہ ڈیگار سے وفد آیا ہے ملاقات کے لئے''...... صفدر نے کہا۔

''اچھا۔ آپ کا نام''...... ملازم نے کہا۔

''وہ میرا نام نہیں جانتے۔ جو میں نے کہا ہے وہ جا کر بولو''۔ صفدر نے کہا تو ملازم سر جھکائے مڑا اور کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور وہ ملازم واپس آ گیا۔

''میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ اندر آ جائیں''...... ملازم نے کہا اور واپس چلا گیا۔ پھر صفدر بھی واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر پھاٹک کھلتے ہی صفدر کار اندر لے گیا۔ ایک سائیڈ پر پارکنگ بنی ہوئی تھی۔ وہاں ایک پرانے ماڈل کی کار موجود تھی۔ صفدر نے کار وہاں روکی اور نیچے اتر آیا۔ باقی ساتھی بھی نیچے اترے اور پھر صفدر نے کار لاک کر دی۔

''کیوں لاک کر رہے ہو۔ یہ کسی پبلک جگہ پر تو نہیں کھڑی''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں نے عادت ڈالی ہے کہ کار کو لازماً لاک کر دیا جائے''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ملازم پھاٹک بند کر کے ان

کی طرف آیا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ ایک بڑے ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ ویسے وہاں کا فرنیچر بتا رہا تھا کہ یہ کافی پرانا ہے لیکن اس میں رکھ رکھاؤ پھر بھی موجود تھا۔

''بڑے صاحب ابھی آ جائیں گے''...... ملازم نے کہا اور واپس مڑ کر ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی صوفوں پر بیٹھے ہی تھے کہ اندرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سن کر صفدر اور اس کے ساتھیوں کی نظریں وہاں جم سی گئیں۔ دروازے پر پردہ موجود تھا۔ تھوی دیر بعد پردہ ہٹا اور اس کے ساتھ ہی ایک لڑکی اندر داخل ہوئی تو صفدر بے اختیار اچھل پڑا لیکن اسی لمحے لڑکی کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس لڑکی کے ہاتھ سے نکل کر کوئی چیز فرش پر گری اور اس کے ساتھ ہی صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس اندر ہی رک گیا ہو۔ اس نے لاشعوری طور پر سانس لینے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

کرنل گارڈ لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی تھا۔ وہ کرنل جیمز کے تحت تھا اور اس کا پورا سیکشن تھا جسے گارڈ سیکشن کہا جاتا تھا۔ کرنل جیمز نے اسے اس لئے کاسان بھجوایا تھا تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس بچ بچا کر کاسان پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائے تو وہاں گارڈ سیکشن ان کا خاتمہ کر دے۔ گارڈ سیکشن میں چھ مرد اور چار عورتیں تھیں لیکن اس سیکشن کے تمام لوگ کاسان میں ہی نہ رہتے تھے بلکہ ہر روز ایک ممبر کی ڈیوٹی تھی کہ وہ فیری پر ایلسان بندرگاہ جائے اور پھر وہاں سے کاسان آنے والے مسافروں کو چیک کرتا رہے کیونکہ یہ سفر ڈیڑھ دو گھنٹے کا تھا اور انسانی نفسیات کے مطابق ایسے سفر کے دوران لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ چیکنگ تو کاسان جا کر ہی ہو سکتی ہے۔ سفر میں تو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا اس طرح مشکوک افراد کو زیادہ آسانی سے ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ کرنل گارڈ نے کاسان میں باقاعدہ آفس بنایا ہوا تھا جس میں ایک فون سیکرٹری، دو

ملازم اور دو سیکورٹی گارڈ رکھے گئے تھے جو ہر وقت موجود رہتے تھے۔ کرنل گارڈ آفس میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کیونکہ فارغ رہنے سے وہ شدید بوریت محسوس کرنے لگتا تھا۔ اسے یہاں کام کرتے ہوئے ڈیڑھ ہفتہ ہو گیا تھا لیکن ابھی تک ایک بھی مشکوک آدمی ٹریس نہ ہو سکا تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے کتاب رکھی اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل گارڈ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"مس جیکی آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔ وہ اس وقت ایک فیری میں سوار ہیں اور ایلسان سے کاسان آ رہی ہیں"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کراؤ بات"...... کرنل گارڈ نے کہا۔

"ہیلو۔ جیکی بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس کرنل گارڈ۔ کوئی خاص بات"...... کرنل گارڈ نے کہا۔

"یس کرنل۔ چار افراد کا ایک گروپ اسی فیری میں سوار ہے اور ایلسان سے کاسان آ رہا ہے۔ اس گروپ میں تین مرد ہیں اور ایک عورت۔ یہ چاروں افراد گو یورپی ہیں لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک آدمی سے بات چیت کی اور دوستی کرنے کے لئے کہا تو اس

آدمی جس نے اپنا نام مارشل بتایا اور مخصوص یورپی لہجے میں بات کی اور اس کا انداز بھی خالصتاً یورپی تھا لیکن اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں۔ میں نے فیری سے اس لئے فون کیا ہے کہ میں کاسان میں بھی ان کی نگرانی کرنا چاہتی ہوں اس لئے آپ سے اجازت مانگ رہی ہوں کہ آپ جوڈش کو کاسان گھاٹ پر بھجوا دیں اور اسے حکم دے دیں کہ وہ میرے ساتھ کام کرے''...... جیکی نے کہا۔

''اگر تمہیں یقین ہے کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں تو بندرگاہ پر پہنچتے ہی انہیں گولیوں سے اڑا دو۔ بعد میں جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''وہ بین الاقوامی سیاحتی کارڈ ہولڈر ہیں باس۔ اگر وہ بعد میں ہمارے مطلوبہ افراد نہ نکلے تو ہمیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ میں چاہتی ہوں کہ ایسا کوئی ثبوت مل جائے جس سے ہم اعلیٰ حکام پر ثابت کر سکیں کہ ہم نے درست افراد کا خاتمہ کیا ہے۔ پچھلے سال ایک بین الاقوامی سیاحت کارڈ کا حامل سیاح نیلسن کے ہاتھوں مارا گیا تھا جس پر لارڈ صاحب سخت ناراض ہو گئے تھے اور بڑی مشکل سے نیلسن کی جان بخشی ہوئی تھی''...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم کس قسم کا ثبوت حاصل کرنا چاہتی ہو اور کس طرح ایسا ثبوت حاصل کرو گی''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''جوڈش کے پاس ریکارڈنگ کے جدید آلات موجود ہیں اور وہ اس کام میں بے حد مہارت رکھتا ہے۔ وہ لوگ یہاں پہنچ کر کسی نہ کسی ہوٹل یا پرائیویٹ رہائش گاہ میں رہیں گے تو ان کے درمیان ہونے والی بات چیت کو ریکارڈ کیا جاتا رہے گا۔ مجھے یقین ہے کہ چاہے کتنی ہی طویل ریکارڈنگ ہو، یہ لوگ لازماً کہیں نہ کہیں لاشعوری طور پر ایشیا کی زبان بولیں گے یا ایشیائی نام لیں گے تو ہم کنفرم ہو جائیں گے۔ پھر انہیں سپیشل پوائنٹ پر لے جا کر ان کے میک اپ واش کر کے انہیں اعلیٰ حکام کے سامنے پیش کیا جائے گا''۔ جیکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''جس فیری میں تم سوار ہو وہ کب کاسان پہنچے گی''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''ایک گھنٹہ لگ جائے گا''...... جیکی نے کہا۔

''او کے۔ میں جوڈش کو کہہ دیتا ہوں لیکن ایک بات بتا دوں کہ میں اپنے سیکشن کے تم اور جوڈش جیسے ایجنٹس ضائع نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اگر وہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں تو وہ انتہائی تجربہ کار اور فعال لوگ ہیں اس لئے اگر انہیں تم پر یا جوڈش پر شک پڑ گیا یا تمہاری نگرانی ان کی نظروں میں آ گئی تو تم دونوں کی لاشیں بھی نہ ملیں گی لیکن مجھے تم پر اعتماد ہے کہ تمہاری چھٹی حس درست کہتی ہے اور تم میرے سیکشن کی سب سے اچھی ایجنٹ ہو اس لئے اسے میری ضرورت سمجھو یا حکم۔ انتہائی احتیاط سے کام کرنا

چاہے کتنا ہی وقت لگ جائے''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں''...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اطمینان سے کام کرو۔ جوڈش پہنچ جائے گا لیکن اگر کوئی اہم بات ہو جائے تو مجھے رپورٹ ضرور کرنا''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل گارڈ نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً چار گھنٹوں کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل گارڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جیکی کی کال ہے جناب''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''جیکی بول رہی ہوں باس''...... چند لمحوں بعد جیکی کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے ان مشکوک افراد کی''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''باس۔ میرے شکوک درست ثابت ہوئے ہیں۔ یہ چاروں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں''...... جیکی نے کہا۔

''کیسے۔ تفصیل سے بات کرو۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے''۔ کرنل گارڈ نے کہا

''مارشل اور اس کے ساتھیوں گھاٹ سے ٹیکسی کے ذریعے سٹار کلب گئے اور وہاں کے مینجر روتھ سے ملے۔ ان کے درمیان باتیں ہوتی رہیں وہاں جو اہم بات سامنے آئی وہ یہ کہ وہ کاسان میں کسی لیبارٹری کے بارے میں معلومات چاہتے ہیں لیکن مینجر روتھ کو اس کا علم نہ تھا۔ اس نے صرف انہیں ایک رہائش گاہ مع کار دے دی اور اس کے ساتھ ہی سائنس لیبارٹریوں کو ان کا مطلوبہ سائنسی سامان سپلائی کرنے والے ادارے کے مالک ایڈورڈ کے پاس بھجوا دیا۔ ایڈورڈ نے انہیں لیبارٹری کی بنیادی باتیں بتا دیں اور ساتھ ہی یہ ٹپ بھی دے دی کہ اس لیبارٹری کا نقشہ انجینئر ولسن نے بنایا ہے۔ پھر ایڈورڈ نے انجینئر ولسن کو فون کر کے بتایا کہ ڈیگار میں لیبارٹریوں کے نقشوں کی نمائش اقوام متحدہ کے تحت ہو رہی ہے اور ڈیگار کا وفد کاسان لیبارٹری کا نقشہ لینے آیا ہے اور اول آنے پر اسے لاکھوں ڈالرز انعام اور شہرت ملے گی تو انجینئر ولسن نے انہیں بلوا لیا''۔ جیکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ انہیں فوری ختم ہونا چاہئے''...... کرنل گارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''باس۔ بے ہوش افراد کیسے خطرناک ہو سکتے ہیں۔ اس وقت یہ چاروں افراد بے ہوشی کی حالت میں میرے سامنے پڑے ہیں''...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے سامنے۔ کیا مطلب''...... کرنل گارڈ نے حلق کے بل

چیختے ہوئے کہا۔

’’انہوں نے انجینئر ولسن کے گھر اس سے ملنے جانا تھا تا کہ اس سے لیبارٹری کا نقشہ حاصل کر سکیں۔ چنانچہ میں نے جوڈش کے ساتھ مل کر پلاننگ کی اور ان کے پہنچنے سے پہلے ہی ہم نے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی جدید ترین اور انتہائی زود اثر گیس کے کیپسول فائر کر دیئے۔ پھر عقبی طرف سے اندر داخل ہو کر ہم نے کوٹھی پر قبضہ کر لیا اور پھر جوڈش کو میں نے پھاٹک پر تعینات کر دیا تا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کسی شک میں نہ پڑیں۔ میں خود ایک کمرے میں بیٹھ گئی۔ پھر کال بیل بجنے پر جوڈش پھاٹک سے باہر چلا گیا۔ پھر واپس اندر آ کر اس نے مخصوص اشارہ کیا جس کا مطلب تھا کہ وہی لوگ آئے ہیں جو ہمارا ٹارگٹ ہیں۔ میں نے اسے اشارہ کیا کہ وہ پہلے سے طے شدہ شیڈول کے مطابق کام کرے چنانچہ اس نے باہر جا کر انہیں اندر آنے کا کہا۔ پھر اندر آ کر اس نے پھاٹک کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک کار اندر داخل ہوئی اور پارکنگ میں موجود انجینئر ولسن کی پرانے ماڈل کی کھڑی کار کے ساتھ رکی۔ جوڈش نے پھاٹک بند کیا اور پھر ان لوگوں کی رہنمائی کر کے انہیں پہلے سے طے شدہ پلاننگ کے تحت ڈرائینگ روم میں بٹھا دیا۔ عقبی طرف بھی ڈرائینگ روم کا ایک دروازہ ہے جس پر پردہ لٹکایا گیا ہے۔ میں اس دروازے سے پردہ ہٹا کر اندر گئی تو وہ لوگ مجھے پہچان کر حیرت سے بت بن گئے اور

میں نے فوراً بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اور یہ چاروں کے چاروں فوری طور پر بے ہوش گئے جبکہ میں نے سانس روک لیا تھا۔ اس لئے مجھ پر اس گیس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کے بعد میں نے ہیڈ کوارٹر سے سٹیشن ویگن منگوائی اور ان چاروں کو اس سٹیشن ویگن میں ڈال کر زیرو پوائنٹ پر لے آئی ہوں اور آپ کو کال کر رہی ہوں‘‘...... جیکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’انہیں گولی مارو۔ کیوں خواہ مخواہ رسک لے رہی ہو۔ انہیں گولی مار کر ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دو‘‘۔ کرنل گارڈ نے کہا۔

’’یہ سلوک تو بہرحال ان کے ساتھ ہو گا ہی لیکن میں پہلے ان سب کے میک اپ واش کرانا چاہتی ہوں تا کہ ان کے اصل ایشیائی چہرے سامنے آ جائیں۔ پھر انہیں ہلاک کر دیا جائے گا اور ان کی تصاویر لے کر ان کی لاشوں کو برقی بھٹی میں ڈال دوں گی۔ میری خواہش تھی کہ آپ خود زیرو پوائنٹ پر آ جائیں تا کہ تمام کام آپ کے سامنے ہو سکے‘‘...... جیکی نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

’’اوکے۔ میں خود آ رہا ہوں‘‘...... کرنل گارڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹائیگر اور جوانا دونوں ہوائی جہاز کی سیٹوں پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹائیگر کی سیٹ کھڑکی کے ساتھ تھی جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر جوانا براجمان تھا۔ جوزف چونکہ زخمی تھا اس لئے ڈاکٹروں نے اسے بھیجنے سے انکار کر دیا تھا گو گولائتھ نامی افریقی نژاد نے جوزف کے تمام اندرونی زخم اور ٹوٹی پھوٹی ہڈیوں کو اپنی مخصوص دوا کے ساتھ جوڑ دیا تھا لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر صدیقی نے سختی سے اسے مشن پر جانے سے روک دیا تھا اور عمران نے بھی ڈاکٹر صدیقی کی بات کی توثیق کی تھی اس لئے جوزف خاموش ہو گیا تھا ورنہ وہ ٹائیگر اور جوانا کے ساتھ جانے کا شدید خواہش مند تھا۔

''ماسٹر نے تمہیں ہدایات دیں ہوں گی۔ ہم نے وہاں کیا کرنا ہے۔ کیا ہم نے لیبارٹری کے خلاف کام کرنا ہے یا کچھ اور کرنا ہے''...... جوانا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیبارٹری کی تباہی اور فارمولے کی واپسی کا مشن پاکیشیا

سیکرٹ سروس کا گروپ کر رہا ہے جس کا لیڈر صفدر ہے جبکہ ہم نے لارڈز کے ہیڈکوارٹر اور ذیلی ہیڈکوارٹرز کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے باس عمران، مس جولیا اور میرے خلاف کام کیا ہے۔ پاکیشیا کی ایک لیبارٹری بھی انہوں نے تباہ کی ہے اور وہاں سے فارمولا بھی یہی لوگ لے اڑے ہیں''...... ٹائیگر نے آہستہ بات کرتے ہوئے کہا تاکہ ان کے آگے والی سیٹ اور عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے لوگ ڈسٹرب نہ ہوں۔

''اس سلسلے میں معلومات تو تم نے حاصل کی ہوں گی۔ کہاں ہیں وہ''...... جوانا نے کہا۔

''ابھی کوئی معلومات نہیں ہیں البتہ میں نے آنان میں واقع ہارش کلب کے مالک اور جنرل مینجر کلارک سے بات کی ہے۔ کلارک نے مجھے بتایا ہے کہ لارڈز کا ذیلی ہیڈکوارٹر لوسانو میں ہے جس کا انچارج کرنل جیمز ہے لیکن اسے تفصیل کا علم نہ تھا البتہ اس نے مجھے لوسانو کے ایک کلب جو ہارڈ کلب کے نام سے مشہور ہے، کے جنرل مینجر اور مالک ہارڈی کی ٹپ دی ہے۔ اسی کے مطابق ہارڈی نے خود طویل عرصہ تک اس تنظیم میں کام کیا ہوا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''پھر تو وہ یہودی ہو گا اور تم کہہ رہے تھے کہ لارڈز بھی یہودیوں کی تنظیم ہے۔ ایسی صورت میں وہ کیسے ہمارے ساتھ تعاون کرے گا''...... جوانا نے کہا۔

"وہ یہودی نہیں ہے۔ پہلے یہ تنظیم ایک لارڈ ہنری کی ملکیت تھی لیکن پھر یہودیوں نے اس سے جبراً خرید لی۔ اب تنظیم کا اصل سرپرست ایک یہودی لارڈ ہاٹ مین ہے جبکہ کاسان میں انہوں نے انتہائی ایڈوانس اور قیمتی مشینری نصب کر کے ایک لیبارٹری بنائی ہوئی ہے اور وہاں ایسے ہتھیار تیار ہو رہے ہیں جو موجودہ دور میں سب سے آگے رہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ہم نے اس لارڈ کا خاتمہ کرنا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"نہیں۔ ہم نے نیچے سے شروع کرنا ہے اور اوپر تک جانا ہے کیونکہ فعال ہمیشہ نیچے والے ہی ہوتے ہیں۔ اوپر والے تو پالیسی بناتے ہیں یا احکامات دیتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اب ہم لوسانو پہنچ کر پہلے ہارڈی سے ملیں گے"...... جوانا نے کہا۔

"ہاں۔ اسے ہمارے بارے میں بتا دیا گیا ہے۔ ویسے وہ لوسانو میں پراپرٹی کا کاروبار بھی کرتا ہے اور سیاحوں کو رہائش گاہیں اور کاریں بھی کرایہ پر دیتا ہے اس لئے ہم بطور سیاح اس سے ملیں گے۔ اس سے رہائش گاہ اور کار لیں گے پھر لوسانو سے ہی کارروائی کا آغاز کریں گے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جوانا نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کی مسلسل پرواز کے بعد لوسانو کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر جہاز اترا اور چونکہ یہ اس فلائٹ کا آخری سٹاپ تھا اس لئے ٹائیگر اور

جوانا کے ساتھ ساتھ طیارے میں سوار تمام افراد اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اور جوانا ایئرپورٹ سے باہر آئے اور سائیڈ پر بنے ہوئے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف چل پڑے۔

"یس سر"...... ٹیکسی کے ساتھ کھڑے اس کے ڈرائیور نے ٹائیگر اور جوانا کے قریب پہنچنے پر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہارڈ کلب"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تشریف رکھیں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی کا عقبی دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور پھر ٹائیگر اور جوانا عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے لیکن سیٹ اس قدر فراخ نہ تھی کہ دونوں اطمینان سے بیٹھ سکتے۔

"میں آگے بیٹھ رہا ہوں۔ تم اطمینان سے بیٹھو"...... ٹائیگر نے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا اور پھر ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ لوسانو پہلی بار آیا تھا اس لئے بڑے شوق سے باہر کا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر نے ایکریمین میک اپ کر رکھا تھا جبکہ جوانا اپنے اصل چہرے میں تھا۔ ٹیکسی نے نصف گھنٹے بعد ہارڈ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ کے باہر انہیں پہنچا دیا۔ ٹائیگر نے میٹر دیکھ کر نہ صرف کرایہ ادا کیا بلکہ ایک بڑی مالیت کا نوٹ اس نے ٹپ کے طور پر دے دیا اور پھر وہ دونوں مڑ کر کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئے۔ کلب کی عمارت چار منزلہ تھی۔ ابھی شام نہ ہوئی تھی اس لئے کلب ویران پڑا تھا کیونکہ ایسے کلبوں میں گہما گہمی رات کو عروج پر پہنچتی تھی۔ وہ دونوں ہال میں داخل ہو کر ایک سائیڈ پر

موجود وسیع و عریض کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ یہاں دو لڑکیاں موجود تھیں۔ ایک تو فون سیٹ سامنے رکھے فون سننے اور باتیں کرنے میں مصروف تھی جبکہ دوسری آنے والوں کو اٹنڈ کر رہی تھی۔ ٹائیگر اور جوانا کو کاؤنٹر پر دیکھ کر وہ ان کی طرف متوجہ ہو گئی۔

''یس سر''...... اس نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جنرل مینجر ہارڈی سے ملنا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آپ نے وقت لیا ہوا ہے''......لڑکی نے پوچھا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو آئے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا تو لڑکی نے فون اٹنڈ کرنے والی لڑکی کو رسیور دینے کا کہا تو اس نے فون کال بند کر کے رسیور ساتھ والی لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر سے بات کرنے والی لڑکی نے فون کے یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر کے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... رسیور سے ایک بھاری آواز میں کہا گیا۔

''کارگی بول رہی ہوں کاؤنٹر سے۔ دو ایکریمین کاؤنٹر پر آئے ہیں۔ آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ آپ کے ساتھ ملاقات کا وقت مقرر ہے''......لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اگر ہے تو بھجوا دو''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لڑکی نے رسیور رکھ دیا۔

''تشریف لے جائیں۔ تیسری منزل پر آفس ہے''...... لڑکی نے کہا تو ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں ایک لفٹ

تک پہنچ گئے۔ لفٹ نے چند لمحوں میں انہیں تیسری منزل پر پہنچا دیا۔ یہاں ایک نہیں بلکہ کئی آفسز تھے۔ جنرل مینجر کی پلیٹ ایک دروازے کے ساتھ دیوار پر لگی ہوئی تھی۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اس دروازے کو دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے جوانا تھا۔ کمرہ خاصا وسیع و عریض تھا۔ دروازے کے سامنے جہازی سائز کی ایک ٹیبل موجود تھی جس کے عقب میں ایک ریوالونگ کرسی پر ایک دبلا پتلا اور درمیانے قد کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ٹائیگر اور جوانا کے اندر داخل ہونے پر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میرا نام ہارڈی ہے اور میں ہارڈ کلب کا جنرل مینجر اور مالک ہوں۔ کاؤنٹر گرل کہہ رہی تھی کہ آپ نے ملاقات کا وقت لیا ہوا ہے۔ کیا واقعی''...... ہارڈی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''میرا نام ابراہم ہے اور یہ میرا ساتھی جوانا ہے۔ جہاں تک وقت لینے یا نہ لینے کا تعلق ہے تو کلب جیسے اوپن ماحول میں ملاقات کے لئے وقت لینے کی بات کا میں قائل ہی نہیں ہوں''۔ ٹائیگر نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا اور پھر ہارڈی نے جوانا سے بھی رسمی سا مصافحہ کیا اور وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''کیا پینا پسند کریں گے''...... ہارڈی نے پوچھا۔

''ہم صرف رات کو سوتے وقت پیتے ہیں۔ بے حد شکریہ''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا اب بتائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''۔ ہارڈی نے کہا۔

''آنان میں ہارش کلب ہے جس کا مالک اور جنرل مینجر کلارک ہے۔ اس نے آپ کو فون کیا ہو گا ہمارے بارے میں''۔ ٹائیگر نے کہا تو ہارڈی بے اختیار اچھل پڑا۔

''ارے ارے اچھا۔ اچھا۔ وہ میرا محسن ہے۔ آپ بتائیں کہ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... ہارڈی نے کہا۔

''ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ یہودیوں کی تنظیم لارڈز میں کام کرتے رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اس میں طویل عرصہ کام کیا ہے پھر ایک مشن کے دوران میری ٹانگیں ٹوٹ گئیں جس پر ڈاکٹروں نے مجھے تیز چلنے اور بھاگنے سے منع کر دیا تو تنظیم نے مجھے فارغ کر دیا البتہ اتنے پیسے مل گئے کہ میں نے یہ کلب خرید لیا اور اب میں اپنے کام سے مطمئن ہوں''...... ہارڈی نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیا آپ یہودی ہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''اوہ نہیں۔ میں تو کرسچین ہوں''...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر آپ خاص طور پر اس تنظیم میں کیسے شامل ہو گئے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''جب میں ملازم تھا تو اس وقت یہ تنظیم ایک کرسچین لارڈ ہنری

کی ملکیت تھی۔ اسے بنایا بھی اسی نے تھا۔ پھر یہ لارڈ ہاٹ مین کو فروخت کر دی گئی اور اس نے اسے مکمل طور پر یہودیوں کی تنظیم بنا ڈالا۔ میں تو خیر پہلے ہی آؤٹ ہو چکا تھا لیکن بعد میں لارڈ ہاٹ مین نے اس تنظیم میں موجود تمام غیر یہودیوں کو بھاری دولت دے کر تنظیم سے نکال دیا اور ان کی جگہ پوری دنیا سے تجربہ کار یہودیوں کو بلا کر شامل کر لیا گیا''...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے کتنا عرصہ پہلے تنظیم سے علیحدگی اختیار کی تھی''۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

''دس بارہ سال تو ہو ہی گئے ہیں لیکن آپ اس طرح کا انٹرویو کیوں لے رہے ہیں''...... ہارڈی سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ لیا۔

''یہ ضروری باتیں ہیں البتہ اب آپ ہمیں بتائیں کہ یہاں لوسانو میں کون اس تنظیم کو چلا رہا ہے اور دوسرے ہیڈکوارٹرز اور سپر ہیڈکوارٹر کہاں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سوری۔ میں ایسے سوالات کا جواب نہیں دیا کرتا''...... ہارڈی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جو معاوضہ آپ کہیں وہ حاضر کر دیتے ہیں''...... ٹائیگر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے چیک بک نکالتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ چیک میں ویسے ہی نہیں لیا کرتا''...... ہارڈی نے

کہا۔

''یہ گارنٹیڈ چیک ہے۔ بولیں تفصیلی معلومات کے لئے کتنے ڈالرز لکھوں۔ ویسے اور بھی آدمی موجود ہیں جو سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہیں اور کہیں کم معاوضہ لینے پر رضامند ہیں لیکن چونکہ میرے دوست کلارک نے آپ کی بے حد تعریف کی ہے اس لئے آپ سے بات ہو رہی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے۔ دس لاکھ ڈالرز دیں میں آپ کی مطلوبہ معلومات آپ کو دے دوں گا لیکن ایک بات کا آپ کو حلف دینا ہو گا کہ میرا نام کسی بھی سطح پر سامنے نہیں آئے گا''...... ہارڈی نے کہا تو ٹائیگر نے چیک پُر کر کے اس پر دستخط کئے اور پھر چیک بک سے علیحدہ کر کے ہارڈی کی طرف بڑھا دیا۔ ہارڈی نے چیک لے کر کچھ دیر تک بہت غور سے دیکھا پھر اس کے چہرے پر مسرت اور اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے چیک تہہ کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

''یس سر۔ اب بتائیں کیا پوچھنا ہے آپ نے''...... ہارڈی کا لہجہ دس لاکھ ڈالرز کا چیک ملنے کے بعد یکلخت بدل گیا تھا۔

''لارڈز کے ہیڈکوارٹر، ذیلی ہیڈکوارٹرز، سیکشنوں کے ہیڈکوارٹرز اور نیچے سے اوپر لارڈ ہاٹ مین تک جو بھی آپ جانتے ہیں وہ بتائیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرے علم میں جو کچھ ہے وہ میں بتا دیتا ہوں''...... ہارڈی

نے کہا۔

''ٹھیک ہے آپ بتائیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لارڈز جدید اسلحہ اور ڈرگ بزنس میں ملوث ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ سرکاری ایجنسیوں کی طرح اسرائیل کے مفادات کے لئے ہر قسم کے جرائم بھی کرتی ہے۔ اس کا انداز بالکل ایسا ہے جیسے ممالک کی اپنی سرکاری ایجنسیاں کام کرتی ہیں۔ یہاں لوسانو میں لارڈز کا ہیڈکوارٹر ہے اور اس کا انچارج کرنل جیمز ہے۔ یہ انتہائی تجربہ کار آدمی ہے۔ میرے ساتھ کام کرتا رہا ہے۔ بلیو ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں اس کا ہیڈکوارٹر بنایا گیا ہے۔ کرنل جیمز کے تحت کئی سیکشنز بھی ہیں۔ کرنل جیمز کا باس رابرٹ ہے۔ رابرٹ، لارڈز کا چیف ہے اس کا ہیڈکوارٹر کازک ٹاؤن میں ہے۔ اس کے تحت کرنل جیمز اور اس جیسے کئی ایجنٹس اور ان کے تحت کئی سیکشنز ہیں اور رابرٹ کا باس لارڈ ہاٹ مین ہے جس کا دفتر علیحدہ اور ہیڈکوارٹر علیحدہ ہے''...... ہارڈی نے کہا۔

''وہ کیسے۔ میں سمجھا نہیں۔ وہ آفس اپنے ہیڈکوارٹر میں بھی تو بنا سکتا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ وہاں بہت لوگ ہوتے ہیں ڈسٹربنس ہوتی ہے اس لئے آفس علیحدہ بنایا گیا ہے''...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کہاں کہاں ہیں تفصیل سے بتائیں''...... ٹائیگر

نے کہا۔

”چیف رابرٹ کا ہیڈکوارٹر روگر کے کازک ٹاؤن میں ہے جبکہ روگر اسرائیل کے نواحی علاقے میں واقع ہے“...... ہارڈی نے کہا۔

”یہ نواحی علاقے کا کیا مطلب“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اسرائیل کی مغربی سرحد پر ایک چھوٹا سا شہر ہے روگر“۔ ہارڈی نے کہا۔

”اچھا۔ اب اس کے بعد اور کیا کیا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اس کے بعد لارڈ ہاٹ مین ہیں جن کی رہائش اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں ہے لیکن وہ وہاں مجموعی طور پر ایک دو ہفتے ہی رہتے ہیں ورنہ یورپ اور ایکریمیا میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں“...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کرنل جیمز کے بارے میں مزید کوئی معلومات مل سکتی ہیں“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”کس قسم کی معلومات“...... ہارڈی نے پوچھا۔

”کہاں اٹھتا ہے کہاں بیٹھتا ہے۔ اس کی کوئی گرل فرینڈ، اس کا حلیہ، قدوقامت وغیرہ وغیرہ۔ ایسی ذاتی معلومات“...... ٹائیگر نے کہا۔

”جی نہیں۔ مجھے معلوم نہیں البتہ میری اس سے ایک بار ملاقات ہوئی تھی آج سے تقریباً چار سال پہلے۔ اس وقت کا حلیہ بتا سکتا ہوں“...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی تفصیل

سے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

”اوکے۔ اب ہمیں اجازت دیں“...... ٹائیگر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جوانا بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر ہارڈی بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو ٹائیگر اور جوانا دونوں آفس سے باہر آ گئے۔

”اب پھر ٹیکسی لینا ہو گی۔ ہم نے اگر کام کرنا ہے تو ہمیں کار کی سہولت حاصل ہونی چاہئے“...... جوانا نے کہا۔

”کار کے ساتھ رہائش بھی چاہئے۔ وہیں جا رہے ہیں“۔ ٹائیگر نے کہا اور اس طرف کو چل پڑا جہاں ٹیکسی سٹینڈ تھا۔ دو سڑکیں کراس کر کے وہ وہاں تک پہنچ گئے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے جلدی سے ٹیکسی کے دروازے کھول دیئے تو جوانا عقبی سیٹ پر اور ٹائیگر فرنٹ کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”کہاں جانا ہے صاحب“...... ڈرائیور نے ٹیکسی کا میٹر آن کرتے ہوئے کہا۔

”رئیل پراپرٹی کے کسی بڑے ڈیلر کے پاس۔ جہاں سے ہمیں کار اور رہائش گاہ مل سکے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”یس سر“...... ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے ٹیکسی آگے بڑھا دی اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ایک آفس کے سامنے پہنچے تو ڈرائیور نے ٹیکسی روک دی۔ آفس کے اوپر رئیل پراپرٹی ڈیلر کا جہازی سائز کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ ٹائیگر

نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ کے ساتھ ٹپ دی اور ٹیکسی سے اتر کر وہ پراپرٹی ڈیلر کے آفس میں داخل ہو گئے۔ خاصا بڑا آفس تھا اور کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔

''یس سر''...... اس آدمی نے ٹائیگر اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمیں ایک رہائش گاہ اور ایک جدید ماڈل کی کار چاہئے۔ ہم سیاح ہیں اور ہوٹلوں میں رہنے اور ٹیکسی میں پھرنے سے نفرت کرتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مل جائیں گی لیکن آپ کی ضمانت کون دے گا''...... ادھیڑ عمر آدمی نے خشک لہجے میں کہا۔

''کیش بطور ضمانت''...... ٹائیگر نے کہا تو پراپرٹی ڈیلر بے اختیار چونک پڑا۔

''یعنی آپ سیکورٹی نقد ادا کریں گے''...... اس آدمی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ٹائیگر کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''جی ہاں۔ ہم سیاح ہیں اس لئے یہاں ضمانت کس کی لے آئیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے''...... اس آدمی نے کہا اور ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''پوش کالونی میں کوٹھی نمبر آٹھ کی چابیاں لے آؤ اور ساتھ ہی رجسٹر بھی''...... اس آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ کا نام کیا ہے اور آپ یہاں کیا ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرا نام مارک ہے اور میں اس کمپنی کا مالک بھی ہوں اور جنرل مینجر بھی''...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مسٹر مارک۔ ہمیں وہ کوٹھی چاہئے جس میں تمام سہولیات موجود ہوں اور کار بھی جدید ماڈل کی ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ پوش کالونی لوسانو کی سب سے پوش کالونی ہے۔ کوٹھی بھی کافی بڑی ہے اور وہاں اس سال کی زیرو میٹر کار بھی موجود ہے''...... مارک نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کی رِنگ تھا جس میں دو بڑی بڑی چابیاں تھیں۔

''یہ لیں۔ وہاں فون بھی موجود ہے اور کار کی چابی اس کے اگنیشن میں موجود ہو گی''...... مارک نے کی رِنگ لے کر ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ کتنی سیکورٹی دوں''...... ٹائیگر نے چابیاں اور کی رِنگ جس کے ساتھ ایک ٹوکن بھی تھا جس پر کالونی کا نام اور کوٹھی نمبر لکھا ہوا تھا، لے لیا۔

''دونوں کے لئے اسی لاکھ ڈالرز''...... مارک نے کہا تو ٹائیگر نے چیک بک جیب سے نکال لی۔

''سوری۔ میں چیک نہیں لیا کرتا۔ ایسے معاملے کیش میں ہی

ہوتے ہیں''...... مارک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ گارنٹیڈ چیک ہیں مسٹر مارک''...... ٹائیگر نے کہا تو مارک چونک پڑا۔ ٹائیگر نے چیک پر تحریر کر کے اور اپنے دستخط کر کے اسے چیک بک سے علیحدہ کیا اور چیک بک واپس جیب میں ڈال کر چیک مارک کی طرف بڑھا دیا۔ مارک نے چیک کو غور سے دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''تھینک یو''...... مارک نے کہا اور چیک کو تہہ کر کے اسے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ ساتھ ہی میز پر موجود ایک رجسٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا، اسے کھولا اور پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔ پھر اس نے جیب سے ایک پوائنٹر نکال لیا۔

''آپ کا نام جناب''...... مارک نے پوچھا۔

''ابراہم''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر مارک، ٹائیگر سے پوچھتا گیا اور ٹائیگر جواب دیتا رہا اور مارک رجسٹر پر لکھتا رہا۔ اس میں ٹائیگر کے لئے ذاتی سوالات بھی تھے۔ پھر اس نے ٹائیگر سے رجسٹر پر دستخط کرائے اور رجسٹر بند کر دیا۔

''سیکورٹی کی رسید دے دیں اور یہ بھی لکھ دیں کہ جب ہم واپس جانا چاہئیں ہمیں ہماری رقم فوراً واپس دے دی جائے گی''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''یس سر۔ میں رسید دیتا ہوں''...... مارک نے کہا اور میز کی دراز کھول کر اس نے فارم کا بنڈل نکالا اور ایک صفحہ اس نے بک

سے علیحدہ کیا اور اس پر دستخط کر کے اس نے اسے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر نے اسے تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

''اب یہ بات تو طے ہوگئی ہے۔ اب ایک اور مسئلہ ہے کہ ہمیں کچھ جدید اسلحہ چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ بھی مل جائے گا لسٹ بنا دیں''...... مارک نے کا تو ٹائیگر نے جیب سے ایک لسٹ نکالی اور اسے مارک کی طرف بڑھا دیا۔ مارک نے غور سے لسٹ پڑھی اور پھر میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

''مارٹی۔ یہ لسٹ لے کر جاؤ اور ماسٹر سے لسٹ میں موجود اسلحہ لے کر پوش کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ میں دے آؤ اور ساتھ ہی قیمت کی چٹ لے جانا اور اسلحہ دے کر رقم لا کر ماسٹر کو دے دینا''۔ مارک نے کہا۔

''یس باس''...... مارٹی نے لسٹ لے کر سر جھکاتے ہوئے کہا اور مڑ کر آفس سے باہر چلا گیا۔

''اور کوئی خدمت''...... مارک نے کہا۔

''آپ نے بے حد تعاون کیا ہے۔ آپ کی نوازش۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ آپ کی طرف سے لیکج نہیں ہونی چاہئے ورنہ آپ کو ناقابل تلافی نقصان بھی ہوسکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ مزید کوئی خدمت ہو تو

میں کر سکتا ہوں وہ بھی آپ کسی وقت فون پر بتا سکتے ہیں‘‘۔ مارک نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ پھر ٹائیگر اور جوانا مارک کا شکریہ ادا کر کے آفس سے باہر آئے اور ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں سوار پوش کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

’’میں تو شدید بور ہو گیا ہوں‘‘...... جوانا نے کوٹھی پر پہنچتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔ کوٹھی خاصی بڑی اور اچھے انداز میں مزین کی گئی تھی وہاں ایک کار بھی موجود تھی۔ ٹائیگر نے کار کا جائزہ لیا تو کار بھی ان کی مرضی کی مطابق تھی۔ تھوڑی دیر بعد ان کا مطلوبہ اسلحہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ اسے نقد رقم دے دی گئی کیونکہ وہ کچھ زیادہ نہ تھی۔

’’میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کہ لاکھوں ڈالرز تم اس طرح لٹا رہے ہو جیسے تمہیں اس کی پرواہ ہی نہ ہو۔ کیا ماسٹر یا ایکسٹو تمہیں اتنی رقم دے دیتے ہیں‘‘...... کرسی پر بیٹھے ہوئے جوانا نے کہا۔

’’یہ رقم عمران صاحب نے دی ہے اور نہ ہی ایکسٹو نے۔ یہ میری رقم ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا حیرت سے چونک پڑا۔

’’کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’پاکیشیا میں ایسے کلب اور کیسنو ہیں جہاں مشینوں کے ذریعے بھی اور پرانے طریقہ کے مطابق جوا کھیلا جاتا ہے۔ جب بھی کسی

مشن پر جانا ہوتا ہے میں کم از کم پچاس لاکھ ڈالرز جیت کر بنک میں جمع کرا کے بینک سے گارنٹیڈ چیک بنوا لیتا ہوں۔ اس طرح کنوئیں کی مٹی کنوئیں میں ہی پوری ہو جاتی ہے اور نہ میری جیب پر دباؤ آتا ہے اور نہ ہی چیف پر دباؤ آتا ہے اور نہ ہی باس عمران صاحب پر‘‘...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کیا ماسٹر بھی ایسا ہی کرتے ہیں‘‘...... جوانا نے پوچھا۔

’’جہاں ضرورت ہو وہاں ایسا ہی کرتے ہیں‘‘...... ٹائیگر نے جواب دیا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’اب کیا پروگرام ہے‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’آج رات اس ہیڈکوارٹر کی ریکی کی جائے گی تاکہ اس بارے میں درست معلومات مل سکیں۔ پھر چیک کریں گے کہ اندر کتنے افراد موجود ہیں۔ پھر کوئی ایکشن لیں گے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’کب‘‘...... جوانا نے پوچھا۔

’’دو گھنٹے ریسٹ کر لیں۔ پھر چلیں گے‘‘...... ٹائیگر نے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ملحقہ بیڈروم کی طرف بڑھ گیا جبکہ ٹائیگر نے رسیور اٹھایا اور ٹون سننے کے بعد اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

’’انکوائری پلیز‘‘...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

’’رین بو کلب کا نمبر دیں‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد آواز دوبارہ سنائی دی۔

''یس''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ٹائیگر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر انکوائری کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

''رین بو کلب''...... ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں ایک سپروائزر ہیں جنہیں لٹل جون کہا جاتا ہے ان سے بات کرا دیں۔ میرا نام ابراہم ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے ہولڈ کرنے کا کہا گیا۔

''یس۔ جون بول رہا ہوں اور آپ کون صاحب بات کر رہے ہیں''...... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز میں کہا گیا۔

''میرا نام ابراہم ہے اور میرا تعلق ڈیگار سے ہے۔ آپ کے بارے میں مجھے ڈیگار کے کرنل میتھو نے بتایا تھا اور مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ انتہائی بااعتماد آدمی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کرنل میتھو میرا بہترین دوست بھی ہے اور ہم کزن بھی ہیں۔ آپ فرمائیں، آپ کا ایسا کیا مسئلہ ہے جو آپ مجھ سے حل کرانا چاہتے ہیں''...... جون نے کہا۔

''کیا یہ فون محفوظ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ آپ کھل کر بات کریں''...... جون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ پہلے لارڈز میں کام کرتے رہے ہیں اور آپ لوسانو میں لارڈز کے چیف تھے لیکن پھر ایک صاحب کرنل جیمز نے آپ کا سیکشن جائن کر لیا اور پھر سازش کرتے ہوئے اس نے خود کو چیف بنوا لیا اور آپ کو اس وجہ سے لارڈز چھوڑنا پڑی۔ کیا یہ سب درست ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ خاصی پرانی بات ہے لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کوئی خاص وجہ''...... جون نے کہا۔

''کرنل میتھو نے بتایا تھا کہ آپ کو اس سازش کا بے حد صدمہ ہوا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کرنل میتھو نے جو کچھ بتایا ہے وہ سچ ہے لیکن آپ نے اپنے بارے میں نہیں بتایا کہ آپ کون ہیں اور لارڈز کے خلاف کام کیوں کر رہے ہیں''...... جون نے کہا۔

''ہم نے لارڈز کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا اور نہ ہی ہمارا مقصد لارڈز کو کوئی نقصان پہنچانا ہے۔ ہمارا اصل ٹارگٹ کرنل جیمز ہے۔ ہم اسے اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے ٹرانسفر کرنا چاہتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیوں وجہ۔ مسئلہ کیا ہے''...... جون نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

''میرا تعلق دراصل ایم فورس سے ہے۔ ایم فورس کے بارے

میں تو آپ جانتے ہیں کہ بین الاقوامی سطح کی تنظیم ہے۔ اس کی ایک لیبارٹری ڈیگار میں ہے۔ کرنل جیمز نے اس لیبارٹری کو بغیر کسی وجہ کے تباہ کر دیا ہے۔ جس پر ایم فورس کے اعلیٰ حکام نے کرنل جیمز کو ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ بات ہے۔ کرنل جیمز ہے ہی ایسا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مقابلہ دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا۔ آپ مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں''...... جون نے کہا۔

''اس پر حملہ کہاں کیا جائے کیونکہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کس کس کلب میں آتا جاتا ہے۔ اس کی رہائش کہاں ہے اور اس کا آفس کہاں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہیڈکوارٹر میں ہی وہ رہائش پذیر ہے۔ چونکہ اب تک اس نے شادی نہیں کی اس لئے وہ اکیلا رہتا ہے۔ زیادہ تر ڈیزرٹ کلب میں آتا جاتا ہے لیکن جب وہ کلب میں بیٹھتا ہے تو وہاں اول تو کسی کو داخل نہیں ہونے دیا جاتا اور اگر کوئی ایسا آدمی ہو جو روکا نہ جا سکتا ہو تو اس کی باقاعدہ تلاشی لی جاتی ہے''...... جون نے کہا۔

''اب اس وقت وہ کہاں ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میں نے بتایا ہے کہ وہ زیادہ تر ہیڈکوارٹر میں ہی رہتا ہے۔ ٹیلیفون نمبر بتا دیتا ہوں۔ آگے اس نمبر پر چیکنگ کیسے کی جاتی ہے یہ آپ خود چیک کر لیں''...... جون نے کہا۔

''نمبر بتا دیں۔ میں خود چیک کر لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا تو جون نے فون نمبر بتا دیا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آپ سے پھر ملاقات ہو گی''...... ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے جون کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کرنل جیمز سے بات کرائیں۔ میں انتھونی بول رہا ہوں کیپ ٹاؤن سے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... نسوانی آواز میں پوچھا گیا۔

''یس''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ میرا نام انتھونی ہے اور میں کیپ ٹاؤن سے بول رہا ہوں۔ آپ کرنل جیمز ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں کرنل جیمز ہی بول رہا ہوں لیکن میں آپ کو نہیں جانتا۔ آپ کیا چاہتے ہیں اور آپ نے فون کیوں کیا ہے''...... کرنل جیمز نے سخت لہجے میں کہا۔

''میرا تعلق ایم فورس سے ہے۔ آپ تو ایم فورس کو بخوبی جانتے ہوں گے۔ ایم فورس کی جدید ترین اور انتہائی حساس اسلحے

کی ایک بھاری کھیپ لوسانو پہنچ رہی ہے اور یہ اطلاعات ملی ہیں کہ کوئی غیر ملکی گروپ اس بھاری کھیپ کو ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس اسلحے کی حفاظت کریں اور اسے لوسانو سے باہر نکال دیں۔ اس کا آپ کو بھاری معاوضہ بھی دیا جا سکتا ہے جو چار کروڑ ڈالرز تک ہوسکتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کب آ رہی ہے یہ کھیپ یہاں اور رقم کب ملے گی۔ اگر میں آفر قبول کر لوں تو''...... کرنل جیمز کا لہجہ یکدم بدل گیا تھا۔ شاید چار کروڑ ڈالرز نے جادو کا سا اثر کیا تھا۔

''یہ باتیں تو فون پر نہیں ہوسکتیں۔ آج ہی اس سلسلے میں معاملات کو فائنل کرنا ہے۔ اب یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ آپ اپنے ہیڈکوارٹر میں تفصیلی بات چیت کریں گے یا کسی کلب میں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''آپ کتنے افراد ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ایک میں اور ایک میرا ساتھی، جو ایکریمین حبشی ہیں اس کا نام جوانا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرا ہیڈکوارٹر آپ نے دیکھا ہوا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''نہیں۔ آپ بتا دیں ہم پہنچ جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''بلیو ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اٹھارہ''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اوکے۔ ہم پہنچ رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اس بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا جہاں جوانا گیا تھا۔ جوانا بیڈ پر لیٹا ہوا ضرور تھا لیکن اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر کے اندر آنے پر وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔

''کیا ہوا''...... جوانا نے پوچھا تو ٹائیگر نے اسے تفصیل بتا دی۔

''میں نے ہیڈکوارٹر میں داخلے کا انتظام کر دیا ہے اب اٹھو، ہمیں فوری وہاں جانا ہو گا تاکہ اس پہلے سٹیپ کے بعد اور آگے بڑھ سکیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا یہ کرنل جیمز احمق آدمی ہے''...... جوانا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دیکھو ٹائیگر۔ میں جانتا ہوں کہ تم ماسٹر کے شاگرد ہو اور ماسٹر کا شاگرد بغیر سوچے سمجھے کام نہیں کر سکتا لیکن تم نے اسے فون کر کے خود وہاں جانے کا راستہ بنا لیا ہے۔ کیا وہ احمق آدمی ہے کہ دو اجنبی افراد کو بغیر چیکنگ کے اندر جانے دے اور اگر ہم سے اسلحہ برآمد کر لیا گیا تو پھر ہمارا کیا حشر ہو گا۔ وہاں ہیڈکوارٹر ہونے کی وجہ سے اس نے چیکنگ کے سخت انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ پھر تم نے بتایا ہے کہ وہ انتہائی تجربہ کار اور فعال آدمی ہے۔ کیا وہ ہمارے ہاتھوں آسانی سے احمق بن جائے گا''...... جوانا نے کہا۔

''تمہاری سوچ بہت اچھی ہے لیکن ایک بات بتا دوں کہ جو جتنا بھی تجربہ کار ہو گا اتنا ہی آسانی سے ٹریپ میں آ جائے گا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ بے حد چوکنا ہو گا لیکن ایسے لوگ زیادہ آسانی سے قابو میں آ جاتے ہیں۔ باقی رہا اسلحہ تو فکر مت کرو۔ میں نے اسلحے کو سائنسی چیکنگ سے بچانے کے لئے پیرا شوٹ کپڑے کے بیگ لے لئے ہیں اب چونکہ ہم اندر جائیں گے اس لئے صرف مشین پسٹل ساتھ لے جائیں گے ورنہ ہمیں پورے ہیڈکوارٹر کو اڑانے کے لئے میزائل گن اور بم وغیرہ رکھنے پڑتے۔ اب ہم صرف مشین پسٹلز رکھیں گے اور یہ گارنٹی ہے کہ وہ چیک نہیں ہو سکیں گے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ چلو تم تیار ہو جاؤ۔ میں بھی تیاری کرتا ہوں۔ آج رات یہ قصہ ختم ہونا چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں تیار ہو کر پارکنگ میں آ گئے۔

''آپ کار باہر نکالیں۔ میں پھاٹک بند کرتا ہوں''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کار پھاٹک سے باہر لے گیا۔ جوانا نے بڑا پھاٹک بند کیا اور پھر چھوٹے گیٹ سے آ کر اس پر تالا لگایا اور آ کر کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر نے کار آگے بڑھا دی۔ پھر آدھے گھنٹے بعد وہ بلیو ٹاؤن کالونی میں داخل ہو چکے تھے اور پھر انہوں نے کوٹھی نمبر اٹھارہ تلاش کر لی۔ خاصی بڑی کوٹھی تھی۔ جہازی سائز کے پھاٹک کے باہر دو مسلح گارڈ کھڑے تھے ٹائیگر نے کار روک دی تو ایک سیکورٹی گارڈ آگے

بڑھا۔

''یس سر''...... اس نے غور سے جوانا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا نام ابراہم ہے اور میرے ساتھی کا نام جوانا ہے۔ ہمارا تعلق ایم فورس سے ہے۔ تمہارے باس سے فون پر بات ہو چکی ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ہمیں ہدایات مل چکی ہیں۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں آپ کار اندر لے جائیں''...... اس گارڈ نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو ٹائیگر کار اندر لے آیا اور پھر ایک سائیڈ پر پارکنگ دیکھ کر وہ کار کو اس طرف لے گیا۔ وہاں جدید ماڈل کی تین کاریں پہلے سے موجود تھیں۔ ٹائیگر نے اپنی کار ان کے قریب لے جا روکی اور پھر وہ اور جوانا دونوں نیچے اتر آئے۔ وہاں برآمدے میں آٹھ کے قریب مسلح افراد موجود تھے۔ ان میں سے ایک برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر پارکنگ کی طرف آیا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا لیکن وہ کرنل جیمز نہیں تھا کیونکہ اس کا حلیہ وہ معلوم کر چکا تھا۔

''میرا نام راڈش ہے اور میں کرنل صاحب کا سیکرٹری ہوں آیئے میں آپ کو میٹنگ ہال میں لے چلوں''...... آنے والے نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو مسٹر راڈش''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اگر آپ کے پاس اسلحہ ہو تو دے دیں۔ واپسی پر آپ کو مل

جائے گا کیونکہ برآمدے میں ایسی سائنسی ڈیوائسز نصب ہیں کہ نہ صرف اسلحہ ٹریس ہو جائے گا بلکہ نظر نہ آنے والی ریز کی وجہ سے وہ اسلحہ بے کار ہو جائے گا''...... راڈش نے کہا۔

''سوری۔ ہم تو باتیں کرنے آئے ہیں۔ اسلحہ ساتھ لانے کا کیا مطلب''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ پھر آیئے''...... راڈش نے کہا اور پھر وہ اس کی رہنمائی میں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر برآمدے میں پہنچے تو راڈش کا انداز ایسا تھا جیسے کسی بھی لمحے اسلحہ ٹریسنگ آلات کاشن دینا شروع کردیں گے لیکن ایسا کچھ نہ ہوا تو راڈش کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر وہ ایک دروازے سے اندر داخل ہو گیا تو ٹائیگر اور جوانا بھی اندر داخل ہوئے تو کمرہ واقعی میٹنگ روم کے طور پر سجایا گیا تھا۔

''تشریف رکھیں۔ میں پینے کے لئے شراب بھجواتا ہوں''۔ راڈش نے کہا۔

''ہم شراب نہیں پیتے۔ اس لئے شراب بھجوانے کی ضرورت نہیں آپ کرنل صاحب سے ملوا دیں۔ یہی ہمارے لئے سب کچھ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یس سر''...... راڈش نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا اس کے عقب میں دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور مشین گنوں سے مسلح دو پہلوان نما آدمی اندر داخل ہوئے

پھر دروازے کی سائیڈوں پر دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا تو ایک ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے بھی سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے عقب میں راڈش تھا۔ ٹائیگر اور جوانا دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''بیٹھیں۔ میں ہوں کرنل جیمز''...... کرنل جیمز نے قریب آ کر کہا اور پھر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا اور ٹائیگر اور جوانا سے مصافحہ کر کے وہ ایک قدم پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ٹائیگر اور جوانا بھی اطمینان سے بیٹھ گئے۔

''آپ نے اپنے ہیڈکوارٹر میں خاصے گارڈز وغیرہ رکھے ہوئے ہیں۔ کیا آپ کو ہر وقت حملے کا خطرہ رہتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں لیکن بہرحال یہ ہیڈکوارٹر ہے۔ اسے ہر لحاظ سے ہیڈکوارٹر کی طرح ہی نظر آنا چاہئے''...... کرنل جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کو ہم سے تو کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوا''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل جیمز بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں نے آپ کے بارے میں باقاعدہ تصدیق کی ہے۔ باقاعدہ تحریری تصدیق۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ ایم فورس نے آپ کے بارے میں کیا تحریر بھجوائی ہے''...... کرنل جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر اپنے عقب میں موجود راڈش کی طرف منہ موڑا۔

''راڈش۔تحریر لے آؤ''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس چیف''...... راڈش نے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں دروازے کے ساتھ دو پہلوان نما مشین گنوں سے مسلح افراد کھڑے تھے۔

''آپ ویسے ہی بتا دیں کہ کیا تحریر ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دلچسپ تحریر ہے۔آپ کو نہ صرف کلیئر کیا گیا ہے بلکہ آپ کی سفارش بھی کی گئی ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

راڈش نے دروازے کے قریب پہنچ کر ایک سائیڈ پر جہاں ایک آدمی مسلح موجود تھا اسے ہاتھ سے ہٹا کر اس نے سوئچ بورڈ پر موجود کوئی بٹن پریس کیا تو بٹن پریس ہوتے ہی کرسیوں پر بیٹھے ٹائیگر اور جوانا کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے ذہنوں میں تیز روشنی کا فوارہ سا ابل پڑا ہو لیکن اس روشنی کا دورانیہ بے حد کم تھا صرف چند سیکنڈ اور پھر ٹائیگر کا ذہن انتہائی گہرائی تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا لیکن پھر ٹائیگر کے تاریک ذہن میں روشنی کا نقطہ سا ابھرا اور تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ ٹائیگر کا شعور جیسے ہی جاگا اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو اس نے اپنے آپ کو کسی اور کمرے میں بیٹھے ہوئے پایا۔ اب وہ عام سی کرسی کی بجائے راڈز والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور راڈز نے اس کے پورے جسم کو اس انداز میں جکڑ

رکھا تھا کہ وہ گردن سے اوپر سر کے علاوہ اپنے جسم کے کسی بھی حصے کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ ٹائیگر نے نظریں گھمائیں تو ساتھ والی کرسی پر اس نے جوانا کو بھی راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھے دیکھا۔ اس کی حرکات بتا رہی تھیں کہ وہ ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہا ہے۔ کمرہ خالی تھا البتہ اس کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔ ٹائیگر کے منہ سے ایک لمبا سانس نکل گیا۔ اسی لمحے جوانا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے جسم کو زوردار جھٹکا لگا۔ اس کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں اور پھر چند لمحوں بعد اس نے نظریں گھمائیں اور ساتھ بیٹھے ٹائیگر کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

''ہمیں باقاعدہ ٹریپ کیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے اس کی سوالیہ نظروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''اب میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... جوانا نے کہا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ کمرے کا بند دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو وہی دو پہلوان نما آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے اور پہلے کی طرح دروازے کی سائیڈوں پر دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ایک بار پھر دروازہ کھلا اور کرنل جیمز اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے اس کا سیکرٹری راڈش تھا۔ ٹائیگر اور جوانا دونوں کی کرسیوں کے سامنے ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ کرنل جیمز کے چہرے پر بڑی عیارانہ مسکراہٹ تھی۔

''تمہیں پتہ چل گیا کہ ایم فورس نے کیا کہا ہے تمہارے

بارے میں''...... کرنل جیمز نے کرسی پر بیٹھ کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ایم فورس نے میرے بارے میں غلط رپورٹ دی ہو۔ تم جھوٹ بول رہے ہو''...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یو شٹ اپ۔ تم مجھے جانتے نہیں ہو ورنہ تمہارا منہ میرے بارے میں غلط الفاظ نہ بول پاتا''...... کرنل جیمز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ایم فورس ڈیگار میں میرے کئی بہترین دوست ہیں۔ میں نے ان کے ذریعے معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ تمہارا نام ٹائیگر ہے۔ تمہارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور پاکیشیائی عمران کے تم شاگرد ہو۔ ایم فورس کے سپر چیف تمہارے بے حد گہرے دوست ہیں اور انہوں نے یہ سب سیٹ اپ کیا ہوا ہے کہ جو بھی تمہارے بارے میں پوچھے گا تو اسے بتایا جائے گا کہ تم وہی ہو جو تم خود کو ظاہر کر رہے ہو لیکن میرے دوستوں نے مجھے اندرونی بات بتا دی۔ اس لئے میں نے تمہیں اور تمہارے اس حبشی ساتھی کو اندر آنے دیا اور پھر تمہیں میٹنگ روم میں بٹھایا گیا۔ وہاں ایسا سسٹم موجود ہے کہ جہاں کرسیاں موجود ہیں وہاں زیر زمین نظر نہ آنے والی وارٹ ریز فائر ہو جاتی ہیں۔ ان ریز کا اثر فوری ہوتا ہے۔ چنانچہ وارٹ ریز تم پر فائر کی گئیں اور تم دونوں فوری بے ہوش ہو گئے پھر تمہاری

تلاشی لی گئی۔ حیرت ہے کہ تم دونوں کی جیبوں میں مشین پسٹل موجود تھے جن پر کپڑا چڑھا ہوا تھا لیکن میرے جدید ترین سائنسی آلات بھی انہیں چیک نہیں کر سکے۔ میں نے تمہیں زندہ بھی اس لئے رکھا ہے کہ تم سے پوچھ سکوں کہ تم نے مشین پسٹلز پر کون سا کپڑا چڑھا رکھا ہے اس کی وجہ سے جدید ترین آلات انہیں چیک نہیں کر سکے ورنہ تمہیں بے ہوشی کے دوران ہلاک کر کے تمہاری لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر جلا کر راکھ کر دی جاتیں''...... کرنل جیمز نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تمہارے دوستوں نے تمہارے ساتھ مذاق کیا ہے اور تم نے ان مسخرے دوستوں کے کہنے پر ہمارے خلاف یہ کارروائی کر ڈالی۔ کیا میں تمہیں پاکیشیائی نظر آ رہا ہوں یا میرا ساتھی تمہیں پاکیشیائی دکھائی دے رہا ہے۔ ہم دونوں ڈیگار کے رہنے والے ہیں اور ہمارا تعلق ایم فورس سے ہے لیکن ہمارے سیکشن کا تعلق ایم فورس کے سنٹرل زون سے ہے۔ تم اب بھی فون کر کے سنٹرل چیف سے پوچھ سکتے ہو''...... ٹائیگر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جس طرح تم نے جدید سائنسی آلات سے مشین پسٹلز کو چھپایا ہے اسی طرح تم نے کوئی ایسا میک اپ کیا ہوا ہے کہ بظاہر یہ میک اپ محسوس ہی نہیں ہوتا اور جدید ترین میک اپ واشر سے تمہارا میک اپ واش نہیں ہو سکا۔ اچھا چلو میں تمہیں حلف دیتا ہوں کہ تم

ان دونوں کے بارے میں تفصیل بتا دو کہ مشین پسٹلز کو تم نے کیسے آلات سے چھپایا اور جو میک اپ تم نے کیا ہوا ہے اس میں کیا خاص چیز استعمال کی گئی ہے جس کی وجہ سے جدید ترین میک اپ واشر بھی اسے چیک نہیں کر سکا تمہیں اذیت ناک انداز میں ہلاک نہیں کیا جائے گا''...... کرنل جیمز نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ایک شرط پر بتا سکتا ہوں کہ تم ہمیں صرف نصف گھنٹہ دو گے کہ ہم مرنے سے پہلے دعا کر سکیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اس کپڑے کا نام پیراشوٹ ہے اور پیراشوٹ اسی کپڑے سے تیار کیا جاتا ہے اس کپڑے پر کسی طرح کی ریز اثر نہیں کر سکتیں اور نہ ہی ان میں سے کراس کر سکتی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ویری گڈ۔ واقعی یہ پیرا شوٹ کلاتھ ہے اور میک اپ کو کس طرح واشنگ سے بچایا جا سکتا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یہ کیا کر رہے ہو تم''...... خاموش بیٹھے جوانا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو کرنل جیمز کا رخ جوانا کی طرف مڑ گیا۔

''یہ ایکریمین حبشی تمہارے ساتھ کیوں ہے۔ کیا اس کا تعلق بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''میں نے بتایا تو ہے کہ ہمارا کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے۔ ہم دونوں کا تعلق ڈیگار سے ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ نہ مانو لیکن اب یہ سن لو کہ تمہیں تو آدھا گھنٹہ زندہ

رہنے دیا جائے گا لیکن اس حبشی کو گولی مار دی جائے گی۔ راڈش''...... کرنل جیمز نے کہا اور آخر میں اپنے عقب میں کھڑے راڈش سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس چیف''...... راڈش نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مشین پسٹل نکالو اور اس حبشی پر کم از کم چار برسٹ مارو۔ اڑا دو اس کو تا کہ کرنل جیمز کے سامنے اس لہجے میں بولنے کا نتیجہ اسے مل سکے''...... کرنل جیمز نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... راڈش نے کوٹ کی جیب سے ایک مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

''رک جاؤ۔ پہلے میری بات سنو''...... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ کرنل جیمز کا حکم تبدیل نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹالا جا سکتا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا لیکن ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ کڑکڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی جوانا کا جسم ہوا میں کسی ہلکے پرندے کی طرح اڑتا ہوا سیدھا کرسی پر بیٹھے کرنل جیمز پر گرا تو کرنل جیمز کرسی سمیت ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا جبکہ جوانا بھی کرنل جیمز اور کرسی سمیت نیچے گرا لیکن جوانا کا جسم بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھا گیا اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے کرنل جیمز کی کرسی کے عقب میں کھڑے راڈش کے سینے پر اس طرح

پڑے کہ وہ فضا میں اٹھتا ہوا دروازے کی سائیڈوں میں کھڑے پہلوان نما مسلح افراد سے جا ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان میں سے ایک کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن جھپٹ لی اور ایک بار پھر اچھل کر کھڑا ہوا اور دوسرے لمحے فائرنگ کی تیز آوازوں کے سامنے ہی فرش پر سے اٹھتے ہوئے دونوں مشین گن بردار اور راڈش سمیت تینوں اور تیزی سے اٹھتا ہوا کرنل جیمز بھی چیختا ہوا کسی ذبح ہوتے جانور کی طرح فرش پر گرا اور چند لمحوں بعد ساکت ہو گیا۔

''اس راڈش کی جیبیں چیک کرو اور مجھے رہائی دلاؤ۔ تم نے شاید اپنی طاقت کے زور سے راڈز کو توڑا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ابھی چند منٹ اور اسی طرح گزارو۔ میں باہر کی صفائی کر آؤں''...... جوانا نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

''یہ اوپن جگہ ہے فائرنگ نہ کرنا ورنہ پولیس یہاں فوراً پہنچ جائے گی''...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا تو جوانا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن وہیں پھینک دی اور تیزی سے باہر چلا گیا۔ ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ کرنل سے پہلے تمام پوچھ گچھ کر لی جاتی پھر اسے گولی ماری جاتی لیکن وہاں ماحول ہی ایسا بن گیا تھا کہ وہ جوانا کو منع نہ کر سکتا تھا کیونکہ جوانا اگر اپنی طاقت کے زور پر راڈز نہ توڑتا اور انتہائی برق رفتاری سے کرنل جیمز اور اس کے آدمیوں کو ختم نہ کر دیتا تو راڈش، جوانا پر فائر کھول

دیتا لیکن اس طرح اب دونوں کی جانیں بچ گئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جوانا واپس آ گیا۔

''کیا ہوا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میں نے سب کی گردنیں توڑ دی ہیں''...... جوانا نے کہا اور پھر وہ فرش پر ساکت پڑے ہوئے راڈش کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی تو ایک جیب سے ریموٹ کنٹرول نکل آیا تو وہ سیدھا ہوا اور پھر ریموٹ کنٹرولر کا رخ ٹائیگر کی طرف کیا اور بٹن پریس کر دیا لیکن ٹائیگر کے جسم کے گرد موجود راڈز نے معمولی سی حرکت کی لیکن کھلے نہیں۔

''یہ۔ کیا مطلب ہوا۔ یہ کیوں نہیں کھل رہے''...... جوانا نے کہا۔

''تم نے اپنی طاقت سے راڈز کو توڑا ہے اس لئے سسٹم جام ہو گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پھر اب کیا کرنا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''ایک ہی طریقہ ہے کہ کسی مکینک کو بلا کر اس کا سسٹم چالو کرایا جائے اور تو کوئی صورت نہیں ہے''...... ٹائیگر نے پریشان سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی بے حد پریشان ہو رہا تھا کیونکہ سسٹم جام ہونے کے بعد اسے صرف ان آلات کا مکینک ہی آپریٹ کر سکتا تھا۔

''مکینک کے علاوہ بھی اس کا ایک حل ہے''...... جوانا نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ کیا''...... ٹائیگر نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا تو جوانا آگے بڑھا۔ اس نے کرسی کی دونوں سائیڈوں پر موجود راڈز میں ہاتھ ڈالے اور پھر ایک زور دار جھٹکے سے کرسی اوپر کو اٹھی اور اس کے ساتھ ہی تیز کڑکڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ٹائیگر کے جسم کے گرد موجود تمام راڈز کرسی کے اندر غائب ہو گئے۔ جوانا نے کرسی کو واپس فرش پر رکھ دیا اور ٹائیگر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''تھینکس جوانا''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا بے اختیار مسکرا دیا۔

''تم باہر کی نگرانی کرو۔ میں یہاں کی تلاشی لیتا ہوں۔ شاید کوئی کام کی چیز مل جائے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کا آفس دیکھ لو اور یہاں سے نکل چلو ورنہ ہم پر قتل عام کا چارج بھی لگ سکتا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''قتل عام کرتے بھی خود ہو اور نام میرا لے دیتے ہو۔ میں تو بے بسی کے عالم میں کرسی پر بیٹھا رہا لیکن تم نے اپنے راڈز کیسے کھولے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے پیروں کو فرش پر رکھ کر ان پر ایک زور دار جھٹکا دیا تو اس طرح راڈز کھل گئے یا ٹوٹ گئے''...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں اس کے آفس کی تلاشی لے لوں''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ اس طرف کو بڑھ گیا جہاں اس کے خیال کے مطابق

کرنل جیمز کا آفس ہو سکتا تھا لیکن اسے یہ دیکھ کر کوفت ہوئی کہ وہاں کوئی آفس نہ تھا۔ اس نے آفس کی تلاش شروع کی اور پھر ایک کونے میں موجود ایک بڑے کمرے کو آفس کے انداز میں سجا ہوا دیکھ کر وہ اندر داخل ہوا اور اس نے تیزی سے میز کی درازیں اور الماریاں کھول کر دیکھنا شروع کر دیں لیکن وہاں اسے کوئی بھی ایسی چیز نہ مل سکی جو اس کے لئے فائدہ مند ثابت ہوتی۔

''ایسے آفسز میں خفیہ سیف موجود ہوتے ہیں''...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دیواروں پر موجود تصویروں کے فریموں کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر ایک بڑی تصویر کے پیچھے اسے سیف نظر آ گیا۔ اب مسئلہ تھا اس کے کھولنے کا لیکن ٹائیگر نے خاص طور پر ایسے سیف کھولنے کی ٹریننگ حاصل کی ہوئی تھی۔ وہ سیف سے کان لگا کر سیف کا ہینڈل اوپر نیچے کرتا رہا۔ اندر سے مخصوص کٹ کٹ کی آوازیں اسے سنائی دیتی رہیں اور پھر ٹائیگر نے اسے کھولنے کے لئے مخصوص انداز میں ہینڈل کو اوپر نیچے کیا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی سیف کھل گیا۔ اندر ایک ڈائری بھی موجود تھی اور بھاری تعداد میں کرنسی نوٹوں کے بنڈلوں سے سیف بھرا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے ڈائری اٹھا کر اسے کھول کر دیکھا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس میں لارڈز کے تمام اعلیٰ عہدیداروں کے فون نمبرز اور جس جس مشن پر کرنل جیمز کام کرتا رہا تھا اس کی تفصیل دی گئی تھی۔ پھر ڈائری کے صفحات پلٹتے پلٹتے اچانک ٹائیگر رک گیا۔

ڈائری میں پاکیشیا میں مکمل ہونے والے مشن کے بارے میں بھی تفصیلات درج کی گئی تھیں۔ ٹائیگر نے ڈائری بند کی اور اسے اپنی جیب میں ڈال کر وہ کمرے سے باہر نکلا اور پھر بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔

''ہو گیا کام''...... برآمدے میں کھڑے جوانا نے پوچھا۔

''ہاں۔ آؤ اب یہاں سے نکل چلیں''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر وہ دونوں پارکنگ کی طرف بڑھ گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔

صفدر کے ذہن پر چھایا ہوا اندھیرا آہستہ آہستہ روشنی میں تبدیل ہونا شروع ہو گیا اور پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا تو اس نے سیدھا ہو کر بیٹھنے کی لاشعوری کوشش کی مگر مطلوبہ حرکت نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ذہن کو جھٹکا سا لگا اور اس جھٹکے کی وجہ سے اس کا لاشعور مکمل طور پر جاگ اٹھا اور پھر بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گئے جب وہ اپنے ساتھیوں سمیت انجینئر ولسن کی رہائش گاہ پر گیا تھا اور انہیں ڈرائینگ روم میں بٹھایا گیا تھا۔ پھر سائیڈ پر ایک دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس دروازے کے سامنے پردہ پڑا ہوا تھا اس لئے صفدر کی نظریں اس پر جم گئی تھیں کیونکہ یہ دروازہ معمول کی آمدورفت کا نہ تھا اس لئے کسی کے خصوصی طور پر اس دروازے سے اندر داخل ہونے پر صفدر کے ذہن میں شکوک پیدا ہو گئے تھے۔ پھر پردہ ہٹا کر جو شخصیت سامنے آئی اسے دیکھ کر صفدر بے

اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ جیکی تھی جو فیری میں اس کے ساتھ بیٹھی سفر کرتی رہی تھی اور اس نے صفدر سے باقاعدہ دوستی کر لی تھی۔ یہ سب باتیں ایک لمحے میں اس کے ذہن میں ابھریں لیکن پھر انتہائی تیز رفتاری سے اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا تھا اور اب شعور جاگنے پر اس نے دیکھا کہ وہ راڈز میں جکڑا ہوا کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی راڈز میں جکڑے ہوئے کرسیوں پر موجود تھے۔ وہ سب ہوش میں آنے کے پروسیس سے گزر رہے تھے۔ یہ بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ صفدر یہ سب دیکھ کر سوچنے لگا کہ کیا انجینئر ولسن نے یہ حماقت کی تھی کیونکہ وہ تو اس کی رہائش گاہ پر گئے تھے۔ وہاں جیکی کا سامنے آنا اور پھر انہیں بے ہوش کرنے اور کوٹھی سے اٹھا کر کسی اور جگہ پر انہیں راڈز میں جکڑنا یہ سب کیا ہے۔ پھر کراہوں کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھی بھی ہوش میں آنے لگ گئے اور سب ہوش میں آ کر حیران ہو رہے تھے۔

''ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا۔ اس ایڈورڈ نے ہمارا ہمدرد بن کر ہمیں انجینئر ولسن کی رہائش گاہ پر جانے کے لئے کہا۔ یہاں ہمارے لئے ٹریپ پہلے سے موجود تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں اس لئے تو کہتا ہوں کہ یہ سوچ بچار، یہ سب غلط ہے۔ طاقت اپنا راستہ خود بنا لیتی ہے اور وہ راستہ دھوکہ نہیں ہو سکتا''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکلنے کا سوچنا چاہئے۔ یہ وقت

ان باتوں کا نہیں ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''میں جب سے ہوش میں آیا ہوں یہی سوچ رہا ہوں۔ عقبی طرف ان راڈز کے بٹن نہیں ہیں البتہ دروازے کے ساتھ جو سوئچ پینل دیوار پر موجود ہے اس میں نچلی لائن میں دس کے قریب سرخ رنگ کے بٹنوں کی قطار موجود ہے اور یہ راڈز والی کرسیاں بھی دس ہی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کو آپریٹ ان سوئچز سے کیا جاتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں اس کا میکنزم تلاش کرنا چاہئے۔ ہمارے صرف بازو اور پیٹ سے گردن تک راڈز میں ہیں۔ ہماری ٹانگیں آزاد ہیں۔ اس لئے اپنی کرسیوں کے پایوں کو چیک کرو۔ اس سسٹم میں ایک تار زمین سے نکل کر کرسی کے آپریٹنگ راڈز تک جاتی ہے۔ یہ تار توڑ دی جائے تو راڈز خود بخود کھل جاتے ہیں اور صالحہ۔ تم نے تار تلاش کرنے کے بعد اسے آپریٹ کرنا ہے اور اگر یہ کام نہیں ہو سکا تو تم نے خاتون ہونے کے ناطے اپنے جسم کو سکیڑ کر اور اندر کی طرف لمبا سانس لے کر نیچے کی طرف اپنے آپ کو کھسکانا ہے۔ یقیناً تم ان راڈز سے اس انداز میں ہی چھٹکارا حاصل کر سکتی ہو''...... صفدر نے اسے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے کوشش کر لی ہے لیکن ایک راڈ میری گردن کے گرد موجود ہے۔ اس لئے جس انداز میں آپ کہہ رہے ہیں ایسا ممکن نہیں ہے البتہ اب تار تلاش کرتی ہوں''...... صالحہ نے کہا اور پھر

اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوئی دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جیکی تھی۔ وہی جیکی جس نے فیری میں صفدر سے دوستی کی تھی۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نمایاں تھی۔ ان دونوں کے پیچھے ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے اندر داخل ہوا۔ پھر صفدر اور اس کے ساتھیوں کے سامنے موجود کرسیوں پر جیکی اور وہ لحیم شحیم آدمی بیٹھ گئے جبکہ مشین گن بردار آدمی ان دونوں کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔

''انہیں ہوش خود بخود آیا ہے یا انہیں ہوش میں لایا گیا ہے''۔ اس لحیم شحیم آدمی نے ساتھ بیٹھی ہوئی جیکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یہ ابھی ہوش میں لائے گئے ہیں تاکہ آپ کا وقت ضائع نہ ہو۔ ان کے میک اپ واش کرنے کی بے حد کوشش کی گئی ہے لیکن میک اپ واش نہیں ہوئے''...... جیکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کی جیبوں سے کیا سامان نکلا ہے''...... اس آدمی نے جیکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کاغذات۔ جن کے مطابق ان کا تعلق ڈیگار سے ہے۔ مشین پسٹلز سوائے اس لڑکی کے باقی سب کے پاس تھے''...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تو یہ وہ لوگ نہ ہوئے جن کی بابت ان پر شک کیا جا رہا تھا۔ ان کو گولیاں مارو اور ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر

راکھ کر دو۔ خواہ مخواہ میرا وقت بھی ضائع کیا''...... اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک آدمی ہاتھ میں کارڈلیس فون اٹھائے تیزی سے اندر داخل ہوا۔

''چیف۔ آپ کی کال ہے''...... اس آدمی نے قریب آ کر کارڈلیس فون اس لحیم شحیم آدمی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔ کرنل گارڈ بول رہا ہوں''...... اس لحیم شحیم آدمی نے کہا اور پھر کچھ دیر تک دوسری طرف سے بولنے والے کو سنتا رہا۔

''اوکے۔ ایک گھنٹے بعد مجھ سے ملنا۔ پھر تفصیلی بات ہو جائے گی''...... کرنل گارڈ نے کہا اور فون آف کر کے واپس اس آدمی کے ہاتھ میں دے دیا جو اسے لایا تھا۔

''میں اب جاتا ہوں۔ تم انہیں ختم کر دو۔ مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... کرنل گارڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ آپ مجھے آدھا گھنٹہ دے دیں۔ میں ان کی روحوں سے بھی اصل حقیقت اگلوا لوں۔ اگر یہ لوگ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں تو انہیں ختم کر کے اور ان کی لاشیں جلا کر ہم بہت بڑے کریڈٹ سے محروم ہو جائیں گے۔ مرنا تو انہوں نے ہے ہی۔ اب نہ مریں گے تو آدھے گھنٹے بعد مر جائیں گے''...... جیکی نے بھی اٹھ کر منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تم ان سے اگلواؤ۔ میں آفس میں بیٹھ کر کچھ پیتا ہوں۔ جب یہ بول پڑیں تو مجھے بلوا لینا''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''آپ یہاں تشریف رکھیں۔ آپ کے سامنے یہ جلدی بول پڑیں گے''...... جیکی نے کہا۔

''تم مجھے یہاں پابند کیوں کرنا چاہتی ہو۔ پہلے تم نے ایسی باتیں کر کے مجھے ہیڈکوارٹر سے یہاں زیرو پوائنٹ پر بلوایا اور اب خصوصاً تم مجھے یہاں رہنے پر مجبور کر رہی ہو۔ تم چاہتی کیا ہو''۔ کرنل گارڈ نے انتہائی سخت لہجے میں چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ جیکی کی طرف کر دیا۔

''آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں۔ مجھ جیکی پر''...... جیکی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''اس فیلڈ میں ہمیں اپنے سائے سے بھی محتاط رہنا ہوتا ہے۔ بہرحال میں جا رہا ہوں۔ جو کچھ یہ بولیں اس کی تم نے مجھے تحریری رپورٹ بھجوانی ہے''...... کرنل گارڈ نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ مشین گن بردار بھی اس کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا تو جیکی اس طرح کرسی پر گر گئی جیسے نجانے کب سے چلتے چلتے اب تھک گئی ہو۔

''یہ لوگ مجھ پر شک کر رہے ہیں۔ مجھ پر نانسنس۔ جیکی پر''۔ جیکی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''اس کا ایک اور حل بھی ہے''...... صفدر نے کہا تو جیکی بے اختیار چونک کر صفدر کی طرف دیکھنے لگی۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... جیکی نے تیز لہجے میں

کہا۔

''تم نے مجھ سے دوستی کی تھی۔ میں اب بھی اس پر قائم ہوں۔ تم بھی اس دوستی کو نبھاؤ اور ہمیں رہا کر دو۔ ہم تمہارے اصل دشمنوں کو گھیر کر تمہارے سامنے لا کھڑا کر دیں گے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جیکی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

''مجھے سو فیصد یقین ہے کہ تم ہی اصل آدمی ہو۔ ایک صورت میں تمہاری جان بخشی کی جا سکتی ہے کہ تم میک اپ واش کر کے اصل چہروں میں آ جاؤ تاکہ میں اپنی اہمیت سے کرنل گارڈ کو متاثر کر سکوں''...... جیکی نے کہا۔

''یہی ہمارے اصل چہرے ہیں۔ تمہیں نجانے کیوں غلط فہمی ہو گئی ہے کہ ہم میک اپ میں ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تمہاری مرضی۔ اگر تم نے مار کھا کر ہی سب کچھ بتانا ہے تو نہ بتاؤ۔ میں ایسا ہی کرتی ہوں اور پھر میں دیکھتی ہوں کہ تم کتنی مار کھا سکتے ہو''...... جیکی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر چلی گئی۔

''کوئی تار ہمیں اب تک نہیں مل سکی۔ راڈز کو آپریٹ کرنے کے لئے۔ اب کیا ہو گا''...... صالحہ نے کہا۔

''فکر مت کرو۔ تار میری کرسی کے دائیں پائے کے ساتھ ہے۔ میں نے اس میں اپنے بوٹ کی ٹوہ پھنسا لی ہے۔ اب ایک

جھٹکے سے یہ ٹوٹ جائے گی“...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے پیر کو موڑ کر جھٹکے دینے شروع کر دیئے اور ہر جھٹکے پر راڈز بھی جھٹکے کھا رہے تھے۔ اس سے سب کو یقین ہو گیا کہ راڈز آپریٹنگ آلے کا تعلق اسی تار سے ہے۔

”اسی لئے میں نے جیکی کے سامنے پیر کو حرکت نہ دی تھی کہ اگر یہ تار فوری نہ ٹوٹ سکی تو جیکی مجھ پر فائر بھی کھول سکتی تھی“۔ صفدر نے کہا اور اپنے پیر کو مسلسل جھٹکے دیتا رہا۔ چند لمحوں بعد ہی اچانک کڑکڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ان سب کے جسموں کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے۔ تار بھی ٹوٹ کر نیچے گر گئی تھی اور عین اسی لمحے دروازہ کھلا اور جیکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ایک مشین گن بردار آدمی اندر داخل ہوا۔ صفدر اور اس کے ساتھی چونکہ ویسے ہی بیٹھے ہوئے تھے جیسے راڈز کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اس لئے جیکی یہ مارک نہ کر سکی کہ وہ راڈز میں ہیں یا نہیں۔ البتہ وہ دروازے کے ساتھ ہی رک گئی تھی۔

”ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کر دو جیرالڈ اور پھر ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر انہیں راکھ بنا دینا۔ سمجھ گئے ہو“۔ جیکی نے کہا۔

”یس میڈم۔ حکم کی تعمیل ہو گی“...... اس مشین گن بردار نے کہا۔

”اوکے۔ مجھے فائنل رپورٹ دینا“...... جیکی نے کہا اور پھر تیز

قدم اٹھاتی واپس دروازے سے باہر نکل گئی۔ اس کے عقب میں جیسے ہی دروازہ بند ہوا۔ جیرالڈ مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا صفدر اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔

”مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ“...... جیرالڈ نے قریب آ کر تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ذہن میں یہ بات موجود ہی نہ تھی کہ صفدر اور اس کے ساتھی بغیر راڈز کے بیٹھے ہوئے ہیں یا راڈز میں جکڑے ہوئے ہیں اور پھر ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ تنویر نے ایکلخت جمپ لیا اور دوسرے لمحے اس کا جسم اڑتے ہوئے عقاب کی طرح سامنے کھڑے جیرالڈ سے زور دار انداز میں ٹکرایا اور جیرالڈ چیختا ہوا پشت کے بل اپنے عقب میں موجود کرسی پر اس طرح گرا کہ کرسی ٹوٹنے کی زور دار آواز کمرے میں گونج اٹھی جبکہ مشن گن اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری تھی۔ تنویر اچھل کر آگے چلا گیا تھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جیرالڈ کی گردن پر ہتھیلی کی ضرب لگائی تو جیرالڈ کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی اور وہ دوبارہ دھماکے سے نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد گردن کی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔ صفدر اور اس کے باقی ساتھی سب اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ تنویر نے جیرالڈ کو ہلاک کرتے ہی بھاگ کر اس کی دور پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

''رک جاؤ تنویر''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے مت روکو۔ میں ان سب کا خاتمہ کر کے ہی سانس لوں گا''...... تنویر نے جواب دیا لیکن وہ رکا نہیں بلکہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

''یہ کوئی آبادی ہوئی تو فائرنگ کے نتیجے میں یہاں پولیس فوراً پہنچ جائے گی''...... صفدر نے کہا۔

''یہ یقیناً شہر سے ہٹ کر کسی نواحی علاقے میں کوئی جگہ ہو گی۔ یہاں فائرنگ ہوتی رہتی ہو گی''...... صالحہ نے کہا۔

''بہرحال آؤ۔ ہم کہیں سے اسلحہ حاصل کریں۔ پھر ہی تنویر کا ساتھ دیا جاسکتا ہے''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ سب دروازے کی طرف بڑھے۔ ابھی وہ دروازے کے قریب ہی پہنچے تھے کہ باہر سے مشین گن کی فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں تو وہ سب تیزی سے آگے بڑھے کیونکہ تنویر بہرحال اکیلا تھا اور یہاں نجانے کتنے افراد تھے لیکن باہر آ کر انہیں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جانا پڑا اور ایک بار پھر دور سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ باہر آ کر وہ برآمدے میں جھانک رہے تھے کہ انہیں تنویر آتا دکھائی دیا تو وہ سب برآمدے میں ہی آ گئے۔

''میں آپ کو ہی لینے آ رہا تھا۔ میں نے یہاں صفائی کر دی ہے۔ کرنل جیمز اور جیکی سمیت دس افراد کو ہلاک کرنا پڑا ہے''۔ تنویر نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''تمہیں تمہاری مرضی کا کام مل گیا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور دیکھا کتنی جلدی صفائی ہو گئی اور میں نے باہر جا کر بھی دیکھ لیا ہے۔ یہ پوائنٹ شہر سے کافی دور ہے اس لئے یہاں ہونے والی فائرنگ سے کوئی خطرہ نہیں ہے''...... تنویر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''یہاں کاریں تو ہوں گی''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ دو کاریں موجود ہیں''...... تنویر نے جواب دیا۔

''او کے۔ آؤ اب ہمیں ایک بار پھر انجینئر ولسن کے گھر جانا ہو گا''...... صفدر نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''وہاں جا کر تو ہم پھنسے تھے تم دوبارہ جا رہے ہو وہاں''۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

''جہاں تک میں سمجھتا ہوں انہوں نے ہماری نگرانی کی اور ہماری گفتگو سنتے رہے اور پھر ہمیں انجینئر ولسن کی رہائش گاہ کے اندر بے ہوش کیا اور یہاں لے آئے۔ اس میں انجینئر ولسن کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اسے یقیناً بے ہوش کر دیا گیا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''لگتا تو ایسے ہی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ کاروں میں سوار ہو کر اس پوائنٹ سے باہر نکلے اور شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔

رابرٹ، لارڈز کا چیف تھا اور اس کا آفس اسرائیل کے نواحی شہر روگر میں تھا۔ یہاں بیٹھ کر وہ لوسانو سمیت تقریباً دس ممالک میں موجود لارڈز کے ایجنٹوں کو کنٹرول کرتا تھا۔ لوسانو میں اس کا ماتحت کرنل جیمز تھا۔ اسی طرح دوسرے ممالک میں اس کے ماتحت ہیڈکوارٹر تھے۔ اس وقت بھی وہ لارڈز کے آفس میں بیٹھا ایک فائل پر نظریں جمائے ہوئے تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے فائل سے نظریں ہٹائیں اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... رابرٹ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”لوسانو سے کال ہے چیف“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کس کی کال ہے“...... رابرٹ نے پوچھا۔

”آرتھر کی“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”آرتھر جو کرنل جیمز کا اسسٹنٹ ہے۔ کراؤ بات“...... رابرٹ

نے کہا۔

”ہیلو چیف۔ میں آرتھر بول رہا ہوں لوسانو ہیڈکوارٹر سے“۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”یس۔ کوئی خاص بات کہ کرنل جیمز کی بجائے تم نے کال کی ہے“...... رابرٹ نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”ایک افسوسناک خبر ہے چیف۔ کرنل جیمز کو ہلاک کر دیا گیا ہے“...... آرتھر نے کہا تو رابرٹ بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب“...... رابرٹ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ یہ خبر درست ہے۔ کرنل جیمز اپنے ہیڈکوارٹر میں تھے کہ ڈیگار سے ایم فورس کے دو آدمیوں نے اس سے فون پر رابطہ کیا جس پر کرنل جیمز نے ان دونوں کو اپنے ہیڈکوارٹر کال کر لیا۔ پھر انہوں نے ایم فورس سے ان دونوں کے بارے میں کنفرم کرنے کے لئے فون کیا تو وہاں سے بتایا گیا کہ ان دونوں کا ایم فورس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو ٹریپ کرنے کے لئے انہیں گرفتار کرنے اور ان کی اصلیت معلوم کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ دونوں افراد ہیڈکوارٹر پہنچے تو انہیں بے ہوش کر دیا گیا پھر انہیں سپیشل پوائنٹ پر لے جایا گیا۔ پھر دو تین گھنٹے گزر گئے لیکن کرنل جیمز کا فون نہ آیا ورنہ وہ ایک گھنٹے سے زیادہ کہیں رکنا چاہتا تو ہیڈکوارٹر سے رابطہ ضرور کرتا تھا۔ وہاں سے فون بھی اٹنڈ

نہیں کیا جا رہا تھا۔ پھر میں خود وہاں گیا تو وہاں قتل عام ہوا پڑا تھا۔ راڈش، کرنل جیمز، جیکی اور آٹھ مزید افراد سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے''...... آرتھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''وہ دو آدمی کون تھے۔ وہ بھی ہلاک ہوئے یا نہیں۔ کیا ہوا ان کے ساتھ''...... رابرٹ نے کہا۔

''وہ دونوں غائب ہیں۔ ہم انہیں تلاش کر رہے ہیں''...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم کرنل جیمز کی جگہ سنبھال لو۔ میں جلد ہی نوٹیفکیشن جاری کر دوں گا''...... رابرٹ نے کہا۔

''یس باس۔ تھینک یو باس''...... آرتھر نے کہا تو رابرٹ نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے پہلے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''چیرمین لارڈ آفس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''رابرٹ بول رہا ہوں۔ چیرمین لارڈ صاحب سے بات کراؤ''...... رابرٹ نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... دوسری طرف سے نسوانی آواز میں کہا گیا۔

''یس''...... رابرٹ نے کہا۔

''بات کریں''...... نسوانی آواز میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ میں رابرٹ بول رہا ہوں روگر ہیڈکوارٹر سے''۔ رابرٹ نے کہا۔

یس رابرٹ۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ خاص نہیں بلکہ خاص الخاص بات ہے۔ کرنل جیمز کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''یس سر۔ رپورٹ حتمی ہے۔ کرنل جیمز کے اسسٹنٹ آرتھر نے خود مجھے فون کر کے تفصیل بتائی ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''کیا تفصیل ہے۔ کس نے یہ کیا ہے۔ کرنل جیمز جیسے انتہائی تجربہ کار آدمی کا خلاء تو کوئی پورا نہ کر سکے گا۔ یہ پوری دنیا کے یہودیوں کے لئے انتہائی روح فرسا خبر ہے''...... چیرمین لارڈ ہاٹ مین نے کہا۔

''دو آدمی جن کا تعلق ڈیگار سے بتایا جاتا ہے۔ ہیڈکوارٹر کرنل جیمز سے ملنے آئے۔ کرنل جیمز نے ان سے ملاقات کی۔ لیکن ملاقات سے پہلے تصدیق کرنے پر وہ غلط آدمی ثابت ہوئے اس لئے انہیں بے ہوش کر کے وہاں سے اٹھا کر ایک سپیشل پوائنٹ پر لے جایا گیا۔ پھر جب کافی وقت گزر گیا اور کرنل جیمز نے ہیڈکوارٹر

فون نہ کیا تو وہاں سے اسے فون کرنے کی کوشش کی گئی لیکن پوائنٹ پر کال ہی اٹنڈ نہ کی گئی تو کرنل جیمز کا اسسٹنٹ آرتھر خود اس پوائنٹ پر گیا تو وہاں قتل عام کیا گیا تھا۔ کرنل جیمز کے ساتھ ساتھ آٹھ مسلح افراد بھی ہلاک کر دیئے گئے تھے جبکہ وہ دونوں آدمی غائب تھے''...... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''جو کچھ تم نے بتایا ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی کر سکتی ہے۔ مجھے اس سلسلے میں بورڈ آف گورنرز سے بات کرنا ہو گی کیونکہ اگر ایسے ہی لارڈز کے چیفس مارے جاتے رہے تو لارڈز کا نام ونشان ختم ہو جائے گا''...... لارڈ ہاٹ مین نے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ یہ معاملہ ان کے نوٹس میں ہونا چاہئے''...... رابرٹ نے کہا۔

''میں ابھی بات کر کے پھر تمہیں کال کرتا ہوں''...... لارڈ ہاٹ مین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رابرٹ نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''یہ لوگ نجانے کس قسم کے ہیں کہ ہمارے بہترین افراد کو اس طرح ہلاک کر دیتے ہیں جیسے مرغیاں ذبح کی جاتی ہیں''۔ رابرٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رابرٹ نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رابرٹ نے کہا۔

''سپر چیف لارڈ ہاٹ مین کی کال ہے''...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... رابرٹ نے کہا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد چیر مین لارڈ ہاٹ مین کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ رابرٹ بول رہا ہوں''...... رابرٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میری لارڈز کے بورڈ آف گورنرز سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے کرنل جیمز کی موت کا انتہائی سخت نوٹس لیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ میں نے جو ایک ماہ کی مہلت دی تھی اس سلسلے میں بھی جلد فیصلہ کیا جائے گا کیونکہ ایک ماہ ختم ہونے والا ہے اور بجائے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگوں کی ہلاکت کے الٹا لارڈز کے بڑوں کو موت کے منہ میں دھکیلا جا رہا ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو ایک دن ان کے ہاتھ ہماری گردنوں تک بھی پہنچ جائیں گے۔ اس لئے میں نے آج رات دس بجے سپیشل میٹنگ کال کی ہے۔ یہ میٹنگ لوسانو میں کال کی گئی ہے لوسانو ہیڈکوارٹر میں۔ کیونکہ اس ہیڈکوارٹر کو کرنل جیمز نے جدید ترین سائنسی آلات نصب کر کے ناقابل تسخیر بنایا ہوا ہے۔ تم بھی رات دس بجے تک وہاں پہنچ جانا''...... لارڈ ہاٹ مین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... رابرٹ نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا تو رابرٹ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔ تا کہ فون سیکرٹری سے بات ہو سکے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''فوری طور پر ایک فلائٹ لوسانو کے لئے بک کراؤ۔ میں نے وہاں دس بجے رات تک وہاں پہنچنا ہے۔ چیئرمین لارڈز صاحب نے ایک خصوصی میٹنگ کال کی ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رابرٹ نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا تا کہ سفر کی ضروری تیاریاں کر سکے۔

کار جس میں صفدر اور اس کے ساتھی سوار تھے، ایک بار پھر انجینئر ولسن کی رہائش گاہ کے سامنے پہنچ کر رکی۔ صفدر نے کار سے نیچے اتر کر ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک ملازم باہر آ گیا۔

''انجینئر صاحب سے کہو کہ ڈیگار سے ہم صرف ان سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ میرا نام مارشل ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''یس سر۔ میں معلوم کرتا ہوں''...... ملازم نے کہا اور واپس اندر داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا پھاٹک ایک بار پھر کھلا اور وہی ملازم باہر آ گیا۔

''میں پھاٹک کھولتا ہوں آپ کار اندر لے آئیں''...... ملازم نے کہا اور واپس مڑ کر چھوٹے پھاٹک میں غائب ہو گیا جبکہ صفدر واپس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد پھاٹک کھل گیا

تو صفدر نے کار اندر کی طرف بڑھائی اور پھر سائیڈ پر پارکنگ دیکھ کر اس نے کار کا رخ ادھر کر دیا۔ وہاں ایک پرانے ماڈل کی کار موجود تھی۔ کار روک کر وہ نیچے اترے ہی تھے کہ اسی لمحے وہ ملازم پھاٹک بند کر کے ان کے پاس آ گیا۔

''آیئے جناب''...... ملازم نے کہا اور پھر انہیں اس ڈرائنگ روم کے انداز میں سجائے گئے کمرے میں لے آیا تو صفدر اور اس کے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے کیونکہ انہیں پہلے بھی یہیں بٹھایا گیا تھا جب اچانک سامنے موجود پردہ پڑے دروازے سے جیکی اندر آئی تھی اور انہیں بے ہوش کر کے اپنے سپیشل پوائنٹ پر لے گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تو ملازم اندر داخل ہوا۔

''جناب۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے۔ انجینئر صاحب ابھی آ رہے ہیں''...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں۔ آپ کی مہربانی''...... صفدر نے کہا تو ملازم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ صفدر کے انکار نے اسے خاصا اطمینان بخشا ہے اور پھر دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک عمر رسیدہ آدمی اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی سب پہچان گئے کہ یہی انجینئر ولسن ہو سکتا ہے۔ اس لئے صفدر سمیت وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد سب واپس صوفوں پر بیٹھ گئے۔

''آپ کل نہیں آئے تھے۔ اچھا کیا تھا۔ ہم سارے گھر والے

اچانک پراسرار طور پر بے ہوش ہو گئے۔ کئی گھنٹوں بعد ہمیں ہوش آیا تھا۔ پتہ نہیں کیا ہوا تھا''...... انجینئر ولسن نے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھی سمجھ گئے کہ جیکی نے یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی ہو گی جسے یہ پراسرار کہہ رہا ہے۔

''کل ہم ایک اور کام میں پھنس گئے تھے۔ بہرحال آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کا بنایا ہوا نقشہ نمائش میں رکھا جائے اور ہم نے جو کچھ آپ کے بارے میں سنا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس عالمی نمائش میں پہلا انعام آپ کو ہی ملے گا جو پچاس لاکھ ڈالرز ہو گا''...... صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر سب نے انجینئر ولسن کے چہرے پر پچاس لاکھ ڈالرز کا سن کر مسرت کی پھلجھڑیاں پھوٹتے محسوس کیں۔

''یہ تو بعد کا مسئلہ ہے لیکن آپ مجھے کیا دے رہے ہیں''۔ بوڑھے انجینئر ولسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم آپ کو ایک لاکھ ڈالرز دیں گے البتہ انعام نکلنے کی صورت میں یہ ایک لاکھ ڈالرز پچاس لاکھ ڈالرز میں سے کاٹ لئے جائیں گے اور اگر انعام نہ ملا تو ایک لاکھ ڈالرز کی واپسی نہ ہو گی''۔ صفدر نے کہا۔

''انعام تو میرا ضرور نکلے گا لیکن آپ کو کسی خاص لیبارٹری کا نقشہ چاہئے یا جو نقشہ میرا بنا ہوا ہے میں لادوں تو آپ وہی لے لیں گے ایک لاکھ ڈالرز کے عوض''...... انجینئر ولسن نے کہا۔

''کاسان میں جو لیبارٹری قائم کی گئی ہے جس کا نقشہ آپ نے بنایا ہے اور جس کی شہرت ہر طرف پھیلی ہوئی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لوں۔ ابھی لے آتا ہوں''...... انجینئر ولسن نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''اگر واقعی یہ نقشہ کاسان لیبارٹری کا ہے تو پھر یہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ویسے لیبارٹری قائم کرنے کے بعد ان لوگوں کو جو ان کے نقشے بناتے ہیں، گولی مار دی جائے تاکہ کسی کو یہ نقشے کی کاپی نہ دے سکیں''...... تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ پھر تقریباً مزید دس منٹ بعد ایک بار پھر دروازہ کھلا اور انجینئر ولسن ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوا۔

''مل گیا ہے نقشہ''...... صفدر نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ فائل مل گئی ہے۔ فائل میں اسے استعمال کرنے کے لئے وضاحتیں ہوتی ہیں کیونکہ سائنس لیبارٹریوں کا نقشہ عام عمارتوں کے نقشوں کی طرح نہیں ہوتا''...... انجینئر ولسن نے قریب آ کر کہا اور پھر وہ کرسی پر بیٹھ گئے اور فائل اپنے سامنے کھول کر میز پر رکھ دی۔

''یہ کیسے معلوم ہوگا کہ یہ کاسان لیبارٹری کا نقشہ ہے''۔ صفدر

نے نقشے پر جھکتے ہوئے کہا۔

''یہ دیکھیں۔ یہ لکھا ہوا ہے۔ ایم زیڈ لیبارٹری کاسان اور آپ بھی جانتے ہیں اور سب جانتے ہیں کہ کاسان میں ایک ہی لیبارٹری ہے''...... انجینئر ولسن نے کہا تو صفدر نقشے پر مزید جھک گیا اور پھر کافی دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور جیب سے چیک بک نکال کر اس نے اس میں سے ایک چیک علیحدہ کیا اور اس پر تمام اندراجات کر کے اس نے آخر میں دستخط کر دیئے اور چیک انجینئر ولسن کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ گارنٹیڈ چیک ہے جناب''...... صفدر نے انجینئر ولسن کے چہرے پر قدرے مایوسانہ تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

''گارنٹیڈ۔ اچھا''...... انجینئر ولسن نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے چیک لے کر اسے غور سے دیکھا۔

''تھینک یو''...... انجینئر ولسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور چیک تہہ کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

''اب آپ مجھے اپنے نقشے کے بارے میں کچھ وضاحتیں کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ کیوں نہیں''...... انجینئر ولسن نے کہا۔

''اس لیبارٹری میں کتنے خفیہ راستے رکھے گئے ہیں اور ایمرجنسی راستے کتنے رکھے گئے ہیں تاکہ کسی بھی خطرے کی صورت میں صحیح سلامت باہر نکل سکیں''...... صفدر نے کہا۔

''خفیہ راستے دو ہیں جبکہ ایمرجنسی راستہ ایک ہے''...... انجینئر ولسن نے کہا۔

''کون کون سے۔ ذرا پوائنٹ آؤٹ کریں''...... صفدر نے کہا تو انجینئر ولسن نے اسے راستوں کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی ساتھ ساتھ وہ نقشے پر لکھے گئے پوائنٹس کی وضاحت بھی کرتا جا رہا تھا۔

''اور ایمرجنسی راستہ''...... صفدر نے کہا۔

''یہ راستہ خطرے کی صورت میں سمندر میں جا نکلتا ہے''۔ انجینئر ولسن نے نقشے پر ایک جگہ انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ راستے اب بند تو نہیں کر دیئے گئے یا کبھی آپ سے کہا گیا ہو کہ آپ ان راستوں کو بند کر دیں کیونکہ آپ زیادہ بہتر انداز میں کر سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''خفیہ راستے تو بند کئے جا سکتے ہیں لیکن ایمرجنسی راستہ بند نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ایمرجنسی کی صورت میں جان بچانے کا یہی راستہ ہوتا ہے''...... انجینئر ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس راستے کو باہر سے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ راستہ صرف اندر سے کھولا جا سکتا ہے۔ ایمرجنسی اگر کوئی ہو گی تو لیبارٹری کے اندر ہی ہو گی باہر سمندر میں تو کوئی ایمرجنسی نہیں ہو سکتی''...... انجینئر ولسن نے کہا۔

''او کے۔ بہت بہت شکریہ۔ نمائش لگتے ہی آپ کو باقاعدہ اطلاع دے دی جائے گی''...... صفدر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا تو اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ وہاں سے نکل کر سائیڈ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔ انجینئر ولسن ان سے اجازت لے کر واپس چلا گیا تھا۔

''اب کیا پروگرام ہے''...... کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب کار میں سوار اپنی رہائش گاہ کی طرف جا رہے تھے۔

''پروگرام کیا ہونا ہے۔ لیبارٹری سے فارمولا حاصل کرنا ہے اور پھر اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے کیونکہ یہودیوں نے بھی نہ صرف پاکیشیا کا فارمولا چرایا ہے بلکہ پاکیشیا کی قیمتی لیبارٹری بھی تباہ کر دی تھی''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن طریقہ کیا ہو گا۔ کیا باہر سے میزائل فائر کریں گے یا کسی خفیہ راستے سے اندر جائیں گے''...... صالحہ نے کہا۔

''نقشہ ملنے سے پہلے تم اس کے لئے بے حد مشتاق تھے جب مل گیا ہے تو اب یہ بے فائدہ ہو گیا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے یہ تو نہیں کہا کہ نقشہ بے فائدہ ہے۔ یہ ہمیں بہت کام دے گا لیکن یہودی بے حد شاطر لوگ ہوتے ہیں۔ وہ ان خفیہ راستوں کو یقیناً بند کر دیں گے بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خطرہ

محسوس کرتے ہی انہوں نے پہلا کام یہی کیا ہوگا کہ خفیہ راستوں کو اس طرح بند کر دیا جائے کہ دشمن ایجنٹ اس راستے کو استعمال نہ کر سکیں''...... صفدر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

''میں چائے پینا چاہتی ہوں۔ اگر آپ میرا ساتھ دیں تو میں سب کے لئے چائے بنا لوں''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نیکی اور پوچھ پوچھ''...... تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے اور صالحہ اٹھ کر ہنستی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی۔

''ہم اس وقت آتش فشاں کے دہانے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی بھی لمحے ہمیں گھیرا جا سکتا ہے کیونکہ لازماً کاسان میں چیکنگ انتہائی سخت ہو گی۔ اس لئے ہمیں جس قدر جلد ممکن ہو سکے حرکت میں آ جانا چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ایک راستہ ہی ہمیں کام دے سکتا ہے اور وہ ہے ایمرجنسی راستہ لیکن یہ بھی اندر سے کھلتا ہے۔ پھر کیسے اسے کھولا جائے''۔ صفدر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''کہاں ہے نقشہ۔ مجھے دکھاؤ''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے کوٹ کی اندرونی جیب میں تہہ کر کے رکھی ہوئی فائل نکالی اور اسے کھول کر کیپٹن شکیل کے سامنے رکھ دیا۔ فائل میں نقشہ موجود تھا۔ کیپٹن شکیل نقشے پر جھک گیا۔

''اوہ۔ یہ تو واقعی صرف اندر سے ہی کھل سکتا ہے۔ یہ دیکھو۔ یہ

مخصوص نشان یہاں موجود ہے''...... کیپٹن شکیل نے ایک مختلف نظر آنے والے نشان پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہاں فائل میں اس نشان کی وضاحت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ راستہ صرف اندر سے کھل سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''خفیہ راستے کہاں ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے نقشے پر ان راستوں کی موجودگی دکھا دی۔

''یہ ضروری تو نہیں کہ یہ راستے بند ہوں یا اگر بند بھی ہوں تو انہیں کھولا نہیں جا سکتا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''دیکھو۔ یہاں بھی وہی مخصوص نشانات ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ خفیہ راستے بند کر دیئے گئے ہیں اور جب انہیں کھولنا ہو گا تو اندر سے انہیں کھولا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کسی خفیہ راستے میں جا کر رکاوٹ پر بم مار کر راستہ کھول لیں''...... تنویر نے کہا۔

''یہاں صرف باہر سے آنے والوں کی چیکنگ کے آلات کے ساتھ ساتھ آنے والوں کو ہلاک کرنے کے آلات بھی موجود ہوں گے۔ اس لئے جیسے ہی ہم اس راستے میں داخل ہوں گے اندر خطرے کے الارم بج اٹھیں گے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر کیا کریں۔ واپس چلے جائیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''واپس جانے کے الفاظ منہ سے نہ نکالا کرو''...... صفدر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''تو پھر کیا کیا جائے''......تنویر نے پھر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''فی الحال چائے پئیں''...... صالحہ نے ٹرالی دھکیل کر لے آتے ہوئے کہا۔ ٹرالی پر چائے کے برتن موجود تھے۔ صالحہ نے ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھی اور اپنی پیالی اٹھا لی اور چائے سپ کرنے لگی۔

''کس بات پر آپ دونوں اونچا بول رہے تھے''...... صالحہ نے صفدر اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمیں آگے بڑھنے کے لئے راستہ نہیں مل رہا''......صفدر نے کہا اور پھر خفیہ راستوں اور ایمرجنسی راستے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''میں ایک تجویز دوں۔ آپ مانیں گے''...... صالحہ نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ ہم کیوں نہ مانیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''آپ نقشہ سامنے رکھیں اور فون اٹھا کر ہسپتال میں موجود عمران صاحب سے رابطہ کریں۔ وہ آپ کو یقیناً کوئی نہ کوئی گائیڈ لائن دے دیں گے''...... صالحہ نے کہا۔

''اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم احمق ہیں اور عمران عقل مند۔ حالانکہ یہ بات الٹ ہے''......تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''صالحہ درست کہہ رہی ہے۔ اب ہماری پوزیشن بہت خطرناک ہے کہ ہم نے نقشہ بھی حاصل کر لیا لیکن آگے بڑھنے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔ البتہ عمران کی ذہانت واقعی غیر معمولی ہے اور نقشوں کے بارے میں بھی انہیں بہت کچھ معلوم ہوتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوکے۔ کرتے ہیں بات''...... صفدر نے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور پاکیشیائی دارالحکومت کا رابطہ نمبر دے دیں''......صفدر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا آپ لائن پر ہیں''...... ایک منٹ کی خاموشی کے بعد آواز دوبارہ سنائی دی۔

''یس''......صفدر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے تو صفدر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... عمران صاحب اب کیسے ہیں اور

کہاں ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''صفدر صاحب۔ عمران صاحب ابھی ہسپتال میں ہی ہیں۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ابھی ایک ہفتہ انہیں یہاں گزارنا پڑے گا''۔ دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... صفدر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''لیس سپیشل ہاسپٹل''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر صدیقی سے بات کرا دیں۔ میں یورپ کے ملک ڈیگار سے بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''صفدر بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ میں عمران صاحب سے فون پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ اس کا انتظام کریں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''میں تمہیں نمبر بتا دیتا ہوں۔ سپیشل کارڈلیس فون عمران کے پاس موجود ہے اس سے بات کر لو''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

''تھینکس''...... صفدر نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اس لئے دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران کی نہ صرف آواز جاندار تھی بلکہ اس کا لہجہ بھی پہلے کی طرح خوشگوار تھا اور صفدر سمیت سب ساتھی عمران کی آواز سن کر اور اس میں موجود پہلے جیسی خوشگواریت محسوس کر کے ان سب کے چہرے کھل اٹھے۔

''مبارک ہو عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کی ہے۔ میں صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''لیڈر کو اتنا چھوٹا سا تعارف نہیں کرانا چاہئے۔ اس سے اس کی قدر و اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ اب تم لیڈر ہو تم صفدر یار جنگ بہادر ہو''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو نہ صرف صفدر بلکہ باقی سب ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ اصل جنگ بہادر تو آپ ہیں کیونکہ ہم تو جنگ بزدل بنے ہوئے ہیں اور آپ سے رابطہ بھی اسی لئے کیا گیا ہے کہ آپ جیتنے یا دوسرے لفظوں میں جنگ بہادر بننے کا کوئی نسخہ معلوم کر سکیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بزدل کا لفظ اپنی لغت سے نکال دو۔ پاکیشیا میں جو حکومت

کے کسی بھی عہدے پر ہو۔ جنگ بہادر ہی کہلاتا ہے اور وہ بھی اپنے آپ کو جنگ بہادر ہی سمجھتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آپ کے والد سر عبدالرحمٰن بھی جنگ بہادر ہی کہلائیں گے''......صفدر نے کہا۔

''ارے ارے ان کے مقابل اماں بی زیادہ بڑی جنگ بہادر ہیں بلکہ جنگ بہادرن ہیں''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا اور اس کے ساتھی بھی عمران کی باتیں سن کر مسکرا رہے تھے۔

''عمران صاحب۔ ہم مشن پر کام کر رہے ہیں۔ مشن کے مطابق ہم نے کاسان میں واقع لیبارٹری سے پاکیشیائی فارمولا حاصل کرنا ہے اور پھر اس لیبارٹری کو تباہ کر دینا ہے۔ ہم اس وقت کاسان میں پہنچ چکے ہیں اور ہم نے لیبارٹری کا اصل نقشہ بھی حاصل کر لیا ہے۔ نقشے کے مطابق اس لیبارٹری میں دو خفیہ راستے ہیں جبکہ ایک ایمرجنسی راستہ ہے۔ دونوں خفیہ راستے تو بلاک کر دیئے گئے ہیں جبکہ ایمرجنسی راستہ بھی بند ہے لیکن اسے اندر سے کھولا جا سکتا ہے۔ ہم نے آپس میں اس معاملے کو ڈسکس کیا ہے لیکن لیبارٹری میں داخل ہونے کا کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ جس پر ہم سب نے سوچا کہ آپ سے مشورہ لیا جائے''...... صفدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ کون سا ایسا مسئلہ ہے جو تم اپنے آپ کو مشکل میں سمجھ رہے ہو''...... دوسری طرف سے عمران نے اس بار قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ مشکل کہہ رہے ہیں۔ ہمیں تو یہ اپنی زندگی کا سب سے مشکل مرحلہ محسوس ہو رہا ہے۔ خفیہ راستے ویسے بند ہیں۔ ان کو کھولنے کے لئے ان پر بم مارنے پڑیں گے اور ایسا کرتے ہی ہم پر فائرنگ کھولی جا سکتی ہے۔ اندر صرف سائنسدان ہی نہیں ہوں گے سیکورٹی گارڈز بھی وہاں لازماً موجود ہوں گے اور ہم ناکام بھی ہو سکتے ہیں۔ اب رہ جاتا ہے ایمرجنسی راستہ۔ وہ اندر سے کھلتا ہے۔ اب اسے باہر سے کیسے کھولا جائے''...... صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے اب تک لاتعداد سائنسی لیبارٹریوں کو تباہ کیا ہو گا۔ پھر تمہیں سمجھ کیوں نہیں آ رہی''...... عمران نے کہا۔

''اس وقت آپ ساتھ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں مکمل اعتماد رہتا تھا کہ آپ ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے اور آپ نکال بھی لیتے تھے اس لئے ہم نے کبھی ان باتوں پر غور ہی نہیں کیا تھا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس لئے تو کہہ رہا ہوں صفدر یار جنگ بہادر بن جاؤ۔ بہرحال خفیہ راستوں کو کھولا نہیں جا سکتا۔ یہ بات تم نے درست کی ہے لیکن ایمرجنسی راستے کو تم آسانی سے استعمال کر سکتے ہو''۔

عمران نے کہا۔

''وہ کیسے عمران صاحب۔ وہ تو اندر سے کھلتا ہے اور یہی مسئلہ تو سمجھ نہیں آ رہا''...... صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ایمرجنسی وے ایسا ہوتا ہے کہ ایمرجنسی کی صورت میں فوری کھل جائے۔ ورنہ اسے ایمرجنسی وے کہا ہی نہیں جا سکتا۔ اس لئے ایمرجنسی وے بناتے ہوئے خصوصی طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ جب اسے کھولا جائے تو یہ فوری حرکت میں آ جائے اور بظاہر جو دیوار سی نظر آتی ہے وہ بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ کی دوسری بڑی دیوار کے اندر غائب ہو جاتی ہے اور ایمرجنسی وے کھل جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ اسے باہر سے کیسے کھولا جائے''...... صفدر نے کہا۔

''میں بتاتا ہوں۔ ایمرجنسی وے کو کھولنے اور بند کرنے کے لئے جو آلہ لگایا جاتا ہے اسے آپریٹ کرنے کے لئے انتہائی طاقتور ریموٹ کنٹرولر استعمال کیا جاتا ہے۔ عام ریموٹ کنٹرولر فور پاور سگنلز پر کام کرتا ہے لیکن ایمرجنسی وے کو کھولنے کے لئے جو آلات نصب کئے جاتے ہیں وہ انتہائی طاقتور ہوتے ہیں تاکہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ایمرجنسی وے کلیئر ہو جائے۔ اس لئے ان آلات کو فوری آپریٹ کرنے کے لئے ایک سو پاور سگنلز کا ریموٹ کنٹرولر استعمال کیا جاتا ہے اور ایسے آلات کو باہر سے کھولنے کے

لئے اگر دو سو پاور سگنلز کا ریموٹ کنٹرولر استعمال کرو تو اندر موجود آلات فوری حرکت میں آ جائیں گے اور پلک جھپکنے میں رکاوٹ غائب ہو جائے گی''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''مطلب ہے کہ اگر ہم دو سو پاور سگنلز والے ریموٹ کنٹرولر کو ساتھ لے جائیں تو ہم آسانی سے باہر سے بھی اس راستے کو کھول سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''سو فیصد''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں جا کر کسی مارکیٹ سے دو سو پاور سگنلز والا ریموٹ کنٹرولر تلاش کرتا ہوں۔ معلوم نہیں یہاں ملتا بھی ہے یا نہیں''...... صفدر نے کہا تو دوسری طرف سے عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''جناب لیڈر صاحب۔ اس کے لئے بازار جانے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تو پھر یہ کہاں سے ملے گا''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اسے بنانا پڑتا ہے عام طور پر ایک سو سے زائد پاور سگنلز والا ریموٹ کنٹرولر بنایا ہی نہیں جاتا کیونکہ صرف ایمرجنسی وے کو کھولنے کے لئے ایک سو پاور سگنلز ریموٹ کنٹرولر بنایا جاتا ہے ورنہ چار سے چالیس تک پاور سگنلز والے ریموٹ کنٹرولر بنائے اور

فروخت کئے جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''پھر دو سو پاور سگنلز والا ریموٹ کنٹرولر کیسے تیار کیا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''بازار سے سو پاور سگنلز کے ریموٹ کنٹرولر عام مل جاتے ہیں۔ اسے خرید لو اور ساتھ ہی یورنیورسل چارجر بھی لے لینا''۔ عمران نے کہا۔

''یونیورسل چارجر۔ وہ کون سا ہوتا ہے۔ وہ تو ہر کمپنی کا اپنا علیحدہ چارجر ہوتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''عام چارجر بیٹری کو چارج کرنے کے لئے بہت وقت لیتے ہیں۔ اس لئے ایسے جدید چارجر آ گئے ہیں جن کے ذریعے بیٹری کو چارج کیا جائے تو وہ چند منٹوں میں بیٹری کو فل چارج کر دیتے ہیں۔ اس کے لئے فارمولا یہ اپنایا گیا ہے کہ کم وقت میں فل چارج کرنے کے لئے ڈبل پاور استعمال کی جاتی ہے۔ اس لئے جب ایک سو پاور سگنلز ریموٹ کنٹرول کی بیٹری میں ڈبل پاور جاتی ہے تو وہ دو سو پاور سگنلز کا ریموٹ کنٹرولر بن ہو جاتا ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ شکریہ۔ اب باقی کام ہم کر لیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''اب مجھے فون کرنا تو اپنا تعارف صفدر یار جنگ بہادر کہہ کر ہی کرانا''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب واقعی پاکیشیا کا فخر ہیں''...... صالحہ نے بے اختیار ہوتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ٹائیگر اور جوانا دونوں ایک رہائش گاہ کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ رہائش گاہ لوسانو میں ٹائیگر نے ایک ٹپ کے ذریعے حاصل کی تھی۔ اس رہائش گاہ میں کار بھی موجود تھی۔ ٹائیگر ڈائری پڑھنے میں مصروف تھا۔ یہ وہ ڈائری تھی جو وہ کرنل جیمز کے ہیڈکوارٹر کے سیف سے اٹھا لایا تھا۔

''اس میں کیا لکھا گیا ہے کہ تم مسلسل اسے پڑھ رہے ہو۔ ہمیں اب بیٹھ نہیں جانا۔ آگے بڑھنا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''یہاں لوسانو میں ایک میٹنگ ہاؤس ہے جس میں لارڈز کے بڑوں کی میٹنگ ہوتی ہے۔ کرنل جیمز نے ڈائری میں لکھا ہے کہ عام طور پر یہاں چیف رابرٹ اور بورڈ آف گورنرز کے ارکان اور کبھی کبھار لارڈ ہارٹ مین شرکت کرتے ہیں اور یہ میٹنگ ہر ماہ کی آٹھ تاریخ کو لازماً ہوتی ہے جبکہ سپیشل میٹنگز اکثر ہوتی رہتی ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر''...... جوانا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ٹائیگر کی بات سمجھ نہ آئی ہو۔

''ہمیں چیک کرنا چاہئے کہ میٹنگ کب ہے۔ کم از کم اونچے درجے کے چند لوگوں کو تو اڑایا جا سکتا ہے کیونکہ ہمارے پاس آگے بڑھنے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا اس جگہ کا ایڈریس ڈائری میں لکھا ہوا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس جگہ کی اہمیت کی وجہ سے کوڈ استعمال کیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا کوڈ ہے''...... جوانا نے چونک کر پوچھا۔

''ڈائری میں لکھا ہوا ہے کہ میٹنگ ہاؤس۔ آگے لکھا ہے کہ بچہ آدمی کا باپ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ کیا کوڈ ہے''...... جوانا نے چونک کر پوچھا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ گریٹ لینڈ کی زبان کے ایک معروف شاعر کی نظم ہے جس کا عنوان یہی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ بچہ ہر برائی سے پاک ہوتا ہے جبکہ آدمی ہر گناہ کرنے پر تیار رہتا ہے۔ اس لئے بچہ آدمی سے بھی زیادہ بڑا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب اس کوڈ کو کون پڑھے گا''...... جوانا نے کہا۔

''میں نے پڑھ بھی لیا ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پڑھ لیا ہے۔ کیا ہے''...... جوانا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ چرچ کے ساتھ بچوں کا سکول ہے اور میٹنگ ہال بھی اس کی کسی سائیڈ پر ہے۔ اس جگہ کا نام ہیومن رائٹس ہوسکتا ہے''...... ٹائیگر نے مطلب بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ تم نے کیسے بنا لیا۔ میری سمجھ میں تو نہیں آ رہا''...... جوانا نے کہا۔

''فادر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور چرچ میں ہی فادر ہوتے ہیں اور بچہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے یا تو وہاں بچوں کا سکول ہے یا میٹرنٹی ہوم ہے جہاں بچوں کی پیدائش ہوتی ہے اور آدمی کو ہیومن کہا جاتا ہے اور ان دنوں ہیومن رائٹس کا بے حد چرچا ہے۔ اس لئے ساتھ ہی کوئی بلڈنگ ہو گی جہاں ہیومن رائٹس کا دفتر ہو گا۔ اس طرح اس فقرے میں موجود تین لفظ بچہ، فادر اور آدمی ایڈجسٹ ہو جاتے ہیں''...... ٹائیگر نے تفصیل بتائی تو جوانا اسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے اسے کوئی انوکھی چیز نظر آ رہی ہو۔

''کیا ہوا۔ تم اس طرح مجھے کیوں دیکھ رہے ہو''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم واقعی ماسٹر کے شاگرد بننے کے لائق ہو۔ کمال ہے۔ لگتا ہے کہ یہ دو لفظوں میں لکھا ہوا کوڈ تم نے ہی بنایا ہو''...... جوانا نے کہا۔

''یہ تو میرا اندازہ ہے۔ موقع پر جا کر پتہ چلے گا کہ میرا اندازہ درست بھی ہے یا نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن آٹھ تاریخ تو ابھی دور ہے اور ان کی میٹنگ نہ ہو گی تو وہ وہاں اکٹھے کیوں ہوں گے''...... جوانا نے کہا۔

''نہ بھی ہوں۔ ہم وہاں کی تلاشی لیں گے۔ لارڈز کے ان بڑوں کے بارے میں شاید معلومات مل جائیں کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔ پھر ہم وہاں اٹیک کریں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پہلے ان کے اپنے بارے میں تو اطلاع ہونی چاہئے کہ بڑے ہیں کون''...... جوانا نے کہا۔

''کرنل جیمز کی ڈائری میں ان کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ رابرٹ اور لارڈز ہارٹ مین۔ کرنل جیمز کا چیف رابرٹ ہے۔ پھر بورڈ آف گورنرز کے ارکان ہیں اور پھر تنظیم لارڈز کا چیئرمین لارڈ ہارٹ مین ہے اور ایک اہم بات مزید بھی لکھی ہوئی ہے کہ لارڈ ہارٹ مین نے لارڈز کے سب بڑوں کو وارننگ دی ہوئی ہے کہ اگر ایک ماہ کے اندر باس عمران کو ہلاک نہ کیا گیا تو ان بڑوں کو گولی مار دی جائے گی اور اسی وجہ سے باس عمران پر بھی خوفناک قاتلانہ حملہ ہوا، مجھ پر حملہ ہوا، مس جولیا پر حملہ ہوا۔ اس لئے اس لارڈ کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے اور اس سے نیچے جو لوگ ہیں ان کے چیفس کا خاتمہ بھی بے حد ضروری ہے۔ اس طرح لارڈز جو اس وقت یہودیوں کی فرسٹ کلاس تنظیم بنی ہوئی ہے

مفلوج ہو کر رہ جائے گی اور یقیناً ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر ہمیشہ
کے لئے ختم ہو جائے گی''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے
ہوئے کہا۔

''کیا یہ سب چیفس، سپر چیف اور لارڈز یہاں لوسانو میں رہتے
ہیں''...... جوانا نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہاں تو صرف کرنل جیمز رہتا تھا۔ ڈائری سے پتہ چلا
ہے کہ رابرٹ اسرائیل کی مغربی سرحد پر واقع ایک چھوٹے ٹاؤن
روگر میں رہتا ہے اور لارڈ اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں
رہتا ہے البتہ وہ وہاں کم رہتا ہے زیادہ عرصہ وہ ادھر ادھر گھومتا پھرتا
رہتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پھر تو کافی لمبا کام ہو جائے گا''...... جوانا نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ ہم نے بہرحال اپنا مشن مکمل کرنا ہے چاہے ہمیں
دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کیوں نہ جانا
پڑے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے پھر چلو۔ یہاں بیٹھے رہنے سے تو معلومات نہیں مل
سکتیں''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں چلو''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے جیب سے مشین
پسٹل نکالا اور اس کا میگزین چیک کر کے اس نے اسے واپس جیب
میں ڈال لیا۔ جوانا نے بھی اس کی پیروی کی اور مشین پسٹل کو
چیک کیا تاکہ عین وقت پر دھوکہ نہ دے جائے۔ کچھ دیر بعد ان کی

کار ایک بک سٹال پر پہنچ کر رک گئی اور پھر اس سے پہلے کہ جوانا
کار روکنے کے بارے میں پوچھتا، ٹائیگر کار کا دروازہ کھول کر نیچے
اتر گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آ کر کار میں بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ
میں ایک رول شدہ نقشہ تھا۔

''یہ لوسانو کا نقشہ ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور کار سٹارٹ کر کے
آگے بڑھا دی۔

''ہاں۔ واقعی اس کی ضرورت تھی''...... جوانا نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے تھوڑا آگے بڑھنے کے بعد کار کو ایک
سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں موڑ دیا اور پارکنگ میں روک کر اس
نے نقشہ اٹھایا اور اسے سامنے ڈیش بورڈ پر پھیلا لیا۔

''اس میں کیا ڈھونڈو گے۔ سڑکیں یا ہوٹل''...... جوانا نے کہا۔

''میں نے بک سٹال پر موجود بوائے سے ہیومن رائٹس کے
آفس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ آفس بلیو لائن روڈ
پر ہے۔ اب میں اس نقشے سے بلیو لائن روڈ تلاش کروں گا پھر یہ
دیکھوں گا کہ اس وقت ہم کہاں موجود ہیں۔ اس کے بعد یہاں
سے بلیو لائن روڈ تک پہنچنے کے راستے ٹریس کروں گا''...... ٹائیگر
نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر نقشے پر جھک گیا۔
کافی دیر تک نقشے کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے جیب سے بال
پین نکال کر نقشے پر نشانات لگانا شروع کر دیئے۔ پھر ان نشانات کو
غور سے دیکھ کر ٹائیگر نے نقشہ تہہ کر کے جیب میں رکھا اور پھر کار

سٹارٹ کر کے وہ پبلک پارکنگ سے اسے نکال کر باہر سڑک پر لے آیا اور پھر اس نے دائیں طرف جانے والی سڑک پر کار ڈال دی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد اس نے کار ایک اور پبلک پارکنگ میں روک دی۔

''آؤ۔ ہم ہیومن رائٹس کے آفس تک پہنچ گئے ہیں۔ اب مزید کوڈ چیک کر لیں''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے بھی اثبات میں سر ہلایا اور پھر کار سے نیچے اتر آیا۔ ٹائیگر نے کار لاک کی اور پھر وہ دونوں ہی پیدل سڑک کی طرف چل پڑے۔ سامنے ہی ایک دس منزلہ عمارت موجود تھی جس پر ہیومن رائٹس کا جہازی سائز کا بورڈ دور سے واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔

''یہاں آس پاس کوئی چرچ تو نظر نہیں آ رہا''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہمیں آگے بڑھ کر اس بلڈنگ کے عقب میں بھی چیک کرنا ہوگا''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں سائیڈ روڈ پر آگے بڑھ گئے لیکن عقب میں کوئی چرچ نہ تھا۔ پھر اچانک ٹائیگر چونک پڑا کیونکہ ایک سائیڈ پر ایک بڑا احاطہ تھا جس میں عمارت بھی بنی ہوئی تھی۔ اس احاطے کے ستون پر فادر ہاؤس کی پلیٹ موجود تھی۔ احاطے کا پھاٹک بند تھا۔

''میں نے چرچ کے فادر کی بات کی تھی۔ یہاں عمارت کا نام فادر ہاؤس موجود ہے۔ بہرحال یہ دونوں کوڈ تو سامنے آ گئے۔ اب

بچے والے کوڈ کو چیک کرنا ہوگا''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ دونوں آگے کی طرف بڑھتے رہے۔ اچانک جوانا رک گیا۔ اس کی نظریں ایک شو روم پر پڑیں جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہاں صرف بچوں کے استعمال کی چیزیں فروخت کی جاتی ہیں۔

''یہ دیکھو۔ یہ بچوں کی چیزیں فروخت کرنے والا شو روم ہے''۔ جوانا نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری ڈی کوڈنگ دو لفظوں تک تو درست نہ تھی لیکن ہم بہرحال درست جگہ پر پہنچ گئے ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن یہ کیسے معلوم ہوگا کہ لارڈز کا اڈہ کہاں ہے''...... جوانا نے کہا۔

''ڈائری میں درج ہے کہ میٹنگ ہال تہہ خانے میں ہے جبکہ رومز اس تہہ خانے کے اوپر بنے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ فادر ہاؤس ہی ایسی عمارت ہو سکتی ہے۔ ہمیں اس کو چیک کرنا ہوگا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آٹھ تاریخ کے علاوہ وہ یہاں آتے ہی نہ ہوں''...... جوانا نے کہا۔

''اندر جا کر ہی معلوم ہو سکے گا۔ پھر دیکھیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آؤ۔ اس کی دائیں طرف گلی ہے۔ وہاں سے اندر کودنا پڑے

گا‘‘...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ اس احاطے کی اس سائیڈ پر چل پڑا جہاں ایک تنگ سی گلی تھی۔ وہ جب وہاں پہنچے تو وہاں باقاعدہ کوڑا کرکٹ جمع کرنے والا پوائنٹ تھا۔ وہاں چار بڑے بڑے ڈرم موجود تھے جن میں کوڑا کرکٹ بھرا ہوا تھا۔

’’آؤ‘‘...... ٹائیگر نے کہا اور اچھل کر وہ ڈرم پر چڑھا اور پھر دیوار پر چڑھ کر وہ آہستہ سے اندر کود گیا۔ اس کے پیچھے جوانا بھی تیزی سے اندر کود گیا۔ ٹائیگر کی نسبت جوانا کے کودنے سے خاصا گونج دار دھماکہ ہوا۔ اس لئے دونوں کچھ دیر تک وہیں رکے رہے لیکن جب کوئی ردعمل سامنے نہ آیا تو وہ دونوں عمارت کی سائیڈ پر موجود کھلی جگہ پر چلتے ہوئے فرنٹ کی طرف پہنچ گئے لیکن وہاں بھی خاموشی طاری تھی۔ پھر وہ عمارت کی سائیڈ دیوار کے ساتھ چلتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اور پھر برآمدے میں پہنچ گئے۔ انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ عمارت خالی ہے لیکن اسی لمحے وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے جب انہیں کچھ فاصلے پر موجود ایک کمرے میں فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کمرے میں لوگ موجود ہیں۔ وہ محتاط ہو گئے لیکن دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اس کمرے تک پہنچ گئے جہاں سے آواز آ رہی تھی۔

’’یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی‘‘...... وہی آواز سنائی دی جو انہوں نے پہلے سنی تھی۔

’’یس سر۔ لارڈ صاحب کے لئے خصوصی شراب کافی مقدار میں موجود تھے‘‘...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس کی آواز سنائی دی۔

’’رات دس بجے میں مکمل طور پر تیار رہوں گا اور سائنسی حفاظتی سسٹم بھی آن کر دیا جائے گا‘‘...... وہی آواز سنائی دی اور پھر رسیور کریڈل پر رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی۔ وہ دونوں دیوار کے ساتھ پشت لگائے کھڑے رہے۔ کچھ دیر بعد ایک بار پھر اسی آدمی کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید فون پر بات کر رہا تھا۔

’’سٹاگر بول رہا ہوں ریمنڈ۔ میٹنگ ہاؤس سے اور سنو۔ آج رات دس بجے سپیشل میٹنگ ہو رہی ہے اور چیف رابرٹ، بورڈ ممبرز اور چیئرمین لارڈ صاحب آ رہے ہیں۔ اس لئے ابھی لارڈ صاحب کے سیکرٹری رچرڈ نے فون کیا ہے کہ تمہیں بتا دوں۔ تم نے دس بجے سے پہلے پورے میٹنگ ہاؤس کو سائنسی حفاظتی انتظامات سے کور کرنا ہے تاکہ میٹنگ کے دوران مکھی بھی اندر داخل نہ سکے‘‘۔ سٹاگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

’’اوکے۔ میں یہاں موجود ہوں۔ تم نے خود حفاظتی انتظامات چیک کر کے آن کرنے ہیں ورنہ اگر لارڈ صاحب ناراض ہو گئے تو پھر تمہاری لاش بھی نہیں ملے گی۔ اوکے۔ گڈ بائی‘‘...... سٹاگر نے کہا اور پھر رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔ پھر قدموں کی آواز

سنائی دی اور چند لمحوں بعد دروازے سے ایک ورزشی جسم کا آدمی باہر آیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا، ٹائیگر اس پر جھپٹ پڑا اور وہ آدمی چیختا ہوا فضا میں اڑتا ہوا اور قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے فرش پر گرا اور اس کا جسم اس طرح اینٹھنے لگا جیسے اسے بیک وقت کوئی دونوں طرف سے کھینچ رہا ہو۔ ٹائیگر آگے بڑھ کر اس پر جھکا اور ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا کاندھے پر رکھ کر اس نے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کا اینٹھتا ہوا جسم ڈھیلا پڑ گیا جبکہ جوانا اس دوران اندر کمرے میں راؤنڈ لگا آیا تھا۔

''پوری عمارت کو چیک کرنا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ان دونوں نے پوری عمارت کو کھنگال لیا لیکن وہاں اس سٹاگر کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا اور سٹاگر کی باتیں سن کر انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ آج رات دس بجے ان کے مطلوبہ تمام آدمی یہاں آ رہے ہیں اور آج سپیشل میٹنگ ہے لیکن سٹاگر نے فون پر جو گفتگو کی تھی اس کے مطابق یہاں پر خصوصی سائنسی حفاظتی انتظامات کئے جا رہے تھے اس لئے انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کیا جائے۔

''ٹائیگر۔ میرا خیال ہے کہ ہم اندر کسی کمرے میں چھپ جائیں اور جب یہ سب لوگ آ جائیں تو ان سب کا خاتمہ کر دیں''...... جوانا نے حل پیش کرتے ہوئے کہا۔

''جب یہاں چپے چپے پر حفاظتی انتظامات آن ہو جائیں گے تو

ہم ان سے کسی صورت بچ نہیں سکیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پھر کیا کیا جائے کیونکہ یہ قدرتی طور پر ہو رہا ہے کہ یہ لوگ یہاں اکٹھے ہو رہے ہیں''...... جوانا نے کہا۔

''میرے خیال میں اس کا حل یہ ہے کہ ہم تہہ خانے میں فلیش زیرو ون چھپا دیں۔ پھر باہر سے آپریٹ کر کے اسے آن کر دیا جائے تو ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اب مارکیٹ سے فلیش زیرو ون لے آنے کا تو وقت نہیں رہا''...... جوانا نے کہا۔

''کار میں نہ صرف فلیش زیرو ون موجود ہے بلکہ اس کی آپریٹنگ ڈیوائس بھی موجود ہے جس کے ذریعے ہم باہر بیٹھ کر انہیں دیکھ اور سن بھی لیں گے اور پھر صرف ایک بٹن دبا کر ہم تمام حفاظتی انتظامات کو بھی زیرو کر دیں اور پھر وہاں جا کر ہم ان سب کا خاتمہ کر کے ایک لحاظ سے لارڈز کو دفن کر دیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہیں کیا پہلے سے معلوم تھا کہ یہاں ایسی چیزوں کی ضرورت ہے''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں لے آتا ہوں تاکہ اسے مناسب جگہ پر ایڈجسٹ کیا جا سکے''...... ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑا۔

''اس آدمی سٹاگر کا کیا ہو گا''...... جوانا نے کہا۔

''ہم یہاں سے واپس جاتے ہوئے اسے ہوش میں لے آئیں

گے لیکن خود اس کے سامنے نہ آئیں گے۔ اس لئے یہ آنے والوں کو کچھ نہ بتا سکے گا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے کیونکہ اس قسم کی تنظیمیں ایسے لوگوں کو گولی مار دیتی ہیں اس لئے یہ اپنے بے ہوش ہونے کو اوپن نہ کرے گا''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

صفدر اپنے ساتھیوں سمیت ایک موٹر لانچ میں سوار تیزی سے کاسان آئی لینڈ کی عقبی طرف جا رہا تھا جہاں وہ عمارت تھی جس کے نیچے لیبارٹری بنائی گئی تھی۔ موٹر لانچ چلانے کی ذمہ داری کیپٹن شکیل کی تھی جبکہ تنویر، صالحہ اور صفدر تینوں وہیں عرشے پر کرسیاں رکھے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ یہ موٹر لانچ ایلسان بندرگاہ سے کیش گارنٹی دے کر لے آئے تھے اور صفدر نے مارکیٹ سے سو پاور سگنلز کا حامل ریموٹ کنٹرولر خرید لیا تھا اور اس کے ساتھ ہی یورنیورسل چارجر بھی حاصل کر لیا گیا تھا۔ اس کے بعد جس طرح عمران نے بتایا تھا ویسے ہی ریموٹ کنٹرولر کو دو سو پاور سگنلز کا بنا لیا تھا۔ اس لئے وہ سب مطمئن تھے کہ اب انہیں ایمرجنسی وے کھولنے میں کوئی پریشانی نہ ہو گی۔

''صفدر صاحب۔ آپ نے اکیلے جا کر اس لبیارٹری کی ریکی کی تھی لیکن اس کی تفصیل آپ نے نہیں بتائی''...... صالحہ نے کہا۔

''میں نے بتایا تو تھا کہ عقبی طرف تو عمارت کی دیواریں ہیں البتہ کاسان جزیرے کا اس طرف کا ساحل بے حد کٹا پھٹا ہے جس میں چھوٹی بڑی بے شمار غاریں ہیں۔ میں نے رات کو ایک راؤنڈ لگایا تھا اس لئے میں باوجود خواہش کے اس غار کو تلاش نہ کر سکا جس میں ایمرجنسی راستہ بنایا گیا ہوگا''...... صفدر نے کہا۔

''پھر تو آپ کی ریکی ناکام ہوگئی۔ اب پھر نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا''...... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ عقبی طرف جزیرہ کس قسم کا ہے اور عمارتوں کی آخری حد کہاں تک ہے اور وہ میں نے دیکھ لی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اب تو ہم رات کو ہی وہاں پہنچیں گے۔ پھر کیسے مشن مکمل ہو گا''...... صالحہ نے کہا۔ وہ شاید انٹرویو لینے پر تل گئی تھی۔

''اب صرف ایمرجنسی وے کو تلاش کر کے اسے کھول کر اندر آپریشن کرنا ہے''...... صفدر نے کہا اور اس بار صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد انہیں دور سے کاسان جزیرہ نظر آنے لگ گیا لیکن اس کا یہ عقبی حصہ تھا۔ صفدر اور اس کے ساتھی گھوم کر اس کی عقبی طرف پہنچ رہے تھے۔

''تم تینوں نیچے کمرے میں پہنچ جاؤ تاکہ اگر کہیں سے چیکنگ بھی ہو رہی ہو تو اکیلا میں ہی نظر آؤں''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر اور اس کے ساتھی عرشے سے اٹھ کر کمرے کی طرف جانے

والی سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے کمرے میں پہنچ گئے۔

''صفدر صاحب۔ فارمولا بھی تو واپس لینا ہے''...... صالحہ نے ایک بار پھر صفدر سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

''تم آج کچھ زیادہ نہیں بول رہی اور وہ بھی صفدر کے ساتھ۔ کوئی خاص وجہ''...... تنویر نے کہا تو صفدر تو مسکرا دیا جبکہ صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''کیوں نہ پوچھوں۔ صفدر صاحب ہمارے لیڈر ہیں۔ ہمارے ذہن میں جو سوال ابھریں گے وہ تو پوچھنے ہی ہوتے ہیں''۔ صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''جواب تو تمہارا ٹھیک ہے۔ جب عمران لیڈر ہوتا ہے تو صفدر بھی تمہاری طرح سوالات کر کے عمران کی تو نہیں میرے ناک میں دم کر دیتا ہے''...... تنویر نے کہا تو صالحہ اور صفدر دونوں ہنس پڑے۔

''تم نے فارمولے کے بارے میں پوچھا ہے تو اس فارمولے کے حصول کے لئے تو سارا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ وہ تو بہرحال واپس لینا ہوگا''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ ہمارا مطلوبہ فارمولا کون سا ہے۔ وہاں نجانے کتنے فارمولے موجود ہوں''...... صالحہ نے کہا۔

''مجھے چیف ایکسٹو نے سرداور کے پاس جانے کی ہدایت کی تھی تاکہ وہ مجھے اس فارمولے کی شناخت کے بارے میں سمجھا سکیں انہوں نے واقعی مجھے اس بارے میں اتنا کچھ بتا دیا ہے کہ میں

سائنس دان نہ ہونے کے باوجود اسے آسانی سے شناخت کر سکتا ہوں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر صالحہ نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ اب مطمئن ہو گئی ہو۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد لانچ کی رفتار آہستہ ہونے لگی تو سب سمجھ گئے کہ وہ جزیرے کی عقبی طرف سے اس کے قریب پہنچ گئے ہیں اور اب چونکہ سامنے ایک وسیع و عریض عمارت ہو گی اس لئے اب انہیں کہیں سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا اس لئے وہ تینوں واپس عرشے پر پہنچ گئے۔ جزیرے کا عقبی حصہ واقعی قریب آ گیا تھا۔ بائیں طرف ایک اونچی دیوار تھی اور کچھ نہ تھا۔ کیپٹن شکیل نے لانچ کو جزیرے کے بالکل قریب لا کر روک دیا اور پھر اس لانچ کو اس نے ساحل کے ایک بڑے پتھر سے باندھ دیا تاکہ واپسی پر اس سے استفادہ کیا جا سکے۔ جزیرے کا ساحل واقعی کٹا پھٹا تھا۔ سب سے پہلے صفدر نے لانچ سے ساحل پر قدم رکھا اور پھر ایک ایک کر کے اس کے باقی ساتھی بھی جزیرے کے اس کٹے پھٹے حصے پر پہنچ گئے۔

''یہ تو واقعی بے حد کٹا پھٹا ساحل ہے لیکن یہاں تو ہزاروں چھوٹی بڑی غاریں ہوں گی۔ ایمر جنسی وے کو کیسے ٹریس کیا جائے گا''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اس نکتے پر تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ ویری بیڈ''...... صالحہ نے کہا۔

''اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پاس اس

غار کو ٹریس کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ نقشے میں ایمر جنسی وے کے بیرونی دہانے کا کٹاؤ اس انداز کا ہے کہ اس کٹاؤ کو دیکھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی شیر منہ پھاڑے بیٹھا ہو''...... صفدر نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''چلو کچھ آسانی تو ہوئی لیکن چیکنگ دائیں طرف کی جائے گی یا بائیں طرف''...... صالحہ نے کہا۔

''نہیں۔ دونوں اطراف جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نقشے کے مطابق یہ ایمر جنسی وے دائیں ہاتھ پر ہے اس لئے ہم اس طرف ہی جائیں گے''...... صفدر نے کہا تو اس بار بھی صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ پنسل ٹارچ کی روشنی میں وہ سب دائیں طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ ادھر چونکہ دور تک صرف سمندر ہی تھا جس میں اس وقت کوئی جہاز یا لانچ وغیرہ بھی موجود نہ تھی اور اونچی دیوار کی وجہ سے کہیں سے بھی چیکنگ نہ کی جا سکتی تھی۔ اس لئے وہ سب پنسل ٹارچ کی روشنی میں نہ صرف راستے کو چیک کر رہے تھے بلکہ سائیڈ پر موجود غاروں کے دہانوں کو بھی چیک کر رہے تھے اور پھر کچھ دیر بعد جب اچانک صالحہ نے روشنی غاروں پر ڈالی تو وہ بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ سامنے ہی وہ غار تھی جس کا دہانہ منہ پھاڑے شیر جیسا تھا۔

''یہاں ہے''...... صالحہ نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر اور ساتھیوں کی گردنیں بھی ادھر کو مڑ گئیں اور سب کے چہرے اس

نشانی کو دیکھ کر کھل اٹھے۔

''ہاں۔ یہ واقعی وہی نشانی ہے۔ آؤ''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے اس غار کے دہانے میں قدم رکھ دیا۔ پنسل ٹارچ کی تیز روشنی میں وہ آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ غار کا اندرونی حصہ خاصا صاف تھا۔ کوئی گندگی یا کسی جانور کے ڈھانچے وغیرہ نظر نہ آ رہے تھے لیکن پھر غار آگے جا کر مڑ گئی اور پھر جیسے ہی وہ تھوڑا سا آگے بڑھے تو یکلخت سامنے ایک بڑی سی چٹان آ گئی اور یہ چٹان قدرتی تھی صفدر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ باقی ساتھیوں کا بھی یہی حال تھا۔

''یہ کیا ہوا۔ یہ دیوار تو نہیں ہے بلکہ قدرتی چٹان ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم غلط غار میں داخل ہو گئے ہیں لیکن نقشے پر جو نشانی تھی وہ تو یہی تھی یہ سب آخر کیا کیا گورکھ دھندہ ہے''...... صفدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ اسے بنایا ہی اس انداز میں گیا ہو کہ ادھر سے دیوار کی بجائے قدرتی چٹان دکھائی دے تاکہ لوگ ڈاج کھا جائیں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے تو اس پر پاور سگنلز ریموٹ کنٹرول کو استعمال کر کے دیکھتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن ہمیں تیار رہنا چاہئے۔ اگر واقعی یہ دیوار ہے اور ہٹ جاتی ہے تو ہمارا کسی سے بھی ٹکراؤ ہو سکتا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''میں نے اور انداز میں سوچا ہے کہ اتنی بڑی لیبارٹری میں ہو سکتا ہے کہ اندر سیکورٹی گارڈ بھی ہوں اور ہمیں اچانک گھیر کر ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس لے آیا ہوں۔ یہ دیوار اگر ہٹتی ہے تو میں گیس اندر فائر کر دوں گا اور ہم خود سانس روک لیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ زیادہ اچھا پلان ہے۔ اس طرح کوئی مزاحمت سامنے نہ آئے گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے کاندھے سے لٹکے ہوئے بیگ کو کھول کر اس میں سے ریموٹ کنٹرولر کے ساتھ ایک گیس پسٹل بھی باہر نکال لیا۔ پھر اس نے ریموٹ کنٹرولر کا رخ اس چٹان کی طرف کر کے اس کا ایک بٹن پریس کیا تو ریموٹ کنٹرولر کے ایک حصے پر سبز رنگ کا چھوٹا سا بلب جلنے بجھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خانے میں روشنی نمودار ہوئی اور وہاں دو سو کا ہندسہ نظر آنے لگا۔ صفدر اسے دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ ریموٹ کنٹرولر دو سو پاور سگنلز جاری کر رہا ہے اور وہ یقیناً سو پاور سگنلز جاری کرنے والے اس آلے کو حرکت میں لے آئے گا جس سے یہ دیوار ہٹتی اور بند ہوتی ہے۔ صفدر نے دوسری بار بٹن کو پریس کیا تو گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سے سب بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ گڑگڑاہٹ کی آواز تیز ہوتی جا رہی تھی لیکن دیوار یا چٹان اپنی جگہ پر موجود تھی۔ اس میں کوئی حرکت نہ ہو رہی تھی۔

"یہ کیا ہوا۔ گڑگڑاہٹ تو ہو رہی ہے لیکن"...... صفدر نے کہا لیکن اس کا فقرہ ابھی مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ یکلخت بھاری چٹان تیزی سے دائیں ہاتھ پر پھسلتی چلی گئی اور پھر کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی وہ وہاں فٹ ہوگئی۔ دوسری طرف باقاعدہ برآمدہ تھا جس کے بعد سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا البتہ وہاں بجلی کی روشنی موجود تھی۔ صفدر نے گیس پسٹل کا رخ اندر کی طرف کر کے اپنے ساتھیوں کو سانس روکنے کا اشارہ کیا اور دو تین بار ٹریگر دبا دیا۔ پسٹل میں سے نیلے رنگ کے کیپسول نکل کر فرش سے ٹکرائے اور اس کے ساتھ ہی سفید رنگ کا دھواں سا نکلا اور پھر اوپر جا کر غائب ہو گیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی سانس روکے کھڑے تھے۔

"اب سانس لے لو"...... صفدر نے پہلے خود سانس لے کر چیکنگ کی تھی لیکن گیس کے اثرات ختم ہو گئے تھے اور پھر اس کے کہنے پر سب ساتھیوں نے سانس لینا شروع کر دیئے۔

"آؤ۔ اب ہم لیبارٹری کے اندر جائیں گے اور یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہے"...... صفدر نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چٹان کے ہٹنے سے جو راستہ بنا تھا وہ سب اس راستے کو کراس کر کے دوسری طرف برآمدے میں پہنچے ہی تھے کہ اچانک سٹک سٹک کی آواز چھت سے سنائی دیں تو ان سب کی نظریں بے اختیار اوپر کی طرف اٹھ گئیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس سچوئیشن کو

سمجھتے، ان کے ذہنوں پر جیسے کسی نے اچانک سیاہ پردہ ڈال دیا ہو۔ البتہ صفدر کے ذہن میں تاریکی ہونے سے پہلے یہ احساس ابھرا تھا کہ آخرکار وہ ہٹ کر دیئے گئے ہیں۔ پھر جس طرح ان کے ذہن تاریک ہوگئے تھے۔ ویسے ہی اچانک ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی یکلخت غائب ہوگئی اور صفدر کا شعور جاگ اٹھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ البتہ اس کا ذہن پوری طرح جاگ اٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی بے ہوش ہونے سے پہلے کہ تمام مناظر اس کے ذہن پر کسی فلم کے مناظر کی طرح گھوم گئے تھے۔ اسے یاد تھا کہ قدرتی چٹان کے ہٹنے کے بعد وہ اندر داخل ہوئے اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہے تھے کہ چھت سے سٹک سٹک کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ذہن پر تاریکی چھا گئی تھی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کے سب ساتھی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ سب ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہے تھے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں انہیں کرسیوں پر بٹھا کر رسی کی مدد سے باندھا گیا تھا۔ کمرہ خالی تھا البتہ وہاں ایسا سامان موجود تھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ یہ کسی لیبارٹری کا سٹور روم ہے۔

"یہ کیا ہوا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور پھر یہی فقرہ باقی ساتھیوں کے منہ سے بھی نکلا تو صفدر نے مختصر طور پر انہیں بتایا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔

"لیکن تم نے تو بے ہوشی کی گیس اندر فائر کی تھی۔ اس کا کیا ہوا۔ الٹا ہم بے ہوش ہو گئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لگتا تو ایسا ہی ہے۔ اب دیکھو کیا ہوتا ہے۔ بہرحال ہمیں رسیوں سے باندھا گیا ہے جن کی گانٹھیں ٹریس کرنے اور کھولنے کی ہم نے باقاعدہ ٹریننگ لے رکھی ہے اس لئے جلد از جلد اسے کھول لیں تاکہ آئندہ پیش آنے والے حالات کو کنٹرول میں لایا جا سکے"...... صفدر نے کہا اور خود بھی اس نے اپنی انگلیوں کی مدد سے گانٹھ تلاش کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ ابھی صفدر اس کوشش میں مصروف تھا کہ اچانک کمرے کا بند دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ سر سے گنجا تھا جبکہ سر کی سائیڈوں میں بال جھالروں کی طرح لٹک رہے تھے۔ آنکھوں پر نظر کی عینک تھی اور اس نے ڈارک رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا جبکہ اس کے پیچھے ایک درمیانے قد لیکن ورزشی جسم کا مالک آدمی تھا جس نے اپنی بیلٹ کی سائیڈ میں مشین پسٹل لٹکایا ہوا تھا۔

"انہیں ہوش آ گیا۔ وری گڈ"...... بوڑھے نے کہا اور پھر سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ سائیڈ کرسی پر گارڈ کو بٹھا لیا۔

"میرا نام ڈاکٹر سوبرز ہے اور میں اس لیبارٹری کا انچارج ہوں اور یہ سیکورٹی چیف آفیسر ہے ڈیوڈ۔ تم نے کمال کر دیا ہے کہ ایمرجنسی وے کو باہر سے کھول لیا۔ حالانکہ یہ کسی صورت بھی ممکن نہ ہو سکتا تھا۔ ڈیوڈ نے کافی ضد کی کہ تمہیں اسی بے ہوشی کے عالم

میں ہی ہلاک کر دیا جائے لیکن میں نے تمہیں اس لئے زندہ رکھا ہے کہ تم مجھے وہ طریقہ بتا دو جس سے تم نے باہر سے ایمرجنسی وے کی بلاکنگ ختم کر دی۔ اگر چھت پر بے ہوش کر دینے والی ریز کا سیٹ اپ نہ ہوتا تو تم لوگ ہمارے سروں پر پہنچ جاتے۔ اب اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے اصلیت بتا دو۔ میرا وعدہ ہے کہ تمہیں زندہ سلامت یہاں سے باہر نکلوا دوں گا ورنہ تمہیں ڈیوڈ کے حوالے کر کے میں چلا جاؤں گا"...... اس بوڑھے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"میں اب بھی یہی کہہ رہا ہوں جناب کہ انہیں فوراً ہلاک کر دیا جائے۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ باہر سے بھی دروازہ اس انداز میں کھولا جا سکتا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"تم احمق تو نہیں ہو گئے۔ تم نے خود ہی انہیں باندھا ہے اور یہ تمہاری ہی دعویٰ ہے کہ اب یہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکیں گے تو ان سے خوفزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر یہ بتا دیں گے تو ہمیں مستقبل میں فائدہ ہو گا۔ ہم اپنی کمزوریوں کو دور کر سکیں گے اور اگر نہ بتائیں گے تو پھر انہوں نے مرنا تو بہرحال ہے"...... ڈاکٹر سوبرز نے کہا جبکہ اس دوران صفدر نے نہ صرف گانٹھ کو ٹریس کر کے کھول لیا تھا بلکہ دوسری گانٹھ بھی وہ ٹریس کر چکا تھا اور اب اسے کھولنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔

"سر۔ آپ ان سے پوچھ گچھ کریں۔ میں اپنے آدمیوں کو یہاں لے آؤں تاکہ اگر یہ کوئی شرارت کریں تو ان کا خاتمہ کیا جا سکے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا کر لو لیکن سنو۔ میں نے جو وعدہ کیا ہے وہ میں بہرحال پورا کروں گا"...... ڈاکٹر سوبرز نے کہا تو ڈیوڈ اٹھ کر مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے سے باہر چلا گیا۔

"ہاں اب بتاؤ۔ دیکھو میں نے تمہاری جان بچا لی ہے"۔ ڈاکٹر سوبر نے کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور اس سے پہلے کہ ڈاکٹر سوبرز کچھ سمجھتا، صفدر اس کے قریب پہنچ چکا تھا اور پھر اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ڈاکٹر سوبرز چیختا ہوا کرسی سمیت نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ صفدر نے ڈاکٹر سوبرز کی گردن پر ضرب لگائی تھی تاکہ وہ صرف بے ہوش ہو جائے اور ہلاک نہ ہو۔ صفدر ضرب لگا کر آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ڈیوڈ کے ساتھ دو اور آدمی جنہوں نے گارڈز کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور ان کے ہاتھوں میں مشین پسٹلز بھی موجود تھے اندر داخل ہوئے لیکن اندر داخل ہوتے ہی ڈیوڈ بے اختیار چیخ پڑا اور تیزی سے اس طرف کو دوڑا جہاں ڈاکٹر سوبرز کرسی کے قریب ساکت پڑا ہوا تھا۔ اس کے

بھاگتے ہی اس کے پیچھے آنے والے اس کے ساتھی بھی تیزی سے اندر داخل ہو کر آگے بڑھنے ہی لگے تھے کہ دیوار سے پشت لگائے کھڑے صفدر نے یکلخت کسی بھوکے چیتے کی طرح ایک آدمی پر حملہ کیا اور نہ صرف اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل چھین لیا بلکہ اسے دھکا دے کر دوسرے مسلح آدمی سے ٹکرا دیا۔ اس کے ساتھ ہی گولیوں کی تڑتڑاہٹ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ صفدر نے ان کے سنبھلنے سے پہلے ہی ان پر فائر کھول دیا تھا۔ ڈیوڈ کو اس وقت گولی لگی جب وہ ڈاکٹر سوبرز پر جھک رہا تھا اور وہ چیختا ہوا پہلو کے بل فرش پر گرا تھا جبکہ اس کے ساتھ آنے والے دونوں آدمی گولیاں کھا کر چیختے ہوئے فرش پر گرے۔ ایک آدمی کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ اسی لمحے تنویر بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھا جدھر ایک آدمی کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر جا گرا تھا۔ تنویر نے مشین پسٹل اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ابھی مت جانا باہر۔ یہاں بہت سے لوگ ہوں گے"۔ صفدر نے چیخ کر کہا تو تنویر ہونٹ بھینچے دروازے کے قریب ہی رک گیا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے بھی گانٹھیں کھول لیں اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے مڑ کر صالحہ کے گرد بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ کھول دی۔

"شکریہ"...... صالحہ نے کہا تو کیپٹن شکیل مسکرا دیا۔ اس دوران

صفدر نے بے ہوش ڈاکٹر سوبرز کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور اسے رسی کی مدد سے اس طرح باندھ دیا کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکے۔

''یہ لو مشین پسٹل''...... صفدر نے دونوں مشین پسٹلز میں سے ایک کیپٹن شکیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور دوسرا اس کے ہاتھ میں تھا جبکہ تیسرا مشین پسٹل تنویر کے پاس تھا۔ یہ تینوں مشین پسٹلز ڈیوڈ اور اس کے آدمیوں کے تھے جو اب ہلاک ہو چکے تھے۔

''میں خالی ہاتھ کیسے جاؤں گی''...... صالحہ نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

''تم یہیں رکو۔ ہم آ رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ آپ رکیں۔ میں ساتھیوں کے ساتھ جاؤں گی''۔ صالحہ نے باقاعدہ ضد کرتے ہوئے کہا تو صفدر نے مشین پسٹل اس کی طرف بڑھا دیا۔

''جاؤ لیکن اپنا خیال رکھنا''...... صفدر نے بے اختیار کہا تو صالحہ کے چہرے کا رنگ گلنار ہو گیا کیونکہ عمران نے ان دونوں کو مذاق کر کر کے اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ اب وہ دونوں ایک دوسرے سے نظریں چرانے لگے تھے۔

''شکریہ''...... صالحہ نے کہا اور تیزی سے دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ صفدر مڑا اور ڈاکٹر سوبرز کے پاس جا کر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ڈاکٹر سوبرز کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر سوبرز کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے

تو صفدر نے ہاتھ ہٹا لئے اور فرش پر گری ہوئی کرسی اٹھا کر سیدھی کی اور پھر خود اس پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر سوبرز نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن رسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ مجھے کس نے باندھا ہے۔ یہ یہ''۔ ڈاکٹر سوبرز نے حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے رک رک کر کہا اور پھر اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے صفدر پر جم گئیں۔

''تم۔ تم تو رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ تم کیسے رہا ہو گئے اور یہ ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کو کیا ہوا ہے۔ یہ کیسے ہلاک ہو گئے''۔ ڈاکٹر سوبرز نے کہا۔

''یہ ہم سے لڑتے ہوئے مارے گئے ہیں لیکن ہم نے تمہیں ہلاک نہیں کیا کیونکہ ایک تو تم سائنسدان ہو اور دوسرا ہم اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کو اس وقت تک ہلاک نہیں کرتے جب تک کہ وہ خود اس کا بندوبست نہ کر دے''...... صفدر نے کہا۔

''خود ہلاک ہونے کا بندوبست۔ کیا مطلب''...... ڈاکٹر سوبرز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور پاکیشیا کا ایس ایس میزائل کا فارمولا یہودی ایجنٹ اڑا لائے تھے جس پر یہاں کام کیا جا رہا ہے اور تمہارے آدمیوں نے ہماری پوری لیبارٹری مع سائنسدانوں کے

تباہ کر دی تھی لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے بشرطیکہ تم ہمارے ساتھ تعاون کرو اور وہ تعاون یہ ہے کہ ہمارا فارمولا ہمیں واپس کر دو اور وعدہ کرو کہ آئندہ تم ایسا نہیں کرو گے''...... صفدر نے کہا۔

''پاکیشیا کا کوئی فارمولا ہمارے پاس نہیں ہے''...... ڈاکٹر سوبرز نے کہا۔

''او کے۔ پھر تمہارے زندہ رہنے کا کیا فائدہ۔ تم بھی جاؤ وہاں، جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔ فارمولا ہم خود تلاش کر لیں گے''۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہارے ساتھی کہاں ہیں''...... ڈاکٹر سوبرز نے کہا۔

''وہ فارمولا تلاش کرنے گئے ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد صفدر کے کانوں میں ایسی آوازیں پڑیں جیسے کوئی آدمی دوڑتا ہوا ادھر ہی آ رہا ہو۔ صفدر تیزی سے دروازے کی طرف گیا ہی تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر صفدر نے بڑی مشکل سے آنے والے پر حملہ کرنے سے اپنے آپ کو روکا کیونکہ آنے والا کیپٹن شکیل تھا۔

''تم''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل مڑا۔

''میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ ہم نے فارمولا بھی تلاش کر لیا ہے اور یہاں موجود تمام سائنسدانوں اور سیکورٹی گارڈز کا خاتمہ کر دیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو''...... ڈاکٹر سوبرز نے چیختے ہوئے کہا اور

پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا، کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور ڈاکٹر سوبرز کے حلق سے دھوری سی چیخ نکلی اور پھر وہیں ڈھلک گیا۔

''میں نے اسے اس لئے زندہ رکھا ہوا تھا کہ فارمولے کا علم اسے ہی ہو سکتا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''ایس ایس میزائل کا فارمولا آفس کے سیف میں تھا وہاں سے ل گیا اور ساتھ ہی ضروری نوٹس بھی ہیں۔ ہمارا سامان بھی ایک کمرے میں پڑا تھا۔ وہ بھی ہم نے لے لیا ہے۔ آؤ''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ صفدر بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اب لیبارٹری کو تباہ کر دینا کوئی مشکل نہ تھا اور فارمولا بھی واپس لے لیا گیا تھا اس طرح صفدر اور اس کے ساتھیوں نے مشن مکمل کر لیا تھا۔

"لارڈ صاحب کب تشریف لا رہے ہیں"...... رابرٹ نے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے بورڈ ممبر گرانڈ سے کہا۔

"پوچھ لیتا ہوں۔ وہ تو ہمیشہ وقت پر پہنچتے ہیں"...... گرانڈ نے کہا اور پھر جیب سے سیل فون نکال کر اسے آن کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"لارڈ صاحب۔ میں گرانڈ بول رہا ہوں آپ کا خادم۔ آپ میٹنگ ہال میں تشریف نہیں لائے۔ ہم آپ کے منتظر ہیں"۔ گرانڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں پہنچ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے بھاری آواز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گرانڈ نے سیل فون آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"اس میٹنگ کا ایجنڈا کیا ہو گا"...... رابرٹ نے ایک بار پھر

بات کرتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ اور اب تک ہم نے جو کوششیں کی ہیں اور اس کے جواب میں ہمیں کون کون سے نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ یہ تمام باتیں وضاحت سے ہوں گی اور پھر آئندہ کا کوئی ٹھوس لائحہ عمل بنایا جائے گا"...... دوسرے ممبر رچرڈ نے کہا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد لارڈ صاحب کی آمد کی اطلاع اس میٹنگ پورشن کے انچارج سٹاگر نے آ کر دی اور پھر واپس چلا گیا۔

"آؤ لارڈ صاحب کا استقبال کریں"...... گرانڈ نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا تو رابرٹ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ تینوں اس ہال سے نکل کر برآمدے کو کراس کرتے ہوئے سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔ اسی لمحے سفید رنگ کی لمبی سی کار پارکنگ میں آ کر رکی تو سٹاگر نے آگے بڑھ کر کار کا سائیڈ دروازہ کھولا تو لارڈ ہاٹ مین بڑے شاہانہ انداز میں باہر آئے تو سٹاگر کے ساتھ کھڑے رابرٹ، گرانڈ اور رچرڈ نے بھی سر جھکا کر انہیں خوش آمدید کہا۔

"آؤ۔ میرا خیال ہے کہ اب لارڈز کا آپریشن کیا جانا ضروری ہو گیا ہے۔ تھرڈ کلاس کے لوگ ہمارے آدمیوں کو اس طرح مار رہے ہیں جیسے ہمارے آدمی مچھر اور مکھی جیسی حیثیت رکھتے ہوں"۔ لارڈ صاحب نے میٹنگ ہال کی طرف آگے چلتے ہوئے پھنکارتے

ہوئے لہجے میں کہا۔

''لارڈز صاحب۔ ہم نے بھی ان کے اہم افراد کا خاتمہ کر دیا ہے اور مزید کام ہو رہا ہے''...... رابرٹ نے بڑے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''وہ عمران نامی آدمی فنش ہوا ہے یا نہیں''...... لارڈ نے میٹنگ ہال میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ وہ ختم ہو چکا ہے لیکن وہاں کی حکومت اسے اوپن نہیں کر رہی۔ ہم نے اس پر پہلا قاتلانہ حملہ کیا۔ اس میزائل فائر کیا لیکن پھر پتہ چلا کہ ابھی وہ زندہ ہے۔ گو اس کی حالت زندوں جیسی نہ تھی لیکن اصل مسئلہ اس کی موت تھا۔ چنانچہ ہم نے ہسپتال کے اس وارڈ کو ہی میزائلوں سے اڑا دیا اور سب کچھ تباہ و برباد کر دیا گیا اور عمران کا یقینی طور پر خاتمہ کر دیا گیا''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جبکہ مجھے اس کے الٹ رپورٹ ملی ہے''...... لارڈ نے اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو رابرٹ، گرانڈ اور رچرڈ تینوں کے چہرے یکلخت زرد پڑ گئے۔ وہ اب کرسیوں پر بیٹھنے کی بجائے مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑے تھے۔

''بیٹھو''...... لارڈ نے کہا تو وہ تینوں اس طرح کرسیوں پر بیٹھ گئے جیسے لارڈ نے انہیں کانٹوں کی سیج پر بیٹھنے کا حکم دیا ہو۔ اسی لمحے سٹاگر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا

تھا۔ ٹرالی پر شراب کی ایک بڑی بوتل اور ساتھ ہی ایک بڑا جام موجود تھا۔ اس نے ٹرالی لا کر لارڈ کے سامنے موجود میز کے ساتھ لگائی اور پھر بوتل اور جام اٹھا کر اس نے لارڈ کے سامنے رکھ دیئے اور سر جھکائے ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس کمرے سے باہر چلا گیا۔ لارڈ نے بوتل اٹھا کر اسے کھولا اور پھر جام آدھے سے زیادہ بھر کر اس نے بوتل بند کر کے رکھ دی۔ اسی لمحے سٹاگر واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک ٹرے تھی جس میں تین جام رکھے ہوئے تھے جن میں شراب بھری ہوئی تھی۔ اس نے ایک ایک جام تینوں کے سامنے رکھا اور واپس مڑا کر ایک بار پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

''اجازت لارڈ صاحب''...... رابرٹ نے فدویانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہم تمہیں خصوصی اجازت دیتے ہیں کہ تم میرے سامنے شراب پی سکتے ہو''......لارڈ نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

''ہم لارڈ صاحب کے مشکور ہیں''...... تینوں نے بیک زبان ہو کر کہا اور پھر اپنے اپنے جام اٹھا لئے۔

''رابرٹ۔ تم بتاؤ کہ ہمیں جو رپورٹ ملی ہے وہ درست ہو سکتی ہے یا جو تم کہہ رہے ہو وہ درست ہو سکتا ہے''...... لارڈ نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا ساتھ ہی وہ شراب کے گھونٹ بھی لے رہا تھا۔

''آپ کو کیا رپورٹ ملی ہے''...... رابرٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہی کہ لارڈز پاکیشیا میں مکمل طور پر ناکام رہی ہے بلکہ وہاں

لارڈز کے اہم افراد بھی مارے جا چکے ہیں اور پاکیشیا میں کیا، یہاں لوسانو اور کاسان میں بھی ہمارے اہم ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ یہی کہ تم سب اب بے کار ہو چکے ہو۔ اگر تم اسی طرح بے کار ثابت ہوتے رہے تو لارڈز بالکل ختم ہو جائے گی‘‘...... لارڈ نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’آپ کو درست رپورٹ نہیں دی گئی۔ آدھی رپورٹ غلط ہے جبکہ آدھی درست ہے‘‘...... رابرٹ نے کہا تو لارڈ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

’’تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم ہمیں غلط کہو‘‘...... لارڈ نے میز پر مکہ مارتے ہوئے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’لاڈر صاحب ہم فیلڈ میں کام کرتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ کیا ہوا ہے اور کیا نہیں ہوا۔ عمران کے بارے میں جو کچھ ہم نے بتایا ہے وہ سو فیصد درست ہے۔ اس حد تک آپ کو ملنے والی رپورٹ غلط ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ہمارے دو تین اہم فیلڈ ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے تو اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ پاکیشیائیوں نے یہ حملے کئے ہوں۔ ان کی آڑ میں ہمارے دشمن بھی یہ کام کر سکتے ہیں‘‘...... رابرٹ نے کہا۔

’’تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم مجھے ملنے والی رپورٹ کو غلط کہو‘‘...... لارڈ نے ایک بار پھر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

’’آپ ہمیں گولی مار دیں لیکن ہمیں غلط نہ کہا کریں۔ فیلڈ میں

کام ہم کرتے ہیں اس لئے ہماری رپورٹیں غلط نہیں ہوسکتیں۔ آپ کو رپورٹس دینے والے فیلڈ کے لوگ نہیں ہیں۔ وہ اندازوں سے کام لیتے ہیں بعض اوقات غلط رپورٹ بھی کر دیتے ہیں‘‘۔ رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’رچرڈ۔ تم کیا کہتے ہو‘‘...... لارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے خاموش بیٹھے رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’مسٹر رابرٹ درست کہہ رہے ہیں جناب۔ ہم تو آپ کے وفادار ہیں۔ آپ کو غلط رپورٹ کیوں دیں گے‘‘...... رچرڈ نے جواب دیا تو لارڈ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اس کے اس طرح ہنسنے پر سب چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

’’گڈ۔ میں تم دونوں کو آزما رہا تھا اور تم دونوں اس آزمائش میں پورے اترے ہو۔ جس طرح تم اپنے موقف پر اڑ گئے ہو اور تم نے اپنی موت کے خوف کے باوجود اپنی بات کو غلط نہیں کہا اس سے تمہاری سچائی ثابت ہو گئی ہے۔ مجھے رپورٹس ضرور ملی ہیں لیکن مجھے ان سے زیادہ تم پر اعتماد ہے‘‘...... لارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو گرانڈ اور رچرڈ تینوں کے چہرے کھل اٹھے۔

’’ہم آپ کے شکر گزار ہیں لارڈ صاحب‘‘...... تینوں نے کہا۔

’’ہاں۔ مجھے معلوم ہے اب بتاؤ کہ آئندہ کے لئے کیا پلاننگز ہیں تمہارے پاس۔ عمران کے خاتمے کے بعد اب ہمیں کیا کرنا ہے

اور یہاں ہمارے اہم آدمیوں کو جن لوگوں نے ہلاک کیا ہے ان سے انتقام کیسے لیا جا سکتا ہے''...... لارڈ نے کہا۔

''ہم نے لیبارٹری کو بچانا ہے اور جو کوئی چاہے وہ پاکیشیائی ہو یا کسی اور ملک کا ہمارے خلاف یا لیبارٹری کے خلاف کام کرے گا ان کا خاتمہ کرنا ہی ہمارا مشن ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا کوئی ٹائم ہونا چاہئے۔ اس کا اب لامحدود وقت نہیں دیا جا سکتا۔ ہمارے سامنے اور بھی بڑے بڑے چیلنج ہیں''...... لارڈ نے کہا۔

''میرے خیال میں وقت دو ماہ کا ہونا چاہئے''...... رابرٹ نے کہا تو لارڈ صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے رابرٹ یکلخت اٹھا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف دوڑا جو بند تھا۔ اس کے اس طرح اٹھ کر دوڑنے پر لارڈ، گرانڈ اور رچرڈ تینوں بے اختیار اچھل پڑے۔

''کیا ہوا۔ کیا ہوا''...... لارڈ نے چیخ کر کہا لیکن رابرٹ دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ پھر چند منٹ کی خاموشی کے بعد گولیاں چلنے اور انسانی چیخوں کی آوازیں سن کر رچرڈ ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑے بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا اور لاڈر اس طرح کھڑا ہو گیا تھا جیسے اس کے جسم سے کسی نے جان نکال لی ہو۔ فائرنگ اور انسانی چیخوں نے اس کی تمام تر توانائی جیسے سلب کر لی تھی۔ ایک بار پھر فائرنگ کی آوازیں سنائی

دیں اور ساتھ ہی انسانی چیخیں سنائی دیں اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی اور لارڈ اس طرح کرسی پر گرا جیسے خالی ہوتا ہوا بورا نیچے ڈھلک کر گرتا ہے۔ اسے محسوس ہو گیا تھا کہ دشمن یہاں تک پہنچ گئے ہیں اور یقیناً چیخیں رابرٹ اور رچرڈ کی ہوں گی۔ اس نے بے بسی کی شدت میں بے اختیار آنکھیں بند کر لیں جبکہ گرانڈ بھی خوف سے آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو لارڈ نے نجانے کس خیال کے تحت اپنی جیب میں موجود مشین پسٹل نکال لیا اور پھر جیسے ہی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا، لارڈ نے لاشعوری طور پر ٹریگر دبا دیا اور دوسرے ہی لمحے دروازے سے اندر آتا ہوا آدمی چیختا ہوا پشت کے بل دروازے کے درمیان گرا اور ذبح ہوتی ہوئی بکری کی طرح تڑپنے لگا اور پھر ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

صفدر نے اپنے ساتھیوں سمیت پوری لیبارٹری کا راؤنڈ لگایا تا کہ لیبارٹری میں وہ جگہ تلاش کی جا سکے جہاں وہ انتہائی طاقتور بم رکھ سکے لیکن اسے ایسی کوئی جگہ سمجھ نہ آ رہی تھی۔

''کہیں رکھ دو۔ اب اسے اٹھائے پھرو گے۔ یہاں فوری طور پر تو کسی نے نہیں آنا اور ہم ایمرجنسی وے سے باہر نکل جائیں گے''۔ تنویر نے کہا۔

''اس پر ٹائم ڈی چارجنگ ڈیوائس بھی موجود ہے۔ اس پر آدھے گھنٹے کا وقت فکس کر دو۔ یہ خود بخود پھٹ جائے گا''۔ صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح ہمیں ڈی چارج کرنے کا رسک نہ لینا پڑے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوکے۔ اگر تم کہتے ہو تو یوں ہی سہی''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے بم پر موجودہ ٹائم فکسنگ ڈیوائس کو آپریٹ کرنا شروع

کر دیا۔

''کتنا وقت فکس کروں۔ میرے خیال میں آدھا گھنٹہ کافی ہے۔ آدھے گھنٹے میں ہم یہاں سے کافی دور پہنچ چکے ہوں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آدھا گھنٹہ بہت ہے''...... سب نے ہی صفدر کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا تو صفدر نے ٹائم فکس کر دیا اور پھر چارجڈ بم کو اس نے ایک کمرے کے کونے میں رکھ کر اس پر ایک کپڑا ڈال دیا۔

''آؤ اب یہاں سے نکل چلیں''...... صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ فارمولے کی فائل صفدر کی جیب میں تھی۔ وہ سب اس طرف کو بڑھ گئے جہاں سے ایمرجنسی وے شروع ہوتا تھا۔ تنویر نے چونکہ یہاں آپریشن کیا تھا اس لئے صفدر نے اسے رہنمائی کے لئے کہا تو تنویر ان سب کو ساتھ لے کر مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے سیڑھیوں تک پہنچ گیا جس کے بعد ایمرجنسی وے شروع ہو جاتا ہے جہاں ان پر بے ہوش کر دینے والی ریز فائر ہوئی تھیں لیکن یہاں اب اس کا خطرہ اس لئے نہ تھا کہ تنویر نے نہ صرف لیبارٹری میں موجود افراد کا خاتمہ کر دیا تھا بلکہ اس نے دل کھول کر لیبارٹری میں موجود تمام مشینری پر بھی فائرنگ کر کے تباہ کر دی تھی۔ اب صرف عمارت رہ گئی تھی جسے فکسڈ بم کے ذریعے اڑانا مقصود تھا لیکن جیسے ہی وہ سب اس طرف آئے

جہاں موجود بلاکنگ کو عمران کے کہنے پر دو سو پاور سگنلز کے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے باہر سے کھولا گیا تھا۔ وہ جیسے ہی آگے بڑھے اچانک راستہ بلاک ہو گیا اور یہ وہی رکاوٹ تھی۔

"یہ کیا ہوا۔ اس کو کھولنے والا ریموٹ کنٹرول کہاں سے ملے گا"...... صفدر نے کہا۔ اس کے لہجے میں یکلخت پریشانی عود آئی تھی۔

"یہ کس نے بند کیا ہے۔ وہ ریموٹ کنٹرولر کہاں ہے جس سے ہم نے اسے باہر سے کھولا تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اپنے کاندھے سے لٹکے ہوئے بیگ کو کھولا اور اس میں سے دو سو پاور سگنلز کا ریموٹ کنٹرولر موجود تھا۔ اس نے اسے باہر نکالا اور پہلے کی طرح اس کا رخ رکاوٹ پیدا کرنے والے بلاک کی طرف کر کے اسے آن کر دیا لیکن جب کوئی ردعمل نہ ہوا تو ان سب کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ہمارے پاس تو وقت بے حد کم ہے۔ اب کیا ہو گا"...... صفدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر سوبرز کے آفس میں ہو گا اسے اندر سے کھولنے والا ریموٹ کنٹرولر۔ لیکن اسے تلاش کرنے کا وقت نہیں ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"پیچھے ہٹو۔ میں اسے کھولتا ہوں"...... تنویر نے کہا۔

"کیا کرنے لگے ہو۔ مجھے بتاؤ"...... صفدر نے کہا۔

"میرے پاس ہلکی طاقت کا بم ہے۔ میں اس بم سے اس رکاوٹ کو دور کر دوں گا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس جان بچانے کا اور کوئی طریقہ نہیں ہے ورنہ ٹائم بم کے پھٹنے کے بعد اس لیبارٹری کے ساتھ ساتھ ہمارے بھی پرزے اڑ جائیں گے"...... تنویر نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح دھماکوں کی آواز جزیرے پر پہنچ جائے گی اور پھر ہمیں گھیر لیا جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"زندہ تو رہ جائیں گے"...... تنویر نے کہا اور پھر کافی پیچھے ہٹنے کے بعد اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بم کی پن کھینچ کر اسے چٹانی رکاوٹ پر مار دیا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ہر طرف گرد اور دھواں پھیل گیا لیکن جب دھواں غائب ہوا تو یہ دیکھ کر سب کے چہرے لٹک گئے کہ اس چٹان رکاوٹ پر صرف ہلکا سا گڑھا پڑا تھا اور کچھ نہ ہوا۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔ ہم نے خواہ مخواہ ٹائم ڈیوائس استعمال کی۔ ہم اسے چارجڈ کر دیتے اور پھر جہاں سے مرضی اسے ڈی چارج کر دیتے لیکن اب تو ہم پھنس گئے ہیں۔ کیا اس کا ٹائم آگے نہیں بڑھایا جا سکتا"...... صالحہ نے کہا۔

"نہیں۔ اور اب تو شاید دس پندرہ منٹ باقی رہ گئے ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

"عمران صاحب ہوتے تو اول تو یہ مسئلہ ہی سامنے نہ آتا۔ وہ

شطرنج کی چال کی طرح سوچ سمجھ کر آگے بڑھتے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''عمران صاحب تو عمران صاحب ہی ہیں۔ ان سے کون مقابلہ کر سکتا ہے لیکن اس کا حل کیسے نکالا جائے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید پریشانی نمایاں تھی۔

''ہاں۔ ایک حل ہے اور بس یہی حل ہے''......اچانک خاموش کھڑے کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''کیا حل ہے۔ جلدی بتاؤ''...... صفدر نے کہا۔

''اس دو سو پاور سگنلز والے ریموٹ کنٹرولر کو سو پاور سگنلز میں تبدیل کر دو۔ پھر یہ یہاں کام کرے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیسے ہو گا یہ۔ اس میں موجود بیٹری کا مسئلہ ہے۔ اسے عمران کے کہنے پر یونیورسل چارجر سے چارج کر کے دو سو پاور میں تبدیل کیا گیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اب بھی اس یونیورسل چارجر کو ہی استعمال کرو۔ نکالو اسے بیگ سے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اپنے بیگ میں موجود یونیورسل چارجر نکال کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''وہ ریموٹ کنٹرولر مجھے دو''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے ریموٹ کنٹرولر بھی کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔ کیپٹن شکیل

نے ایک نظر یونیورسل چارجر کو دیکھا اور پھر اس نے ریموٹ کنٹرولر کو یونیورسل چارجر میں ایڈجسٹ کر کے یونیورسل چارجر کو دیوار میں موجود سوئچ پینل میں ایڈجسٹ کر کے بٹن آن کر دیا اور غور سے ریموٹ کنٹرولر کے اس خانے کو دیکھنے لگا جس میں پاور ڈسپلے ہوتی تھی۔ اس نے بٹن آف کیا اور چارجر کو نکال کر اس نے اسے صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

''کیا ہوا''...... صفدر نے بے چین لہجے میں کہا۔ باقی ساتھیوں کی نظریں بھی کیپٹن شکیل پر جمی ہوئی تھیں۔

''کام ہو گیا ہے۔ اب میں رکاوٹ کو ہٹا رہا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس بار اس نے ریموٹ کنٹرولر کا رخ چٹانی بلاکنگ کی طرف کر کے ریموٹ کنٹرولر کا بٹن دبا دیا تو گڑگڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ چٹانی بلاکنگ سائیڈ پر جا کر ایڈجسٹ ہو گئی اور راستہ کھل گیا۔

''اب دوڑتے ہوئے آگے بڑھو۔ بلاسٹنگ ٹائم قریب ہے''۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ سب بلاکنگ کو عبور کر کے دوڑتے ہوئے غار کے دہانے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''یا اللہ تیرا شکر ہے کہ لانچ موجود ہے''...... صفدر نے باہر موجود اس موٹر لانچ کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ لہجے میں کہا جسے وہ چٹان سے ہک کر گئے تھے۔ اگر یہ لانچ نہ ملتی تو بھی ان کی موت یقینی تھی کیونکہ یہاں لانچوں یا بحری جہازوں کا راستہ ہی تھا اور کوئی

انسان سینکڑوں میل تک تیر نہیں سکتا تھا۔ لانچ میں سوار ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے اس کو چٹان سے آزاد کیا اور پھر اسے سٹارٹ کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے ان کی لانچ تیزی سے جزیرے سے دور ہٹتی چلی گئی۔

”کیپٹن شکیل۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بروقت ترکیب سمجھا دی ورنہ ہمیں تو کوئی بات سمجھ ہی نہ آ رہی تھی“...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں نے دراصل عمران صاحب کی طرح سوچا۔ دو اور دو چار ہوتے ہیں اور چار میں سے دو نکال دو تو پھر چار نہیں وہی دو ہی رہتے ہیں اور چارجر اگر کنٹرولڈ ہے تو پھر اسے آدھی پاور تک ہی روکا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس نے اسے آپریٹ ہو کر چٹان ہٹا دی“...... کیپٹن شکیل نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ ابھی کچھ ہی دور گئے تھے کہ یکلخت خوفناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی سمندر کا پانی بھی اچھلنے لگا اور پھر جزیرے کے آخری عقبی حصہ سے فضا میں شعلوں اور پتھروں کا طوفان سا پھٹ پڑا۔ لیبارٹری پوری طرح تباہ ہو گئی تھی۔

”اگر ہم بروقت نہ نکل سکتے تو ان پتھروں کے ساتھ ہمارے جسم کے ٹکڑے بھی شامل ہوتے“...... صالحہ نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ٹائیگر اور جوانا دونوں اس میٹنگ ہاؤس سے کچھ فاصلے پر واقع یک ریستوران کے ہال میں ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نہوں نے ہاٹ کافی منگوا لی تھی جسے وہ گھونٹ گھونٹ پینے میں صروف تھے لیکن ان کی نظریں اس راستے پر لگی ہوئی تھیں جہاں سے گزر کر اس میٹنگ ہاؤس میں داخل ہوا جاسکتا تھا۔ دو کاریں ب تک اندر جا چکی تھیں اور ٹائیگر نے اندر جو سسٹم نصب کر رکھا تھا نہ صرف اس کا ڈسپلے اس چھوٹے سے آلے میں آ رہا تھا بلکہ آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ میٹنگ ہال میں تین آدمی موجود تھے جن میں رابرٹ، گرانڈ اور رچرڈ تینوں لارڈز سیکنڈ کمان تھے جبکہ فرسٹ کمان لارڈ ہاٹ مین تھا جس کی آمد کا ان تینوں کو انتظار تھا اور ٹائیگر بھی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ وہ آ جائے تاکہ ان سب کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس طرح لارڈز تنظیم یقیناً درہم برہم ہو جائے گی اور پھر کچھ دیر بعد ہی ایک سفید رنگ کی کار کو

اندر کی طرف مڑتے دیکھ کر وہ چونک پڑے۔ پھر وہ کار وہاں موجود
پہلی کاروں کے ساتھ رکی اور اس ملازم نے جسے وہ بے ہوش چھوڑ
آئے تھے کار کا دروازہ کھولتے دیکھا تو وہ دونوں مسکرا دیئے کیونکہ
ان کے اندازے کے مطابق اس ملازم نے جسے سٹاگر کے نام سے
پکارا جا رہا تھا۔ کسی کو نہیں بتایا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا کیونکہ
اسے بھی معلوم تھا کہ اگر اس نے بتا دیا تو اسے فوری گولی مار دی
جائے گی۔ کار سے سوٹ میں ملبوس ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا
آدمی باہر آیا اور پھر وہ میٹنگ ہال کی طرف چل پڑا۔ رابرٹ، گرانڈ
اور رچرڈ بھی اس کے پیچھے انتہائی مؤدبانہ انداز میں چل رہے
تھے۔ یہ یقیناً لارڈ تھا لارڈز تنظیم کے بورڈ آف گورنرز کا چیئرمین
جس کے تحت یہودی بین الاقوامی تنظیم پوری دنیا میں مسلمانوں کے
خلاف کام کر رہی تھی جبکہ لارڈ کے عمارت کی طرف بڑھنے کے بعد
کار کا ڈرائیور کار سے باہر آیا۔ اس نے سٹاگر سے ہاتھ ملایا اور پھر
وہ بھی برآمدے کی طرف بڑھنے لگا جبکہ سٹاگر تیزی سے چلتا ہوا
عمارت کے آخری کونے کی طرف بڑھ گیا تو ٹائیگر نے سائنسی
حفاظتی انتظامات کو زیرو کرنے والی ڈیوائس کو آن کیا اور پھر رسیونگ
ڈیوائس کو بند کر دیا اور اسے جیب میں رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

’’کیا ہوا‘‘...... جوانا نے اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر کہا۔

’’آؤ چلیں۔ اب ان کا خاتمہ کرنا ہے تا کہ ہمارا مشن مکمل ہو
سکے‘‘...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر

نے ویٹر کو بل ادا کیا اور ٹپ دی اور پھر وہ دونوں بیرونی دروازے
کی طرف بڑھ گئے۔ قریب ہی پارکنگ میں ان کی کار موجود تھی۔

’’اب کرنا کیا ہے۔ یہیں سوچ سمجھ لو‘‘...... جوانا نے کہا۔ وہ
دونوں اپنی کار کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

’’پوزیشن یہ ہے کہ چار افراد میٹنگ ہال میں موجود ہیں۔
رابرٹ، گرانڈ، رچرڈ اور لارڈ۔ یہی ہمارا اصل ٹارگٹ ہیں۔ ایک
اس کوٹھی کا ملازم سٹاگر ہے جو ان تینوں کی خدمت کر رہا ہے اور
ایک لارڈ کی کار کا ڈرائیور ہے۔ وہ اس عمارت کے کسی کمرے میں
ہو گا۔ ہم نے عقبی طرف سے اندر کودنا ہے اور پہلے اس سٹاگر اور
ڈرائیور کو کور کرنا ہے۔ پھر ان چاروں کو گولیوں سے اڑانا ہے۔ اس
کے بعد واپسی ہو گی‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’لیکن یہ سٹاگر تو کسی جگہ جم کر نہیں بیٹھے گا کیونکہ وہ تو ملازم
ہے اور جب تک یہ چاروں یہاں سے واپس نہ جائیں گے یہ ٹک
کر کہاں بیٹھے گا‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’کچھ نہ کچھ تو بہرحال کرنا پڑے گا ورنہ اگر یہ چاروں واپس
چلے گئے تو ہمارے لئے بہت مشکل ہو جائے گی۔ چاروں کے
ہیڈکوارٹرز علیحدہ علیحدہ ہیں‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’اوکے۔ چلو پھر‘‘...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے کار کی سائیڈ
سیٹ اٹھا کر اس میں سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل اٹھایا
اور سیٹ بند کر کے کار لاک کی اور پسٹل جیب میں ڈال لیا۔

''ویری گڈ۔ تم واقعی ماسٹر کی طرح عقل مند ہو''...... جوانا نے اسے گیس پسٹل اٹھاتے دیکھ کر کہا۔

''یہ میں نے احتیاطاً رکھ لیا تھا ورنہ کچھ عرصے سے ایک ایسا آلہ ایجاد ہوا ہے جس کو اگر کسی بھی اوپن یا بند عمارت میں رکھ دیا جائے تو اس سے مستقل نکلنے والی ریز وسیع ایریئے تک بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات کو زائل کر دیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس آلے کی موجودگی میں بے ہوش کر دینے والی گیس اپنے اثرات کھو دیتی ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور جوانا نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں کوڑے کرکٹ کے ڈرم عمارت کے دیوار کے ساتھ موجود تھے۔

''آہستہ سے کودنا۔ اندر لوگ موجود ہیں''...... ٹائیگر نے آہستہ سے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر پہلے ٹائیگر آہستگی سے اندر کودا۔ پھر جوانا نے بھی کوشش تو کی کہ وہ زیادہ سے زیادہ آہستگی سے اندر کودے لیکن بہرحال اس کا وزن کافی تھا اس لئے اس کے کودنے سے خاصا دھماکہ ہوا اور وہ دونوں ایڑیوں کے بل دوڑتے ہوئے سائیڈ راہداری کی طرف بڑھے لیکن ابھی وہ عمارت کی سائیڈ راہداری تک ہی پہنچے تھے کہ دوسری طرف سے کسی نے یکلخت ان پر فائر کھول دیا۔ یہ فائر صرف راہداری میں ہاتھ بڑھا کر کیا گیا تھا۔ فائرنگ کرنے والا سائیڈ پر تھا۔ اس لئے بھی شاید جوانا

اور ٹائیگر دونوں اس فائرنگ سے بال بال بچے تھے۔ جوانا نے فوراً ہی جوابی فائر کیا اور گولیوں سے اس ہاتھ کو چھلنی کر دیا تو ایک انسانی چیخ سنائی دی۔ ٹائیگر اور وہ دونوں دوڑتے ہوئے فرنٹ کی طرف بڑھے۔ دور سے اب دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور پھر جیسے ہی وہ دونوں راہداری کے اختتام پر پہنچے ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر گیس پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور گیس پسٹل سے یکے بعد دیگرے دو گہرے نیلے رنگ کے کیپسول سامنے زمین سے ٹکرائے اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر اور جوانا دونوں نے سانس روک لئے لیکن تھے وہ اسی سائیڈ پر ہی۔ پھر ٹائیگر نے سر باہر نکالا تو اس نے دو آدمیوں کو کچھ فاصلے پر دیکھا۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جبکہ دوسرا سٹاگر خالی ہاتھ تھا اور وہاں ان کے سامنے لارڈ کا ڈرائیور زمین پر بے ہوش پڑا تھا۔ اس کا ہاتھ اڑ گیا تھا۔ ٹائیگر نے یہ دیکھ کر ہاتھ کو ایک بار پھر آگے کی طرف کیا اور اندازے سے فائر کھول دیا۔ فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی انسانی چیخ سنائی دی اور کسی کے نیچے گرنے کا دھماکہ ہوا تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کے آگے بڑھتے ہی جوانا بھی اچھل کر سامنے آ گیا لیکن اسی لمحے ٹائیگر پر فائر کھول دیا گیا لیکن ٹائیگر چونکہ بہت سوچ سمجھ کر آگے بڑھا تھا اس لئے وہ تو سامنے کی فائرنگ سے بال بال بچ گیا البتہ جس آدمی نے ٹائیگر پر پہلے فائر کھولا تھا زخمی ہو کر نیچے گر گیا تھا اور سٹاگر وہاں موجود نہ تھا جبکہ

ایک اور آدمی جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا مسلسل فائر کرتا ہوا ٹائیگر اور جوانا کی طرف دوڑا چلا آ رہا تھا لیکن جوانا اور ٹائیگر دونوں پارکنگ کے ستونوں کی آڑ لے چکے تھے اس لئے مسلسل فائرنگ سے بچ گئے تھے۔ گیس کے اثرات اب تک نہ ہوئے تھے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں بھی اینٹی گیس آلہ نصب ہے۔ پھر عمارت کے اندر سے ایک انسانی چیخ سنائی دی اور کسی کے نیچے گرنے کا دھماکہ بھی سنائی دی۔ جبکہ اس وقت ٹائیگر اور جوانا پر فائرنگ کرنے والا بھی اچھل کر برآمدے کی سائیڈ میں ہو گیا تھا لیکن وہ جوانا کی زد میں تھا اس لئے دوسرے لمحے جوانا کی طرف سے اس پر فائرنگ ہوئی اور وہ چیختا ہوا برآمدے کے فرش پر گرا اور پھر دو تین لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا جبکہ پہلے جو آدمی سٹاگر کے ساتھ کھڑا ہوا تھا اور جس نے ٹائیگر پر فائر کھولا تھا ٹانگوں پر گولیاں کھا کر نیچے پڑا تڑپ رہا تھا اور پھر وہ بھی ساکت ہو گیا تو ٹائیگر ستون کی آڑ سے نکلا اور میٹنگ ہال کی طرف بڑھ گیا تاکہ لارڈ پر قابو پا سکے۔ میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس کی دہلیز پر سٹاگر کی لاش آدھی اندر کی طرف اور آدھی باہر کی طرف نکلی پڑی تھی۔ ٹائیگر اچھل کر اندر داخل ہوا تو کرسی پر بیٹھے ہوئے لارڈ نے جھٹکا کھایا اور جھٹکے سے اٹھا ہی تھا کہ ٹائیگر کا بازو گھوما اور اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا دستہ پوری قوت سے لارڈ کے سر پر پڑا اور وہ چیختا ہوا کرسی سمیت پہلو کے بل نیچے فرش پر گرا ہی

تھا کہ ٹائیگر کی لات حرکت میں آئی اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا لارڈ سر پر ضرب کھا کر ایک بار پھر چیخا اور ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر تیزی سے مڑا اور اس نے گرانڈ کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مار دیا تو وہ بھی چیختا ہوا بے ہوش ہو گیا تو ٹائیگر نے سٹاگر کی لاش کو گھسیٹ کر ایک طرف کیا۔ اسے سینے میں گولی لگی تھی اور وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ ٹائیگر عمارت سے باہر آیا تو جوانا مشین پسٹل اٹھائے بڑے محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

’’بڑے میٹنگ ہال میں انہیں اکٹھے کر کے وہاں رسی سے باندھنا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’کیوں۔ انہیں گولیاں مارو اور نکل چلو۔ ورنہ فائرنگ کی آوازوں سے پولیس کے آنے کا بھی خطرہ ہے‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کا آپریشنل ہیڈکوارٹر کہاں ہے تاکہ اس لارڈ کو مجبور کر کے وہاں یہ احکامات دلائے جائیں کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام بند کر دیں‘‘۔ ٹائیگر نے کہا۔

’’اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب لارڈ اور نیچے کے ان تین بڑوں کی لاشیں سامنے آئیں گی تو ان کی بنائی ہوئی تنظیم لارڈز خود بخود ختم ہو جائے گی‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ چلو ان کا خاتمہ کرو اور یہاں سے واپس چلیں۔ یہاں کی تلاشی ہم پہلے ہی لے چکے ہیں۔ اس لئے

اس کی بھی ضرورت نہیں“...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے رابرٹ کے سینے پر مشین پسٹل رکھ کر فائر کھول دیا۔ رابرٹ کا جسم چند لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا جبکہ ٹائیگر واپس میٹنگ ہال کی طرف بڑھ گیا تاکہ وہاں موجود لارڈ اور گرانڈ کا خاتمہ کیا جا سکے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو وہاں موجود بلیک زیرو نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

”اللہ تعالیٰ کا شکر ہے عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے محاورتاً نہیں حقیقتاً آپ کو نئی زندگی دی ہے۔ ہمیں تو ڈاکٹروں نے مایوس کر دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت بے انتہا ہے“...... بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے جوزف کو بھی میرا ساتھی بنایا ہے“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

”جوزف کا آپ کی صحت یابی میں مرکزی کردار رہا ہے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلے چائے لے آؤ۔ وہاں ہسپتال میں تو ڈاکٹر صدیقی نے میرے چائے پینے پر سخت پابندی لگائی ہوئی تھی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا اٹھا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں چائے کی پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری اپنے سامنے رکھ کر وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"لارڈز کا کیا ہوا۔ صفدر نے کوئی رابطہ کیا ہے یا نہیں"۔ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی تک تو کوئی رابطہ نہیں کیا۔ میں نے ان کے لئے وہاں انتظامات کر دیئے تھے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر اور جوانا بھی لارڈز کے پیچھے گئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بھی ابھی تک کوئی رابطہ نہیں کیا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"سیکرٹ سروس کا مشن تو پاکیشیائی فارمولا واپس لانا ہے اور یہودیوں کی لیبارٹری تباہ کرنی ہے۔ ٹائیگر اور جوانا کس مشن پر گئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ لارڈز تنظیم کے خاتمے کے مشن پر گئے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وہ عمرو عیار کی زنبیل دینا۔ شاید کوئی حربہ نکل آئے جس سے

تازہ ترین معلومات حاصل ہو سکیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے سائیڈ پر جھک کر میز کی دراز کھولی اور اس میں سے سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ اس ڈائری میں عمران نے فون نمبرز اور پتے وغیرہ درج کئے ہوئے تھے اور وہ اسے مذاق میں عمرو عیار کی زنبیل کہہ دیتا تھا کیونکہ جس طرح عمرو عیار کو اپنی زنبیل میں سے ہر قسم کا حربہ مل جاتا تھا اسی طرح عمران کو بھی کوئی نہ کوئی ایسا انفارمر مل جاتا تھا جو اسے مطلوبہ معلومات مہیا کر سکے۔ عمران کچھ دیر تک ڈائری کھول کر دیکھتا رہا پھر اس نے ایک صفحہ پر نظریں جما دیں۔ پھر اس نے ڈائری بند کی اور اسے میز پر رکھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے ایکریمین ریاست لوسانو کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد ہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے

گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ڈالرز کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ یورپی تھا۔

''میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ہالتھ سے بات کرائیں''......عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ہالتھ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا سخت تھا۔

''پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں یعنی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''......عمران نے کہا۔

''ارے ارے تم وہی پرنس عمران ہو جس نے مجھے بہت سستے داموں خریدا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں چیختے ہوئے کہا گیا۔

''بقایا قسطیں دو گے تو خرید و فروخت مکمل ہو گی''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ہالتھ بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

''او کے۔ جب چاہو وصول کر لو''...... ہالتھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کچھ ہو گا تو وصول بھی کروں گا۔ فی الحال کچھ معلومات چاہئیں''......عمران نے کہا۔

''معلومات۔ کس بارے میں''...... ہالتھ نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

''یہودیوں کی بین الاقوامی تنظیم ہے لارڈز جو پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف کام کر رہی ہے۔ اس کا ایک ہیڈکوارٹر لوسانو میں بھی ہے جس کا انچارج کرنل جیمز ہے۔ انہوں نے پاکیشیا کی ایک لیبارٹری سے فارمولا چوری کیا اور پھر انتہائی قیمتی لیبارٹری بھی تباہ کر دی۔ اس کے خلاف میرے دو ساتھی کام کر رہے تھے کیونکہ میں پچھلے دنوں خاصی سیریس حد تک زخمی ہو گیا تھا۔ اس لئے اس آپریشن کے لئے خود نہیں جا سکا اور ان دونوں ساتھیوں کی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہیں ملی اور ان سے رابطہ اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ نجانے وہ کس پوزیشن میں ہوں''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو ایک یورپی اور ایک ایکریمین حبشی تمہارے ساتھی تھے پھر تو ایسا ہونا ہی چاہئے تھا۔ ہم خواہ مخواہ حیران ہو رہے تھے کہ محض دو آدمیوں نے اس بین الاقوامی اور انتہائی طاقتور تنظیم کو تنکوں کی طرح بکھیر کر رکھ دیا ہے''...... ہالتھ نے کہا تو عمران کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا ہوا ہے۔ مجھے تو بتاؤ''......عمران نے کہا۔

''تمہارے ساتھیوں نے پہلے کرنل جیمز کا خاتمہ کر دیا پھر انہوں نے مزید کارروائی کی اور لارڈز کے بڑے جن میں رابرٹ، گرانڈ، رچرڈ اور لارڈز تنظیم کا سب سے بڑا عہدیدار اور بورڈ آف گورنرز کا

چیئر مین لارڈ ہاٹ مین سب کو ہلاک کر دیا۔ یہاں لارڈز کا ایک خفیہ میٹنگ ہال ہے وہاں لارڈز کی خفیہ میٹنگز ہوتی ہیں۔ وہاں میٹنگ ہو رہی تھی اور لارڈز کے یہ چاروں بڑے وہاں اکٹھے تھے کہ وہاں فائرنگ کی آوازیں سنی گئیں۔ پولیس کو اطلاع ملی تو پولیس وہاں پہنچی تو وہاں قتل عام کیا گیا تھا۔ لارڈ ہاٹ مین، گرانڈ، رچرڈ اور رابرٹ چاروں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ ان کے ساتھ ہی میٹنگ ہال کا انچارج سٹاگر اور لارڈ ہاٹ مین کے ڈرائیور کی لاشیں پڑی تھیں۔ اس طرح لارڈز کے تمام بڑے ہلاک ہو گئے اور لارڈز تنظیم بکھر گئی اور ہر گروہ نے اپنی اپنی علیحدہ تنظیمیں بنا لیں۔ بہرحال لارڈز تنظیم ختم ہو گئی۔ ہم حیران تھے کہ یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اتنی بڑی کارروائی انفرادی طور پر کر دی ہے لیکن اب تم نے بتایا ہے کہ یہ تمہارے ساتھی تھے تو اب حیرت ختم ہو گئی ہے''...... ہالتھ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تمہاری پہلی قسط ادا شد۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور میز پر پڑی ڈائری اٹھا کر اس کی ورق گردانی شروع کر دی اور پھر ایک بار پھر اسے میز پر رکھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے کاسان آئی لینڈ کا رابطہ نمبر دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''یس''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''گولڈن کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''فریڈرک سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ فریڈرک بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد مردانہ آواز میں قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے رک رک کر اور ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ مجھے یاد آ رہا ہے۔ اوہ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا۔ آپ

نے تو رابطہ ہی نہیں کیا اور میرے پاس آپ کا نمبر ہی نہ تھا۔ شاید
چار پانچ سال بعد آپ نے رابطہ کیا ہے''...... دوسری طرف سے
فریڈرک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے رابطہ نہیں کیا تھا کہ تمہاری یادداشت کو چیک کر
سکوں لیکن شکر ہے کہ تمہاری یادداشت قابل داد ہے''...... عمران
نے کہا تو فریڈرک بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب بھی آپ اگر ڈگریاں نہ بتاتے تو شاید میری یادداشت
کام نہ کرتی''...... فریڈرک نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

''چلو شکر ہے کہ میری ڈگریاں کسی کام کی تو ثابت ہوئیں''۔
عمران نے کہا تو فریڈرک ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''اوکے۔ اب بتاؤ کہ فون کیوں کیا ہے''...... فریڈرک نے
سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کاسان میں لارڈز کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے۔ اس کے
بارے میں تمہارے پاس کوئی ٹپ ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیسی ٹپ۔ وضاحت کریں''...... فریڈرک نے کہا۔

''اس لیبارٹری میں پاکیشیا کا سائنسی فارمولا اڑا کر رکھا گیا ہے
اور ہم نے اسے واپس لانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کاسان میں واقعی لیبارٹری تھی۔ میں نے ''تھی'' کہا ہے اس
کا مطلب ہے کہ پہلے تھی لیکن اب نہیں ہے''...... فریڈرک نے
کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... عمران نے جان بوجھ کر
حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا حالانکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ صفدر اور
اس کے ساتھیوں نے مشن مکمل کر لیا ہے۔

''یہ لیبارٹری خفیہ بھی تھی اور ناقابل تسخیر بھی تھی لیکن پھر اچانک
ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ یہ لیبارٹری مکمل عمارت سمیت فضا
میں تنکوں کی طرح بکھر گئی۔ اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ سارے
جزیرے پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ بلڈنگز کے شیشے ٹوٹ گئے۔
ایک دو پرانی عمارتیں گر بھی گئیں۔ اس لیبارٹری میں اٹھارہ
سائنسدان اور عملے کے دوسرے افراد موجود تھے وہ سب ہلاک ہو
گئے البتہ یہ ناقابل یقین بات بھی سامنے آئی ہے کہ جتنی بھی لاشیں
ملی ہیں ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور بعد میں
لیبارٹری تباہ ہوئی ہے۔ یہ سب کیسے ہوا۔ ابھی اس پر تحقیق ہو رہی
ہے جہاں تک آپ اپنے فارمولے کی بات کر رہے ہیں تو اب
آپ اسے بھول جائیں۔ وہاں موجود ہر چیز تباہ ہو چکی ہے''۔
فریڈرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ صفدر اور اس کے ساتھی بھی کامیاب
رہے ہیں اور ٹائیگر اور جوانا بھی۔ لیکن ابھی کسی طرف سے بھی کوئی
رپورٹ نہیں آئی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''رپورٹ چھوڑو۔ رپورٹ تو آتی رہے گی۔ اصل بات یہ ہے

کہ یہودیوں کی بین الاقوامی تنظیم لارڈز ختم ہو گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ تین چار ہیڈز مرنے سے اتنی بڑی تنظیم کیسے ختم ہو سکتی ہے۔ میں یہ بات نہیں سمجھا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اصل میں تم نے تنظیموں کو مختلف ورکس کے لحاظ سے کبھی تقسیم نہیں کیا۔ ویسے تو ایسی بے شمار تنظیمیں ہوں گی جو اسلحہ، ڈرگ، منشیات اور نجانے کیا کیا ایک ملک سے دوسرے ملکوں میں سمگل کرتی ہیں۔ ان کے خلاف سیکرٹ سروس کام نہیں کرتی۔ سیکرٹ سروس ایسی تنظیموں کے خلاف کام کرتی ہے جو ملکوں اور حکومتوں کے خلاف کام کرتی ہیں۔ یہ لارڈز ایسی تنظیم تھی جو اسلحہ اور ڈرگ کے ساتھ ساتھ ملکوں اور حکومتوں کے خلاف کام کرتی تھی تاکہ یہودیوں اور اسرائیل کو فائدہ پہنچا سکے۔ اب آؤ دوسرے پہلو کی طرف۔ تنظیم میں ریڑھ کی ہڈی چند لوگ ہی ہوتے ہیں جو ان تنظیموں کی سمت متعین کرتے ہیں اور انہیں اپنے کنٹرول میں رکھ کر ملکوں اور حکومتوں کے خلاف کام ان سے کراتے ہیں ورنہ ان کے نیچے لوگ جرائم کی دنیا میں کام کرنے کے زیادہ شوقین ہوتے ہیں کیونکہ وہاں سے انہیں بے حد دولت ملتی ہے جبکہ ملکوں اور حکومتوں کے خلاف کام کرنے میں کام زیادہ اور اس لحاظ سے خطرہ بھی زیادہ لیکن معاوضہ کم ملتا ہے اسی لئے ایسی تنظیموں کے بڑوں کو اگر ہٹا دیا

جائے تو نیچے کے لوگ جرائم کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔ یہی کام لارڈز کا ہے۔ اس کے سیاسی ونگ میں کام کرنے کے لئے لارڈ ہاٹ مین اور اس کے چند ساتھیوں کا نام تھا۔ اب جبکہ یہ لوگ ہٹ گئے ہیں تو اب یہ تنظیم صرف جرائم کی حد تک رہ جائے گی اور یہی ہماری کوشش تھی''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا کیونکہ جب وہ دانش منزل میں موجود ہوتا تھا تو فون خود سنتا تھا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو صفدر نے مختصر طور پر بتا دیا کہ انہوں نے کیسے مشن مکمل کیا ہے۔

''گڈ۔ صالحہ سے کہو کہ وہ تحریری رپورٹ جمع کرائے''۔ عمران نے کہا۔

''یس سر۔ وہ رپورٹ تیار کر رہی ہے۔ اس لئے وہ جولیا سے مدد لے رہی ہے۔ ویسے ہماری کامیابی عمران صاحب کی وجہ سے ہے۔ مشن کے آخری حصے میں ہم لیبارٹری کے اندر پھنس کر رہ گئے تھے لیکن کیپٹن شکیل نے عمران کو ذہن میں رکھ کر ایسا کام کیا کہ ہم بچ کر نکل گئے۔ ویسے ہم نے کام بھی عمران صاحب کی ہدایات پر

عمل کرتے ہوئے کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''انسان ناگزیر نہیں ہوتے۔ عمران تمہارے اعصاب پر سوار ہو گیا ہے اسے جھٹک دو اور خود ہر معاملے سے نمٹنے کی عادت ڈالو جس طرح اس بار ہوا ہے''...... عمران نے چیف کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ لیکن ہم کچھ بھی کر لیں۔ عمران صاحب بہرحال ہم سے بہت آگے ہیں''...... صفدر نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ عمران کو مستقل طور پر سیکرٹ سروس سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اوکے۔ میں اس پر سوچوں گا''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ آپ کے ساتھی آپ کو اتنا چاہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ساتھی تو چاہتے ہیں لیکن اب کیا کہوں۔ اسے بھی تو خوش ہونا چاہئے جو مجھے بھاری مالیت کا چیک دے سکتا ہو۔ وہ تو مجھے ہمیشہ کے لئے سیکرٹ سروس سے علیحدہ کرنے کی دھمکی دے رہا ہے''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک منفرد اور دلچسپ ناول

مکمل ناول

ون ٹو ون

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کراوز، ایکریمیا کی ایک خصوصی ایجنسی جو پاکیشیا کی ایک لیبارٹری تباہ کرنا چاہتی تھی۔

جارج اور ریٹا ....

کراوز کے دو معروف ایجنٹ۔ جو کراوز کا مشن مکمل کرنے کے لئے پاکیشیا آئے۔ لیکن ——؟

جارج اور ریٹا ....

جنہوں نے لیبارٹری میں داخل ہونے کی سرتوڑ کوششیں کیں لیکن ان کا ہر راستہ بند کر دیا گیا۔ پھر ——؟

عمران اور ٹائیگر ....

دونوں جارج اور ریٹا کو ٹریس کرنے کے لئے کوششیں کرتے رہے لیکن ہر بار وہ ان کے ہاتھوں سے پھسل جاتے۔ کیوں؟

عمران اور ٹائیگر ....

دونوں جارج اور ریٹا کا صرف تعاقب ہی کرتے رہ گئے۔

جبکہ انہوں نے آخرکار لیبارٹری میں داخل ہونے اور لیبارٹری کو تباہ کرنے کا راستہ تلاش کر ہی لیا۔ پھر ——؟

وہ لمحہ *** جب جارج اور ریٹا نے نہ صرف اپنا مشن مکمل کر لیا بلکہ انتہائی اطمینان سے مکمل کر لیا جبکہ عمران اور ٹائیگر صرف تعاقب کرتے ہی رہ گئے۔ کیوں ——؟

پورے مشن میں عمران اور ٹائیگر
اور جارج اور ریٹا کا کبھی ٹکراؤ نہ ہوا۔ کیوں؟

وہ لمحہ *** جب پہلی بار عمران اور ٹائیگر کا ایکریمین ایجنٹوں سے ون ٹو ون ٹکراؤ ہوا۔ لیکن ایکریمین ایجنٹس اپنا مشن مکمل کر چکے تھے۔ کیا واقعی مشن مکمل ہو چکا تھا۔ یا ——؟

وہ لمحہ *** جب عمران نے جارج سے ون ٹو ون ملاقات کی اور پھر سب کچھ عمران نے حاصل کر لیا۔ کیا اور کیسے ——؟

انتہائی دلچسپ، منفرد اور حیرت انگیز انداز کی کہانی

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Ph 061-4018666

Mob0333-6106573

عمران سیریز میں ایک دلچسپ، منفرد اور یادگار ناول

مکمل ناول

سپیشل نمبر

کالی دنیا

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کالی دنیا = کالے جادو کی دنیا جس میں شیطان کی بڑی اور طاقتور قوتیں ملوث تھیں۔

کالی دنیا = پاکیشیا اور کافرستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے لاکھوں کالے جادو کے ماہر جو عوام الناس کو کالے جادو کی مدد سے سیدھے راستے سے ہٹا دینے میں صدیوں سے مصروف ہیں۔

کالا جادو = گندگی، بدروحوں، بھوتوں اور شیطانوں پر مبنی ایسا جادو جسے سریع الاثر اور انتہائی طاقتور سمجھا جاتا ہے۔

کالا جادو = جس کا شکار مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ کیوں--؟

کالا جادو = جس کے خلاف عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل نے مشترکہ جدوجہد کی۔ پھر----؟

وہ لمحہ = جب جولیا، صالحہ اور تنویر نے کالے جادو کے خلاف کام کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں؟ کیا وہ بھی کالے جادو کا شکار ہو گئے تھے۔ یا--؟

ٹیموتھی سے بچنے کے لئے اپنے بے شمار ساتھیوں کے ساتھ پناہ لے رکھی تھی۔

وہ لمحہ ⇐ جب عمران اور اس کے ساتھی ڈینجر مین اور اس کے کرائم ٹرائب پہنچ گئے۔

وہ لمحہ ⇐ جب پرنسز مارگریٹ اپنے چیف لارڈ ٹیموتھی اور لارڈ ٹیموتھی، پرنسز مارگریٹ کو ہلاک کرنے پر تل گئے۔ کیوں ----؟

وہ لمحہ ⇐ جب پرنسز مارگریٹ کے حکم پر کرائم ٹرائب میں موجود تمام کرمنلز اور عمران اور اس کے ساتھیوں پر میزائل برسائے گئے اور سارا جنگل آگ سے بھڑک اٹھا۔

لارڈ فورٹ ⇐ جسے لارڈ ٹیموتھی نے ناقابلِ تسخیر بنا رکھا تھا۔

وہ لمحہ ⇐ جب عمران اور اس کے ساتھی لارڈ فورٹ میں داخل ہو کر لارڈ ٹیموتھی کی قید میں پہنچ گئے۔

وہ لمحہ ⇐ جب لارڈ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو نئے انداز کی بھیانک موت سے ہمکنار کرنا شروع کر دیا۔

وہ لمحہ ⇐ جب مشن مکمل ہونے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کو علم ہوا کہ وہ جس ڈائمنڈ ہارٹ کو حاصل کرنے گریٹ لینڈ آئے تھے وہ نقلی تھا۔

اصلی ڈائمنڈ ہارٹ کہاں تھا۔ کیا وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مل سکا۔ یا----؟

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

کالو کاریگر == پاکیشیا میں کالے جادو کا سب سے بڑا عامل جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک شیطانی کنویں میں قید کر دیا۔ پھر کیا ہوا —— ؟

راج کالا == کافرستان میں کالے جادو کا سب سے بڑا عامل جو انسانوں کا خون پیتا تھا اور جو پوری قوت سے عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرا گیا۔ پھر کیا ہوا —— ؟

کلجگ == کالے جادو کی مرکزی مورتی جسے تباہ کرنے سے کالے جادو کا تار و پود بکھر جاتا لیکن عمران اور اس کے ساتھی اس تک پہنچ جانے کے باوجود کالے جادو کے خطرناک حربے کا شکار ہو گئے۔ کیوں اور کیسے۔ انجام کیا ہوا —— ؟

کالے جادو کی گندی اور خوفناک طاقتوں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ایسی جنگ جو روشنی اور اندھیرے کی جنگ تھی۔
لیکن انجام کیا ہوا؟

سحر و فسوں میں لپٹی ایک ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ یادگار ثابت ہوا

ناشران
خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان